صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار' 16 جون 1991ء

(یک شنبہ' 2 ذوالحج 1411ھ)

جلد 5 ___ شمارہ 14

سرکاری رپورٹ

مندرجات

اتوار 16 جون 1991ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ 983

مسئلہ استحقاق:

(i) سرعام شراب نوشی اور مے فروشی کا کاروبار 985

(ii) قومی مالیاتی کمیشن کی سفارشات ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر 990

(iii) کوآپریٹو فنانس کمپنیوں کے معاملے میں اخبارات کی جانب سے ممبران اسمبلی کو مورد الزام ٹھہرانا 997

تحاریک التوائے کار: 1004

(جاری)..........

.......(جاری)

صفحہ نمبر

تحاریک التوائے کار:

(i) فنڈز کی کمی کے باعث زیر تکمیل منصوبہ جات کے ٹھیکیداران
میں اضطراب 1006

(ii) الیکشن مہم میں اخراجات کرنے والے بلیک لسٹ ٹھیکیدار کو سڑک
تعمیر کرنے کا کام سونپنے کی سفارش 1008

(iii) جی ایم سید کو حب الوطنی کے سرٹیفکیٹ کا اجراء 1011

میزانیہ بابت سال 92-1991ء پر بحث
(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری) 1017

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

اتوار' 16 جون 1991ء

(یک شنبہ 2 ذوالحج 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا ۣ فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ○

سورۃ النساء - آیت 135

اے ایمان لانے والو! انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب' اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو۔ اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔

وماعلینا البلاغ ○

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر میاں منظور احمد موہل صاحب!

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اجلاس کا ٹائم صبح 9 بجے شروع ہوتا ہے اور سیکرٹریٹ کا ٹائم میرے خیال میں ساڑھے سات بجے ہے۔ جو لوگ رات کو ہمارے پاس کام کاج کے لئے آتے ہیں ان کے کام کے لئے اکثر میں تو صبح 8 بجے سیکرٹریٹ چلا جاتا ہوں تو وہاں پر جناب والا! کوئی سیکرٹری یا ڈپٹی سیکرٹری حاضر نہیں ہوتا جبکہ یہاں بھی 9 بجے پہنچنا ہوتا ہے اس لئے میں آپ کی معرفت یہ بات حکومت پنجاب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے تمام افسران کو وقت کا پابند بنائیں تاکہ وہ کم از کم وقت پر آجایا کریں اس طرح سے پھر ہم لوگ عوام کے کام کروا سکتے ہیں۔ اکثر سیکرٹری صاحبان اور ڈپٹی سیکرٹری صاحبان تقریباً 10 بجے آتے ہیں اور 10 بجے یہاں پر ہمارا اجلاس شروع ہوتا ہے۔ اس بات کا نوٹس لینا چاہیے۔ یہ اجلاس ہی کے دنوں کی بات نہیں ہے اکثر یہی ہوتا ہے یعنی پتہ چلتا ہے کہ صاحب تشریف نہیں لائے صاحب کا زمانہ تو جناب گزر گیا۔ اب تو ہم لوگ ہیں۔ اس ملک کے باشندے ہیں۔ ایک دوسرے کے بھائی ہیں ہمیں یہ احساس کرنا چاہیے کہ جو دفتروں کا وقت مقرر ہے اس وقت پر اگر آجائیں تو کسی کو تکلیف نہیں ہوگی۔ میں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر اسی لئے اٹھایا ہے کہ آپ اس کا نوٹس لیں۔ حکومت پنجاب کے وزرا صاحبان بھی یہاں بیٹھے ہیں وہ بھی اپنے محکموں کو دیکھیں۔ آج کل ہمارے پاس خاص طور پر محکمہ صحت کی داخلے کی درخواستیں آتی ہیں اور تو کوئی کام نہیں ہے جب ہم وہاں جاتے ہیں تو محکمہ صحت کا سیکرٹری یا ڈپٹی سیکرٹری کوئی بھی موجود نہیں ہوتا۔

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے دن کے وقت اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہے۔ اور منسٹر صاحبان یہاں اسمبلی میں آتے ہیں اگر متعلقہ سیکرٹری صاحبان بھی اس ٹائم پر اسمبلی میں بیٹھیں تو اس سے ہمارے بہت سے معاملات طے ہو جائیں گے کیونکہ منسٹر صاحبان نے تو صرف دستخط کرنے ہوتے ہیں اس کے بعد جناب ہمیں ان ہی کے پاس جانا ہوتا ہے اور ماضی میں ایسا ہوتا آیا ہے۔

جناب سپیکر: جی! یہ ایک تجویز ہے جو پوائنٹ آف آرڈر پر میاں منظور احمد موہل صاحب نے دی ہے جو لاء منسٹر صاحب نے سن لی ہے اور دیگر منسٹر صاحبان جو تشریف رکھتے ہیں انہوں نے بھی سن لی

ہے۔ اب یہ گورنمنٹ آف دی پنجاب پر منحصر ہے کہ وہ اس معاملے کا نوٹس کس انداز سے لیتے ہیں اور کیا طریقہ کار اختیار کرتے ہیں؟

مسئلہ استحقاق

اس پر مزید بحث کی تو ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک مسئلہ تھا جو اٹھا دیا گیا ہے اور وہ گورنمنٹ تک پہنچا دیا گیا ہے۔

آج ہمارے پاس جو بزنس ہے وہ تحاریک استحقاق ہیں' تحاریک التوائے کار کو بھی take up کیا جاسکتا ہے اور اس کے بعد کٹ موشنز ہیں۔ سب سے پہلے ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں سید طاہر احمد شاہ کی تحریک استحقاق نمبر12 پر فیصلہ موخر ہے اس پر کل فیصلہ دیں گے۔ سردار اللہ یار خان ھراج کی بھی ایک تحریک استحقاق موخر ہے۔ سردار صاحب نے جناب وزیر قانون کی یقین دہانی پر اسے موخر کروایا تھا۔ سردار صاحب اس وقت تشریف نہیں رکھتے اس لئے مجھے اس کی صحیح پوزیشن کا علم نہیں ہے وہ آجائیں تو مجھے بتائیں یا وزیر قانون صاحب فرما دیں کہ اس میں کیا پیش رفت ہوئی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! سردار صاحب خانیوال چلے گئے تھے۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں واپس آجاؤں تو متعلقہ اہل کاروں کو بلا کر میری بات کروا دیں۔ جوں ہی وہ آتے ہیں میں بات کروا کر آپ کی خدمت میں رپورٹ پیش کردوں گا۔

جناب سپیکر: رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر31 بھی موخر ہے۔ وزیر اطلاعات نے اس کی مزید چھان بین کرنی ہے اور جناب چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر33 ہے۔ کل وہ 25 کی بجائے 33 پڑھ گئے تھے آج دوبارہ اس کو پڑھیں۔ چودھری اصغر علی گجر!

سرعام شراب فروشی و مے نوشی کا کاروبار

چودھری اصغر علی گجر: میں حال میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ "نوائے وقت" ملتان کی ایک خبر کے مطابق صوبائی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن نے خراب اور ملاوٹ شدہ شراب کی آٹھ ہزار سے زائد بوتلیں تلف کر دی ہیں اور ناقص شراب کی تیاری کے خلاف

تحقیقات شروع ہو گئی ہے جس روز یہ شرمناک خبر عوام میں پڑھی گئی' اس روز تمام اسلامیان پاکستان کے سر شرم سے جھک گئے' ایک اسلامی مملکت میں شراب کی تیاری اور پھر اسلامی مملکت کے ہوٹلوں میں اس کی سرعام سپلائی ہمارے حکمرانوں کے ان جھوٹے دعووں کا کھلم کھلا مذاق اڑا رہی ہے جو وہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے گاہ بگاہ کرتے ہیں۔ شراب کی تیاری' شراب کی سپلائی اور شراب نوشی کا یہ کاروبار مملکت خداداد پاکستان کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ کسی پاکستانی شہری اور کسی پاکستانی ممبر اسمبلی کی تضحیک اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی کہ اس کے پاکستان میں سرعام شراب نوشی اور مے فروشی کا کاروبار ہوتا ہے۔ افراد اور ادارے ممبران اسمبلی کے محدود نوعیت کے کام نہ کریں تو ممبران اسے اپنے استحقاق کے خلاف سمجھتے ہیں۔ مگر جب پوری قوم کی عزت خاک میں مل گئی ہو۔ جب اسلام کے تقدس کو شراب کی بوتلوں میں بند کر کے خدا کے قانون کا مذاق اڑایا گیا ہو' جب شریعت کی حرمت کے دامن پر ناپاک شراب کے چھینٹے آ پڑے ہوں تو ایسے میں میں یہ کیوں نہ کہوں کہ میرا اور آپ کا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ میری تحریک منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ اس ملک پاکستان میں شراب قانونی طور پر ممنوع ہے اس کی تیاری اس کا بیچنا اور اس کا پینا قانونی طور پر جرم ہے۔ لیکن ان باتوں کے باوجود اعلانیہ طور پر ساری دنیا نے یہ بات پڑھی' دیکھی کہ اس صوبے میں شراب سرکاری طور پر پکڑی گئی اور پکڑے جانے کے بعد اس پر یہ الزام نہیں ہے کہ یہ شراب تیار کیوں کی گئی ہے بلکہ الزام یہ ہے کہ یہ غلط قسم کی شراب کیوں تیار کی گئی ہے یعنی اس کی کوالٹی اچھی نہیں ہے۔ لہٰذا اس جرم کے تحت ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اس کی چھان بین ہو رہی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب ہمارے ملک میں یا ہمارے صوبے میں قانونی طور پر شراب کا بنانا پینا اور بیچنا منع ہے کیوں نہ ایسی بات کو استحقاق کمیٹی میں ــــــــــ

جناب ارشاد حسین سیٹھی : جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔ شاید اس سلسلے میں درست کوائف اسمبلی میں پیش نہیں کئے جا رہے۔ پاکستان میں قانونی طور پر کس جگہ شراب ممنوع ہے؟ پاکستان ہی میں شراب قانونی طور بک رہی ہے' ہوٹلوں میں سپلائی کی جاتی ہے اس کے لئے باقاعدہ پرمٹ جاری ہوتے ہیں اور لوگ لے کر جاتے ہیں۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب نے بار بار یہ کہا ہے کہ پاکستان میں قانونی طور پر شراب ممنوع ہے۔ حالانکہ ایسی بات نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں

کہ اس بیان کو درست کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: سیٹھی صاحب! یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ جناب سیٹھی صاحب! بہرحال اگر یہی بات حکومت کی طرف سے آئی تو میں اس کا ضرور جواب دوں گا۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جب کوئی ایسی چیز جس کا قانونی طور پر بنانا' بیچنا' پینا جرم ہو اور شارع عام پر ایسا ہوتے ہوئے دیکھا جائے اور وہ خبر ہر آدمی پڑھے عوام بھی پڑھیں' ممبران بھی پڑھیں تو اس چیز پر میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا استحقاق ہی نہیں بلکہ پوری قوم کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے اور جب یہ بات آج اسمبلی میں آئی ہے تو صوبہ پنجاب کے لوگ اس بات کو ضرور دیکھیں گے کہ اسمبلی میں اس مسئلے کے پیش ہونے کے بعد اس پر کیا کارروائی ہوتی ہے؟ حکومت اس پر کیا کارروائی کرتی ہے۔ ایک ایسی چیز کے خلاف جو شرعی طور پر ممنوع ہے جس کی سزا کے لئے کوڑے مقرر کئے گئے ہیں۔ میں آپ سے اس لئے ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ میری اس تحریک کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ لوگوں کو بھی اطمینان آسکے کہ ایسے کاموں کے خلاف کوئی نہ کوئی کارروائی اسمبلی میں ہو سکتی ہے۔ شکریہ۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق ویسے تو شراب غیر مسلموں کو پرمٹ پر جاری کی جاتی ہے۔ مگر میں اس ایوان کے ریکارڈ پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ میری معلومات کے مطابق چند ایک ایسے مسلم حضرات ہیں جو ہیں تو مسلم بھائی لیکن اپنے نام کے ساتھ مسیح کا لفظ لگا کر شراب حاصل کرنے کے پرمٹ جاری کرواتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ وزیر قانون حکومت کا نقطہ نظر پیش کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ہمارے آئین کے تحت غیر مسلم اقلیتوں کو ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے۔ جس طرح مسلمانوں کو آزادی حاصل ہے اسی طرح غیر مسلموں کو بھی حاصل ہے غیر مسلم اقلیتوں اور غیر مسلم' غیر ملکیوں کو شراب کی فروخت اور استعمال کرنے کی اجازت دستور پاکستان کی رو سے اور وفاقی قانون برائے منشیات حکم مجریہ 1979ء کے مطابق حاصل ہے۔ شریعت بل میں بھی اسی امر کی یقین دہانی کروائی گئی ہے کہ اقلیتوں کے مذہب اور ذاتی زندگی کو تحفظ حاصل رہے گا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب فرما رہے ہیں کہ آئین پاکستان کے تحت اقلیتوں کو جو حقوق حاصل ہیں اس میں ان کے لئے یہ جائز ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اپنے مذہب میں بھی یہ جائز نہیں ہے۔ وزیر قانون جس انداز سے کہہ رہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ خود اس سے انکار کرتے ہیں کہ ان کے مذہب میں بھی یہ جائز نہیں ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو بیان دیا ہے وہ درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون کو ان کا بیان مکمل کرنے دیا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس ضمن میں صرف غیر مسلم پاکستانی باشندوں کو امتناع منشیات نفاذ حدود مجریہ 1979ء کے تحت اپنی مذہبی تقریبات میں استعمال کے لئے اور غیر ملکی غیر مسلم افراد کو شراب کے استعمال کی اجازت ہے۔ اس غرض کے لئے صوبہ میں شراب بنانے کے لئے ایک ہی لائسنس جاری ہے جو مری بیوری راولپنڈی کو دیا گیا ہے۔ جو ایک پبلک لیمٹڈ کمپنی ہے۔ زیادہ تفصیل میں جائے بغیر میں صرف اتنی عرض کرنی چاہتا ہوں کہ وفاقی قانون امتناع شراب نفاذ حدود مجریہ 1979ء کے تحت بنائے گئے پنجاب انسداد منشیات نفاذ حد قواعد مجریہ 1979ء کی رو سے غیر مسلم پاکستانیوں اور غیر ملکی غیر مسلموں کو شراب کی فروخت کی اجازت دی جاتی ہے۔ جناب والا! یہ ایک ایسا مسئلہ تھا کہ جس پر حکومت کا نقطہ نظر پیش کرنا ضروری تھا۔ ویسے فنی طور پر بھی میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے معزز بھائی کو جو استحقاق حاصل ہے وہ مجروح نہیں ہوا ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر میں توقع کروں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیں گے۔ 27/7

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب' لاء منسٹر صاحب کی وضاحت کے بعد آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! وزیر قانون نے کوئی وضاحت تو نہیں کی بلکہ تائید کی ہے کہ لائسنس بھی جاری کیا گیا ہے اور شراب بنانے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بیان کے بعد اس کی تحقیقات اگر کمیٹی فرما لے کہ آیا واقعی جو محدود لائسنس جاری کیا گیا ہے اس حد تک ہی شراب بنتی ہے یا شراب کی عام فراوانی ہے۔ اس سے پہلے بھی ایوان کی روایت رہی ہے کہ اس قسم کی استحقاق کی تحاریک منظور ہوتی رہی ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس بیان کے بعد اس تحریک کو منظور کر لیا جائے۔ متعلقہ کمیٹی اس بات کی تحقیق کر لے گی کہ یہ شراب کہاں سے آئی۔ کس کے

پاس تھی اور آیا یہ جائز طور پر رکھی ہوئی تھی یا غلط طور پر تھی اور اگر انہوں نے قانون کی خلاف ورزی کی ہو گی تو یقیناً اس میں ہمارے ملک کا بھی فائدہ ہو گا ہمارے صوبے کا بھی فائدہ ہو گا اور وزیر قانون کی تو اور بھی زیادہ عزت بڑھے گی۔ کہ ہم نے پنجاب اسمبلی میں شراب کے خلاف بات اٹھائی ہے اور اس میں گورنمنٹ کا موقف بھی اس سے ملتا جلتا تھا کہ صوبے میں شراب بند ہونی چاہیے اور اس کی غیر قانونی تیاری فروخت اور پینا ختم ہونا چاہیے۔ تو میں آپ سے بھی اور وزیر قانون سے بھی استدعا کروں گا کہ اس تحریک کو ضرور استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ اس کا کوئی نتیجہ نکل سکے۔ یہ ہماری بھی عزت ہے اور ایوان کی بھی عزت ہے۔

جناب سپیکر: اس میں ایک چیز قابل غور ہے کہ استحقاق کمیٹی کے ذریعے آپ تحقیقات کرا کے کسی کو سزا دلوانا چاہتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ کیا یہ مسئلہ گورنمنٹ کے نوٹس لینے کا ہے یا پنجاب اسمبلی کی استحقاق کمیٹی کے نوٹس لینے کا ہے۔ اگر واقعی یہ اخباری خبر درست ہے کہ شراب کی آٹھ ہزار بوتلیں تلف کی گئی ہیں تو اس سلسلہ میں یہ پنجاب اسمبلی کی استحقاق کمیٹی کے نوٹس لینے والی بات ہے یا گورنمنٹ آف پاکستان یا پنجاب گورنمنٹ کے نوٹس لینے والی بات ہے اور تیسری بات یہ ہے کہ اگر شراب کی بوتلیں واقعی تلف کی گئی ہیں تو آپ کے استحقاق کا اس سے کیا واسطہ ہے۔ بطور ممبر صوبائی اسمبلی کے آپ کا استحقاق کیسے مجروح ہو گیا؟ اگر یہ خبر درست ہے اور ایک پاکستانی کی حیثیت سے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ آپ کے جذبات مجروح ہوئے ہیں یہ ایک الگ اور جائز بات ہے۔ لیکن بطور ایک رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے آپ کے استحقاق سے اس کا واسطہ ہو سکتا ہے۔ یہ بات فنی طور پر دیکھنے والی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! آپ کی بات درست ہے۔ یہ اگرچہ حکومت پاکستان کا معاملہ ہے لیکن اس کا جو وقوع ہوا ہے وہ ہمارے صوبہ میں ہوا ہے۔ بوتلیں ہمارے صوبہ میں توڑی گئی ہیں۔ شراب کا انکشاف ہمارے صوبہ میں ہوا ہے۔ اگر ہم اس کی تحقیقات کرا لیں اور اگر یہ ہمارے دائرہ اختیار سے باہر ہو تو پھر ہم حکومت پاکستان کو سفارشات تو بھیج سکتے ہیں جو ہماری ہی حکومت ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار کے لئے ایک بہت اچھا نفس مضمون ہے کہ اس سے واقعی سارے صوبہ میں اضطراب کی لہر پیدا ہو چکی ہے اور اس سے سارے اسلامیان پاکستان کو تشویش ہو سکتی ہے یا صوبے کے لوگوں کو تشویش ہو سکتی ہے اگر یہ خبر درست ہے۔ یہ تحریک التوائے کار کے

لئے بہترین موضوع بن سکتا ہے لیکن یہ معاملہ استحقاق کے زمرے میں نہیں آتا۔ نہ آپ کے استحقاق سے اس کا کوئی واسطہ ہے۔ نہ یہ استحقاق ایکٹ میں ہے نہ آئین میں آپ کا یہ استحقاق ہے۔ تو وزیر قانون کی یہ تجویز ہے کہ چودھری اصغر علی گجر صاحب اس تحریک استحقاق پر زور نہ دیں۔ یا میں اس پر اپنا فیصلہ دوں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! شائد متعلقہ منسٹر اس کا بہتر جواب دے سکیں۔

وزیر قانون: میں آپ کی خدمت میں انتہائی ادب سے التماس کروں گا کہ آپ اس کا فیصلہ فرما دیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب' آپ کو چودھری صاحب کی تجویز سے کیوں اختلاف ہے؟ شائد متعلقہ منسٹر اس پر بہتر روشنی ڈال سکیں۔ چودھری صاحب ان کی بات سے زیادہ مطمئن ہوتے ہیں۔ ہمیں اتنی تو چودھری صاحب کی خاطر مطلوب ہے۔ میرے خیال میں اس کو موخر کر دیا جائے۔ تحریک استحقاق نمبر38 سید طاہر احمد شاہ۔

وزیر قانون: تحریک استحقاق نمبر35 کو lapse فرما دیں۔

قومی مالیاتی کمیشن کی سفارشات ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل کی کلاز 5 کے تقاضوں کے مطابق قومی مالیاتی کمیشن کی سفارشات بمعہ وضاحتی میمورنڈم اور اس پر کیے گئے عملدرآمد صوبائی اسمبلیوں اور پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کرنے تھے جو کہ ابھی تک اس معزز ایوان میں پیش نہیں کیے گئے ہیں یہ ایک اہم صوبائی مسئلہ ہے اور معزز ارکان اس سے بہرہ ور ہیں اس امر سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جس کو ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: کیا آپ مختصر بیان دیں گے شاہ صاحب؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! پچھلے دنوں میں اخبارات کا مطالعہ کر رہا تھا تو روزنامہ جنگ کی

اشاعت مورخہ 9 جون میں میری نظر سے ایک خبر گزری جس کا عنوان تھا مالیاتی کمیشن ایوارڈ کے تحت پنجاب والوں کو انھیں -/18 روپے فی کس ملیں گے' سندھ کو -/125 روپے' سرحد کو -/390 روپے اور بلوچستان والوں کو -/1006 روپے فی کس حاصل ہوں گے۔ جب میں نے اس خبر کا متن پڑھا تو اس متن نے مجھے متوجہ کیا میں نے آئین کے متعلقہ آرٹیکل 160 کا مطالعہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی میں نے 1975ء کا اس حوالے سے صدارتی حکم نمبر2 پڑھا تو اس میں جو اس وقت نیشنل فنانس کمیشن کی سفارشات پر صدارتی حکم وفاق اور صوبوں میں محاصل کی تقسیم کے لئے حکم جاری کیا گیا تھا۔ اس کا کلاز نمبر3 میں پڑھتا ہوں۔

PRESIDENT'S ORDER NO. 2 OF 1975
DISTRIBUTION OF REVENUES AND GRANTS-IN-AID ORDER NO. 1975.

۱۲۹

"(3) **Distribution of revenues** - The Provincial Government shall be assigned in each financial year a share equal to eighty percent of the net proceeds of the following taxes and duties levied and collected by the Federal Government in that year, namely:-

(a) Taxes on income.
(b) Taxes on sales and purchases.
(c) Export duties on cotton.

(4) **Allocation of shares to the Provincial Government:-**

The sum assigned to the Provincial Governments under Articles 3 shall be distributed amongst the provinces on the basis of their respective population in the percentage specified against each

The Punjab.	60.25
Sind.	22.50%
The NWFP.	13.39%
Bluchistan.	3.86%
Total	100%

اب جب آئین پاکستان اور ماضی کے صدارتی حکم کا میں نے مطالعہ کیا تو میں نے یہ دیکھا کہ آبادی کے تناسب سے محاصل کو تقسیم کیا گیا ہے اور اس خبر کے مطابق جسے میں نے پڑھ کر سنایا ہے اس میں پنجاب کو آبادی کے تناسب کے لحاظ سے حصہ نہیں دیا گیا۔ مزید برآں جب میں نے آئین کے آرٹیکل نمبر160 کا مطالعہ کیا تو جیسا کہ میں نے اس میں ذکر کیا کہ ایک چیز میری نظر سے گزری۔ یہ آرٹیکل 160 کی کلاز 5 ہے۔

"Article 160(5) - The recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon, shall be laid before both Houses and the Provincial Assemblies."

اور اس کے بعد میں نے یہ دیکھا کہ میری معلومات کے مطابق ابھی تک ہمارے ایوان میں نیشنل فائنانس کمیشن کی جو سفارشات ہیں اور ان سفارشات پر جو عملدرآمد کیا گیا ہے وہ پیش نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد میں نے اسمبلی سیکرٹریٹ سے یہ دریافت کیا کہ کیا فائنانس ڈویژن نے یا مرکزی حکومت کی طرف سے اس قسم کی کوئی سفارشات اس معزز ایوان کے ارکان کی اطلاع کے لئے یا ان کے معلومات کے لئے یا ان کے مطالعے کے لئے بھیجی ہیں تو اس پر مجھے جواب نفی میں ملا۔ اس لئے جناب والا! اس کو صوبائی حکومت کا ایک اہم مسئلہ سمجھتے ہوئے' استحقاق سمجھتے ہوئے' میں نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے اس پر جناب والا میں اپنے مختصر بیان کو ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب وزیر خزانہ صاحب ______

جناب وزیر خزانہ: جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق جو محترم شاہ صاحب نے ایوان میں پیش کی ہے اس کے دو جزو ہیں ایک وہ جس کا انہوں نے آئین کے تحت حوالہ دیا ہے یعنی آرٹیکل 160' سب سیکشن 5 کے تحت نیشنل فائنانس کمیشن کی رپورٹ اور explanatory memorendum کو ایوان کی میز پر رکھا جاتا ہے اور یہ ایوان میں آئی ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! یہ آئینی حوالہ درست ہے۔ لیکن یہاں میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ مرکزی حکومت یہ Memorendum تیار کر رہی ہے اس کے explanatory notes بھی تیار کر رہی ہے ان سے رابطہ کرنے کے بعد مجھے یہ معلومات ملی ہیں۔ وہ تیار ہونے کے بعد جناب والا یہ پہلے پارلیمنٹ میں پیش کی جائیں گی۔ نیشنل اسمبلی میں پیش کی جائیں گی اور اس کے بعد ہمیں بھی وہ کاپیاں with explanatory notes یہاں دی جائیں گی جس کو ہم یہاں اس اسمبلی کے سامنے' اس ایوان کے سامنے رکھیں گے۔ اب بات یہ ہے کہ اگر وہ نہ رکھی جائے تو یقیناً ان کا استحقاق مجروح ہو گا۔ میں ان کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ جیسے ہی ہمیں وہ رپورٹ with explanatory notes دستیاب ہو گی ہم یہ ایوان کی میز پر رکھ دیں گے' ان کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔

جناب والا! انہوں نے نیشنل فائنانس کمیشن کا حوالہ دیا اور 1975ء کے صدارتی حکم کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ 1975ء میں پنجاب کو اتنے فیصد ملتا تھا سات اعشاریہ کچھ انہوں نے فرمایا۔ میں ان کی خدمت میں مودبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 1975ء کے ایوارڈ کے بعد 1981ء میں census ہوا تھا اور 1981ء کی Population census کے مطابق پنجاب کی جو طے شدہ آبادی ہے اس حساب سے

ہمیں وسائل تقسیم ہونے ہیں وہ ہے 57.88% اور اس بنیاد پر نیشنل فنانس کمیشن نے اس آبادی بنیاد بنا کر جو ہماری فیصد بنتی ہے اس کے مطابق ہمیں وسائل دیئے ہیں۔

یہاں پر شاہ صاحب نے divisible pool کا ذکر کیا تو میں ان کی خدمت میں عرض کئے دیتا ہوں کہ 1975ء اور اب کے divisible pool تھا جیسے کہ آپ نے چند چیزیں پڑھی ہیں ان میں انکم ٹیکس، کوآپریٹو ٹیکس ایکسپورٹ ڈیوٹی اور کاٹن سیلز ٹیکس وغیرہ تھا۔ اس دفعہ اس میں دو آئٹم نئے شامل کئے گئے ہیں اور وہ ہمیں ایکسائز ڈیوٹی شوگر' ایکسائز ڈیوٹی تمباکو اور تمباکو مینو فیکچر ــــــــ

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! یہ آخری الفاظ جو بولے گئے ہیں۔ میں سن نہیں سکا' از راہ کرم انہیں دہرائیں۔

جناب وزیر خزانہ: جناب والا! جو دو نئے آئٹم جن کا اب شمار ہوا ہے ان کا میں ذکر کر رہا تھا وہ ہیں ایکسائز ڈیوٹی شوگر' ایکسائز ڈیوٹی تمباکو اینڈ تمباکو مینو فیکچر۔ یہ دو نئے آئٹم ہیں جو divisible pool میں آئے ہیں۔ 29/7

اب جناب والا! شاہ صاحب نے ایک اخباری خبر کے حوالے سے فرمایا کہ پنجاب کو اتنا ملا' سرحد کو اتنا ملا بلوچستان کو اتنا ملا اور سندھ کو اتنا ملا۔ میں ان اعداد و شمار سے جو پیش کئے گئے اتفاق نہیں کرتا۔ میں اس چیز کو سمجھنے سے عاری ہوں کہ وہ facts & figurs کیسے walk out کی گئی۔ لیکن میں پہلے بھی یہ وضاحت کر چکا ہوں اور آج پھر اس کی وضاحت کرنے کی دوبارہ کوشش کرتا ہوں۔ کہ ہمیں جو فنانس کمیشن سے وسائل ملنے ہوتے ہیں وہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک ہمیں وہ Transfers ملتی ہیں جو کہ divisible pool سے ہمارا حصہ بنتا ہے۔ divisible pool میں جناب والا! جو چیزیں آتی ہیں' جیسے کہ شاہ صاحب نے ان کا ذکر کیا اور وہ دو آئٹم میں نے اضافی آپ کی خدمت میں پیش کی ہیں۔ وہ تقسیم ہوتی ہیں مرکز میں اور صوبوں میں (20 : 80) 20 نسبت 80 کے حساب سے مرکز کو divisible pool کا 20 فیصد حصہ ملتا ہے۔ مرکز کو divisible pool کا collection charges نکالنے کے بعد بیس فی صد ملتا ہے اور جو بقیہ اسی فی صد ہوتا ہے چاروں صوبوں میں 1981ء کی مردم شماری کی بنیاد پر اس کی تقسیم ہوتی ہے اور اسی بنیاد پر اس نیشنل فنانس کمیشن میں pool Resources divisible کے 80 فی صد کو صوبوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اب کچھ Transfers ایسی ہیں جو indierect transfers ہیں۔ مثلاً" اس دفعہ جو گیس پر ڈویلپمنٹ سرچارج دیا گیا ہے وہ ایک

آئینی گنجائش تھی 1973ء کے آئین میں یہ مہیا کیا گیا تھا رائلٹی' گیس پر ایکسائز ڈیوٹی صوبوں کو ملے گی۔ اس ذمرے میں اس پر عمل نہیں ہو رہا تھا اور بلوچستان کی حکومت بار بار اس کا تذکرہ کر رہی تھی اور اصرار کر رہی تھی کہ آئین میں یہ اہتمام ہے آپ کو اس پر عمل کرنا چاہیے۔ چنانچہ آئین کی اس شق کو مدنظر رکھتے ہوئے اس دفعہ اس پر حرف بہ حرف عمل کیا گیا ہے اور اس مد میں بلوچستان' سندھ اور پنجاب کو اس کا حصہ ملا ہے۔ جتنی جتنی گیس جس صوبے میں ہم حاصل کرتے ہیں' ہم پیدا کرتے ہیں اس کے مطابق ہمیں اپنے حصے ملے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک نیا Indirect Transfer بھی آئین کے تحت ہے جس کا divisible pool یا cooperation formula سے کوئی تعلق نہیں ہے' وہ ہے Net-Profit on Hydral Generation۔ یہ بھی آئینی ضرورت ہے اور آئین کی اس شق پر اس دفعہ عمل کیا گیا ہے اور اس کے تحت اس مرتبہ صوبہ سرحد کو اور صوبہ پنجاب کو Indirect Transfers اس مد میں آ رہی ہیں۔ تیسری Indirect Transfers جو صوبوں کو ملی ہے وہ ہے کروڈ آئل کی رائلٹی۔ اس سے دو صوبے مستفید ہوئے ہیں۔ یعنی صوبہ سندھ اور صوبہ پنجاب اب Total Transfers جو صوبوں کو ہوتی ہیں وہ مجموعہ ہے Direct Transfers کا اور Indirect Transfers کا۔ Direct Transfers جو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی ہیں' یہ ہیں اور Transfers of the divisible pool یا indirect transfers جن کا میں پہلے تذکرہ کر چکا ہوں۔ یہ تھوڑی سی وضاحت شاہ صاحب کو مطمئن کرنے کے لئے کافی ہے لیکن جہاں تک آرٹیکل 160 (5) کا تعلق ہے' میں پہلے گزارش کر چکا ہوں جیسے ہی ہمیں Report Memorandum کے ساتھ دستیاب ہو گی ہم اس ایوان کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اور آرٹیکل (5) 160 میں کوئی Time limit نہیں ہے کہ کس وقت تک یہ رپورٹ صوبائی اسمبلیوں کے سامنے پیش کرنی ہوتی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! جس وقت میں نے یہ تحریک استحقاق تیار کی تھی اس وقت میں نے اس کو بغور دیکھا تھا۔ گو اس پر time limit تو نہیں ہے مگر جب نیشنل فنانس کمیشن تشکیل دیا گیا اور نیشنل فنانس کمیشن نے اپنی سفارشات مرتب کر کے صدر پاکستان کے پاس بھیجیں تو صدر پاکستان نے صدارتی حکم نامے کے ذریعے وفاق اور صوبوں میں اس کی تصدیق کا حکم نامہ جاری کیا اور اس کے تحت ہمارے صوبے کو اور دیگر صوبوں کو قابل تقسیم محاصل سے ان کے حصے ملے۔ جب یہ تمام

عمل طے ہو گیا' اس میں وقت کا تعین نہیں ہے۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ مگر میری آپ کی وساطت سے فاضل وزیر خزانہ جناب شاہ محمود قریشی سے یہ درخواست ہو گی کہ جتنی جلد ممکن ہو اس معزز ایوان کے ارکان کی اطلاع کے لئے یہ سفارشات پیش کی جائیں تاکہ ہم ان کا مطالعہ کر سکیں کہ ہمیں اپنے حقوق صحیح طور پر ملے ہیں یا نہیں ملے۔ دوسری بات جو انھوں نے فرمائی ہے وہ آئین کے آرٹیکل 161 کے مطابق نیچرل گیس اور ہائیڈرل پاور کی پروڈکشن پر رائلٹی اور اس پر منافع کی تقسیم کے بارے میں ہے۔ اب میں نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اور میں نے جو حوالہ جات دیئے ہیں یا اخباری خبر کا حوالہ دیا ہے وہ آئین کے آرٹیکل 160 سے متعلق ہے۔ جہاں تک کہ آئین کے آرٹیکل 161 کی مقتضیات کا تعلق ہے اور جناب فاضل وزیر خزانہ نے فرمایا ہے مجھے ان سے قطعی طور پر اختلاف نہیں۔ مگر جب تک ہمارے پاس ان سفارشات کی تفاصیل نہیں آئیں گی جو کہ نیشنل فنانس کمیشن نے صدر پاکستان کو دی تھیں ہم اس وقت تک اس بات کا تعین نہیں کر سکتے اور ایک سوال میرے ذہن میں یہ پیدا ہوتا ہے جیسا کہ ہم جانتے اور پڑھتے ہیں کہ ہمارے صوبے کی' ہمارے شہروں کی آبادی دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اگر ماضی میں 1975ء میں ہمارے صوبے کی آبادی 60.25 فی صد تھی تو اب محترم وزیر خزانہ صاحب نے یہ فرمایا ہے 57.88 فیصد ہو گئی ہے۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ جو تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے۔ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ آرٹیکل 160 کے بارے میں ہے۔ باقی تو applicable ہی نہیں ہے کہ کیا کیا ہے۔ نیشنل فنانس کمیشن خود مختار ہے۔

جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ ان کی تحریک استحقاق Premature ہے' کیونکہ اس کا جو سب آرٹیکل ہے' وہ self explanatory ہے۔ وہ جناب والا پڑھیں:

The recommend ation of the National Finance Commission.Together With an explanatory memorendum as to the action taken thereon.

جناب والا! ابھی وہ explanatory memorendum ہے اور اس پر جو action take place ہو گا وہ ابھی تک ہونا ہے۔ جب وہ ہو گا تو اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔

shall be laid befcre both Houses and the Provincial Assemblies.

جناب والا! ابھی تو وہ in the process ہے۔ ابھی وہ پورا نہیں ہوا۔ جس طرح آپ نے درست طور پر نشان دہی کی ہے کہ وقت کا تعین نہیں ہے۔ وہاں فیصلہ ضرور ہوا۔ لیکن اس کی جو اگلی ضروریات

ہیں' جو اس کے explanatory memorendum as to the action thereon- وہ ابھی تک بتایا ہے۔ اس سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ یہ Premature ہے' قبل از وقت تحریک استحقاق ہے۔ شاہ صاحب کو انتظار کرنا چاہیے تھا۔ وہاں رپورٹ پیش کر دیتے ہیں' یہاں نہ کرتے پھر یہ سوال پیدا ہوتا تھا پھر یہ تحریک استحقاق بنتی تھی۔ اس سٹیج پر نہیں بنتی۔

جناب سپیکر: شکریہ میاں صاحب! لیکن پوائنٹ آف آرڈر پر اس کی admissibility پر بات کرنا بنتا نہیں ہے۔ آپ کی بات درست ہے۔ یہی میں بھی عرض کر رہا ہوں۔ شاہ صاحب! اس پر آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ آرٹیکل (5) 160 جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس بارے میں میں نے وضاحت کر دی ہے کہ اس میں کوئی time limit نہیں ہے۔ اب اس پر آپ اپنی بات کو کس طرح establish کرنا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! یہ بات تو درست ہے۔ میں نے پہلے بھی آپ کے خیال سے اتفاق کیا ہے آپ کی رائے سے اتفاق کیا ہے۔ مگر میرا استدلال یہ ہے کہ اس پر چونکہ وقت کی پابندی نہیں ہے پھر تو یہ ساری عمر بھی ہمارے پاس نہیں آئے گی اس کا مطلب یہ ہو گا کہ آئین کے اس آرٹیکل کی خلاف ورزی نہیں ہو گی۔ آپ کی وساطت سے میری استدعا یہ ہے کہ اس صوبے کے مفادات اور اس ایوان کی بالادستی کے لئے اس رپورٹ کو جتنی جلد ممکن ہو ہمارے پاس بھیجا جائے باوجودیکہ اس میں وقت کا تعین نہیں ہے۔ دوسرے جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر پر مجھے اپنی رائے زنی کا حق حاصل ہے۔ اس ایوان کے عالم و فاضل رکن میاں منظور احمد موہل نے پوائنٹ آف آرڈر تو اٹھا دیا اور ساتھ ہی انہوں نے عالمانہ گفتگو فرماتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ as to the action taken there on. ان کا action taken there on سے کیا مراد ہے؟ ایکشن سے مطلب تو یہ ہے کہ صدر پاکستان نے ان سفارشات پر عملدرآمد کرتے ہوئے صدارتی حکم نافذ کر دیا اور اس حکم کے تحت صوبوں میں محاصل تقسیم کر دیئے گئے۔ یہ میں آپ کی وساطت سے معلوم کرنا چاہوں گا یا آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ ایکشن تو' میری نظر میں' ہو گیا۔ اگر نہیں' تو آپ وضاحت فرمائیں۔ باقی جہاں تک آپ کی وہ رائے ہے اس سے میں قطعی طور پر اختلاف نہیں کرتا۔ مگر صوبے کے مفاد میں یہ بات میں نے چھیڑی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ مجھے پریس نہیں کرنا پڑے گا۔ مگر اس بات پر میں آپ کی وضاحت چاہتا ہوں کہ ہمارے فاضل اور عاقل رکن صاحب نے جو کہا ہے کہ ایکشن تو ابھی اس پر

ہوا ہی نہیں ایکشن کس کو کہتے ہیں؟ جناب والا! ایکشن تو وہ ہے جو صدارتی حکم صادر ہو گیا اور اس کے تحت ٹیکسوں کی تقسیم ہو گئی۔ آپ نے فرما دیا کہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے مگر admissibility پر بات ان کی ٹھیک ہے۔ جناب والا! میں آپ کی رائے سے اختلاف کرتا ہوں۔ یہ ایکشن تو ہو گیا۔ اس کے بعد اگر آپ کہتے ہیں تو معاملات ایوان میں آ گئے ہیں۔ میں اس پر پریس نہیں کرتا ہوں۔ لیکن پھر بھی یہ میری استدعا ہو گی کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے معزز ایوان کو باخبر کرنے کے لئے وہ رپورٹ پیش کرائی جائے۔ یہ کہیں بھی نہیں کہ پہلے یہ وہاں پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش ہو گی اور پھر صوبائی اسمبلیوں میں پیش ہو گی۔ آئین میں اس بات کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اس میں تو متعلقہ بات ہے وہ یہی ہے کہ آرٹیکل (5) 160 جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے اور جس کے حوالے سے آپ نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے اس میں آپ کا استدلال یہ ہے کہ یہ ایوارڈ جو ہے اس کو دونوں ایوانوں میں' سینٹ اور نیشنل اسمبلی میں اور چاروں صوبائی اسمبلیوں میں اس کی کاپیاں تقسیم ہونی چاہئیں۔ یہ آئینی شق ہے۔ لیکن یہ کاپیاں کب تقسیم ہونی چاہئیں۔ کس وقت تک ہونی چاہئیں' اس میں کیا time frame ہے' کوئی اس میں time limit ہے؟ اس کا آرٹیکل (5) 160 میں کوئی ذکر نہیں ہے اس پر کوئی time limit نہیں ہے۔ میں نے جو میاں منظور احمد موہل صاحب کے استدلال سے اتفاق کیا وہ یہی بات ہے کہ اس میں کوئی time limit نہیں ہے۔ اس لئے آپ کی اس تحریک استحقاق میں آپ کا کوئی breach of privilege بنتا نہیں ہے۔ میں اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں اور یہی قرار دیتا ہوں کہ آرٹیکل (5) 160 جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس لحاظ سے چونکہ اس میں کوئی time limit نہیں ہے اس لئے اس میں آپ کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ جناب فرید احمد پراچہ

کوآپریٹو فنانس کمپنیوں کے معاملے میں اختیارات کی جانب سے ممبران اسمبلی کو موردِ الزام ٹھہرانا

جناب فرید احمد پراچہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ کوآپریٹو فنانس کمپنیوں کے ذریعہ عوام کا کروڑوں روپے کا

سرمایہ برباد ہو چکا ہے۔ اخبارات واضح طور پر ممبران اسمبلی کے نام اس سلسلہ میں لے رہے ہیں۔ چونکہ کسی ایک ممبر کا نام نہیں لیا جا رہا اور محض ممبران اسمبلی لکھا جا رہا ہے۔ اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ برائے مہربانی اس معاملہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ کوآپریٹو فنانس کمپنیوں کا جو معاملہ ہے اس سے ہمارے حلقہ انتخاب میں اور تقریباً ہر ممبر اسمبلی کے حلقہ انتخاب میں بے شمار افراد متاثر ہیں اسمبلی کے ایوان سے باہر نکلیں تو لوگ اپنی درخواستیں اور اپنی فائلیں لے کر ممبران اسمبلی کا انتظار کر رہے ہوتے ہیں اور اس سے کئی ممبر بھی متاثر ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بات کہ لوگ اس بات کے منتظر ہیں کہ اسمبلی کے اس سیشن کے دوران کوآپریٹو فنانس کمپنیوں کے سلسلے میں یہ معزز اور مقدس ایوان کوئی ایسی تجویز پیش کرے گا کہ جس سے لوگوں کا اربوں روپے کا ڈوبا ہوا سرمایہ نکل سکے اور ان کو تحفظ مل سکے۔ چونکہ یہ اجلاس اپنے اختتام کی طرف جا رہا ہے اس لئے میں نے اس تحریک استحقاق کے ذریعے یہ توجہ دلانی چاہی ہے کہ اس صوبے کے عوام کے ساتھ یہ تیسری مرتبہ ہو رہا ہے۔ پہلے فنانس کمپنیاں بنیں اور اربوں روپے کا لوگوں کا سرمایہ ڈوبا۔ کوئی تحفظ فراہم نہیں کیا گیا۔ کوئی ان میں سے واپسی نہیں ہوئی۔ پھر انوسٹمنٹ کمپنیاں بنیں اور ان کو بھی بننے دیا گیا اور اس میں لوگوں کا کروڑوں روپیہ برباد ہوا۔ اب اس کے بعد کوآپریٹو فنانس کمپنیاں تھیں۔ جب ان کی تشکیل ہو رہی تھی تو یہ بات واضح تھی کہ لوگ ملتے جلتے نام رکھ رہے ہیں یعنی جو بینکوں کے ساتھ ملتے ہوئے نام ہیں مثلاً "یونائیٹڈ ہے۔ حبیب ہے اور اسی طرح سے الائیڈ یا وہ نام جو بینکوں کی طرح کے ہیں۔ اسی طرح بڑے بڑے اداروں کے نام جیسے سروسز اور ایسے خاندانوں کے ساتھ بھی ملے ہوئے نام جیسے اتفاق وغیرہ تاکہ لوگوں کو یہ اندازہ ہو کہ شائد ان کا تعلق کسی بڑے خاندان کے ساتھ یا کسی بینک کے ساتھ ہے۔ اس کی تشکیل میں یہ خرابی تھی جس کو پہلے دیکھنا چاہیئے تھا اور ان کمپنیوں کو اجازت نہیں دینی چاہیئے تھی۔ ان کمپنیوں نے بڑے بڑے عالیشان دفاتر بنائے اور لوگوں کو 24 فیصد منافع کا لالچ دیا گیا اور اس کے ساتھ یہ کہ لوگوں کو ملازمتوں کا لالچ دیا گیا۔ میٹرک پاس ایک نوجوان کو گاڑی اور ملازمت دے کر انہیں کا روپیہ اقساط کی شکل میں اور منافع کی شکل میں کچھ عرصہ تک دیتے رہے اور پھر اس کے بعد یہ کمپنیاں سرمائے سمیت غائب ہو گئیں چونکہ اس کے ساتھ ممبران اسمبلی کے نام وابستہ ہیں' میں کسی کا نام نہیں لے رہا۔ لیکن جناب سپیکر! ہمارا استحقاق مجروح ہو رہا ہے اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔ اس لئے کہ جب ممبران کا نام آئے گا۔ جب صوبائی اسمبلی کے ممبروں کا نام آئے

کا تو کسی ایک کا تعین نہیں ہو گا۔ اس طرح پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو گا۔ بدنام پوری اسمبلی ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! اس بارے میں یہ دیکھنا چاہیے کہ ان کو اجازت کیوں دی گئی؟ اور اب سرمائے کے تحفظ کے لئے کیا بندوبست کیا جا رہا ہے؟ قومی اسمبلی نے تو اپنا ایک کردار ادا کیا کہ اس کی طرف سے ایک کمیٹی بنی۔ کمیٹی نے لوگوں سے رائے لی اس کے بعد اس بارے میں کچھ پیش رفت ہو رہی ہے لیکن اس سے زیادہ متاثر پنجاب کے عوام ہیں اور پنجاب اسمبلی کے ممبران کا نام اس سلسلے میں آ رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس موقع پر اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اس لئے کہ بے شمار غریب لوگ ہیں' بے شمار بیوگان ہیں اور وہ بیوگان ہیں جنہوں نے اپنی تمام عرصہ حیات کی کمائی ان فنانس کمپنیوں کو دے دی تھی۔ کاش! میرے پاس وہ الفاظ ہوتے کہ میں ان کے آنسوؤں کو آواز دے سکتا اور ان کی آہوں کو آواز دے سکتا۔ جناب والا! میں نے خود دیکھا ہے اور آپ کو بھی اس کا اندازہ ہوا ہو گا اور کاش! ہم اس طرف آئیں کہ غلط کار افراد کو تحفظ دینے کی بجائے یا کسی معاملے پر مٹی ڈالنے کی بجائے ہم ان لوگوں کا خیال کریں جو لاکھوں کی تعداد میں اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ دو چار افراد کا خیال نہ کریں اور ان کا خیال کریں جو اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ جو ہر حلقہ انتخاب میں ہیں جو فائلیں لے کر پھر رہے ہیں جو اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ کبھی یہ اسمبلی اپنا کردار ادا کرے گی۔ جناب سپیکر! اپنی بات کو ختم کرتے ہوئے میں اتنی عرض کروں گا کہ بقول شاعر اس بات کو دیکھ لیجئے۔ جس طرح سے ساغر صدیقی نے کہا ہے کہ

تا حد نظر شعلے ہی شعلے ہیں چمن میں
گلشن کے نگہبان سے کوئی بھول ہوئی ہے
جس عہد میں چھن جائے فقیروں کی کمائی
اس عہد کے سلطان سے کوئی بھول ہوئی ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر امداد باہمی (الحاج رانا پھول محمد خاں): جناب سپیکر! مجھے اجازت ہے۔

جناب سپیکر: جی! اس بارے میں رانا صاحب کو اپنا موقف پیش کرنے کی میں اجازت دیتا ہوں۔

حاجی غلام ربانی: جناب والا! میں بھی کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: غلام ربانی صاحب اگر مناسب ہوا تو آپ رانا صاحب کے بعد فرما لیں۔

وزیر امداد باہمی: (الحاج رانا پھول محمد خاں)۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ مجھے ابھی اس تحریک استحقاق کی کاپی ملی ہے لیکن اس کا کوئی سر پیر نہیں ہے۔ کسی ثبوت کے بغیر یا اخبار کے حوالے کے بغیر ہے یعنی اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ کس تاریخ کو اور کس اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی۔ اس میں یہ بھی نہیں ہے کہ اخبار کے کس صفحے پر اور کس کالم پر یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ جب تک اخبار کا تراشہ بھی ساتھ نہ لگے' زبانی یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے تو پھر میں اس کا تفصیل سے جواب دوں البتہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس صوبے میں یہ کاروبار ہو رہا ہے اور غلط ہو رہا ہے اور اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے۔ چونکہ میں اس کی وضاحت نہیں کرنا چاہتا کیوں کہ کمیٹی کی رپورٹ مرتب ہونے اور شائع ہونے سے پہلے اس کا انکشاف کرنے سے کھاتے داروں کا سخت نقصان ہو گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ غریبوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے لیکن انہوں نے اس اخبار کا نام نہیں لیا جس اخبار میں یہ خبر آئی ہے اور نہ اس میں ارکان اسمبلی کا نام درج ہے۔ میں اس کی پڑتال کروں گا کہ واقعی ارکان اسمبلی بھی اس ناجائز کاروبار میں ملوث ہیں؟ لیکن محکمہ امداد باہمی اس بارے میں کچھ کارروائی کرنے سے قاصر بھی ہے بعض لوگوں نے ایک سوسائٹی بنائی۔ سوسائٹی بنانے کے بعد اس کو کارپوریشن کا درجہ دیا اور ناجائز سودی کاروبار شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں ہمارے پاس جو درخواست بھی آتی ہے اس پر میں فوری کارروائی کا حکم دیتا ہوں۔ دو تین کارپوریشنوں کے خلاف ثالثی کارروائی کا میں نے حکم دیا ہوا ہے۔ جو درخواست بھی آتی ہے میں اس پر تحریر کرتا ہوں کہ ایک ہفتے کے اندر مجھے تحقیقات کر کے اور کارروائی کر کے جواب دیا جائے۔ اگر ایسے کوئی لوگ ان کے پاس ہیں تو یہ ان کی درخواستیں میرے پاس لائیں اور جو میرے اختیار میں کارروائی ہو گی میں وہ کروں گا۔ جب یہ کسی کی امانت جمع کرتے ہیں تو اس پر ان کے انگوٹھے اور دستخط کرواتے ہیں کہ وہ اس سوسائٹی کے ممبر ہیں اور جو شخص اس سوسائٹی کا ممبر ہو وہ نفع اور نقصان کا خود ذمہ دار ہے۔ میں نے بارہا اخبارات میں یہ اعلانات کئے ہیں اور بیانات دیئے ہیں کہ لوگو! اس سے بچو' یہ دھوکہ ہے یہ فراڈ ہے یہ ناجائز کاروبار ہے محکمہ امداد باہمی اس کا ذمہ دار نہیں ہے لیکن لوگ لالچ میں آ کر اس میں اپنی اپنی رقمیں جمع کرواتے ہیں اور میری اطلاع کے مطابق وہ تیس' تیس فیصد تک سود لیتے ہیں سود کھانے والے لوگ باز نہیں آتے اور یہ لوگ بھی غلط کاروبار

کر رہے ہیں۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ میرے محکمے میں بھی جو رشوت کا بازار گرم ہوا ہے وہ بھی ان کارپوریشن والوں نے کیا ہے انہوں نے خود یہ ناجائز کاروبار کیا ہے اور وہ خود اس ایوان میں فرماتے ہیں کہ امداد باہمی میں رشوت جاری ہے میں تسلیم کرتا ہوں اس وقت شاید ہی کوئی محکمہ ایسا ہو گا جہاں رشوت جاری نہ ہو لیکن یہ میری کوشش ہے اور میں آپ سب دوستوں کے تعاون سے یہ امید کرتا ہوں کہ اس ناجائز کاروبار کی بندش کے لئے ہم ایک قانون بنائیں گے اس وقت اس پر کمیٹی غور کر رہی ہے اس کی رپورٹ آنے کے بعد اور قانون بننے کے بعد یہ سارا کاروبار بند ہو گا لیکن موجودہ رقوم کی واپسی کا ایسا قانون نہیں ہے۔ جناب والا! اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے دفتر کرائے پر لئے ہوئے ہیں ہم ثالثی کارروائی جب کر سکتے ہیں کہ کوئی درخواست آئے اس پر کوئی ثالث مقرر کر دیں ثالثی میں اگر کوئی سزا دی جائے تو پھر ان کی قرقی کی جاتی ہے اور قرقی کی اگر تعمیل نہ ہو تو ہم مجسٹریٹ کو ایک کیس بنا کر بھیجیں گے کہ وہ پچاس روپے جرمانہ کر دے۔ اگر تعمیل نہ ہو تو دوسری بار پھر ہم کیس بنا کر بھیجیں گے اس میں صرف پانچ روپے جرمانہ ہو گا تو جناب والا! قانون کی کمزوری کی وجہ سے محکمہ مجبور ہے۔ مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ یہ کاروبار ناجائز ہے۔ غلط ہو رہا ہے اگر اس میں کوئی رکن اسمبلی بھی ملوث ہے تو وہ ان کی نشاندہی کریں ہم ان کے خلاف بھی کارروائی کریں گے اس لئے میں معذرت سے گزارش کروں گا کہ اس کمیٹی کی رپورٹ کا اور اس پر عمل درآمد کا انتظار کریں اور جلد ہی انشاء اللہ اس ایوان میں اس کے متعلق ایک بل پیش ہونے والا ہے قانون میں تبدیلیاں لائے بغیر اس رقم کی واپسی کا بندوبست ہمارے بس میں نہیں ان کے مکانات کرائے کے ہیں دوکانات کرائے پر ہیں ان کے دفتر کرائے کے مکانوں اور دوکانوں میں کھلے ہوئے ہیں وہ تو دیوالیہ بن کر چلے گئے اور بہت سارے لوگ بھاگ گئے ہیں ــــــــ

میاں منظور احمد موہل: (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! یہ جو تحاریک استحقاق ہیں ان کے بارے میں قانون ہے کہ پہلے وہ پڑھی جاتی ہیں پھر اس کے محرک کی اس بارے میں ایک شارٹ سٹیٹمنٹ ہوتی ہے فاضل رکن نے بھی شارٹ سٹیٹمنٹ کی بجائے ایک تقریر کی اب وزیر موصوف کی طرف سے بھی اس کی admissibility پر بات ہونی چاہیے تھی کہ آیا یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں بنتی ہے اس بارے میں یہ نہیں ہے کہ اس کی تمام ہسٹری بیان کی جائے۔ میں جناب سے یہ کہوں گا کہ جناب والا! یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے تحریک التوائے کار کے لئے اس کا مواد بالکل بہتر ہے تو میری آپ سے درخواست ہے کہ وزیر موصوف اس دائرے میں رہتے ہوئے یہ فرمائیں کہ

آیا یہ admissible ہے یا نہیں ہے؟ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

وزیر امداد باہمی : جناب والا! یہ چیز نوٹ کر لی ہے۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق ایک ہوائی تحریک استحقاق کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اور یہ اس قابل نہیں ہے کہ جناب اس کو منظور فرمائیں۔ اگر انہوں نے کوئی اخبار کا تراشہ ساتھ لگایا ہے اور اس کا ریکارڈ آپ کے دفتر میں موجود ہے تو وہ مجھے دکھایا جائے پھر میں اس کے متعلق کوئی جواب دوں گا ورنہ محرک کو چاہیئے کہ وہ اس کو واپس لیں اور مطمئن رہیں کہ ہم جلد ہی انشاء اللہ اس معاملے میں لوگوں کو انصاف دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لہذا جناب والا! میری آپ سے استدعا ہے کہ اسے نامنظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی۔ پراچہ صاحب' وزیر متعلقہ نے اس پر اپنی رائے دی ہے اور میاں منظور احمد موہل صاحب نے بھی اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر اس بارے میں کچھ فرمایا ہے اب آپ کی کیا رائے ہے آپ اپنی تحریک استحقاق کو پریس کرتے ہیں یا نہیں؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اخبار کے تراشے کی ضرورت تو تب ہو کہ جب وہ اس بات کو تسلیم نہ کریں۔ انہوں نے اخبار کے تراشے کا ذکر کرنے کے باوجود ساری باتیں خود تسلیم کیں اور یہ بات بھی بیان فرمائی کہ فی الواقع ان کے محکمے میں رشوت کا بازار گرم ہے اور انہوں نے اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ یہ ادارے بینکنگ کا ناجائز کاروبار کر رہے ہیں انہوں نے اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ وہ سارے غلط کام کر رہے ہیں تو جناب سپیکر! اس بارے میں گزارش ہے کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے۔ اس سے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے کسی ایک ممبر کا نام اس میں نہیں آ رہا بلکہ یہ کہا گیا کہ ممبران اسمبلی نے یہ کھیل کھیلا ہے اخبارات اس بات کو لکھ رہے ہیں اس سے میرا آپ کا اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے اس میں گزارش یہ ہے کہ بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن میں کسی تراشے کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض ایسی چیزیں ہیں جو بالکل کھلے عام ہیں وزیر موصوف کے پاس سارے ریکارڈز موجود ہیں یہ مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ آپ نشاندہی کریں جبکہ ان کو معلوم ہے کہ انہوں نے کن کن کمپنیوں کو منظوری دی ہے اور وہ کونسی فنانس کمپنیاں ہیں جن میں ممبران اسمبلی کے نام آتے ہیں۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب! اس میں حقائق کی بات اور ہے آپ کے بیان کردہ حقائق درست ہو

3/7 سکتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ زیادتی ہو سکتی ہے اور وزیرامداد باہمی نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ان معاملات میں فنانس کمپنیوں نے لوگوں کے ساتھ زیادتی کی ہے اور لوگوں کا پیسہ لوٹا ہے وہ اس کی تحقیقات کر رہے ہیں انہوں نے اس بارے میں ایک کمیٹی بٹھائی ہوئی ہے جو اس بات کی تحقیقات کر رہی ہے۔ حقائق اپنی جگہ پر درست ہو سکتے ہیں لیکن جس حد تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے کہ جناب فرید احمد پراچہ صاحب کا استحقاق مجروح کیسے ہوا کہ ان کو آپریٹو فنانس کمپنیوں نے لوگوں کے پیسے ہضم کر لئے تو یہ بلاشبہ تحریک التوائے کار کا مضمون بہت عمدہ بنتا ہے لیکن استحقاق کس طرح مجروح ہوا اس بارے میں آپ کو سوچنا ہو گا۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ اخبارات میں ممبران اسمبلی کا نام آ رہا ہے اور متاثرہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں اسمبلی کے ممبران شامل ہیں اس لئے انہیں تحفظ دیا جا رہا ہے اور نام آتا ہے کہ ممبران اسمبلی یہ کر رہے ہیں اگر کسی ایک ممبر کا نام آتا تو صرف اس کا استحقاق مجروح ہوتا اور وہ اس کی وضاحت کرتا لیکن اگر پورے ممبران کا نام آتا ہے تو اس میں میرا اور پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ اخبارات کا ذکر کرتے ہیں کہ اخبارات میں ممبران اسمبلی کا نام آ رہا ہے تو پھر آپ کو اس کے ساتھ اخبارات کے تراشے لگانے چاہییے تھے۔ آپ اس چیز کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ اخبارات میں یہ بات آئی ہے کسی ایک اخبار کا تراشہ آپ کو ساتھ لگانا چاہیئے تھا۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! اس میں گزارش صرف اتنی ہے کہ میں نے تحریک التوائے کار بھی دی ہوئی ہے اور اس بارے میں ایک سوال بھی دیا ہوا ہے لیکن اس سیشن میں اس کے آنے کا امکان نہیں ہے۔ یہ تحریک استحقاق ہی بنتی ہے اس لئے میں نے یہ تحریک استحقاق دی ہے اور میں تراشہ بھی دے دوں گا اور اس میں جو کچھ ابھی وزیر صاحب نے فرمایا ہے ـــــــــ

جناب سپیکر: آپ کی تحریک التوائے کار کون سے نمبر پر ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ : جناب والا! مجھے اپنی تحریک التوائے کار کا نمبر یاد نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ نے تحریک التوائے کار دی ہوئی ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ : جی۔ جناب والا!

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! انہوں نے دونوں کام کیے ہوئے ہیں انہوں نے تحریک التوائے کار بھی دی ہوئی ہے اور دوسرے تحریک استحقاق بھی۔ اسے تو ایوان treat ہی نہیں کر سکتا۔

جناب فرید احمد پراچہ: اس سے تو مسئلے کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب! ویسے تو میں آپ سے یہ کہوں گا کہ آپ کہتے ہیں کہ اس میں ایم۔ پی۔ اے صاحبان کا ذکر ہے اور چونکہ اس میں کسی ایک ایم۔ پی۔ اے کا نام ہے اور اس میں ایم۔ پی۔ اے صاحبان کا ذکر ہے اس لئے یہ تمام ممبران اسمبلی کی بدنامی کا باعث بن سکتا ہے اس لئے آپ کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو اس بارے میں میں آپ کو کہوں گا کہ یہ جو اخبارات میں خبر آئی ہے جس میں اس بات کا ذکر کیا گیا ہے تو آپ ان کے تراشے ساتھ لگا دیں اور ہم اس وقت تک کے لئے اسے ملتوی کر لیتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: ٹھیک ہے جناب والا!

وزیر امداد باہمی: جناب والا! میری اس سلسلے میں آپ سے درخواست ہے کہ آپ کو اسے ملتوی نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے مسترد کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ آپ سینئر پارلیمنٹرین ہیں اور آپ کو یہ ضد نہیں کرنی چاہیے۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آج تک ہمارا یہ موقف رہا ہے کہ رشوت کا بازار گرم ہے آج تو کوآپریٹو منسٹر نے آن دی فلور آف دی ہاؤس ہمارے موقف کو تسلیم کرتے ہوئے حکومت کی طرف سے فرمایا ہے کہ واقعی رشوت کا بازار گرم ہے تو ان بہت سی مبارکبادوں میں ایک اور مبارکباد کا اضافہ کرتے ہوئے میں آپ کی وساطت سے اس پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

وزیر امداد باہمی: جی! میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ارکان اسمبلی اس میں شامل ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ تحاریک التوائے

کار کو ٹیک اپ کیا جائے؟

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر ـــــــ

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر جناب شوکت داؤد صاحب!

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار ہے جو زندگی بچانے والی ادویات کے بارے میں ہے۔ میں نے اس دن بھی درخواست کی تھی کہ وہ مسئلہ فوری اہمیت کا حامل ہے۔ لہٰذا اس کو آؤٹ آف ٹرن لے کر مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک التوائے کار ہے؟

چودھری شوکت داؤد: ہاں جی!

جناب سپیکر: اس کا کیا نمبر ہے؟

چودھری شوکت داؤد: مجھے نمبر یاد نہیں۔

جناب سپیکر: تو آپ ذرا نمبر دیکھ کر بتائیے۔

وزیر قانون: جناب والا! اپوزیشن کے معزز اراکین تحاریک التوائے کار ٹیک اپ کرانا چاہتے ہیں یا کٹ موشنز پر روایات کے مطابق بات کرنا پسند کریں گے۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب! آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میں ایک گزارش کرنی چاہتا ہوں۔ ضمنی بجٹ پر بھی آپ نے کمال مہربانی فرماتے ہوئے ہمیں تحاریک التوائے کار پیش کرنے کا موقع دیا تھا اور وہ کٹ موشنز والے دن بھی ٹیک اپ کی گئی تھیں اسی طرح کل بھی جو دن گزرا ہے وہ بھی کٹ موشنز کے لئے مقرر تھا لیکن کل بھی آپ نے مہربانی کرتے ہوئے تحاریک التوائے کار ٹیک اپ کی تھیں لہٰذا ہماری گزارش یہ ہے کہ تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے تو یہ تحریک التوائے کار نمبر 31 رانا اکرام ربانی خان لیڈر آف دی اپوزیشن۔ سید چراغ اکبر شاہ۔ علی حسن رضا قاضی کی طرف سے ہے۔ اس کو رانا اکرام ربانی خان پیش کریں گے۔

فنڈز کی کمی کے باعث زیر تکمیل منصوبہ جات کے ٹھیکیداران میں اضطراب

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہائی وے ٹھیکیداران ایسوسی ایشن کی جانب سے ایک اپیل تمام ایم این اے اور ایم پی اے حضرات کی خدمت میں بھیجی گئی ہے اور شائع بھی ہوئی ہے جس کے مطابق حکومت پنجاب نے الیکشن 1990ء کے اعلان کے ساتھ ہی بے شمار ٹنڈر جاری کر دیئے لیکن بتیس بتیس لاکھ چالیس چالیس لاکھ روپے کے کاموں کے لئے صرف ایک ایک لاکھ کے فنڈز مہیا کئے گئے۔ ٹھیکیداروں کو ورک آرڈر دے کر زور شور سے کام شروع کرنے پر مجبور کیا گیا۔ الیکشن کے بعد تمام کام بوجہ Short funded un funded ہونے کے بند پڑے ہیں اور اب صورت حال یہ ہے کہ تمام زیر تعمیر سڑکیں اور منصوبے نا مکمل حالات میں پڑے ہیں۔ کام بند ہو چکے ہیں اور ٹھیکیداری کے پیشہ سے منسلک لوگ کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ انتخابات میں ہونے والے اخراجات کے حوالہ سے بعض مشاہدات منظرعام پر آئے ہیں جن کے مطابق آئی جے آئی کے ہر امیدوار کو پچاس پچاس لاکھ اور پچھتر پچھتر لاکھ روپے ترقیاتی کاموں کے لئے دیئے گئے اور ان میں سے بہت سے ایسے منصوبہ جات زیر تکمیل بتائے گئے ہیں جو پہلے ہی سے مختلف مدات مثلاً "ڈسٹرکٹ فنڈز' پیپلز پروگرام فنڈز سے مکمل ہو چکے ہیں اور اس طرح ان منصوبہ جات کی جو ادائیگی ہوئی اس سے امیدواران نے اپنے الیکشن کے اخراجات ادا کئے بلکہ یہ بھی کہا گیا کہ بعض امیدوار الیکشن کے اخراجات ادا کرنے کے بعد بھی کئی کئی لاکھ روپے منافع میں رہے۔ اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب' غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ مذکورہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کے بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے کون بات کریں گے؟

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار جو جناب رانا اکرام ربانی صاحب نے پیش فرمائی ہے اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ ایک تو الیکشن کے سلسلے میں کسی بھی امیدوار کو فنڈز دینے کا

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ مسئلہ کئی دفعہ اٹھایا گیا ہے البتہ حکومت حلقہ وار ڈی نیشنلائزیشن کی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور جن علاقوں کے ساتھ زیادتی ہوتی رہی ہے ان علاقوں میں کمی کو پورا کرنے کے لئے فنڈز کی صحیح تقسیم کرنے کا عمل جاری ہے البتہ اس علاقے کے منتخب نمائندوں سے سکیمیں لینا خدانخواستہ کوئی بری بات نہیں ہے بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا ہونا چاہیے تھا۔ اس ہاؤس میں با آواز بلند ہمارے معزز اراکین اپوزیشن کی طرف سے بھی اور ہمارے اپنے آئی جے آئی کی طرف سے بھی یہ تجویز آتی رہی ہے کہ یہاں پر لاہور میں بیٹھ کر بیورو کریسی بجٹ بنا دیتی ہے اور ہمیں پتہ نہیں ہوتا۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ ان کا جو جذبہ ہے یہ تو اس کی روح کے عین مطابق بات ہے کہ اس قسم کے کام حلقہ وار مختص کئے جائیں۔ البتہ بعض جگہوں پر یہ ہوا ہے کہ وہاں پر فنڈز کم تھے اور وہاں اس جذبے سے کام شروع کر دیا گیا کہ مزید فنڈز مل جائیں گے تو وہاں پر کام کی رفتار سست پڑ گئی ہے۔ محکمہ ہائی وے اور مواصلات نے فنانس اور پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو لکھا ہے کہ اس کے لئے مزید فنڈز مہیا کئے جائیں۔ یعنی اگر کسی جگہ پر فنڈ پچاس لاکھ روپے تھا یا بیس لاکھ روپے تھا اور کام وہاں پر ایک کروڑ یا پچاس لاکھ کا شروع کر دیا گیا ہے تو میں ان حقائق کے پیش نظر جناب لیڈر آف دی اپوزیشن کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کرتا ہوں کہ اس قسم کا اگر ان کے نوٹس میں کوئی specific واقعہ ہو تو نشاندہی کریں۔

جناب والا! اب میں ٹیکنیکل سائیڈ پر آ رہا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار کسی بھی ایریا کے متعلق specific نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی عوامی اہمیت کی حامل ہے کہ اس پر اخباروں میں hue and cry raise کیا گیا ہو اور نہ ہی اس تحریک التوائے کار کی تائید میں معزز لیڈر آف اپوزیشن نے اخبارات کے کوئی تراشے دیئے ہیں اور وہ کم از کم میری نظر سے تو نہیں گزرے ہیں۔ تو ان حقائق کے پیش نظر جناب والا! میں اپنے معزز بھائی کی خدمت میں نہایت ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس کو پریس نہ فرمائیں۔ اس قسم کا کوئی واقعہ اگر ان کے علم میں آئے تو وہ میرے نوٹس میں لے آئیں تو حکومت انشاء اللہ ان کو مطمئن کرنے کی پوری کوشش کرے گی اور اس کے باوجود اگر معزز لیڈر آف دی اپوزیشن اس پر اصرار فرمائیں تو پھر میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ تحریک التوائے کار کسی اہمیت کی حامل نہیں ہے لہذا جناب والا اس کو رول آؤٹ فرمائیں۔ شکریہ۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! مجھے محترم وزیر قانون کی اس بات پر بڑی حیرانی ہوئی کہ اگر ہم کوئی اخبار کا تراشہ ساتھ لگائیں تو یہ اعتراض ہوتا ہے کہ اخبار کی خبر کی بنیاد پر تحریک التوائے کار دی گئی

ہے۔ یہ ایک اپیل تھی جو سب ممبر حضرات کے علم میں آئی ہے۔ اب انہوں نے فرمایا ہے کہ کوئی ایسا واقعہ ان کے علم میں لایا جائے تو جناب سپیکر میں ان کی اس یقین دہانی کے بعد کہ اگر کوئی واقعہ ان کے علم میں لایا گیا تو اس کی جو ادائیگی رہتی ہے وہ کر دی جائے گی۔ ایسوسی ایشن کے جو عہدیداران ہیں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ تشریف لائیں اور میں ان کو ان کی خدمت میں پیش کر دوں۔ ان کی اس یقین دہانی کے بعد میں اپنی تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر32 رانا اکرام ربانی صاحب کی ہے۔

الیکشن مہم میں اخراجات کرنے والے بلیک لسٹ ٹھیکیدار کو سڑک تعمیر کرنے کا کام سونپنے کی سفارش

رانا اکرام ربانی: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نیوز لاہور کی مورخہ 26-3-1991 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ ایک ایسی فرم جو ماضی میں مختلف الزامات کی بنیاد پر بلیک لسٹ ہو گئی تھی اور اس کے مالکان کو جیل کی سزا بھی ہوئی تھی۔ اب دوبارہ نئے نام سے رجسٹرڈ کر لیا گیا ہے اور انہیں 10 لاکھ' 20 لاکھ اور 25 لاکھ مالیت کے مختلف ٹھیکہ جات بھی عطا کر دیئے گئے ہیں۔ جن میں ٹھوکر نیاز بیگ سے رائے ونڈ تک سڑک بھی شامل ہے اس کے علاوہ نیشنل ہائی وے بورڈ کا بھی۔ پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کو سفارش کی ہے کہ اسے ملتان روڈ کے ایک حصہ پر کام کرنے کا ٹھیکہ دیا جائے۔ یہ بات بھی قابل غور اور قابل ذکر ہے کہ یونائیٹڈ بینک کے افسران پر بھی اس سلسلہ میں دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ اس فرم کو قرضہ جات کی فراہمی میں ہر قسم کی سہولت دی جائے ان ساری نوازشات کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ مذکورہ فرم کے مالکان نے حالیہ انتخابات میں ایک بڑے آدمی کی الیکشن مہم میں کافی اخراجات کئے تھے اور بڑے بڑے بینرز اپنے خرچ پر بنوا کر دیئے تھے اور ان سارے اخراجات کا منافع اب صوبائی حکومت کے خزانہ سے وصول کیا جا رہا ہے اور اس سلسلہ میں لاہور شہر سے ایک با اثر رکن قومی اسمبلی کا اور ایک ایسے پیر صاحب کا جو وزیراعظم کے بہت قریب ہیں نام لیا جا رہا ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب' غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے

فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس بارے میں پھر نہایت ادب سے یہ التماس کروں گا کہ یہ بھی ایک مبہم تحریک التوائے کار ہے۔ 26 مارچ کو ایک خبر چھپی ہے جس میں کسی فرم کا نام درج نہیں کیا گیا کہ یہ کونسی فرم ہے جس کو بلیک لسٹ کیا گیا تھا اور اسی کو دوبارہ رجسٹرڈ بھی کیا گیا۔ حکومت کے لئے بڑا مشکل ہوتا ہے کہ اس قسم کے مبہم الزامات کے تحت جو خبر چھپی ہو اس کے بارے میں کوئی واضح جواب دے سکے۔ دوسرا جناب قائد حزب اختلاف نے ٹھوکر نیاز بیگ سے رائے ونڈ تک سڑک کی تعمیر کا ذکر کیا ہے۔ اس سڑک پر نہ تو کوئی منصوبہ زیر تکمیل ہے اور نہ ہی مستقبل قریب میں کوئی امکان ہے۔ جہاں تک ملتان روڈ کا تعلق ہے یہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے دائرہ اختیار میں ہے۔ ان کے حکم کے مطابق اس سڑک کے لئے ٹینڈر طلب کئے گئے تھے لیکن پھرہائی ویز اتھارٹی نے فنڈز مہیا نہ کئے تو اس پر بھی کام شروع نہ ہو سکا۔ جن فرموں نے اس کام کے لئے ٹینڈر دیئے تھے ان میں سے کوئی بھی فرم ماضی میں بلیک لسٹ نہ تھی۔ جناب والا! یہ اس کی پوزیشن ہے میری دوسری گزارش یہ بھی ہے کہ یہ معاملہ عوامی اہمیت کا بھی نہیں ہے جس سے عوام میں کوئی خاص ہیجان پایا جاتا ہو۔ اسی وضاحت کے پیش نظر میں یہ توقع کروں گا کہ قائد حزب اختلاف اس کو پریس نہ کریں۔ شکریہ۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! محترم وزیر قانون نے جو جواب دیا ہے۔ قبلہ گزارش یہ ہے کہ یہ عوامی اہمیت کا مسئلہ ہے' ایک ایسی فرم جو ماضی میں بے قاعدگیوں کی وجہ سے بلیک لسٹ ہوئی اس کو رجسٹرڈ کر لیا گیا ہے۔ اگر یہ بات درست نہیں ہے اور کوئی ایسی فرم رجسٹرڈ نہیں ہوئی پھر تو تحریک التوائے کار کا کوئی جواز نہیں رہتا لیکن اگر یہ پوری ذمہ داری کے ساتھ کہتے ہیں کہ کوئی فرم جو ماضی میں بلیک لسٹ ہوئی تھی اس کو پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ میں رجسٹرڈ نہیں کیا گیا پھر ٹھیک ہے لیکن اگر کیا گیا ہے پھر تو یہ عوامی اہمیت کا بھی مسئلہ ہے اور پنجاب اسمبلی میں زیر بحث لایا جانا بھی ضروری ہے۔ اس کے بارے میں وزیر قانون نے واضح طور پر نہیں کہا کہ ایسی کوئی فرم رجسٹرڈ ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب قائد حزب اختلاف نے تحریک التوائے کار کے سلسلے میں وضاحت طلب کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں نے تو گزارش کی ہے کہ یہ فرماتے ہیں کہ ایسی فرم جو بلیک لسٹ ہو گئی تھی اسے دوبارہ نئے نام پر رجسٹرڈ کر لیا گیا ہے۔ میں نے بھی یہی گزارش کی ہے کہ ان کو اس فرم کا نام لکھنا چاہیے تھا اور اس معاملے کو specific بنانا چاہیے تھا اور انہیں اپنے مختصر بیان میں بتانا چاہیے تھا کہ اس فرم کو بلیک لسٹ کیا گیا اور اسے یہ سزا دی گئی اور پھر یہ بھی ثبوت دینا چاہیے تھا کہ دوبارہ اس نام سے رجسٹرڈ کیا گیا ہے۔ مبہم بات کا جواب دینا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔ پھر یہ فرماتے ہیں کہ اسے دوبارہ نئے نام سے رجسٹرڈ کر لیا گیا ہے اور انہیں دس لاکھ، بیس لاکھ اور پچیس لاکھ مالیت کے مختلف ٹھیکہ جات بھی عطا کر دیئے گئے ہیں۔ جس میں ٹھوکر نیاز بیگ سے رائے ونڈ تک سڑک بھی شامل ہے۔ حالانکہ وہ سڑک بن ہی نہیں رہی ہے۔ اس بارے میں میں نے کہا ہے کہ ایسا کوئی منصوبہ بھی حکومت پنجاب کے زیر غور نہیں ہے۔ اب میں جناب والا کی رہنمائی چاہتا ہوں کہ میں اس سلسلے میں قائد حزب اختلاف کی خدمت میں کیا وضاحت پیش کروں؟

رانا اکرام ربانی: جناب والا میں اس تحریک التوائے کار کو پریس نہیں کرتا۔ لیکن میں یہ حق محفوظ رکھتا ہوں کہ اس کی تفصیلات حاصل کرنے کے بعد اسی اجلاس میں یا اگلے اجلاس میں دوبارہ پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں رانا صاحب اس کو دوبارہ پیش نہیں کیا جا سکے گا۔ کیونکہ جس کو آپ پریس نہیں کرتے ہیں یا جو تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ قرار دی جائے۔ اس کو پھر دوبارہ اس اجلاس میں یا اگلے اجلاس میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اس کو چونکہ آپ پریس نہیں فرماتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: لیکن جناب والا! وزیر قانون کا فرض تھا کہ ایک خبر اخبار میں آئی ہے اس پر ایکشن لیتے، گو ہم تحریک التوائے کار کے حوالے سے یہ بات حکومت کے نوٹس میں لائے لیکن اب انہوں نے فرمایا ہے کہ اس قسم کا کوئی واقعہ ہوا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب یہ تحریک التوائے کار ایک مخصوص مسئلے پر نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس میں اس فرم کا نام ہونا چاہیے تھا جس فرم کو آپ زیر بحث لا رہے ہیں اور دوسری بات انہوں نے کر دی ہے جس کو آپ نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ سے لے کر رائے ونڈ تک سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ بھی اسی فرم کو دیا گیا ہے۔ اس کی بھی انہوں نے وضاحت کر دی ہے کہ گورنمنٹ پنجاب کے پاس ایسی کسی سڑک کا ٹھیکہ یا تعمیر زیر غور ہی نہیں ہے۔ اب اس کے بعد اس

تحریک التوائے کار میں کیا جان رہ جاتی ہے اس کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا میں اس سلسلے میں آپ کی رہ نمائی چاہوں گا کہ اس کی تفصیل کے لئے مجھے تھوڑا سا وقت چاہیئے ______

جناب سپیکر: رانا صاحب! مجھے اس تحریک التوائے کار پر فیصلے کر لینے دیں۔ میں اس تحریک التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 33 جناب غلام سرور خان۔

جی ایم سید کو حب الوطنی کے سرٹیفکیٹ کا اجراء

33- **غلام سرور خان:** ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی مورخہ 27 مارچ 1991ء کی اشاعت میں یہ اداریہ چھپا ہے کہ حال ہی میں جئے سندھ کے اجلاس منعقدہ کراچی میں اس تحریک کے سربراہ جی ایم سید نے "فرمایا" ہے کہ انہیں لفظ پاکستان سے نفرت ہے اور یہ ملک خدانخواستہ جتنی جلدی ٹوٹ جائے اچھا ہے۔ جی ایم سید نے اپنی پاکستان دشمنی کبھی چھپائی نہیں اور اکثر ان کی طرف سے اس قسم کی گوہر افشانیاں منظرعام پر آتی رہتی ہیں۔ بلکہ ماضی قریب میں پاکستان پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں ان کے خلاف سکھر ایئرپورٹ پر پاکستانی جھنڈا جلانے کے الزام میں مقدمہ بھی درج کیا گیا تھا۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ جو قوتیں اور شخصیات پاکستان میں جمہوریت کو کامیاب ہوتے نہیں دیکھنا چاہتی ہیں۔ اپنے مخصوص مقاصد کی تکمیل کے لئے ان کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش میں رہی ہیں۔ جنرل محمد ضیاء الحق ہمیشہ ان کی تعریف کرتے رہے۔ انہیں گلدستے بھجواتے رہے اور اب بھی جی ایم سید کے خلاف درج شدہ مقدمات کو واپس لے کر انہیں حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ جاری کیا گیا۔ اب جبکہ محب وطن سیاسی جماعتوں اور ان کے سربراہوں کو ہر قسم کے تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ بے شمار ناجائز مقدمات درج کئے جا رہے ہیں اور ہر طرح سے انہیں پریشان کیا جا رہا ہے۔ ایسے شخص کے ایسے بیانات اور ایسی Activities کا نوٹس نہیں لیا جا رہا ہے۔ جبکہ موجودہ مرکزی اور صوبائی حکومتوں خصوصاً پنجاب کے وزیراعلیٰ کا دعویٰ ہے کہ وہ قائداعظم کے سپاہی اور تحریک پاکستان کے کارکن ہیں۔ اس اداریہ کے

چھیننے سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب، غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون اس پر کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون: اس سلسلہ میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فنی طور پر یہ تحریک التوائے کار قاعدہ 67 (C) کے تحت قابل پذیرائی نہیں ہے کیونکہ اس واقعہ کا تعلق صوبہ پنجاب کے ساتھ قطعی طور پر نہیں ہے اس کا تعلق صوبہ سندھ کی ایک شخصیت سے ہے۔ اخبارات میں انہوں نے اپنی ایک رائے پیش کی ہے۔ اخبارات آزاد ہیں اور یہ خبر چھپ گئی ہے۔ اس کو ہم انتہائی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہم اس کی پرزور مذمت کرتے ہیں لیکن اسے تحریک التوائے کار کی صورت میں پیش کرنے کے بحث کرنا قاعدہ (C) 67 کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔ میں فاضل رکن کی اطلاع کے لیے اور ان کی تسلی کے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے جس میں پاکستان کا جھنڈا جلایا گیا تھا اس وقت صوبہ سندھ میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ مرکز میں بھی پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ صوبہ سندھ کی اور مرکز کی پیپلز پارٹی کی حکومت کو جرات نہیں ہوئی تھی کہ جی ایم سید کو گرفتار کرتی اور اس وقت بھی یہ سہرا آئی جے آئی کی پنجاب حکومت کے سر تھا۔ میرے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ڈیرہ غازی خاں میں جی ایم سید کو جب کہ وہ یہاں سے بھاگ کر بلوچستان جانا چاہ رہے تھے اور وہ سندھ کو عبور کر کے آ گئے، ان کو کسی نے کچھ نہ کہا لیکن جب پنجاب کے بارڈر کو انہوں نے عبور کرنا چاہا تو ڈیرہ غازی خاں کی پولیس نے انہیں گرفتار کیا۔ تو میں اپنے فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ اس قسم کے واقعے کو حکومت کسی قیمت پر بھی نظرانداز نہیں کر سکتی لیکن اس مسئلہ کو ہم قاعدہ (C) 67 کے تحت زیر بحث نہیں لا سکتے۔ کیونکہ یہ دوسرے صوبے سے متعلقہ ہے اور اخبار میں یہ ایک رائے کی صورت میں چھپا ہے۔ اس سلسلہ میں جناب والا! کی رولنگز موجود ہیں کہ مختلف لیڈران کے بیانات کسی تحریک التوائے کار کی بنیاد فراہم نہیں کر سکتے۔ ان حقائق کے پیش نظر میں فاضل رکن سے گزارش کروں گا کہ وہ اس کو پریس نہ فرمائیں اور اگر وہ پریس فرمائیں تو پھر میں جناب والا سے گزارش کروں گا کہ (C) 67 کے تحت اس کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر! مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وزیر قانون نے رول (C) 67 کا حوالہ دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ واقعہ سندھ سے تعلق رکھتا ہے ہم سندھ کی بات

نہیں کرتے' ہم پنجاب کی بات نہیں کرتے' ہم قومیتوں کی بات نہیں کرتے۔ ہم تو پاکستان کی بات کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! جی ایم سید نے پاکستان کے خلاف بات کی ہے۔ خدانخواستہ پاکستان کو توڑنے کی بات کی ہے اور اس سلسلہ میں یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! میں ایک بات یہاں لازمی کہوں گا کہ اگر لاء منسٹر حکومت سندھ کے اس اقدام کی مذمت کریں کہ جی ایم سید کا اس قسم کا بیان دینے کے باوجود ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا تو میں اپنی اس تحریک التوائے کار پر زور نہیں دوں گا۔

جناب سپیکر: جناب شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! اسی طرح کی ایک تحریک التوائے کار میری طرف سے بھی ہے۔ جوکہ جی ایم سید کے بارے میں ہے۔ اس کے متن میں تو فرق ہے لیکن میرا کہنے کا بھی یہی مقصد تھا کہ جی ایم سید اکثر اخبارات میں پاکستان کے خلاف باتیں کرتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کی کونسی تحریک التوائے کار ہے؟

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! میں نے یہ تحریک التوائے کار دی ہوئی ہے لیکن مجھے اس وقت اس کا نمبر یاد نہیں۔

جناب سپیکر: اس کے ساتھ ہی ہے؟

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! اس کے الفاظ میں فرق ہو سکتا ہے لیکن اصل بات جی ایم سید کے بارے میں ہے۔ موجودہ حکومت کے بارے میں نہیں ہے۔ ان کی حب الوطنی پر مجھے بھی شک ہے۔ کیونکہ بحیثیت محب وطن ہمیں یہ دکھ پہنچتا ہے کہ وہ ہمیشہ پاکستان کی سالمیت کے خلاف بیان دیتے ہیں اور یہ ہمارے آئین میں ہے کہ جو پاکستان کی سالمیت کے خلاف ہو اس کو پاکستان میں رہنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ انہوں نے ہمیشہ شریعت کے خلاف بھی بات کی ہے۔ اگر ہمارے یہ جذبات ہیں تو میں سمجھتا ہوں ان جذبات کو روکنا نہیں چاہیے۔ ہماری اسمبلی میں یہ بات منظور ہونی چاہیے کہ جو ہمارے ملک کے خلاف بات کرتا ہے ہم اس کے خلاف مقدمات چلائیں یا اسے کم از کم پاکستان سے جلاوطن کر دیا جائے اور قائداعظمؒ کے پاکستان کے متعلق جو غلط بات کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس ملک میں رہے۔ ہمارے یہ جذبات ضرور پہنچنے چاہئیں اور اس کے خلاف ایکشن لینا چاہیئے۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر۔

جناب وزیر قانون: جناب سپیکر! اس سلسلہ میں میری یہ گزارش ہے کہ وزیراعظم پاکستان اور آئی جے آئی کے مقتدر لیڈران اس سلسلہ میں کئی دفعہ اظہار خیال کر چکے ہیں اور ایسا قانون بھی بنانے کے بارے میں سوچا جا رہا ہے کہ جو اسلام یا پاکستان کی سالمیت کے خلاف کوئی ایسی بات کرے تو اس پر قانونی گرفت مضبوط کی جائے۔ یہ فورم اس کے لئے صحیح نہیں ہے۔ بہتر ہوتا کہ اس مسئلہ کو قومی اسمبلی میں پیش کرتے۔ ماشاء اللہ چالیس پچاس اراکین پیپلزپارٹی کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر قومی اسمبلی میں یہ اپنے قائد حزب اختلاف کی طرف سے یہ تحریک پیش کرواتے تو میرے خیال میں حکومت کے لئے زیادہ embarrassment کر سکتے تھے۔ جو مناسب فورم ہو اسی فورم سے مسئلہ اٹھایا جانا زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ فنی طور پر یہ مسئلہ تحریک التوائے کار کی صورت میں یہاں پیش نہیں ہو سکتا البتہ قرارداد کی صورت میں وہ اسے یہاں لا سکتے تھے اور طریقے بھی ہو سکتے ہیں کہ جن سے وہ مرکزی حکومت کو اپنے جذبات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی ہے۔ اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

خانزادہ تاج محمد خاں: جناب سپیکر! کیا آپ مجھے دو منٹ کے لئے جی ایم سید کے بارے میں بات کرنے کی اجازت دیں گے؟

جناب سپیکر: آپ اس تحریک التوائے کار کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟

خانزادہ تاج محمد خاں: جی ہاں!

جناب سپیکر: لیکن یہ ابھی تک منظور نہیں ہوئی۔ منظور ہو جائے تو آپ اس پہ بحث کر سکتے ہیں۔

Mr. TAJ MUHAMMAD KHANZADA:
If you allow me to express my opinion about the individual I will do so but if you do not I shall sit down.

MR SPEAKER: you want to express your opinion about the admissibility of the Adjournment Motion?

Mr. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: About the admission and about the proverbially recognized traitor of pakistan. I will hope you will allow to discuss him. There are no two opinions both by the PPP and by the IJI that the man is undesirable to be a citizen of pakistan. He dislikes this country. so what is there to discuss. If you want to pass a resolution of condemnation we are

all with you but the misfortune is that every leader of sind goes and meets the traitor in order to get his political support. Then we should condemn all leaders of Sind irrespective of their creed, colour and Their political affiliation who go and clasp with a man of this nature who is out to distroy country.

جناب سپیکر: جناب غلام سرور خاں آپ 67 (C) کا مطالعہ فرمائیں۔ اس میں یہ ہے کہ:

67 (C) The motion shall relate to a matter which is primarily the concern of government or a statutory body under the control of Government or to a matter in which the Governments have a substantial financial interest; Thank you, Khanzada Sahib.

جناب غلام سرور خاں: جناب سپیکر! میں 67 (C) پر نہیں جانا چاہتا۔ جس طرح آپ فرما رہے ہیں آپ ٹھیک ہی فرما رہے ہوں گے۔ لیکن کیا جی ایم سید پاکستان توڑنے کی بات کرتا ہے تو اسے پنجاب اسمبلی میں زیر بحث لایا جا سکتا۔ اس میں میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: اس کو زیر بحث لانے کے بارے میں میں یہ کہوں گا کہ پاکستان توڑنے کی کوئی بات کرے، پاکستان کے مفاد کے خلاف کوئی بات ہو، پاکستان کے خلاف کوئی بات ہو تو اس کو پنجاب اسمبلی کے فورم پر زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! یہ ایوان صوبائی اسمبلی کا ایوان ہے۔ اس نقطہ نظر سے ہمیں سوچنا چاہیے۔

جناب سپیکر: نہیں اس کو زیر بحث لانے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ تحریک التوائے کار جو ہے یہ زیر بحث تو آ گئی ــــــــ

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! یہ جو تحریک التوائے کار ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس کو منظور کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں گے۔ اس میں یہ ہے کہ یہ جو تحریک التوائے کار ہے یہ زیر بحث تو آ گئی، غلام سرور خان صاحب نے تحریک التوائے کار دی۔ میں نے انہیں اس کو پیش کرنے کی اجازت دی۔ یہ زیر بحث آ گئی۔ اس پر میں نے لاء منسٹر صاحب کو کہا کہ وہ اپنا Point-of View پیش کریں۔ انہوں نے اپنا Point-of View پیش کیا۔ اس کے بعد پھر غلام سرور خان نے اپنی بات پر Stress کیا اور اس پر بات ہوئی کہ یہ معاملہ جو ہے یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے اور

اس کو پنجاب اسمبلی کے فورم پر تحریک التوائے کار کی شکل میں Agitate کیا گیا۔ اب یہ زیر بحث تو آ گئی۔ اگر اب اس کو منظور کر لیتے ہیں تو اس سے بھی مراد یہ ہے کہ اس کو اور زیر بحث لایا جائے' اس پر اور بات کی جائے۔ تو اس کو منظور کرنے کی صورت یہ ہے کہ آیا یہ تحریک التوائے کار جو ہے یہ فنی طور پر تحریک التوائے کار کے زمرے میں آتی ہے؟ کیا رولز کے مطابق یہ تحریک التوائے کار بنتی ہے؟ جہاں تک اس کو زیر بحث لانے کا تعلق ہے وہ زیر بحث آ چکی' اب اس بارے میں strictly speaking میں یہ کہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب مجھے اس بارے میں ارشاد فرمائیں کہ غلام سرور خان صاحب کا یہ موقف ہے کہ یہ تحریک التوائے کار انہوں نے جی ایم سید کے بیان کے بارے میں دی ہے جس میں انہوں نے پاکستان کے خلاف بات کی ہے اور پاکستان کے خلاف بات کو پنجاب اسمبلی میں زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ (C) 67 جو ہے اس کے تحت یہ پنجاب گورنمنٹ کے جو فنکشن ہیں ان میں یہ بات شامل نہیں ہے کہ ایک بات سندھ میں بیٹھ کر کی گئی ہے اس کو زیر بحث لایا جائے۔ تو اس میں میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ ایک بات جو سندھ میں بیٹھ کر کی گئی ہے اور وہ پاکستان کے خلاف بات کی گئی ہے تو اس کو پنجاب اسمبلی میں زیر بحث کیوں نہیں لایا جا سکتا؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پنجاب اسمبلی کے فورم پر کالا باغ ڈیم کی بات کرتی ہے تو پھر دوسرے صوبے والے کیوں چلاتے ہیں یہ ان کے بھی دائرہ اختیار میں نہیں آتا ہے یہ ہماری سرزمین ہے کہ پنجاب پر ہم اپنے فاضل پانی کے ذخائر سے پاور ڈیم لگا کر قومی ضروریات کے لئے بجلی پیدا کریں۔ جب یہاں بات کرتے ہیں تو وہاں بھی اس پر Agitation ہوتی ہے اور وہاں پر بات کی جاتی ہے وہ پھر ہماری بات پر کیوں اعتراض کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: اس پر میں یہ کہوں گا کہ یہ تحریک التوائے کار بڑی اہمیت کی حامل ہے اس کو پینڈنگ کرتے ہیں اس پر لاء منسٹر صاحب مزید غور کر لیں۔

چودھری شوکت داؤد: میں نقطہ وضاحت پر کچھ بتانا چاہوں گا۔ سر! اگر آپ مجھے ایک منٹ دے دیں ــــــ

جناب سپیکر: نہیں شوکت داؤد صاحب! اس کو میں نے پینڈنگ کر دیا ہے اس پر لاء منسٹر صاحب مزید بات کریں گے اور پھر اس پہ فیصلہ ہو گا۔ تحاریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہوتا ہے۔

چودھری شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر سر______

جناب سپیکر: جناب شوکت داؤد' پوائنٹ آف آرڈر______

چودھری شوکت داؤد: سر میرا اس بحث کو طول دینے کا مقصد نہیں ہے میں صرف کہنا یہ چاہتا تھا کہ ان کے الفاظ تھے کہ بعض لوگوں کو اعتراض ہو سکتا ہے۔ میری درخواست یہ ہے تحریک التوائے کار نمبر 100 میری ہے اس میں لاء منسٹر صاحب سے میں آپ کے توسط سے درخواست کروں گا کہ میری تحریک کو منظور کریں پھر اس پہ بحث کر لیں۔

میزانیہ بابت سال 92-1991ء پر بحث

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

جناب سپیکر: میں دیکھتا ہوں' آپ کو اپنی تحریک التوائے کار کے نمبر کا بھی علم نہیں۔ 100 نمبر اب آپ نے بتا دیا ہے' ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں اگر یہ identical تحریک التوائے کار ہے تو اس کے ساتھ اس کو dispose of کریں گے اور آپ کو بات کرنے کی بھی اجازت دے دیں گے۔ ملک احمد علی اولکھ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں اور یہ غالباً" اپنی تحریک التوائے کار کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں ______ ملک صاحب میں ذرا اس کو دیکھ لوں؟ ______ ملک صاحب یہ آپ کی تحریک التوائے کار بلا شبہ کافی اہمیت کی حامل ہے۔ اب میں نے اعلان کر دیا ہے کہ تحاریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہوتا ہے اور ٹائم بھی ختم ہو گیا ہے۔ تو اس کو ہم اپنے پاس رکھتے ہیں کل میں اس پر ہاؤس کی رائے معلوم کر لوں گا کہ اگر ہاؤس اجازت دے کہ آپ کی تحریک التوائے کار کو آؤٹ آف ٹرن پیش کیا جائے تو اس کو ہم آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کر لیں گے۔ آپ اس دوران لاء منسٹر سے بات کر لیں اور لیڈر آف دی اپوزیشن سے بات کر لیں۔ تو شائد اس پر consensus built ہو سکے کہ آپ کی تحریک التوائے کار کو آؤٹ آف ٹرن لیا جائے ______ تو ڈیمانڈز کو ٹیک اپ کرتے ہیں اس میں دو ڈیمانڈز dispose of ہو گئی تھیں۔ آج میرے خیال میں ڈیمانڈ نمبر دس (10) جو ہے اس کو ٹیک اپ کرنا ہے تو فنانس منسٹر صاحب پیش کریں۔

جناب وزیر خزانہ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

"ایک رقم جو ایک ارب 41 کروڑ' ایک لاکھ' 41 ہزار =/120 روپے سے متجاوز نہ ہو
گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30
جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :-

"ایک رقم جو ایک ارب 41 کروڑ' ایک لاکھ' 41 ہزار =/120 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔"

Rana Ikram Rabbani: I oppose.

جناب سپیکر: اس کو oppose کیا گیا ہے۔ جناب رانا اکرام ربانی خان' رانا ثناء اللہ خان' سید چراغ اکبر شاہ' جناب علی حسن رضا قاضی' ملک اقبال احمد خان لنگڑیال' خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی اور جناب غلام سرور خان صاحب کی کٹ موشنز ہیں۔ اس میں رانا اکرام ربانی خان اپنی کٹ موشن پیش کریں۔

رانا اکرام ربانی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

"ایک ارب 41 کروڑ ایک لاکھ 41 ہزار ایک سو بیس روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی
مطالبہ زر نمبر 10 انتظام عمومی کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

اس حکمت عملی کو زیر بحث لایا جائے جس کے تحت محکمہ مطلوبہ نتائج کے حصول میں ناکام رہا۔
نیز عوام الناس کی خدمت ان کی امنگوں کے مطابق سرانجام دینے سے قاصر رہا۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :-

"ایک ارب 41 کروڑ ایک لاکھ 41 ہزار ایک سو بیس روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی
مطالبہ زر نمبر 10 انتظام عمومی کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خزانہ: میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب اس کو oppose کرتے ہیں۔ اس پر رانا اکرام ربانی خان بات کرنا

چاہیں گے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنی بات شروع کریں میں دیکھ رہا ہوں کہ ڈپٹی سپیکر صاحب اور پینل آف چیئرمین کے ہمارے معزز دوست تشریف نہیں رکھتے۔ میں میاں منظور احمد موہل صاحب کا نام تجویز کرتا ہوں کہ وہ صدارت کریں۔ آپ کو اتفاق ہے؟ (نعرہ ہائے تحسین) - آیئے' میاں صاحب! تشریف لایئے۔

(اس مرحلے پر میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ جناب سپیکر نے اعلامیہ میں سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کی عدم موجودگی میں صدارتی فرائض سرانجام دینے کے لیے چار معزز اراکین اسمبلی کا پینل آف چیئرمین نامزد کیا ہوا ہے۔ اتفاق سے ان ارکان میں سے کوئی بھی ایوان میں حاضر نہیں ہے۔ سپیکر صاحب کا یہ استحقاق نہیں بنتا کہ وہ کسی معزز رکن اسمبلی کا نام صدارتی نشست کے لیے پیش کریں۔ بلکہ یہ اس معزز ایوان کا استحقاق تھا کہ وہ اپنے میں سے موجود کسی بھی رکن اسمبلی کو دعوت دیں کہ وہ اس عرصے کے لیے فرائض سرانجام دیں۔

جناب چیئرمین : (میاں منظور احمد موہل) آپ کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ لیکن سپیکر صاحب نے نام لے کر پھر اسمبلی سے اجازت لی ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے۔ انہوں نے اس کو legalise کر دیا ہے۔

Mr. TAJ MUHAMMAD KHANZADA:. Sir, I would like to know what is the procedure? It is being proposed by one member and seconded by the other and then the matter is taken up by the House.

جناب چیئرمین : خانزادہ صاحب! آپ کس نکتے پر کھڑے ہیں اور کس طرح آپ نے سپیکر کی اجازت کے بغیر بات کرنی شروع کر دی ہے؟

جناب تاج محمد خان زادہ : میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی ہے۔

جناب چیئرمین : اصول یہ ہے کہ آپ نے پہلے کھڑا ہونا تھا۔ پھر میں اجازت دیتا تو آپ بولتے۔

جناب تاج محمد خان زادہ : جناب والا! بڑی خوشی ہے کہ آپ کرسی صدارت پر بیٹھے ہیں۔

But you are the upholder of all the rules. I would like to know if the procedure of occupying the chair was correct?

جناب چیئرمین: میں نے اپنی رولنگ دے دی ہے۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: You are stranger in the chair. The House should know that the stranger is in Mr speaker's chair

MR. CHAIRMAN: It is strictly according to the rules.

جناب چیئرمین: رانا صاحب فرمایئے۔

رانا اکرام ربانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! جو مطالبہ زر ایوان کے سامنے رکھا گیا ہے اس میں مختلف محکموں کے لیے ایک ہی ہیڈ میں رقم کا مطالبہ کیا گیا ہے میں کوشش کروں گا کہ جس آرڈر میں محکموں کے لیے اخراجات کی تفصیل بتائی گئی ہے' ان محکموں کا جو انتظامی ڈھانچہ ہے' اس کو اسی آرڈر میں زیر بحث لاؤں۔ لیکن میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں' کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی آگے پیچھے ہو جائے۔

جناب سپیکر! اس کو ایک نظر دیکھنے سے جو چیز سب سے پہلے سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں اعداد و شمار کی تفصیل دیتے وقت کوئی توازن نہیں رکھا گیا۔ یہ دیکھنے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کی گئی کہ ایک ہی چیز کے لیے 1990-91ء میں کیا مطالبہ تھا اور اس کے بعد ضمنی ڈیمانڈ دیتے وقت اس میں کتنا اضافہ ہو گیا تھا اور پھر اپنی اس بات کو درست دکھانے کی کوشش میں کہ یہ فاضل بجٹ ہے پھر وہی 1990-91ء والے اخراجات کو دہرا دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! میں اپنی اس بات کو پھر دہراتا ہوں کہ یہ ساری پریکٹس اس بجٹ کے افشا کے بعد ہوئی جب حکومت پنجاب کا وائٹ پیپر کسی بھی ذریعے سے باہر آیا اور اس کے بعد ان تمام اعداد و شمار کو افراتفری میں آگے پیچھے کیا گیا۔

جناب سپیکر! میں نے عام بحث کے دوران مختلف محکموں کی کارکردگی حزب اقتدار کے کچھ دوستوں کی زبانی سنی اور میں ان کا ممنون ہوں کہ ہم نے اپنا جو استغاثہ اس ایوان کے ذریعے پنجاب کے عوام کی عدالت میں پیش کیا تھا اس میں انہوں نے شہادت دی' کسی نے مکمل کر دی کسی نے گول مول لفظوں میں دی لیکن ہر دوست نے اگر کے بعد مگر کے بعد یا لیکن کے بعد ______

چودھری سکندر حیات ملہی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جناب ملہی صاحب' پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری سکندر حیات ملہی: شکریہ جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف کی باتوں میں مداخلت تو نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن میں آپ کی توجہ رولز آف پروسیجر کے صفحہ 8 پر رول 14.2 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں یہ دیا ہوا ہے کہ Giving Powers to the Speaker

جس طرح آپ نے شاہ صاحب کی بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ سیکرٹری

".....the Secretary shall inform the Assembly accordingly....."

چونکہ آپ کو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آپ ایسے مسئلوں میں ماہر ہیں۔ تو آپ سے یہ استدعا ہے کہ جناب اس کی وضاحت کی جائے کہ جو چیز آپ نے منظور کی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی proper طریقے سے نہیں ہوئی' آیا آپ کے بیٹھنے سے پروسیڈنگ legal رہے گی یا illegal ہو جائے گی؟ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: میں نے چونکہ پہلے اپنی رولنگ دی ہے۔ اب میں آپ کو ذرا تفصیل سے بیان کر دیتا ہوں۔ رول 14- سب رول (2) میں یہ ہے کہ جب سپیکر' ڈپٹی سپیکر اور چاروں میں سے کوئی بھی نہ ہو پھر سیکرٹری پوچھے گا اور وہ decide کریں گے لیکن اس مرحلہ پر سپیکر صاحب تشریف فرما تھے یعنی تمام غیر حاضر نہیں تھے۔ speaker was present انہوں نے میرا نام لیا۔ اور اسمبلی نے منظوری دے دی۔ وہ legalise ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جی ہاں رانا صاحب!

جناب رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا کہ اس ڈیمانڈ میں کئی دوسرے مطالبات زر کی طرح اعداد و شمار کی جادوگری ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ کی معصومیت کا محکمہ والوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا ہے صفحہ 206 پر گورنر کی مجموعی تنخواہ دی ہوئی ہے۔ اس میں جو اصل ڈیمانڈ تھی 91-1990ء کی وہ 72 ہزار روپے تھی۔ سپلیمنٹری ڈیمانڈ میں یہ رقم 2 لاکھ 83 ہزار 7 سو چالیس روپے ہوگئی۔ اور اب پھر اس سارے فرق کو ذہن میں نہیں رکھا گیا inflation کی وجہ سے یا ان کی کچھ requirement کی وجہ سے سپلیمنٹ میں اتنی ڈیمانڈ کی گئی تھی لیکن اب تو اس سارے facts کو ذہن میں رکھتے ہوئے زیادہ ہونی چاہیے تھی چونکہ یہ بات ذہن میں تھی کہ پنجاب

کے عوام سے حقائق چھپائے جائیں گے اور ان کو یہی کہا جائے گا کہ جی یہ فاضل بجٹ ہے اور اخراجات کی مد پھر وہی 91-1990ء کی سٹیج پر لے جائے گی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد چیف منسٹر سیکرٹریٹ ہے۔ یہ بار بار کہا جاتا ہے کہ ہماری منزل خود انحصاری ہے اور اس کے لیے ہم نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ بچت کا راستہ ہے۔ بالکل درست ہے۔ اگر واقعی یہ بچت کے ذریعے سے وہ منزل حاصل کرنا چاہتے ہیں تو جناب سپیکر! یہاں پر گلہ کیا جاتا ہے کہ ان کی کسی اچھی بات کا اعتراف نہیں کیا جاتا' تعریف نہیں کی جاتی۔ اب آپ مجھے خود بتائیں میں پچھلے دور میں نہیں جاتا۔ جب ون یونٹ تھا اس کی بات نہیں کرتا۔ اس سے پہلے جس دور سے ہم گزرے ہیں اس میں اتنے شاہی اخراجات کی سائیکلوجیکل وجہ موجود تھی شاہوں کے لاڈلے تھے۔ اور اتفاق سے کروڑ پتی بھی تھے اور اب شائد ارب پتی اور اس سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔ اس زمانے سے بھی وزراء کی تعداد پہلے سے زیادہ ہوئی اور اس احتساب سے اخراجات میں بھی 2 لاکھ روپے کا اضافہ ہوا۔

جناب سپیکر! یہ کیسی بچت ہے؟ بچت کی بات یا ان کے اس دعوے میں وزن تو تب ہوتا اگر یہ وزراء کی تعداد تیس سے بھی کم کرتے۔ اس کے بعد ایڈوائزرز ہیں۔ جناب سپیکر ہم آج تک یہ نہیں سمجھ سکے بلکہ ایڈوائزرز خود بھی نہیں سمجھ سکے کہ ان کا فنکشن کیا ہے انہیں رکھا کس لئے ہے۔ اور وہ کس چیز کا علاج کریں گے۔ جو پہلے موجود تھے ان کی بھی کسی کو سمجھ نہیں آئی کہ وہ کس لئے رکھے گئے تھے اب ان کی تعداد بڑھا کر پندرہ کر دی گئی۔

جناب سپیکر! یہ اپنے دعوؤں کی خود نفی ہر قدم پر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ جو چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے اخراجات تھے اس میں نہ سٹاف میں کمی ہوئی۔ وہی دربار کا سا ماحول۔ آگے پیچھے گاڑیاں۔ نہ گاڑیوں کی تعداد کم ہوئی اور ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ پھر اخراجات بھی بڑھنے تھے۔ وہ بھی بڑھائے گئے۔

جناب سپیکر! کہ جب اپنی میٹنگز میں محترم قائد ایوان میرٹ کی بات کرتے ہیں۔ بچت کی بات کرتے ہیں سادگی کی بات کرتے ہیں۔ درویش کی بات کرتے ہیں تو میرے یہ فاضل دوست تالیاں بھی بجانے پر مجبور ہیں جناب والا! ہم نے پہلے دن سے یہ کہا کہ یہ ایک الٹا سیدھا بجٹ ہے۔ اور جناب سپیکر۔ میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ واقعتاً جب میں نے ان دستاویزات کو کھولا اور صفحہ 228 کے بعد 229 پڑھنے کی کوشش کی تو یہ صفحات واقعی الٹے لگے ہوئے تھے۔ اس کو مجھے الٹا کر دیکھنا پڑا۔ تو اس

میں ہوم ڈیپارٹمنٹ کے اندر یہ Secret Service Expenditure ہے۔ یہاں پر علیحدہ ہے۔ پولیس کی مد میں علیحدہ ہے اس لئے وہ ہم ڈسکس کریں گے۔ اس کے بعد صفحہ 233 ہے۔ اس پر یہ پھر لا پرواہی اور وہی سوچ ہے کہ بجٹ جیسا مرض ہو بنا کر دے دیں۔ دو چار تقاریر ہونگی اس کے بعد یہ پاس تو ہو ہی جاتا ہے۔ جناب والا! ایڈیشنل سیکرٹریوں کی تنخواہ کی جو ڈیمانڈ دی گئی ہے وہ سال 91-1990ء میں بھی وہی تھی اور اب بھی وہی ہے۔ لیکن اس کے اوپر اور اس کے نیچے تعداد اتنی ہے لیکن اس میں فرق بڑا واضح ہے۔ اسی طرح ہر مد میں total repair and maintenance جتنی سال 91-1990ء میں تھی اس کو اسی طرح اصل میں ملا دیا گیا ہے اور ضمنی ڈیمانڈ میں یہ مانا گیا ہے کہ اخراجات اس سے کہیں زیادہ ہوئے تھے۔

جناب سپیکر! ان محکمہ جات کی جو ایڈمنسٹریٹو ڈسپلن ہے' ان کی جو کارکردگی عوام کے سامنے ہے جس کے حوالے سے یہ مطالبہ کیاجاتا ہے کہ ان محکمہ جات کو اتنے پیسے چاہئیں۔ کہ ان محکموں کا ڈسپلن کیا ہے' ان کی کارکردگی کیا ہے اور وہاں پر جو ایکشنز ہوتے ہیں وہ کس consideration پر ہو رہے ہیں کیا وہ دیانتداری کی بنیاد پر ہوتے ہیں یا میرٹ پر ہوتے ہیں' سینارٹی کی بنیاد پر ہوتے ہیں یا ان کے پیچھے کوئی اور وجہ ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! مجھے خوشی ہے کہ ہم نے جو بات پہلے دن سے اس ایوان میں شروع کی ہے وہ یہی ہے کہ صرف وقتی طور پر سیاسی مفادات اور سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے جہاں اس صوبے کا خزانہ استعمال کیا جاتا ہے وہاں ان محکموں کا بھی اتنا برا حال کردیا گیا ہے کہ ان کو خود سمجھ نہیں آرہی کہ اب وہ کیا کریں۔ یہ لاہور ہائی کورٹ کے عزت ماٰب جسٹس عبدالقیوم صاحب نے ایک observation دی ہے کہ محکمہ تعلیم میں جو دو سو کے قریب اساتذہ کی جس صاحب کی سفارش پر بھرتی کی گئی تھی جب ان کو ٹکٹ نہ دینے کا فیصلہ کیا گیا تو متعلقہ محکمہ نے ان کو فارغ کردیا وہ لوگ جو بھرتی کئے گئے تھے وہ کورٹ میں گئے اور انہوں نے وہاں یہ موقف اختیار کیا کہ درخواست دھندگان کی تعیناتی سابق دور حکومت میں حلقہ کے ایک ایم این اے اور ایک ایم پی اے کی سفارش پر ہوئی تھی۔ جناب والا! ہم کوئی سوال اس ایوان میں دیں یا کوئی تحریک التوائے کار دیں اس ایوان میں بھی یہی کچھ کہا جاتا ہے اور کبھی بھی نہیں مانا گیا کہ کسی ایم این اے یا ایم پی اے کی سفارشات پر ان کو نوکریاں دی گئی تھی۔ جناب سپیکر! ان کی ایک ایم این اے اور ایم پی اے کی سفارش پر عمل میں آئیں اور 1990ء کے انتخابات میں آئی۔ جے۔ آئی نے متذکرہ ارکان اسمبلی کو ٹکٹ نہ دیئے جس پر وہ آزاد امیدوار کے طور پر آئی۔ جے۔ آئی کے امیدوار کے مقابلے میں کھڑے

ہوئے تو جناب والا! سیاسی انتقام کے طور ان کے سفارش کردہ افراد کو ملازمتوں سے فارغ کر دیا اس کے بعد ملازمین کورٹ میں گئے اور کورٹ نے یہ کہا کہ ڈی۔ سی بھکر 15 جون تک خالی آسامیوں پر ان کو دوبارہ تعینات کر کے رپورٹ کرے۔

جناب سپیکر! یہاں یہ کہا گیا کہ "چند تصویر بتاں اور چند حسینوں کے خطوط"۔ جناب سپیکر! میں نے جاکر اپنے نوٹس چیک کئے کہ ان میں کس بت کی تصویر ہے میں نے کونسی ایسی شخصیت کا ذکر کردیا جس پر حزب اقتدار کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے ممبران کو یہ احساس ہوا کہ شاید میں کسی بت کی بات کررہا ہوں یا کسی حسین کے خط کی بات کر رہا ہوں جناب سپیکر! اگر مجھے جو تصویر ملی وہ معزز قائد ایوان کی تھی تو اگر ان کے اپنے ساتھی اسے بت سمجھتے ہیں تو پھر میں کیا کرسکتا ہوں اور اس کے حوالے سے پروفیسر صاحب کو انہوں نے بڑے اچھے طریقے سے حسینوں میں ملا دیا اوران کی یہ دو تحریریں ہیں جن کا میں حوالہ دیتا ہوں اور اپنی بات دلیل کے طور پر کرتا ہوں۔ اور میں جناب والا! یہ ان محکمہ جات کے بارے میں بات کررہا ہوں جن کے بارے میں یہ ڈائریکٹوز آئی ہے۔ جناب جسٹس ارشاد حسن خان نے اس طرح کے ایک اور معاملے میں ایڈووکیٹ جنرل کو ہدایت کی اور یہ کہا کہ یہ معاملہ چیف سیکرٹری کے نوٹس میں لایا جائے تاکہ وہ اس بارے میں میٹنگ کا انتظام کریں اور یہ چیز متعلقہ محکموں کو واضح کریں کہ تبادلے بیرونی محرکات کی بنا پر نہیں ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! جب اس طرح سے سیاسی بنیادوں پر تقرریاں ہونگی سیاسی بنیادوں پر ترقیاتی ہونگی اور سیاسی بنیادوں پر تبادلے کئے جائیں گے تو ہم ان محکموں سے اچھی کارکردگی کی کیا توقع کرسکتے ہیں؟

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز۔

رانا اکرام ربانی: اور تمام معاملات میں قانون کے مطابق سختی سے عملدرآمد ہو یعنی ابھی تک جتنے معاملات چل رہے ہیں ان پر بجائے قانون اور ضابطے کے سیاسی بنیادوں پر عمل ہورہا ہے۔ جناب سپیکر! ان چیزوں کا عوامی سطح پر بھی نوٹس لیا گیا اور مختلف اخبارات کے مختلف اداریوں کے ذریعے عوام کے تاثرات اس بارے میں عوام کے سامنے آئے۔ جناب والا! روز نامہ "جنگ" کا ایک اداریہ ہے اور میں اس حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ بد قسمتی سے ہمارے ہاں اراکین اسمبلی ہی نہیں بلکہ حکومتی جماعت سے وابستہ ارکان اپنی پسند اور ناپسند کو سرکاری محکموں پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے

ہیں اور اعلیٰ سرکاری حکام بھی ان افراد کی سفارش کے دباؤ میں آکر ماتحت ملازمین کی تقرریاں اور تبادلے کرتے ہیں اور ایسے واقعات میں اکثر اوقات مقامی سیاست اور انتقامی سیاست کار فرما ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! میں نے محکمہ تعلیم کی جنرل پریکٹس کے بارے میں یہ تبصرہ کیا۔ جناب والا! چیف منسٹر صاحب کا سیکرٹریٹ ماشاء اللہ پہلے سے بڑا ہے' سٹاف پہلے سے زیادہ ہے' وزیروں کی تعداد پہلے سے زیادہ ہے' مشیروں کی تعداد پہلے سے زیادہ ہے اور جو ان کا بطور چیف منسٹر یعنی چیف ایگزیکٹو کام اور ذمہ داری ہے اس کا بھی نوٹس عوامی سطح پر لیا گیا اور آج پھر میں اس فاضل دوست کی زبان میں ایک بت کی تصویر پیش کررہا ہوں۔ یہ جناب والا! روز نامہ "نیشن" Nation کی ایک تصویر ہے۔۔۔

جناب واجد علی خان: (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! معزز قائد حزب اختلاف کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ وزیروں اور مشیروں کی تعداد پہلے سے کم ہے زیادہ پوائنٹ نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں معزز رکن کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری توجہ اس طرف دلائی ہے اور چیئر کی طرف سے بھی یہ observation کئی دفعہ آئی ہے کہ کاغذوں میں اتنی بڑی کثیر تعداد ہونے کے باوجود ایوان میں بعض اوقات نہ کبھی وزیر پائے گئے ہیں نہ کبھی مشیر پائے گئے ہیں بلکہ ایک معزز رکن نے تو یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ عارضی وزیر تقرر کرلئے جائیں۔

Mr. Speaker, Sir the House is not-in order, I am sorry to say.

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ بات ان کی ٹھیک ہے کہ ایوان کو ان۔ آرڈر ہونا چاہیے۔ کم از کم آپ اگر سن نہیں سکتے تو پھر خاموش تو رہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب اس تصویر میں محترم قائد ایوان نہیں بعض اوقات پنجاب کا وزیر اعلیٰ بھی کہہ دیا جاتا ہے بیٹھے بڑے سکون سے بانسری بجا رہے ہیں اور لکھا ہوا کہ'

Increase in crime rate. میں back ground لیکن Situation is fully under control

Three years' old boy kidnapped for ransom. police commit dacoity. Rupees ten thousand cash looted.

اتنا بلڈنگ میٹریل ملتان روڈ سے چوری ہوگیا ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن اس چیز کے لئے مورد الزام ٹھہرائی گئی۔ چیف منسٹر صاحب سے فلاں چیز کے لئے اپیل کی گئی۔ جناب والا! میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے یہ عرض کررہا ہوں اور بہت سے لوگوں کے لئے واقعی یہ ایک اطلاع اور خبر ہوگی۔ میں آپ کی وساطت

سے اور آپ کی اجازت سے اس کی بیک گراؤنڈ بتانا چاہوں گا کہ جس وقت روم جل رہا تھا اور اس کا بادشاہ بڑے آرام سے بیٹھا بانسری بجا رہا تھا اور وہ کہاوت جب تک یہ دنیا ہے یاد آتی رہے گی' یاد دلاتی رہے گی کہ جو اقتدار پر بیٹھے ہوئے لوگ ہوتے ہیں ان کی ذمہ داری کیا ہوتی ہے؟ ان کو اپنی ذمہ داری کس طریقے سے پوری کرنی چاہئے اور اگر کوئی بھی محکمے کا سربراہ یا کسی صوبے کا چیف ایگزیکٹو اپنی ذمہ داری پورے طریقے سے ادا نہیں کر رہا تو میں اپنے فاضل دوستوں کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ صورت حال اس چیز کو بتاتی ہے۔

جناب سپیکر! پھر یہ بچت کی بات کہ ہم خود انحصاری کی منزل پر پہنچیں گے اور اس کے لئے ہمارا زاد راہ "بچت" ہے۔

جناب سپیکر! پھر یہ ایک چیز عوام کے سامنے جو ہمارے محترم اخبار نویس ہیں ان کی معرفت آئی ہے۔ ان journalists کی اس political process میں بڑی contribution ہے۔ وہ چیز یہ ہے کہ.....

"پنجاب حکومت نے 2 کروڑ کی luxury گاڑیاں منگوا لی ہیں۔ زیادہ تر گاڑیاں وزیراعظم کی لاہور آمد کے دوران ان کے ذاتی سکواڈ کے لئے استعمال ہوں گی"۔

جناب سپیکر! یہ بڑی عجیب سی بات لگتی ہے کہ ایک ایسا ملک اور ایک ایسا صوبہ جس میں لوگوں کو بنیادی ضروریات مہیا نہیں۔ پینے کے لیے صاف پانی مہیا نہیں۔ دور دراز دیہاتی علاقوں میں کسی کو خدانخواستہ کوئی تکلیف ہو جائے تو اس کے پاس صحت کے مواقع اور طبی امداد مہیا نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں ان کی مجبوریوں کو بھی سمجھتا ہوں۔ ان کی کمزوریوں کو بھی سمجھتا ہوں لیکن ان کے ساتھ ہمدردی ہونے کے باوجود میں نے اپنا فرض بھی ادا کرنا ہے کہ یہ بے قاعدگیاں ہیں جو ان محکموں میں پائی جاتی ہیں۔ جناب سپیکر! تنخواہ بڑھانے کی بات' اخراجات بڑھانے کی بات' اپنی کارکردگی کے سر پر لوگ کرتے ہیں۔ اب کارکردگی تو پہلے سے بھی زیادہ گرتی جا رہی ہے اور حالت یہ ہے کہ صرف کسی کے چہرے پر ذرا خوشی کا تاثر دیکھنے کے لیے کہ اسے ہماری خدمت پسند آئی ہے اس کے لیے اتنا بڑا وزن اور اتنا بڑا بوجھ خزانے پر ڈال دیں اور پھر ایس اینڈ جی اے ڈی کے حوالے سے ہی یہ بات بھی سامنے آئی کہ اخراجات پر کوئی کنٹرول نہیں۔ کنٹرول کس طرح ہوگا؟ جنہوں نے کنٹرول کرنا ہے یا تو وہ لاعلم ہیں یا اگر ان کے علم میں ہے تو وہ بے بس ہیں۔ ان کے اختیارات کی ایک بارڈر لائن ہے جہاں سے وہ کراس نہیں کر سکتے لیکن ہم حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے حقیقت حالات جاننے

کے باوجود انہیں سے مخاطب ہوں گے جنہیں کہا یہ گیا ہے کہ یہ ان سارے معاملات کے ذمہ دار ہیں۔ بجٹ میں مختص رقم ساڑھے آٹھ کروڑ تھی اور دس ماہ کے اخراجات ساڑھے پندرہ کروڑ ہیں۔ جناب سپیکر! جس طریقے سے یہ اخراجات بغیر کسی چیک کے ہوتے رہے یا ہو رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے تو اس کے بعد یہ مانیں یا نہ مانیں پنجاب کے عوام کا جن کی ہم نمائندگی کرتے ہیں یہ حق ہے کہ وہ اس پر کوئی نہ کوئی حد لگائیں۔

جناب سپیکر! ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ایک بڑا وسیع محکمہ ہے۔ ان کی بہت سی سکیمیں بنائی جاتی ہیں۔ انہوں نے بھی اس میں ڈیمانڈ دی ہوئی ہے۔ سب ہیڈ...

"محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کی زیر نگرانی ہاؤسنگ سکیموں میں بے ضابطگی۔ ایک ایک پلاٹ دس دس مرتبہ فروخت ہوا اور اس محکمہ کے جو دفاتر ہیں وہ پراپرٹی ڈیلنگ دفاتر بن گئے ہیں"

جناب سپیکر! یہ ایک ایسا محکمہ ہے کہ جس کو اس صوبے کے عوام اپنی جیب سے بھی ادا کرتے ہیں اور اس صوبے پر قرض کا بوجھ بھی بڑھتا جارہا ہے۔ ان کے وہ محکمے جو لوگوں کو سہولیات مہیا کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں وہ پراپرٹی ڈیلنگ کے دفتر بن گئے ہیں۔ جناب سپیکر! جمہوریت کا تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ آف دی پیپل فار دی پیپل بائی دی پیپل' لیکن یہاں پر کہیں گورنمنٹ آف دی انڈسٹریلسٹ ہے' کہیں گورنمنٹ آف دی رچ ہے' فار دی رچ' بائی دی رچ یا فار دی انڈسٹری' بائی دی انڈسٹری ہے۔ جناب والا! جہاں یہ تجارتی سوچ اوپر کی سطح سے نیچے آئے گی وہاں سرکاری دفتر جہاں پر لوگ اپنے مسائل کے حل کے لئے جانا چاہتے ہیں وہ پراپرٹی ڈیلنگ کے دفتر نہیں بنیں گے تو اور کیا ہوگا؟ کیونکہ ان لوگوں کے وزراء اور اعلیٰ حکام سمیت اہم شخصیات سے بڑے گہرے روابط ہیں۔ جناب سپیکر! ذہن نہ چاہنے کے باوجود قبضہ گروپ کی طرف جاتا ہے۔ ایک صاحب جنہیں پیپلز پارٹی کے خلاف وعدہ معاف گواہ کے طور پر پیش کیاگیا اس کی اخباروں میں بڑی بڑی تصاویر چھپتیں رہیں وہ غم کی داستان اور پتہ نہیں کیا کیا داستانیں بیان کرتے رہے انہوں نے کل پریس کانفرنس کی۔ انہوں نے اپنی ٹوٹی ہوئی انگلیاں دکھائیں کہ کس طرح سے اعلیٰ شخصیات کے ساتھ روابط رکھنے والے قبضہ گروپ اس ملک میں اور خصوصاً" اس صوبے میں بیواؤں یتیموں اور نادار افراد کو ان کے حق سے محروم کر چکے ہیں۔ جب کوئی شخص ان کے خلاف آواز اٹھاتا ہے تو اس کو معمولی رقم دے کر چپ کرانے کی کوشش کی جاتی ہے اور سودا نہ ہونے کی صورت میں اس کو قبضہ گروپ کے حوالے کردیا جاتا ہے اور لوگ انصاف کے حصول کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں اور ان کی کوئی

شنوائی نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر! مبارکباد دی گئی کہ یہاں پر شریعت کا نفاذ ہو چکا ہے اور اب اس ملک میں مساوات ہوگی انصاف ہوگا۔ آج بھی اس ایوان میں اس شریعت کے باوجود جو کچھ ہو رہا ہے اس کی آواز گونج رہی تھی لیکن مجھے یہ بھی افسوس ہے کہ بعض اوقات وہ دوست بھی اپنی آواز کو مصلحتوں کے تحت دبا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے کہ وہ کھل کر ہمارا ساتھ دیا کریں۔

جناب سپیکر! چیف منسٹر سیکرٹری کے نام سے پنجاب میں ایک گورکھ دھندا بنایا ہوا ہے۔ میں نے ایک سوال بھیجا کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے اخراجات کی تفصیل ہر سال جیسے بڑھتی گئی ہے وہ بتائی جائے۔ محکمے کی طرف سے واپس میرے پاس وضاحت آگئی کہ آپ کس سیکرٹریٹ کی بات کرتے ہیں؟ 90 شاہراہ قائداعظم کی' کلب روڈ کی' 7 کلب روڈ کی یا جو چیف منسٹر سیکرٹریٹ سول سیکرٹریٹ میں ہے وہاں کی؟ جناب سپیکر پتہ ہی نہیں ہے کہ کون کون سے دفاتر ہیں۔ تھوڑی سی انکوائری کے بعد معلوم ہوا کہ کم از کم چھ ایسے دفتر موجود تھے......

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا اکرام ربانی: ایک وقت تھا اس سیکرٹریٹ کی ضرورت تھی کیونکہ ان کے طور طریقے ایسے تھے' بادشاہوں جیسے' جناب سپیکر! میں بھی سمجھتا ہوں۔ کہ ایک سول سیکرٹریٹ میں آفس ہے۔۔

These officers were a legacy of present prime Minister.

جناب چیئرمین: ضرغام خان خاکوانی صاحب آپ کیا کر رہے ہیں؟ ہاؤس میں درخواست پر دستخط کروا رہے ہیں۔ اپوزیشن کے رکن ہوکر۔ پھر آپ وزراء پر الزام لگاتے ہیں؟

ضرغام خان خاکوانی: جناب والا! میں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ......

جناب چیئرمین: آپ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں آپ نہیں بول سکتے۔ رانا صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

ضرغام خان خاکوانی: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! اگر میں نے کوئی نیا کام کیا ہو تو آپ پوائنٹ آؤٹ کرسکتے ہیں کہ آپ اس ہاؤس میں نیا کام کررہے ہیں۔ اگر آئی۔ جے۔ آئی والے وزراء

کے پاس جاکر لوگوں کے کام کروائیں تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہیں۔ اگر کوئی اپوزیشن کا رکن اپنے حلقے کے لوگوں کے لئے کوئی کام کروائے تو میرے خیال میں چیئر کو اس قسم کا کوئی آرڈر پاس نہیں کرنا چاہئے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ بات یہ تھی کہ رانا صاحب نے ایک دو دفعہ مجھے پوائنٹ آؤٹ کیا کہ ہاؤس آرڈر میں نہیں ہے۔ اس کے پیش نظر میں نے آپ کو کہا کیونکہ آپ کی اس طرف توجہ نہیں تھی مجھے مجبوراً" آپ کا نام لینا پڑا۔ یہ آپ کا کوئی پوائنٹ آف آرڈر بھی نہیں بنتا۔

جناب ضرغام خان خاکوانی: میں کس بات پر آپ سے مخاطب ہو کر کہوں یہ ایک پوائنٹ آف آرڈر ہی ہے۔ پھر میں یہی سمجھوں گا کہ اگر آئی۔ جے۔ آئی کا رکن ہو تو اس کے لئے کوئی ممانعت نہیں ہے اور اگر حزب اختلاف والے اپنے حلقے کے لوگوں کے لئے کوئی کام لے کر جائیں تو یہ بھی آج احساس ہو گیا ہے کہ چیئر بھی حزب اختلاف کے خلاف ہے۔

جناب چیئرمین: آپ نے غلط سمجھا ہے۔

جناب ضرغام خان خاکوانی: نہیں میں نے صحیح سمجھا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ ہی کی طرف سے ہمیشہ یہ اعتراض ہوتا ہے کہ وزراء صاحبان اجلاس کے دوران درخواست پر دستخط نہ کیا کریں۔ حزب اختلاف کی طرف سے ہمیشہ یہ اعتراض ہوتا ہے اس لئے جب آپ یہ کام کررہے تھے آپ کو صرف گزارش کی ہے کہ آپ یہ کام نہ کریں۔

جناب ضرغام خان خاکوانی: جناب میں تو وزیر موصوف سے سرگوشی میں بات کررہا تھا اور اس وقت بھی وہ درخواست میرے ہاتھ میں ہے۔ اس سے کوئی شور تو نہیں ہورہا تھا جو آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔

جناب چیئرمین: ہاؤس میں کوئی سرگوشیاں بھی نہیں کی جاتیں' باتیں بھی نہیں کی جاتیں جب قائد حزب اختلاف تقریر کر رہے ہوں۔

جناب ضرغام خان خاکوانی: جناب والا! اس وقت آپ سپیکر صاحب کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں جس وقت اس ہاؤس میں شور ہوا تو جناب موقل صاحب میں آپ کو بتاؤں گا کہ یہ شور کس چیز کا ہورہا ہے؟

جناب چیئرمین: دیکھیں آپ نے تو بڑا برا منایا ہے.....

جناب ضرغام خان خاکوانی: میں نے جائز بات پر برا منایا ہے۔ میں نے اس لئے برا منایا ہے کہ آپ نے مجھے پوائنٹ آوٹ کیا ہے جب کہ آپ کے جو ساتھی ہیں۔ آئی۔ جے۔ آئی والے اب بھی کام کروا رہے ہیں۔ آپ دیکھ لیں آپ کے سامنے کام کروا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: بھئی آئی۔ جے۔ آئی والے کام نہ کروائیں۔

جناب ضرغام خان خاکوانی: جناب والا! آپ کو سپیکر کی کرسی پر بیٹھ کر غیر جانبدارنہ نظر سے دیکھنا چاہیے تھا لیکن آپ ایک طرف جھک گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں رانا صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بجٹ کے تمام تر دعوؤں کے باوجود اس صوبے میں فضول خرچی جو پہلے سے جاری تھی وہ اب بھی جاری ہے پھر یہاں یہ بات بھی ہوئی کہ

Finance Department to purchase 5cars dospite directive.

چیف منسٹر صاحب نے ڈائریکٹو بھی جاری کیا لیکن اس کے باوجود پانچ گاڑیاں فنانس ڈیپارٹمنٹ والوں نے اپریل یا مئی کے مہینے میں خریدیں۔ جناب سپیکر! جہاں یہ حالت ہو کہ جس کی طرف سے ڈائریکٹو آرہے ہیں اگر اس کی خلاف ورزی بھی کی جائے تو ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ جناب سپیکر! پھر اس طرح کے ڈائریکٹوز کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ جناب والا! یہاں پر سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے بارے میں بات کی گئی کہ اس کے ذریعے پنجاب کا جو نوجوان ہے وہ بڑا خود کفیل ہو جائے گا۔ اس کے متعلق ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ بھی صوابدیدی فنڈ بن جائے گا۔ یہ سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے لئے جو فنڈز رکھے گئے ہیں یہ آئی۔ جے۔ آئی کا صوابدیدی فنڈ ہے۔ لیکن جناب والا! بعض شہروں میں تو آئی۔ جے۔ آئی کے اندر بھی ایک مخصوص گروپ کا صوابدیدی فنڈ ہے۔ فیصل آباد میں کسی شخص نے سیلف ایمپلائمنٹ سکیم میں درخواست دی۔ انہوں نے ایک ایم۔ پی۔ اے صاحب سے سفارش بھی کروائی۔ لیکن وہ گورنمنٹ کے اندر ایک اور گورنمنٹ والی بات ہے۔ گروپ کے اندر ایک اور گروپ پارٹی کے اندر ایک اور پارٹی۔ دفتروں کے چکر لگائے اور اب اسے کہا گیا کہ چھ مہینے کے بعد تم پتہ کرنا۔ درخواست دھندہ نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ کی طرف سے مستحق لوگوں کو ضروریات پوری

کرنے کے لئے جاری کی گئی سکیم کی افادیت اور 45 روز میں تمام کارروائی کی تکمیل کا حوالہ دیا تو ریجنل ڈائریکٹر نے جواب دیا کہ دائیں صاحب آج ہیں کل چلے جائیں گے۔ درخواست دھندہ نے کہا کہ ایک رکن صوبائی اسمبلی سے بھی کہلوایا ہے اور تین لاکھ کے قرضہ کے عوض چھ لاکھ کی جائیداد کی سیکورٹی محکمہ کے نام رکھ دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! اس سے ایک غلطی ہوئی کہ وہ وزیروں اور ایم۔ پی۔ اے کے چکروں میں رہا۔ سب جانتے ہیں جناب والا! کہ فیصل آباد میں اگر کام کروانا ہو' تو فیصل آباد کے لئے ایک شخص اوپر سے مقرر کیا گیا ہے وہ تو بیچارہ ایسے ہی چیف منسٹر کا حوالہ دیتا رہا۔ اسے تو اس کے پاس جانا چاہیئے تھا۔

جناب سپیکر! میں سٹیٹ بنک کی ایک سٹیٹمنٹ کا حوالہ یہاں دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ بجٹ کے بعد تین ارب دس کروڑ روپے کے کرنسی نوٹ جاری کر دیے گئے۔ جناب سپیکر! ہم نے ان حقائق کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ بات کی تھی کہ یہ بجٹ فاضل نہیں ہے۔ اور اگر اسے فاضل بنایا گیا ہے تو یہ سارا، اعداد وشمار کی جادو گری ہے۔ افراط زر کی شرح کو سامنے نہیں رکھا گیا۔ اگر ان کا خیال کیا جاتا تو جو یہ کہا گیا ہے کہ اتنی رقوم فلاں کام کے لیے کافی ہوں گی اتنی فلاں کے لیے تو یہ اس کے لیے کافی رقوم نہیں رہیں گی۔

جناب سپیکر! اب میں لیبر ڈیپارٹمنٹ کو لیتا ہوں۔ ان کی بھی سب ہیڈ میں ایک ڈیمانڈ دی ہوئی ہے۔ جناب والا! میرا تعلق اوکاڑہ سے ہے میں اس کے حوالے سے لیبر کالونی کی بات کروں گا۔ پچھلے الیکشن پر وہاں لیبر کو ایک خوش خبری سنائی گئی تھی کہ آپ ہمیں ووٹ دیں ہم آپ کے لئے کالونی بنائیں گے۔ جناب سپیکر! قوم کو مارشل لاء دور سے باہر نکالنے کے لیے قومی سطح پر سوچنے کی عادت ڈالنے کی بجائے صوبائی سطح پر سوچنے کی عادت ڈالنے کی بجائے ان کو مقامی سطح پہ لے جایا گیا ہے کہ آپ کے ووٹ کی قیمت یہ ہونی چاہیے کہ کیا آپ کی سڑک بن گئی آپ کی سولنگ لگ گئی ہے۔ جناب سپیکر! موجودہ جماعت کے ذہن کی سوچ کے بارے میں کیا عرض کرسکتا ہوں سوائے افسوس کے۔ جناب والا' لیبر کو کہا گیا کہ اگر آپ ہمیں ووٹ دیں گے تو ہم آپ کے لیے لیبر کالونی بنائیں گے اس پر 24 لاکھ 75 ہزار روپے خرچ ہوگئے لیکن الیکشن کے بعد سے اب تک وہاں پر کچھ نہیں ہوا۔ مزدوروں کے ساتھ ان کی ہمدردی کا یہ عالم ہے۔ اور یہ اس خزانے کے اعداد وشمار کا عالم ہے کہ جو چوبیس لاکھ جس جگہ پہ لگائے گئے تھے وہ سیم کی جگہ تھی اور وہاں پر اب دیواریں گرنی شروع ہوگئی ہیں کھمبے گرنے شروع ہوگئے ہیں۔ جناب سپیکر! اس طرح پنجاب کے خزانے پر بوجھ ڈالا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میرٹ کی بات ہوتی ہے کہ ہم میرٹ کا بہت خیال رکھیں گے اور جس

طریقے سے ان محکموں کے اندر سنیارٹی کا اور میرٹ کا مذاق اڑایا گیا اس کا لازماً نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کارکردگی کی طرف توجہ نہیں رہتی اور جو با اثر لوگ ہیں ان کو خوش کرنے کی طرف توجہ رہتی ہے اور اس سوچ کے نتیجہ میں جن محکموں کے لیے رقم رکھی گئی ہے ان کی کارکردگی زیرو کے برابر ہو گئی ہے اخباروں میں اداریے لکھے گئے لیکن کچھ اختیار میں ہو تو تب۔ فرنٹیر پوسٹ میں خبر the game of grades in punjab ایک گریڈ والا دوسری جگہ پر لگایا گیا ہے۔ جو سینئر تھا وہ جونیئر کے ماتحت کام کررہا ہے - اور اس طریقے سے سارے محکمے نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے کردیے گئے ہیں۔

بجٹ کے دعوؤں کی ایک اور حقیقت سامنے آتی ہے۔ جناب سپیکر! میں ایس اینڈ جی اے ڈی کے ٹرانسپورٹ پول کے حوالے سے بات کررہا ہوں کہ حکومت پنجاب کی جو گاڑیاں ہیں وہ صرف اپنے پسندیدہ حضرات کو دی گئی ہیں۔ ان کے نام بھی دیئے گئے ہیں ان کے نمبر بھی دیئے گئے۔ اب یہ جو خزانہ پر فالتو بوجھ ڈالا گیا ہے ' ہر جملہ ' ہر لفظ ' ہر اقدام اس دعوے کی نفی کرتا ہے کہ ہم معیشت کے ذریعے خود انحصاری کی منزل کی طرف جائیں گے۔ بلکہ جناب والا! میں تو یہ کہوں گا کہ ان بے بنیاد دعوؤں کی وجہ سے اعداد و شمار کو راتوں رات تبدیل کرکے جو پنجاب کے ایوان کو سہانے خواب دکھائے گئے ہیں ان کے حقائق اور ان کے نتیجے پنجاب کے عوام کے سامنے آئیں گے۔ ان کو تو شاید ڈر لگتا ہے یا نہیں لگتا لیکن مجھے ضرور ڈر ہے کہ جب عوام ان ساری چیزوں کے خلاف رد عمل ظاہر کریں گے۔ تو کیا ہوگا۔ اردو کے اخبارات میں بھی آیا کہ سرکاری گاڑیوں کے استعمال سے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان پہنچا کواپریٹو ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی آج ایک تحریک استحقاق اور تحریک التوا کے حوالے سے ایوان کے سامنے آئی ہے۔

اب محکمہ سوشل ویلفیئر کو لیجئے۔ یہ ایک خبر ہے کہ کمسن بچوں کو جو اپنے خانگی حالات کی وجہ سے گھروں سے باہر آنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ان کو بعض لوگوں نے اغوا کرکے اور فلاحی ادارے کے نام پر ان کو معذور کرکے انہیں مانگنے کے لیے سڑکوں پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ محکمہ سوشل ویلفیئر کی ذمہ داری ہے کہ وہ کوئی ایسا پلان مرتب کریں کہ جس کے ذریعے سے ہمارے معاشرے میں یہ جو خامیاں موجود ہیں یہ جو سماجی برائیاں موجود ہیں وہ دور ہوں ان کے لیے اگر محکمے کے پاس حکومت کے پاس کوئی ٹھوس منصوبہ بندی ہو تو پھر اس قسم کے دل ہلا دینے والے واقعات نہیں ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس طرح لاہور میں "دارا لکفالہ" کے نام سے جو ادارہ قائم ہے اس میں زیادہ عمر کے لوگوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا رہا وہ بھی اخبارات کے ذریعے عوام تک پہنچا ہے۔

محکمہ آبپاشی کو لیجئے۔ آبیانہ میں خورد برد ہوئی - تین تحصیلوں کے ریکارڈ میں ردو بدل کیا گیا ہے ان لوگوں کے نام عوام کے سامنے آئے لیکن یا تو سیاسی اثر و رسوخ کی وجہ سے کچھ نہیں بنا یا اس میں آئی جے آئی کے کسی ممبر کا عزیز شامل ہوگا۔ پھر یہ خبر آئی تھی کہ ہیڈ پنجند کا دس فٹ بلند ریلا کسانوں فصلوں اور جانوروں کو بہا کر لے گیا۔ جناب سپیکر! یہ ان محکموں کی کارکردگی ہے کہ جن کے لیے پنجاب کے خزانے سے مزید رقم کا مطالبہ کرتے ہیں۔

اب میں ہائی ویز کی طرف آتا ہوں۔ ضلع جہلم کی چار سڑکوں کی تعمیر میں انتہائی ناقص میٹریل استعمال کیا گیا۔ لاکھوں روپے کا زیاں ہوا جس کا بڑا حصہ بد عنوان افسروں کی جیب میں چلا گیا۔ یہ سڑکیں ناقص تعمیر کے باعث بارشوں میں استعمال کے قابل نہیں ہوں گی۔ اور بیشتر سڑکیں اپنی مقررہ مدت سے پہلے ہی ٹوٹ جائیں گی۔ جناب والا! یہ ایک خبر ہے کہ جس کے حوالے سے میں نے صرف ایک اشارہ دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ صورت حال ہر ضلع میں موجود ہے۔ ہر ڈویژن میں یہ موجود ہے - اور اس طرح سے قوم کے خزانے کو لوٹا جارہا ہے۔ سب کے سامنے یہ آرہا ہے۔ لوگوں کے ناموں کا پتا ہے لیکن جب ان کی پہنچ سامنے آتی ہے تو اپنی بے بسی کا اظہار کر دیا جاتا ہے۔ جناب والا! جو گریڈ کی خلاف ورزی ہو رہی ہے میں اس بارے میں مختصر بات کروں گا کہ محکمہ زراعت کے گریڈ 11 کے میٹرک پاس سپروائزر کو گریڈ 17 میں ترقی دے دی گئی ہے - ترقی پانے والوں کی مدت ملازمت دس سال ہے جب کہ چودہ سال ملازمت کے حامل بھی اس محکمہ میں موجود ہیں۔ جناب سپیکر! جب یہ ہوگا کہ کسی شخص کے سامنے اس کی کارکردگی کا اعتراف کرنے کی بجائے رولز کی خلاف ورزی کر کے صرف اپنوں کو نواز جائے گا۔ تو جو Supercede ہوا ہے اس سے بہتری کی توقع رکھنا فضول ہے۔ پھر یہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں میرٹ اور نان میرٹ کے ہیڈنگ میں لیڈی ولنگٹن ہسپتال' ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز' ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز' غرض کہ ہر جگہ پہ رولز کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ میرٹ کا کوئی خیال نہیں کیا جارہا' اور جونیئر لوگ اپنے سیاسی تعلقات کی وجہ سے سینئر لوگوں کے اوپر لگے ہوئے ہیں' اور اس کے بعد جناب والا! پھر یہاں میرٹ گریڈ اور انصاف کی بات کرنا میں سمجھتا ہوں کہ جناب والا بڑی ہمت کی بات ہے۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ یہ خوشاب کا ایک جز ہے۔

Wheat worth Rs 35 lacs... 10,000 gunny bags have been lying for a year at the wheat purchasing centres.

No action against the accused officials ....30,000 bags of wheat missing from the stores.

wheat worth Rs.4 million missing during transfer.

جناب والا! ان محکموں کی کارکردگی کی بنیاد پر یہ دعویٰ کیا جائے کہ ستے خیراں نیں جناب والا! کیسے مان لیں ہم کس کی آنکھوں کے سامنے جھنڈا ہے کس کی آنکھوں کے سامنے کوئی اور چیز ہے' جناب والا! ہم عوام کی نمائندگی کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں' ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس چیز کو ذہن میں رکھیں' پوائنٹ آؤٹ کریں جو اس صوبے کے عوام کو متاثر کرے گی لیکن جناب والا جو ساری چیزیں میں نے عرض کی ہیں ان میں سے اگر کسی کے بارے میں وزیر محترم میری رہ نمائی فرمادیں کہ ان میں یہ چیز ہے جو قابل تعریف ہے' کرپشن قابل تعریف ہے' میرٹ کے خلاف فیصلے قابل تعریف ہیں۔ تو میں بھی کہہ دوں گا جناب ہاں واقعی مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ اس طرح ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ ہے' پالیسی اور کٹ موشن پر ڈسکس کریں گے۔ یہ صرف ہمارے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے ایڈمنسٹریٹیو اخراجات ہیں مسلم لیگ کا ایک اجتماع ہوا اور ان کے حلقہ 126 کے سینئر نائب صدر میاں فاروق حمید صاحب نے ایم ایس ایف پنجاب کے اعزاز میں یہ افطار پارٹی دی جس میں معزز ایوان سے تعلق رکھنے والے بعض معزز اراکین بھی شامل تھے۔ اور جو موضوع زیر بحث آیا وہ یہ تھا کہ یونیورسٹی میں بد انتظامی اور گروپ بندی کے باعث معیار تعلیم روز بروز گرتا جارہا ہے' جناب والا! یہ پالیسی کی بات ہوئی ہے۔ سٹاف کے اندر گروپ بندی ہے' اب اگر کسی ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشن کے سٹاف کے اندر اس قسم کی صورت حال پائی جائے گی تو اس کا نتیجہ اس قوم کے مستقبل پر پڑنا بڑا ضروری ہے' اور جس قسم کی چیزوں کی نشان دہی انہوں نے خود فرمائی ہے اس کے بعد سوچا جاسکتا ہے کہ انہیں پنجاب سے کتنی ہمدردی ہے اور یہ اسے کس جگہ پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ بے شمار خبریں اور اپیلیں مختلف حوالوں سے اخباروں میں شائع ہوئی ہیں کہ میرٹ اور قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کی جارہی ہے بلکہ ایک اخبار نے تو بڑی خوبصورت ہیڈنگ لگائی ہے کہ محکمہ تعلیم بھی اوپر نیچے ہوگیا ہے جناب والا! آپ ہی مجھے بتائیں کہ ان ساری چیزوں کے بعد اس میں کونسی چیز ایسی ہے جس کی میں تعریف کروں؟ یونیورسٹی ٹیچرز نے کہا کہ یہ سکینڈل ہوا اس کے بعد انکوائری ہوئی جناب والا! یہ لفظ ایک صوبے میں مذاق بن کر رہ گیا ہے اخبار میں ہزاروں انکوائریوں کے حکم شائع ہوئے کہاں گئیں وہ انکوائریاں کوئی پرواہ کرتا ہوں تو انکوائری کی رپورٹ آئے جناب والا۔ انہوں نے کہا کہ انکوائری ہوئی اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ٹیچرز نے یہ کہا کہ اس کا مطلب یہ کہ جو اساتذہ تھے.......

جناب چیئرمین: رانا صاحب میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی یہ جو ڈیمانڈ ہے یہ نمبر 3 ہے یعنی مطالبہ زر نمبر 10 ہے یعنی تیسری ہے کل دو ہوئیں اور آج یہ تیسری ہے۔ کیونکہ آپ نے غالباً" گیارہ ڈیمانڈز منتخب کی ہیں جن پر کل کا ایک دن بقایا رہ گیا ہے۔ یہ آپ کے فائدے میں ہے کیونکہ

آپ نے تعلیم کی علیحدہ 15 نمبر ڈیمانڈ کو بھی ڈسکس کرنا ہے۔ اگر آپ یہاں ہی تعلیم کو لیتے ہیں تو پھر اس طرح سے وہ آپ کا ہی وقت جارہا ہے کیونکہ وقت گزر رہا ہے صرف ایک دن باقی ہے۔ میرا کہنے کا مقصد یہی ہے کہ آپ صرف اس کے گرد رہیں کیونکہ آپ نے تعلیم پر علیحدہ ڈیمانڈ مانگی ہوئی ہے اس پر آپ پھر سیر حاصل گفتگو کرسکتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: مجھے آپ کی رائے کا احترام ہے میں آپ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں لیکن جناب والا! آپ دیکھ رہے ہوں گے کہ کوئی ایک چیز جو ہے اس کے حوالے سے میں یہ ساری نشان دہی اس معاملے کی کر جاؤں۔ جناب والا! لوکل باڈیز میں بھی کسی طریقے سے

low grade official working against higher posts.

اور جو clicks ہیں وہ بھی بتائے گئے ہیں کہ کس کی کہاں سے سفارشات ہوئی ہیں کس کی سفارش پر جونیئر آدمی سینئر پوسٹ پر ہوا ہے - اور صرف ایک چیز جناب والا جو میں یہاں پر لانا چاہوں گا۔ یہ لوکل گورنمنٹ میں اتنے حساب کتاب آڈٹ audit کئے جاتے ہیں آڈٹ کی طرف سے جب اس پر اعتراضات کئے جاتے ہیں ان کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی audit کا محکمہ ہوتا ہی اس لئے ہے کہ جو مالی بے قاعدگیاں ہیں کسی بھی محکمے میں پائی جائیں اس کی نشان دہی کی جائے اور ان کی درستگی کی جائے اگر اس کے لئے کوئی شخص ذمہ دار ہے' اب اگر ایک محکمے کی پالیسی کے طور پر اس میں کوئی قابل غور نہیں سمجھی جائے گی تو پھر اس محکمے کا اللہ ہی حافظ ہے۔

محکمہ اوقاف کی ایک کارکردگی یہ ہے کہ ٹھوکر نیاز بیگ کے پاس ایک مسجد ہے۔ اس کو" باہر والی مسجد" کہتے ہیں۔ اس مسجد کے نام پر کچھ زمین بھی وقف ہے اس زمین کو خورد برد کرنے کے لیے کچھ محکموں کے درمیان اور کچھ قبضہ گروپوں کے درمیان ایک کشمکش جاری ہے۔ یہ چیز انتہائی قابل مذمت ہے یہ ملک اسلام کے نام پر بنا اور انشاءاللہ قائم ودائم رہنے کے لیے بنا اس میں بابری مسجد کے حوالے سے احتجاج کی ایک لہر اٹھی اور اٹھتی رہتی ہے لیکن اس ملک میں پلازوں کے لیے جگہ دستیاب ہے اور گرین بیلٹس غائب ہوتے جارہے ہیں اب مسجدوں کی جگہ بھی غائب ہونا شروع ہوگئی ہے اس تمام کارکردگی کے بعد یہ مطالبہ کیا جائے کہ ایک ارب 41 کروڑ کی رقم محکمے کو دی جائے تو میں ان کی خدمت میں ایک گزارش کروں گا کہ ایسے دعوے جو حقائق پر مبنی نہیں ہیں' ایسی چیزیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے ان کی کامیابیوں کا ملبہ صرف اس حد تک لے کر جائیں جہاں ان کے لیے سانس لینے کی گنجائش باقی رہ جائے - اگر انہوں نے ان کا ملبہ اپنے سر سے اونچا کرلیا تو ان کے

لیے سانس لینے کی گنجائش نہیں بچے گی۔ جناب والا! میں ان محکموں کی اس ساری کارکردگی کے حوالے سے ایوان سے گزارش کروں گا کہ میری کٹوتی کی تحریک کی حمایت کی جائے۔ شکریہ۔

جناب فرید احمد پراچہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے پارلیمانی روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے قائد حزب اختلاف کی تقریر کے درمیان مداخلت نہیں کی - وہ اپنی تقریر کے دوران میرے تبصرے کے حوالے سے "تصویر بتاں" اور" حسینوں کے خطوط" میں ہی الجھے رہے۔ ان کی خدمت میں آپ کے توسط سے اتنی بات عرض ہے کہ "تصویر" سے میری مراد آپ کے سات سال اور پھر بعد میں بیس ماہ کے کارناموں سے ہے۔ وہ" تصویر" کہ جس کے بارے میں آپ کے توسط سے میں ان سے عرض کروں گا:

بے ساختہ تیرے بھی نکل آئیں گے آنسو
جب پیش تجھے ہم تیری تصویر کریں گے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: پراچہ صاحب! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

1- رانا ثناء اللہ خان

2- سید چراغ اکبر شاہ

3- جناب علی حسن رضا قاضی

4- ملک اقبال احمد خان لنگڑیال

5- خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں

جناب غلام سرور خان

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! ڈیمانڈ نمبر 10 پر جو کٹ موشن دی گئی ہے اس پر رانا اکرام ربانی صاحب بڑی تفصیل سے حکومتی پالیسی پر نکتہ چینی کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر! اس ڈیمانڈ میں ایک ارب 45 کروڑ 5 لاکھ 63 ہزار 5 سو روپے مانگے گئے ہیں جو کہ پنجاب کے تمام ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹس کی ڈیمانڈز ہیں۔ ان ڈیمانڈز میں سرفہرست صوبائی اسمبلی پنجاب کی ڈیمانڈز ہیں اسمبلی سیکرٹریٹ کی ڈیمانڈز ہیں۔ جناب سپیکر! مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ رولز اینڈ پروسیجر کے تحت پنجاب اسمبلی کے معاملات کو اسمبلی سیکرٹریٹ کی بے قاعدگیوں کو اس ہال میں اس ایوان میں زیر بحث نہیں لایا جاسکتا - پھر بھی گزشتہ دنوں لاہور کے اخباروں میں پنجاب اسمبلی کے سیکرٹریٹ کی

بے قاعدگیوں کی نشان دہی کی گئی ہے - وزیر قانون بھی یہاں تشریف فرما ہیں - قائد ایوان بھی یہاں تشریف فرما ہیں۔ اور میں یہ گزارش کروں گا کہ اخبارات نے جن چیزوں کی نشان دہی کی ہے ان پر بھی لازمی کوئی ایکشن ہونا چاہیے۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔

جناب سپیکر! ان ڈیمانڈز میں منسٹرز کے لیے بھی جو allocations کی گئی ہیں ایڈوائزرز کے لیے بھی جو discretionery grants رکھی گئی ہیں۔ یا وزیر اعلیٰ کے لیے جو discretionery grants رکھی گئی ہے' ان کی بھی ڈیمانڈ کی گئی ہیں جناب سپیکر! مجھے خوشی ہوئی ہے کہ اس ایوان کے فلور پر معزز قائد ایوان نے اپنی تمام dicretionery grant پنجاب کے تمام حلقہ جات پر مساوی طور پر تقسیم کرنے کی بات کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود پھر صفحہ 217 وزیر اعلیٰ کی discretion پر دو کروڑ پچاس لاکھ روپے کی ایک lump sum amount رکھی گئی ہے۔ جناب سپیکر! جس طرح قائد ایوان نے فرمایا تھا کہ میں پچیس لاکھ روپے کی رقم تمام حلقہ جات میں برابری کی سطح پر تقسیم کروں گا اگر حساب لگایا جائے گا تو وہ تمام رقم 62 کروڑ اور 50 لاکھ بنتی ہے۔ جناب سپیکر' اگر چیف collections منسٹر کی discretion پر دو کروڑ اور پچاس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں تو کیا وزیر اعلیٰ 62 کروڑ اور پچاس لاکھ روپے اپنے گھر سے لاکر دیں گے یہ گنجائش اس بجٹ میں نہیں ہے - اس سلسلے میں بجٹ اور ڈیمانڈز میں ابہام پایا جاتا ہے - پھر وزیروں کی شاہ خرچیوں کے لیے پچیس لاکھ کی ایک بھاری رقم ان کی صوابدید پر رکھی گئی ہے۔ گزشتہ سال جب کہ اس وقت بھی اس صوبے میں آئی جے آئی کی حکومت تھی جب کہ اس وقت منسٹروں کا بیڑا موجودہ کابینہ سے بھاری تھا اس وقت بھی ان کی صوابدید پر تیئس تیئس لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ اب مجھے اس کی وجہ معلوم نہیں ہو رہی کہ اب کیا ضرورت پڑ گئی تھی کہ منسٹرز کی صوابدیدی گرانٹ کو بھی تیئس لاکھ سے بڑھا کر پچیس لاکھ کر دیا گیا ہے۔ باقی ان کی شاہ خرچیوں کی حد ہی نہیں۔ مئی کے اخبارات میں مسلسل ایک ہفتے تک لاہور کے "جنگ" نے نشان دہی کی تھی کہ ایک ایک منسٹر کے ماہانہ ٹیلی فون کالوں پر ایک ایک لاکھ اور پچیس پچیس ہزار روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ میں اپنے وزیر خزانہ سے اور قائد ایوان سے بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنے لامحدود اختیارات ان وزراء صاحبان کو کس لیے دیے گئے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ٹیلیفونوں کا جائز استعمال بھی ہو تو پچاس یا ساٹھ ہزار روپے سے زیادہ بل نہیں آسکتے۔ یہ جو ایک لاکھ سے بڑھ کر سوا لاکھ اور ڈیڑھ لاکھ روپے تک ٹیلیفونوں کے بل وزراء صاحبان کے آ رہے ہیں یہ بھی ان کی عیاشیوں اور شاہ خرچیوں کا نتیجہ ہے۔

جناب سپیکر! اور جہاں تک ایڈوائزروں کی بات ہے مجھے تو سمجھ نہیں آتی اور اس سلسلے میں

میرے ایک فاضل دوست نے تحریک استحقاق بھی پیش کی تھی کہ یہ کس حیثیت میں قومی جھنڈا لہرا رہے ہیں؟ اس پر بھی غالباً" سپیکر صاحب نے بھی اپنی رولنگ التوا میں رکھی۔ لیکن میں پوچھنا چاہتاہوں کہ انہیں صرف جھنڈا اور ڈنڈا دیا گیا ہے یا اس کے علاوہ بھی ان کی صوابدید پر کوئی چیز رکھی گئی ہے جناب سپیکر! جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ ان کے ذمے کسی قسم کا کوئی سرکاری کام نہیں ہے۔ جناب سپیکر! گذشتہ دور میں میں اپنے ایک ایڈوائزر دوست کو مبارک باد دینے کے لیے گیا۔ میں نے اس دوست سے پوچھا کہ تمہیں تو اے ون گاڑی بھی دے دی گئی۔ تمہیں well furnished office بھی دے دیا گیا۔ تمہیں سٹاف بھی دے دیا گیا۔ تمہیں گن مین بھی دے دیا گیا تو تمہارے ذمے حکومت نے کوئی ڈیوٹی بھی لگائی تو جناب سپیکر۔ میرے اس دوست نے بڑے واضح لفظوں میں مجھے کہا کہ وزیراعلیٰ کا ایک لیٹر آیا ہے اور اس لیٹر کا لب لباب یہ کہ You are my eyes and ears. کہ آپ میری آنکھیں اور میرے کان ہیں۔ جناب سپیکر! ان آنکھوں اور ان کانوں کی کیا ضرورت تھی۔ جب کہ پنجاب کے انتظامی امور کو چلانے کے لیے اتنا بڑا وزراء کا بیڑا موجود ہے۔ اس صوبہ کو چلانے کے لئے خفیہ معلومات حاصل کرنے کے لیے سپیشل برانچ موجود ہے۔ سی آئی اے موجود ہے اس کی خفیہ ایجنسیاں موجود ہیں۔ سپیکر کے ذمے صرف یہ ڈیوٹی نہیں ہونی چاہیے کہ آپ کا کام صرف واچ اینڈ وارڈ ہے۔ آپ نے لوگوں کی جاسوسی کرنی ہے آپ نے ہمیں اطلاعات پہنچانی ہیں۔ اگر انہیں جھنڈا اور ڈنڈا دے دیا گیا ہے تو اس جھنڈے اور ڈنڈے سے کام لیا جائے۔ ان کے ذمے کچھ کام ڈالا جائے۔ جناب سپیکر ان سے کوئی تعمیری کام لیں۔

جناب چیئرمین: جناب وزیر ٹرانسپورٹ کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

وزیر ٹرانسپورٹ: (ملک سلیم اقبال)۔ جناب سپیکر! میرے فاضل ممبر نے جو جھنڈے اور ڈنڈے کا ذکر کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ یہ اپنے الفاظ واپس لیں یا آپ یہ الفاظ کارروائی سے حذف فرما دیں۔

جناب چیئرمین: جناب غلام سرور خان آپ بڑے پرانے پارلیمنٹرین ہیں جھنڈے اور ڈنڈے میں ذرا فرق رکھیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! جھنڈا ڈنڈے کے بغیر لگتا ہی نہیں۔ جھنڈے کے لیے ڈنڈا ضروری ہے۔ جناب سپیکر! میں نے یہ بات کسی غلط معنوں میں نہیں کی۔ میں نے تو جھنڈے اور ڈنڈے کی بات کی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! بد قسمتی سے پنجاب کے انتظامی امور میں بھی خامیاں اور پیچیدگیاں ہیں ان کا ذمہ دار انتظامیہ کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس سے ہرگز اتفاق نہیں کرتا۔ پنجاب میں امن عامہ کی جو بگڑتی ہوئی صورت حال ہے اس پر میرے ناقص خیال کے مطابق آئی جے آئی کے کچھ ارکان اسمبلی کا ضرورت سے زیادہ عمل دخل ہے۔ میں تو اس سے بھی آگے یہاں تک کہنا چاہونگا کہ پنجاب کی انتظامیہ کو کچھ ارکان اسمبلی کی باندی وبردی بنادیا گیا ہے۔ انتظامیہ ان ارکان اسمبلی کی خواہشات کے خلاف اپنے گھر بھی نہیں جاسکتی اپنے گھریلو معاملات بھی نہیں چلا سکتی۔ مجھے معلوم ہے۔ میرے ضلع راولپنڈی میں آئی جے آئی سے تعلق رکھنے والے ایک وفاقی وزیر یا ایک رکن قومی اسمبلی اپنے گھر پر دربار لگاتے ہیں۔ اس دربار میں ڈی۔ سی۔ کو طلب کیا جاتا ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جناب اعظم چیمہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کرونگا کہ فاضل رکن جو پچھلی اسمبلیوں میں ہمارے ساتھ رہے ہیں۔ ہمیں ان کی بڑی عزت اور قدر ہے لیکن دو تین یوم سے وہ بڑے aggressive ہیں۔ پہلے بھی انہوں نے کچھ باتیں ایسی کیں جو غیرپارلیمانی تھیں۔ اب آئی جے آئی کے ممبران کا نام لینا اور وزیر کا نام لینا یہ قطعاً" مناسب نہیں۔ اگر کوئی ایسی بات تھی تو وہ تحریک استحقاق یا تحریک التوا پیش کرسکتے تھے یعنی ہم تو پہلے ہی اس بات سے پرہیز کرتے ہیں کہ پیپلز پارٹی کا نام نہ لیا جائے اور ان کے کارناموں کا بھی ذکر نہ کیا جائے۔ حالانکہ بد انتظامی میں لا اینڈ آرڈر کی خرابی میں کئی باتیں ہمارے علم میں بھی ہیں ہم نے اراد تاً" کبھی ان باتوں کا نام نہیں لیا۔ مجھے آپ سے مودبانہ عرض کرنی ہے کہ فاضل ممبر جو بھی تقریر کریں ان کا حق بنتا ہے لیکن اس بات کی قطعاً" اجازت نہ دی جائے۔ کیا میرے دوست کو جب جھنڈے اور ڈنڈے کا ذکر کرنا مطلوب تھا تو وہ یہ بات بھول گئے کہ جب قائد ایوان نے ہمارے کسی دوست کو اور قائد حزب اختلاف کو مراعات دینے کا اعلان کیا تھا۔ کسی قسم کا استحقاق نہیں بنتا تھا۔ میرے دوست میرے بھائی ڈنڈے والی چیزیں ایسی ہوا کرتی ہیں۔ جو عقل مند ہو تو عقل مند ساتھیوں کو اشارہ کافی ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ آئی جے آئی والوں کا نام لینا اور وزراء کا نام لینا قطعاً" پارلیمانی روایات میں نہیں ہے۔ ایسے الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جائے اور آئندہ اس بات کا تہیہ کیا جائے کہ کوئی فاضل ممبرپارلیمانی روایات سے ہٹ کر

بات نہ کرے۔

جناب غلام سرور خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: پہلے میں جناب اعظم صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا فیصلہ کرلوں۔ اعظم صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے کیونکہ رول 176 بالکل واضح ہے۔

Rule 176,(2)- "A member while speaking shall not-
(d) make a personal charge against a member, Minister or the holder of a public office except in so far as it may be relevant in regard to the matter before the Assembly;"

چونکہ یہ matter before the assembly نہیں ہے۔ جھنڈا' ڈنڈا اور آئی جے آئی اور منسٹر کا نام لینا جو کہ اس ہاؤس کے رکن بھی نہیں ہیں ان کی ذات کو یہاں پر متنازعہ نہیں بنایا جاسکتا۔ اس کے آگے یہ ہے۔

176(2) "(e)utter treasonable or defamatory or un-parliamentary words, or make use of offensive expressions;"

تو یہ ڈنڈا اور جھنڈا کے سیاق وسباق میں بات کی جائے گی تو وہ offensive language میں آتا ہے۔ اس لئے اب آپ اپنی بات جاری کریں۔ تقریر جاری کریں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ وہ آپ کے مفاد میں ہے تاکہ آپ کٹ موشن پر سیر حاصل بحث کرسکیں۔ رانا صاحب نے بھی کافی بات کی ہے۔

جناب چیئرمین: وہ میں نے رولنگ دے دی ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! یہ میرا استحقاق ہے کہ میں حکومت وقت کی زیادتیوں کے خلاف۔ ان کی بے ضابطگیوں کے خلاف اس طور پر بات کرسکتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ ایک اچھے انداز میں بھی بات کرسکتے ہیں اور اس چیز کو غلط انداز میں بھی پیش کرسکتے ہیں۔ مقصد وہی ایک ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے کہا ہے کہ آپ تقریر جاری رکھیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ ٹھیک ٹھاک بڑے اچھے پارلیمنٹیرین ہیں اور آپ کو تین terms ہو گئی ہیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہونگا کہ یہ جو میری تقریر کو پوائنٹ آف آرڈر پر interrupt کیا گیا ہے اور پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی چوڑی فاضل رکن نے تقریر فرمائی ہے تو جناب سپیکر! میرا وہ کونسا لفظ غلط تھا۔ میرا وہ کونسا لفظ غیرپارلیمانی تھا۔ اگر میں نے آئی جے آئی

کے کچھ ارکان اسمبلی کا ذکر کیا ہے تو میں نام لینے میں بھی حق بجانب ہوں۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ فلاں فلاں وزیر کی زیادتیوں کی وجہ سے - فلاں وفاقی وزیر کے انتظامیہ کو اپنے ہاتھ میں لینے کی وجہ سے پنجاب کے انتظامی امور پر انتظامیہ کی گرفت ڈھیلی پڑ رہی ہے۔ یہ بات میں یہاں کرسکتا ہوں - یہ میرا استحقاق بنتا ہے - اسے اگر پوائنٹ آؤٹ کیا گیا ہے تو غلط پوائنٹ آؤٹ کیا گیا ہے - میں اسی sense میں اپنی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے آپ اپنی بات کریں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں آئی۔ جے۔ آئی کے کچھ ارکان اسمبلی کی بات کررہا تھا۔ ان کے گھروں میں ان کے ڈیروں پر دربار لگتے ہیں اور ایس۔ پی صاحبان کو ڈی - سی صاحبان کو اور اے۔ سی صاحبان کو حکماً گھر بلایا جاتا ہے اور اپنے حلقہ کے لوگوں کو اور کارکنوں کو بھی گھر بلایا جاتا ہے اور ان کے سامنے پوچھا جاتا ہے کہ ہاں بھائی آپ سنائیں کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ ہاں پٹواری صاحب آپ کو کونسا حلقہ چاہیے جناب سپیکر! وہاں پر ایم۔ این اے صاحبان اور وفاقی وزراء صاحبان آرڈر dictate کراتے ہیں کہ فلاں پٹواری کو فلاں شہر کا حلقہ دے دیا جائے اور اس پٹواری کا تعلق پیپلزپارٹی کے ساتھ ہے اسکی ٹرانسفر ڈویژن سے باہر کردی جائے بلکہ اسے صوبہ بدر کر دیا جائے۔ اس پر بھی اکتفا نہیں ہوتا........

وزیر امداد باہمی: (پوائنٹ آف آرڈر)
جناب سپیکر! میں نے فاضل دوست ملک صاحب کی یاد داشت میں اضافہ کرتا ہوں کہ جب ان کی حکومت تھی تو انہوں نے تو آئی - جی اور ڈی - آئی جی کو مرکز میں بلا لیا تھا کیا یہ اس وقت کی تو بات تو نہیں کر رہے؟

چودھری عبدالوکیل خان: جناب سپیکر! ایس۔ پی - ڈی۔ آئی۔ جی اور بجٹ پر بحث اور پھر کٹ موشنز ان کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ جناب والا! کیا ان کا آپس میں کوئی تعلق وابستہ ہے؟

جناب غلام سرور خان: ان کا آپس میں کوئی تعلق ہے تو تب ہی میں یہ بیان کررہا ہوں۔

MR. CHAIR MAN: No cross talk please.

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! مجھے بات بات پر interrupt کیا جاتا ہے - اگر جناب والا

میں relevant نہ ہوں تو پھر تو ان کا پوائنٹ آف آرڈر بائز بنتا ہے۔

جناب چیئرمین: وکیل صاحب' اب ان کی تقریر کا وقت تھوڑا ہی رہ گیا لہذا آپ انہیں تقریر کرنے دیں۔ اور تشریف رکھیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! اسی طرح وہاں پر ہی بیٹھ کر فیصلے کئے جاتے ہیں کہ فلاں شخص کو زیر دفعہ 302 گرفتار کر لیا جائے۔ فلاں شخص کو زیر دفعہ 307 گرفتار کر لیا جائے اور فلاں شخص کا تعلق مسلم لیگ کے ساتھ ہے اور اس نے اگر قتل بھی کردیا ہے تو اسے با عزت طریقے سے حوالات سے نکال کر گھر تک چھوڑ کر آیا جائے۔ جناب سپیکر! میرے پاس اس بارے میں ریکارڈ موجود ہے اور میں یہ بات صرف لفظی ہی نہیں کررہا صرف زبانی نہیں کررہا جناب سپیکر پچھلے دنوں ......

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

میاں شہباز احمد: (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! پچھلے دور میں جب پیپلز پارٹی کی حکومت تھی تو انہوں نے پنجاب کی نہیں بلکہ پورے پاکستان کی جیلوں کو مجرموں سے خالی کردیا تھا اور وہ تمام مجرم جنہوں نے زیر دفعہ 302 '307' اور اس کے علاوہ ڈکیتی' چوری اور دوسری سنگین وارداتوں کا ارتکاب کیا تھا ان سب کو باہر نکال دیا تھا ہم نے کبھی اس پر بحث نہیں کی۔ اور میں سمجھتا ہوں.........

جناب چیئرمین: شہباز صاحب' آپ میری بات سنیں۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔ان کو تقریر کرنے دیں اور جب وزیر صاحب اپنی تقریر کریں گے تو وہ اس وقت اس کو واضح کردیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی سرور صاحب۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میں پچھلے دنوں کا ایک واقعہ یہاں پر پیش کررہا تھا۔ پچھلے دنوں دوران سیشن پنڈی کچہری میں یعنی سیشن کورٹ میں ہمارے کچھ دوستوں کا trial ہو رہا تھا ان کو ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں - ان کے ساتھ آئی ۔جے - آئی کے کارکنوں نے زیادتی کی انہیں مارا پیٹا ان پر فائرنگ کی گئی۔ جناب سپیکر! اس وقت کچہری میں موجود پولیس نے ان تمام لوگوں کو بمعہ ناجائز اسلحہ گرفتار کر لیا اور ان لوگوں کے خلاف ایف ۔ آئی ۔آر درج کرلی گئی اور ان لوگوں کو تھانہ سول لائن میں بند کر دیا گیا جناب سپیکر ایف آئی آر درج ہونے کے بعد اور ملزموں کو حوالات میں بند کردینے

کے بعد آئی۔ جے۔آئی کے رکن اسمبلی کی سفارش پر ان ملزموں کو جنہیں رنگے ہاتھوں کچہری میں ناجائز اسلحہ کے ساتھ گرفتار کیا گیا انہیں حوالات سے نکالا گیا اور انہیں گھر جانے کی اجازت دے دی گئی اور ساتھ ہی انہیں یہ کہہ دیا گیا کہ آج جائیں اور کل اپنی قبل از گرفتاری ضمانت کروا لیں۔ ان ملزموں نے اگلے دن سیشن جج سے اپنی قبل از گرفتاری ضمانت کروالی ایک ہفتے کے بعد جب confirmation کی تاریخ پڑی تو ان کے خلاف جو سنگین نوعیت کے الزامات تھے ان الزامات کی بنیاد پر سیشن جج نے ان ملزموں کی ضمانت منسوخ کردی۔ لیکن راولپنڈی ضلع کی پولیس کو یہ جرات نہیں کہ اگر سیشن جج یا ہائی کورٹ کا جج ملزموں کی ضمانتیں منسوخ کرے تو پنڈی ضلع کی پولیس ان ملزموں کو دوبارہ گرفتار کر سکے۔ میں نے اس بات کی اطلاع پنڈی ضلع کے ایس۔ پی کو دی راولپنڈی ڈویژن کے ڈی۔ آئی۔ جی کو بھی دی۔ مگر چونکہ ان ملزموں کا تعلق آئی۔ جے۔ آئی کے ساتھ ہے اس لئے انہیں آج تک گرفتار نہیں کیا جا سکا۔

جناب سپیکر! مجھے تو افسوس اس بات پر ہوتا ہے کہ یہاں پر آکر بات تو انصاف کی جاتی ہے' یہاں تو بات میرٹ کی کی جاتی ہے جناب سپیکر پنڈی ضلع میں ایک ایس۔ پی۔ صاحب تعینات ہیں جن کا نام راجہ ممتاز احمد ہے جو پولیس کے ریکارڈ کے مطابق بہت ہی جونیئر ڈی۔ ایس۔ پی ہے مجھے نہیں پتہ کہ ان کی ترقی آوٹ آف ٹرن کس طرح سے ہوگئی کہا جاتا ہے کہ نوٹیفیکیشن نہیں ہوا اگر جناب والا! نوٹیفیکیشن نہیں ہوا تو وہ کس حیثیت میں بطور ایس۔ پی کام کررہے ہیں۔ وہ کس حیثیت میں ایس پی کے سٹار لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! یہاں پر پھر بات میرٹ کی کی جاتی ہے۔ بات پھر اصول کی کی جاتی ہے تو میں یہ کہونگا کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی بے اصولی ہے ہی نہیں جناب سپیکر! ایک مہینے میں اس ایس۔ پی کی تین مرتبہ ٹرانسفر کی گئی اس کے خلاف پنڈی ضلع کے لوگوں نے شکایات کیں اور لکھی ہوئی شکایات وزیراعظم کے سیکرٹریٹ تک گئی آئی۔ جی پولیس کے سیکرٹریٹ تک آئیں اور ان شکایات پر اس ایس۔ پی کی ٹرانسفر ہوئی مگر جناب والا! مجھے معلوم نہیں کہ کن وجوہات پر اس ایس۔ پی کی ٹرانسفر منسوخ کردی جاتی ہے۔ جناب والا! یہ کونسے میرٹ کی بات کرتے ہیں۔ یہ کون سے اصول کی بات کرتے ہیں یہ کون سے انصاف کی بات کرتے ہیں۔ جناب والا! اس سے آگے بڑھ کر میرے علم کے مطابق میری معلومات کے مطابق پولیس رولز کے مطابق کوئی بھی ایس۔ پی اپنے ضلع میں تعینات نہیں رہ سکتا تو جناب والا! اس سے بڑھ کر اور کیا بے ضابطگی ہو سکتی ہے کہ وہ ایس۔ پی گزشتہ دو سال سے پنڈی ضلع میں بیٹھتا ہے اور وہ ڈی۔ آئی۔ جی کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ جناب سپیکر! وہ تو آئی۔ جی کی بھی پرواہ نہیں کرتا جناب سپیکر! چیف منسٹر کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔

جناب سپیکر! میں اس سے پہلے بھی تحریک استحقاق کی صورت میں اور تحریک التوائے کار کی صورت میں اپنے حلقے کے مسائل اس معزز ایوان میں بیان کرچکا ہوں اور میں آج اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا میں مختصرا صرف اتنا ہی کہوں گا کہ اگر پنجاب کی امن عامہ کی صورت حال بگڑ رہی ہے تو اس میں کچھ عمل دخل آئی۔ جے۔ آئی کے ارکان اسمبلی کا لازمی ہے اور اگر کچھ آئی۔ جے۔ آئی کے ارکان اسمبلی کا ضمیر زندہ ہو وہ بھی اس کی تائید کردیں کہ ایک ایک ضلع میں ایک ایک ڈویژن میں کوئی ہی ایسا ہوگا جو منظور نظر ہوگا اور اس منظور نظر شخص کی تمام خواہشات کا احترام کیا جائے گا چاہے وہ جائز ہوں گی یا ناجائز ہوں گی۔ جناب سپیکر! مجھے نہیں معلوم کہ کیوں کسی کی ناز برداریاں کی جارہی ہیں۔ میرے خیال کے مطابق انسان کو حیثیت اس کے کردار کے مطابق ملتی ہے.........

انسان کو حیثیت اس کی footing پر ملتی ہے۔ انسان کو سیاست میں عزت اس کی بیک گراونڈ پر ملتی ہے۔

جناب سپیکر! میں اپنے معزز قائد ایوان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس شخص کو جس کا نام لینا بھی میں ایک گناہ سمجھتا ہوں اور گناہ کبیرہ سمجھتا ہوں۔ جناب سپیکر! اس کو اتنی اہمیت کس بنیاد پر دی جارہی ہے۔ پورے پنڈی ضلع میں اس کے ساتھ آئی۔ جے۔ آئی کا یا کوئی دوسرا ایم پی اے یا ایم این اے نہ ہے۔ پورے ڈویژن میں کوئی شخص اس سے بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ پھر بھی اس کا اتنا مقام کیوں ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح میں پولیس کی بات کررہا تھا اور پولیس کی زیادتیوں کی بات کر رہا تھا۔ میں ایک بات یہاں پھر بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ کچھ دن ہوئے ہیں تھانہ چونترہ جو کہ پنڈی ضلع میں واقع ہے وہاں پر پولیس نے raid کیا.........

جناب چیئرمین: غلام سرور خان صاحب آپ کی پولیس کی علیحدہ کٹ موشن ہے۔ اس میں آپ نے بھی نام دیا ہوا ہے تو میرے خیال میں مناسب یہ ہوگا کہ جب آپ کی پولیس کی کٹ موشن آئے تو اس میں آپ اس مسئلہ کو اٹھائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب غلام سرور خان: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! میں آخر میں wind up کرتے ہوئے اپنے اس معزز ایوان سے اور وزیر خزانہ سے یہ استدعا کروں گا کہ ان گزارشات کی روشنی میں میری اس کٹ موشن کو منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آرڈر پلیز۔ اکثر وزراء صاحبان باتیں کرتے رہتے ہیں۔ راجہ خالد صاحب' کرنل صاحب وزراء صاحبان کو اس ہاؤس کا ڈیکورم پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ شکریہ۔ جی کون اس تحریک کی مخالفت کریں گے۔ آپ نے تقریر کرنی ہے۔؟

وزیر خزانہ: جی میں نے تقریر کرنی ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے گورنمنٹ کا نقطہ نظر بیان کرنے کے لئے موقع دیا کیونکہ کبھی تو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ ہم کٹ موشنز پر بات نہیں کرر ہے بلکہ اپنی بجٹ تقاریر کو دوبارہ دہرا رہے ہیں اور جو باتیں اس ایوان میں سات مرتبہ ہو چکی ہیں آج آٹھویں مرتبہ بھی ان کو سننے کا ہمیں شرف حاصل ہوا ہے۔ بہر نوع۔ اپوزیشن کا یہ حق ہے اور سننا ہمارا فرض ہے۔

جناب سپیکر! جس کٹ موشن کا آج ذکر کیا گیا یہ ڈیمانڈ نمبر 10 ہے۔ اس کا تعلق جنرل ایڈمنسٹریشن سے ہے۔ اس کی میں تھوڑی سی وضاحت یوں کرنا چاہوں گا کہ اس مد میں اگلے سال کے لئے جس ٹوٹل خرچ کا ہم نے تعین کیا ہے وہ ایک ارب اور پینتالیس کروڑ روپے کا ہے۔ جس میں سے چار کروڑ روپے یا کچھ اس سے زیادہ charged amount ہے اور ایک کروڑ اکتالیس لاکھ روپیہ.........

جناب چیئرمین: وزیر خزانہ صاحب ایک منٹ۔ کیونکہ جب مجھے یہ کرسی دی گئی تھی تو اس وقت پینل آف چیئرمین کا کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ اب میری نظر ڈاکٹر شفیق پر پڑی ہے وہ چونکہ پینل میں شامل ہیں اس لئے وہ کرسی صدارت پر آجائیں کیونکہ دوسری صورت میں اس طرح اس ہاؤس کی کارروائی جائز نہیں ہوگی۔ آپ تشریف لائیں۔

(اس مرحلہ پر ڈاکٹر محمد شفیق کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اب جس رقم پر کٹ موشن دیا گیا ہے وہ ایک ارب اکتالیس کروڑ روپیہ ہے اور یہ پالیسی کٹ ہے۔ اب جو بات زیر غور ہے اور جس پر ہمیں سوچنا ہے وہ یہ ہے کہ پالیسی کٹ میں حزب اختلاف والے ہمارے ساتھی ان پالیسز کو زیر تنقید یا زیر بحث لاتے ہیں جو ان کی سوچ کے مطابق صحیح نہیں ہوتیں یا جن کو درست کرنا مقصود ہے۔ جناب سپیکر!

میں نے آج اس مد سے متعلق جو دو تقاریر سنی ہیں ان میں چند فسانے ہیں کچھ تذکرے ہیں ذکر اذکار ہے لیکن وہ پالیسی کہ جس کو وہ تنقید نشانہ بنانا چاہتے تھے نظر نہیں آئی کہنا تو چاہیئے تھا کہ اس وقت اس محکمے میں یہ ہو رہا ہے۔ ہمارے نزدیک ایسا نہیں ہونا چاہیے اور اس کی متبادل تجویز دینی تھی جناب سپیکر! بدقسمتی سے مجھے اس ہاؤس میں یہ کہنا پڑے گا کہ کوئی ٹھوس تجویز نہیں دی گئی جب ہماری اور حزب اقتدار کی یہ سوچ ہے کہ ہم اپنے حزب اختلاف کے ساتھیوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور اگر وہ کوئی مثبت بات کرتے ہیں تعمیری بات کرتے ہیں تو یقیناً" ہم اس بات کا نوٹس لینا چاہتے ہیں اور اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہیں کیونکہ اصلاح کی ہمیشہ گنجائش ہوتی ہے اور ہمیں خوب سے خوب تر کی تلاش کی طرف رجوع کرنا چاہیئے لیکن بدقسمتی سے ایک بھی ٹھوس تجویز نہیں دی گئی وہی باتیں دہرائی گئیں جو بجٹ تقریر میں ہم سن چکے ہیں۔ وہی چیزیں وہی تذکرے جو پہلے آ چکے ہیں اور ہم کوئی سات مرتبہ سن چکے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس ہاؤس کے فلور پر کھڑے ہو کر دوبارہ یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر آپ کے پاس حزب اختلاف کے پاس گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹس کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے لیے کوئی ٹھوس تجاویز ہیں تو میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ بجٹ اجلاس کے بعد وہ مجھ سے رجوع کریں۔

جناب غلام سرور خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں وزیر خزانہ اس وقت دماغی طور پر حاضر نہیں تھے۔ میری سب سے پہلی تجویز ہی یہی تھی کہ پنجاب کی انتظامیہ جو آئی جے آئی کے ارکان اسمبلی کی گرفت میں ہیں اس انتظامیہ کی جان چھڑوائی جائے اس سے بڑھ کر میرے خیال میں اور کوئی تجویز نہیں ہو سکتی۔

جناب چیئرمین: غلام سرور خان صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں ہے لیکن یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ اکثریتی جماعت کی حکومت ہے اور ایسے ممبران جن کا اگر کوئی احترام ہے تو وہ ملحوظ خاطر ہونا چاہیئے اور ساری انتظامیہ کو کرنا چاہیئے۔ جناب وزیر خزانہ آپ جاری رکھیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا کہ اگر کوئی ٹھوس تجاویز ان کے پاس ہیں تو میں ان کو خوش آمدید کہتا ہوں بجٹ کی بحث کے دوران ان کو شاید زیادہ وقت نہ مل سکا ہو یا وہ زیادہ مطالعہ نہ کر سکے ہوں لیکن بجٹ کے بعد بھی میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر ٹھوس تجاویز ان کے پاس ہیں تو میں ان کے ساتھ فراخ دلی سے بیٹھ کر ان پر تبادلہ خیال کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر! ڈیمانڈ نمبر 10 میں جو رقوم مانگی گئی ہیں وہ کسی ایک محکمے سے تعلق نہیں رکھتیں۔

ان کا تعلق 29 محکموں سے ہے جس میں کہ بورڈ آف ریونیو بھی آجاتا ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن بھی ہے۔ گورنر سیکرٹریٹ بھی ہے۔ چیف منسٹر سیکرٹریٹ بھی ہے - پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بھی ہے۔ 29 محکمے ایسے ہیں جن کے بارے میں یہ مطالبہ زر پیش کیاگیا ہے اور ان کے لئے ہم ایوان سے درخواست کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! 91-1990ء میں ہم نے اس مد میں جس کو کہ ہم جنرل ایڈمنسٹریشن کہتے ہیں۔ ڈیمانڈ نمبر 10 میں ہماری hudgetary demand ایک ارب اور پینتالیس کروڑ تھی۔ 92-1991ء کے لیے اس ایوان کے سامنے جو ہم نے مطالبہ زر پیش کیا ہے وہ ایک ارب اور پینتالیس کروڑ۔ اب آپ خود بتا دیجئے کہ اس میں فضول خرچی کتنی ہے - اس میں کتنی exclation ہے۔ اس میں exaggeration کتنی ہے۔ یہ میں آپ کی صوابدید پر چھوڑتا ہوں۔ لیکن جناب سپیکر! جب ہم کس مطالبے پر کسی محکمے پر اور بالخصوص اس محکمے پر یعنی جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد پر جس میں کہ 29 محکمے شامل ہیں ہم جب تنقید کرنے کھڑے ہوں تو ہمیں دو تین چیزوں کو ذہن نشین کرنا چاہیئے۔ اگر تاریخی نقطہ نظر سے دیکھنا ہے تو آزادی کے وقت پنجاب کی آبادی کیا تھی اور آج کیا ہے؟ اور آج جو انتظامی ڈھانچہ جس کو ہم چلا رہے ہیں تینوں صوبوں کی آبادی یعنی کہ بلوچستان ' سرحد اور سندھ ان کو اگر جمع کردیا جائے تو پھر بھی پنجاب کی آبادی زیادہ ہے یعنی کہ یہ انتظامی ڈھانچہ جو آپ نے کھڑا کیا ہے یہ ہر صوبے میں ہے بلوچستان میں بھی ہے' سندھ میں بھی ہے اور سرحد میں بھی ہے۔ اور وہاں پر بھی یہ سب محکمے ہیں اور ان کی آبادی کو دیکھئے پنجاب کی آبادی کو دیکھئے' ان کی ضروریات کو دیکھئے پنجاب کی ضروریات کو دیکھئے۔ یہ بات میں نے اس لئے کی کہ آپ موازنہ کر سکیں۔

جناب سپیکر! اب یہاں میرے دوستوں نے ذکر کیا ہے فضول خرچیوں کا - پنجاب حکومت کی شہ خرچیوں کا میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ میری رہ نمائی فرمائیں میں یقیناً ان کی بات کا احترام کرتاہوں اور فضول خرچیاں کم کرتا ہوں لیکن بتایئے کہاں کریں؟ اس مد میں جناب سپیکر آتا کیا ہے؟ اس مد میں تنخواہیں اور الاؤنسز آتے ہیں اب کیا قائد حزب اختلاف کی اور جناب غلام سرورخان صاحب کی یہ تجویز ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہیں کم کردی جائیں۔ جناب والا! اس مد میں ٹی۔اے۔ڈی۔اے اور رہائشی اخراجات شامل ہیں کیا یہ تجویز فرما رہے ہیں کیا ان کا پالیسی سٹیٹمنٹ یہ ہے کہ مہنگائی کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کے ان اخراجات کو کم کردیا جائے۔

جناب غلام سرور خان: (پوائنٹ آف آرڈر) ملازمین کی تنخواہوں کو یا ان کے الاؤنسز کو ہم نے قطعاً" ہاتھ ہی نہیں لگایا۔ ہم نے تو صرف وزیروں پر اعتراض کیا ہے مشیروں پر اعتراض کیا ہے'

پارلیمانی سیکرٹریوں اور سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کو جو گاڑیاں دی گئی ہیں ان پر اعتراض کیا ہے۔ ان کی عیاشی کے لئے جو پیسہ رکھا گیا ہے اس پر اعتراض کیا ہے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں تو ان شقوں کا ذکر کر رہا تھا جو اس مد میں ہیں۔ جو کہ مطالبہ زر آپ کی خدمت میں سوال کی شکل میں پیش کیا گیا ہے اس کا scope کیا ہے؟ اس کا ambit کیا ہے؟ اس کے اندر آتا کیا ہے؟ میں تو ان کا ذکر کر رہا تھا۔ اب جناب والا! سٹیشنری ہے۔ پرنٹنگ اینڈ پبلیکیشنز ہے۔ اس میں ری پیئرز اینڈ مینٹیننس آف وہیکل ہیں' اس میں پی۔ او۔ ایل کے اخراجات بھی ہیں۔ اس میں یو ٹیلٹی چارجز بھی ہیں۔ کیا آپ یہ تجویز فرما رہے ہیں کہ گیس کے پانی کے' بجلی کے جو یو ٹیلٹی چارجز ہیں جو ہمیں مختلف محکموں سے آتے ہیں ان کو ہم دینا بند کر دیں؟ یقیناً یہ تجویز نہیں ہو سکتی اور اگر سادگی میں ایسی باتیں کر بھی جائیں تو ہمیں در گزر کرنی ہو گی۔ جناب سپیکر! یہاں یونیفارم اینڈ لیوریز کی بات ہے یہاں compensation کی بات ہے اور rates and taxes کی بات ہے اب بتایئے کہ کس کو کم کیا جائے؟ کونسی چیز اس میں قابل اعتراض ہے۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ امن عامہ کی بات کی جاتی ہے کیونکہ پولیس کا بھی یہاں پر تذکرہ ہے جناب سپیکر! امن عامہ قائم رکھنا حکومت وقت کا فرض ہے۔ ہر شہری کی جان کا تحفظ کرنا حکومت وقت کا فرض اولین ہے لیکن جناب والا! جب ہم امن عامہ کی بات کرتے ہیں اور ہمیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ حکومت سنجیدگی سے اس صوبے کو امن کا گہوارہ بنانا چاہتی ہے۔ یہ حکومت واقعی چاہتی ہے کہ اس صوبے کا امن عامہ قابل رشک ہو۔ اس میں بہتری ہو۔ جناب والا جب ہمارا یہ آئیڈیل ہے جب ہماری یہ منزل ہے تو ہمیں in isolation رہ کر بات نہیں کرنی چاہئے۔ جناب والا! ان کا ٹارگٹ صحیح ہے ان کا قبلہ درست ہے یقیناً پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال بہتر ہونی چاہئے اور میں ان سے اس بات پر اتفاق کرتا ہوں کہ لیکن in isolation ہم بات نہیں کر سکتے۔ جب ہم امن عامہ کی بات کریں گے تو ہمیں اپنے بائیں اور دائیں ضرور دیکھنا ہوگا۔ ہم نے سرحد' ہم نے سندھ اور بلوچستان کے امن عامہ کو بھی دیکھنا ہوگا۔ ہم نے اس کا اپنی آبادی سے موازنہ بھی ضرور کرنا ہوگا۔ اپنے جرائم کے گراف کو اور صوبوں کے جرائم سے بھی موازنہ ضرور کرنا ہوگا۔ جو تخریب کاری ہو رہی ہے جو بیرونی عنصر اس میں شامل ہے ہمیں اس پر بھی ضرور توجہ دینی ہوگی اور غور کرنا ہوگا اور اس کے باوجود جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ امن عامہ کی بہتری ہمارا مقصد ہے اور اس بارے میں جو بھی ان کی مثبت تجاویز آئیں گی ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے اور انشاء اللہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ خدا کے فضل سے دیگر صوبوں سے اگر امن عامہ کی صورت

حال کا موازنہ کیا جائے تو الحمداللہ پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال دیگر صوبوں کی نسبت کہیں بہتر ہے جناب سپیکر! یہ بات میں موازنے کے لیے کر رہا ہوں۔ 9/8

جناب سپیکر! اس مد میں ایک ارب 41 کروڑ روپے کا جو مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے تھوڑی سی اور وضاحت کروں اس میں پچاس کروڑ روپیہ تو وہ ہے جو ہم نے unforeseen ایمرجنسی ضروریات کے لیے رکھا ہے ۔اب اس کا یہ مطلب نہیں ہے پچاس کروڑ روپے صرف ہوگئے خدا کرے کہ ایسے unfore seen حالات پیدا نہ ہوں کوئی ایسی ایمرجنسی نہ آئے کہ ہمیں یہ پیسہ جو اس مد کے لئے رکھا ہے استعمال کرنا پڑے۔ اور اگر یہ استعمال نہیں ہوتا تو یقیناً یہ Provincial consolidated fund کا حصہ ہے اور کسی اور مد میں استعمال ہو سکتا ہے۔ یہاں ہم نے اعتراض کیا ہے کہ اتنی بڑی رقم ہے ایک ارب 41 کروڑ میں سے پچاس کروڑ روپے کی رقم in one go آپ ایک طرف رکھ سکتے ہیں۔ اس طرح جو ڈویلپمنٹ کی ہماری سکیمیں ہیں اور جب ترقیاتی منصوبوں کے لئے فنڈز اور رقوم کا مختص ہونا ضروری ہوتا ہے ان کو بھی اگر شامل کر لیا جائے۔ بیرون ملک علاج کی رقم کو بھی اگر شامل کر لیا جائے unforeseen charges کے لئے جو رقم درکار ہے اس کو بھی شامل کر لیا جائے اور پچھلے سال کی جو رقوم ہیں ان سے موازنہ کر لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت سے الزامات اور بہت سے اعتراضات کا جو میرے حزب اختلاف کے محترم ساتھیوں نے اٹھائے ہیں خود بخود ان کا جواب مل جاتا ہے۔ جناب سپیکر! میں اس بات کو دھرانا ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے محترم حزب اختلاف کے ساتھی ہماری فضول خرچیوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے انہیں کھلی دعوت دی ہے کہ آئیں ہم سے بات کریں۔ جناب سپیکر! وہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ پنجاب میں پہلی مرتبہ ٹیلیفون کے اخراجات کی حد مقرر کی ہے ۔ جناب قائد حزب اختلاف نے اور جناب غلام سرور خان نے بھی ٹیلیفون کے اخراجات کے بارے میں ذکر کیا ۔ پہلی مرتبہ ہم نے ٹیلیفون کے اخراجات پر پابندی ceiling لگائی ہے یہ گاڑیوں کا ذکر کرتے ہیں پٹرول کی فضول خرچی کا ذکر کرتے ہیں تو جناب سپیکر! وہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ یہ بھی پہلی دفعہ روایت ہم نے ڈالی ہے کہ ہم نے پی۔او۔ایل کی حد مقرر کی ہے ہم نے فیول کوٹہ مقرر کیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ جو ہمارے مختلف محکموں پر تنقید کرتے ہیں تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں کہ کب کس نے بیٹھ کر یہ سوچا کہ کون سے ایسے محکمے ہیں جو اب اپنی کارکردگی صحیح نہیں کر رہے اور ان کو ختم کیا جائے۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

یہ سعادت بھی اس حکومت کو نصیب ہوئی اور پہلی مرتبہ یہ جستجو اور یہ کوشش کی گئی ہے جناب سپیکر!

یہ حرف آخر نہیں ہے۔ اگر ہم نے یہ محسوس کیا اور حکومت پنجاب یہ محسوس کرے کہ عوام کے ٹیکسوں سے اکٹھا کیا پیسہ جو عوام کی امانت اور جو ہمارے ہاتھوں میں اگر کہیں اس کا زیاں ہو رہا ہے تو ہم مزید ایسے اقدامات کریں گے - اور ہم اپنی اصلاح کریں گے اور ہم اس صوبے کی فنانشل مینجمنٹ انشاء اللہ بہتر بنائیں گے۔ کیوں کہ ہماری یہ پالیسی ہے ہماری یہ سوچ ہے کہ ہم نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے ہم خود انحصاری کی بات کرتے ہیں اور ہماری منزل بھی خود انحصاری ہے - اور اگلے پانچ سالوں کے لیے ہم نے اپنے ہاؤس کو ان آرڈر رکھنا ہے - ہم نے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا اور نیشنل فنانس کمشن کے ایوارڈ کے اندر رہتے ہوئے جو وسائل ہمیں وہاں سے دستیاب ہوں گے ...... ان وسائل کے اندر رہ کر اپنے ہاؤس کو manage کرنا ہے انشاء اللہ اگر مزید ضرورت پڑی تو اس لیے بھی ہم مزید کوشش کریں گے۔

یہاں ایس اینڈ جی اے ڈی کی بات کی گئی۔ جناب والا! اس سال 10 کروڑ 28 لاکھ روپے اس محکمے کی ضروریات کے لیے رکھے گئے ہیں جب کہ پچھلے سال 8 کروڑ 73 لاکھ روپے رکھے گئے تھے۔ اب بتایئے کتنا اضافہ ہے رکھے گئے ہیں افراط زر کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ مناسب ہے یا نہیں ہے comodities and purchase of durable goods انہوں نے کرنی ہوتی ہے - یوٹیلٹی سروسز کے لیے بھی ادائیگی کرنی ہوتی ہے - ان ساری چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ خود بتایئے کہ اس میں کتنی فضول خرچی ہے اور کتنا اس میں زیاں ہے۔ جناب والا! میرے محترم دوست جناب غلام سرور خان نے ایک اور اعتراض کیا ہے کہ وہ اپنی صوابدیدی گرانٹ کو ختم کرتے ہوئے پچیس پچیس لاکھ روپے فی حلقہ دینے کا اعلان کرتے ہیں جو بجٹ میں دیا گیا ہے اس کے علاوہ یہ رقم ہے انہوں نے اضافی گرانٹ کے طور پر حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے ساتھیوں کو برابر دینے کا اعلان کیا جناب والا! غلام سرور خان فرما رہے تھے کہ انہوں نے حساب لگایا ہے کہ وہ تو تقریباً 62 کروڑ روپیہ بنتا ہے - اور یہ صوابدیدی گرانٹ ہے اڑھائی کروڑ روپے کی میں ان کی خدمت میں آپ کی وساطت سے مؤدبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ کے دو حصے ہوا کرتے ہیں۔ ایک ترقیاتی حصہ ہوتا ہے اور دوسرا غیر ترقیاتی حصہ - جو پچیس لاکھ روپیہ وزیر اعلیٰ نے آپ کو اضافی دیا ہے وہ تعمیر وطن پروگرام سے دیا گیا ہے اور اس میں وہ پیسے موجود ہیں۔ آپ کو کسی قسم کی فکر اور گھبراہٹ نہیں ہونی چاہیے۔ جناب سپیکر! بار بار وسوسے اٹھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ خلش اور ان کی یہ پریشانی کیوں ہے۔ کیوں پنجاب میں ایسی کوئی روایت نہیں رہی کہ حزب اختلاف کو ترقیاتی کاموں میں برابر کا حصہ دار بنایا گیا ہو یہ پہلی دفعہ ہم کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ اس پر عمل ہوگا اور اگلے سال وہ اس قسم کے

اعتراضات نہیں کریں گے۔ انگریزی کی ایک مثال ہے کہ once hit twice shy تو انشاء اللہ اس سال ہمارے مثبت رویے کو مد نظر رکھتے ہوئے اور ان کے علاقے کی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جو اقدامات ہم کر رہے ہیں ان کو مد نظر رکھتے ہوئے انشاء اللہ بہت سی چیزیں جو اس سال کے تجربات سے وہ سیکھیں گے اور ہم جوئی اور جمہوری روایات پنجاب میں قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں' انشاء اللہ اگلے سال آپ دیکھیں گے اور مجھے یقین ہے کہ اگلے سال حزب اختلاف کے اعتراضات اور ان کی تقاریر mature ہونگی۔ اور انشاء اللہ to the point اور relevant ہوں گے ان الفاظ کے ساتھ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کٹوتی کی تحریک کو رد کیا جائے اور ہمارے مطالبہ زر نمبر10 کو منظور کیا جائے۔ شکریہ! (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے

"کہ ایک ارب 41 کروڑ ایک لاکھ 41 ہزار ایک سو بیس روپے کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر نمبر10 "انتظام عمومی" کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔ جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں"۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

اب سوال یہ ہے۔

"کہ ایک رقم جو ایک ارب اکتالیس کروڑ ایک لاکھ 41 ہزار 120 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "نظم و نسق" عامہ برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(مطالبہ زر منظور ہوا)

اب ڈیمانڈ نمبر13 زیر غور ہے۔ جناب وزیر خزانہ پیش فرمائیں۔

جناب وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ ایک رقم جو 2 ارب 78 کروڑ 4 لاکھ 70 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈز سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے"۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ ایک رقم جو 2 ارب 78 کروڑ 4 لاکھ 70 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "پولیس" برداشت کرنے پڑیں گے"۔

اس مطالبہ زر کی مخالفت کی گئی۔ اس میں جناب رانا اکرام ربانی' رانا ثناء اللہ' سید چراغ اکبر شاہ' علی حسن رضا قاضی' ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب' خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی اور غلام سرور خان کی طرف سے کٹوتی کی تحاریک ہیں۔ اس کو رانا ثناء اللہ خان پیش کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ 2 ارب 78 کروڑ 4 لاکھ 70 ہزار ایک سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مطالبہ زر نمبر 13 "پولیس" کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے"

مسئلہ جو کو زیر بحث لانا مقصود ہے کہ اس حکمت علمی کو زیر بحث لایا جائے جس کے تحت محکمہ مطلوبہ نتائج کے حصول میں ناکام رہا ہے۔ نیز عوام الناس کی خدمت ان کی امنگوں کے مطابق سرانجام دینے سے قاصر رہا ہے

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ 2 ارب 78 کروڑ 4 لاکھ 70 ہزار ایک سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر نمبر13 "پولیس" کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے"۔

وزیر خزانہ: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان بات کرنا چاہیں گے؟

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ' جناب سپیکر! مجھے اس بات سے بڑی خوشی ہوئی ہے اور اس کا میں ذکر کرنا چاہوں گا کہ آج معزز اراکین حزب اختلاف کی جو تقریریں تھیں وہ میری کل کی گزارشات کے پیش نظر وزیر خزانہ کو کم از کم سمجھ آگئی ہیں کیونکہ آج انہوں نے ایک بار بھی یہ لفظ استعمال نہیں کیا کہ مجھے سمجھ نہیں آیا یا میں سمجھا نہیں سکا۔ اور نہ ہی کل اپنے ایک ساتھی کی طرح کوئی آئیں بائیں شائیں اور بوکھلا کر ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے یہ کسی سے پوچھا کہ جناب وہ کیا لفظ تھا؟ میں اس

بات پر بھی وزیر خزانہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایک بھائی کے طور پر مہربانی کرتے ہوئے یہ بھی ذکر کیا ہے انہیں بتایا جائے کہ جس محکمے کے بارے میں ہم نے تقریر کرنی ہوتی ہے اس میں کیا ہو رہا ہے؟ تاکہ اس نشاندہی کے بعد اس کی پالیسی میں کوئی تبدیلی لائیں۔ اس سلسلہ میں محکمہ "پولیس" میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے متعلق میں نے کچھ نکات لکھے ہیں اور میں آپ سے اس بات کی بھی استدعا کروں گا کہ مجھے ان تقریر کے دوران ان سے استفادہ کرنے کی اجازت جائے۔ اور اس سے پہلے اس ڈیمانڈ میں جو کچھ اخراجات رکھے گئے ہیں۔ جن کے متعلق میری یہ رائے ہے کہ یہ غیر ضروری ہیں اور انہیں ان ہیڈز کے تحت خرچ کرنے کی بجائے اگر دوسری طرح خرچ کیا جائے تو زیادہ بہتری کے امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! قومی رضا کار آرگنائزیشن کے لیے 2 کروڑ 24 لاکھ 55 ہزار 790 روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ جناب والا! میرا یہ ذاتی تجربہ ہے دوسرے جو معزز دوست بیٹھے ہیں انہیں بھی اس بات کا پتہ ہوگا کہ اس نام کی کوئی تنظیم نہیں ہے۔ بالکل فرضی طور پر نام لکھ دیئے جاتے ہیں فرضی طور پر ساری کارروائی تیار کی جاتی ہے اور متعلقہ تھانے کے ایس ایچ او کے تحت یہ اخراجات ادا کئے جاتے ہیں ہوتا صرف یہی ہے کہ ایس ایچ او مختلف لوگوں کے نام یعنی اپنے بھانجے بھتیجے رشتہ دار نوکر وغیرہ کے نام لکھ لیتے ہیں اس کے بعد ان کی تنخواہ برآمد کرا کے تھوڑے بہت پیسے ان کو دے دیئے اور باقی ان کی اپنی جیب میں چلے گئے۔ تو یہ جو کروڑوں روپے کی رقم ہے بجائے اس کے کہ یہ اس طرح ضائع ہو میری اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ اس رقم کو اس محکمے کے کسی اور ہیڈ کے تحت استعمال کریں چونکہ اس محکمے میں نفری کی بڑی کمی ہے دوسری چیزوں کی کمی ہے تو اگر وہ چیزیں مہیا کردی جائیں تو اس کروڑوں روپے کی رقم سے ان کی بھلائی ہو سکتی ہے۔

جناب والا! آگے چل کے ٹیلی فون اینڈ ٹرنک کال کی جو مد ہے اس میں بہت زیادہ رقم رکھی گئی ہے۔ ایک جگہ پر 18 لاکھ روپے ہے اس کے بعد اس ہیڈ میں ایک جگہ پر 22 لاکھ ہے پھر ایک جگہ پر بہت ہی زیادہ رقم 2 کروڑ 53 لاکھ 75 ہزار روپے ہے اور پھر اس طرح جناب والا! 51 لاکھ' 5 لاکھ ہے یعنی یہ بھی کافی بڑی رقم بنتی ہے۔ تو میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ جب محکمہ پولیس کو وائرلیس سیٹ مہیا کئے گئے ہیں ہر تھانے میں وائرلیس سیٹ لگا ہوا ہے اور وہ اپنی تمام کارروائی تمام ناکہ بندی جو اس قسم کی ہو اس کے لئے وہ اس نظام کو استعمال کرتے ہیں تو پھر یہ ذاتی گفت و شنید کے لئے اپنے رشتے داروں اور دوستوں کو ٹیلی فون کرنے کے لیے کروڑوں روپے کی رقم کا مختص کرنا ملک و قوم کے ساتھ زیادتی ہے اس پر کنٹرول ہونا چاہیئے یا تو اسے بہت ہی کم کر دیا جائے یا پھر اس کو بالکل ختم

کردیا جائے۔ اس طرح سے جناب والا! اس میں ایک اور مد ہے سیکرٹ سروسز اخراجات کی اس میں ایک جگہ پر 30 لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ یہ جو سیکرٹ فنڈ والا سلسلہ ہے یہ تو انگریز کے دور میں وہ غیر ملکی حکمران تھے وہ اپنے آدمی پیدا کرنے کے لیے معاشرے کی سوجھ بوجھ حاصل کرنے کے لیے اس قسم کے ناوٹ رکھا کرتے تھے۔ اور ان ناوٹوں سے وہ یہی کام لیا کرتے تھے کہ وہ جاسوسی کریں اور آکر بتائیں کہ فلاں چودھری کیا کررہا ہے اور فلاں شخص کیا کر رہا ہے اور کیا ہو رہا ہے اب جب کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے اس ملک پر کوئی غیر ملکی لوگ حکومت نہیں کررہے ہیں نہ ایس ایچ او غیر ملکی نہ وہاں پر کوئی غیر ملکی ایس ایس پی ہے وہ سب ہم میں سے ہیں۔ تو اس سلسلے میں یہ جو Secret Service expenditures ہیں یہ کس مد میں استعمال میں ہوتے ہیں یہ جو ہے میں سمجھتا ہوں کہ جس آدمی کو allocate کیا جاتا ہے یہ پھر اس کی صوابدید پر ہے کہ وہ جہاں چاہے جیسے چاہے اسے خرچ کرتا پھرے۔ اور اس کی پوچھ گچھ تو پھر ہو نہیں سکتی میں سمجھتا ہوں کہ یہ لاکھوں روپے کی رقم جو ہے یہ ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ اس طرح سے جناب والا! ایک اور ہے نیوز پیپرز اس میں کافی بڑی رکھی گئی ہے۔ ایک لاکھ 5 ہزار ایک جگہ پر پھر تین لاکھ ایک جگہ پر ہے پھر اس طرح سے آگے اور سلسلہ چلتا جاتا ہے اور یہ تقریباً" آٹھ آئٹمز بنتی ہیں۔ تو جناب والا! میں نے آج تک کسی تھانے میں نہ کوئی اخبار دیکھا ہے جیسے وہ قیمتاً" خرید کر پڑھتے ہوں نہ کسی آفس میں دیکھا ہے اول تو وہ پڑھتے ہی نہیں ہیں اخباروں میں باتیں ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ ان کے پڑھنے والی نہیں ہوتیں۔ اور اگر وہ اخبار لیتے بھی ہیں تو کسی کو پیسے نہیں دیتے۔ یہ خواہ مخواہ جو پیسے ہیں جو ان کی جیب میں جاتے ہیں - میں سمجھتا ہوں کہ اس رقم کو بھی ختم کیا جانا چاہیے۔ اس کے علاوہ کچھ "دیگر" کا معاملہ ہے یہاں پر ہزاروں آئٹمز دی گئی ہیں' ان کے آگے لکھا ہے کہ یہ سیکرٹ ہے یہ ٹیلی فون ہے فلاں ہے - لیکن اس کے باوجود بھی یہ جو "دیگر" کی ضرورت پڑتی ہے یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ کہ یہ "دیگر" کا معاملہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی خورد برد کا سلسلہ ہے۔ اس کے بعد جناب والا! میں اس طرف آؤں گا کہ اس محکمہ میں کیا ہورہا ہے اس سے پہلے تھوڑی سی میں وضاحت کرنی چاہوں گا دراصل سارا الزام محکمہ پولیس کو ہی نہیں دیا جاسکتا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ ساری خرابی جو ہے یہ محکمہ پولیس کے لوگ ہی کر رہے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ جو محکمہ پولیس ہے وہ گورنمنٹ کے کنٹرول میں ہے' حکومت کے جو بڑے لوگ ہیں وہ اسے کنٹرول کرتے ہیں' اس میں آئی -جی- ڈی- آئی- جی ایس ایس پی' ایس ایچ او تمام کا وہ تقرر کرتے ہیں' اور اس کے بعد جب کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے تو یہ لازمی بات ہے کہ وہ جو حکومتی بڑے ہیں جو اس سارے نظام

کے کرنے والے ہیں تو ان کے اعمال میں بھی کوئی خرابی ہے۔ میں جناب والا! اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اگر آئی جی سے لیکر ایس ایچ او لیول تک اس بات کا اہتمام کر لیا جائے کہ کسی آدمی کو اس کی کسی سیاسی وابستگی کی وجہ سے یا کسی آدمی کو کسی دیگر تعلق کی وجہ سے تعینات کیا جائے گا۔ تو اس وقت جو اس محکمہ کی موجودہ خراب صورت حال ہے اس کا پچاس فی صد تدارک ہو جائے گا۔ تو لیکن ہوتا یوں ہے کہ ایس ایچ او کو کسی مقامی آدمی کی سفارش پر تعینات کیا جاتا ہے اور پھر وہ ایس ایچ او جو ہے وہ اس طرح سے اس آدمی یا اس گروپ کے ماتحت ہے کہ وہ اپنے فرائض کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ان کی خواہشات کے مطابق کام کرتا رہتا ہے۔ اس لئے اسے اپنے سروس ریکارڈ کو بہتر بنانے کی فکر نہیں ہوتی بلکہ اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ جس قبضہ گروپ کے کارکن کے حوالے سے میں یہاں پر پہنچا ہوں اس کو خوش رکھوں۔ یہی حال پھر ڈی ایس پی پر ہوتا ہے یہی ایس پی لیول پر ہوتا ہے یہی پھر ڈی آئی جی اور حتیٰ کہ آئی جی کا جو معاملہ ہے وہ بھی سب کو پتہ ہے۔ کہ وہ کسی میرٹ پر پنجاب میں تعینات ہیں اور کافی عرصہ سے تعینات ہیں۔ ایک تو جناب والا! میری یہ تجویز ہے کہ جو پریکٹس اس وقت اس محکمہ میں چل رہی ہے اسے ختم کیا جائے اور اس کی جگہ پر یہ پریکٹس اپنائی جائے کہ ہر پولیس آفیسر کو اس کے میرٹ کی بنیاد پر تعینات کیا جائے گا جناب والا! اس محکمہ کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے وہ کافی بڑی رقم ہے اندازاً" جتنے دوسرے مطالبات زر ہیں ان میں میرا خیال ہے تعلیم کے بعد شائد ان کا نمبر آتا ہے دوسرے یا تیسرے نمبر پر ہے یہ رقم اگر تو اس محکمے سے صحیح کام لیا جائے جو کام اس محکمے کو کرنا چاہئے ہے پھر تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم ٹھیک ہے۔ کیونکہ اس محکمے نے قانون کا نفاذ کرنا ہے' اس محکمے نے اس صوبے میں امن وامان کو برقرار رکھنا ہے اور جناب والا! جب تک امن وامان برقرار نہ ہو گا جب تک قانون کا نفاذ نہیں ہوگا۔ تو میرا خیال ہے کہ صوبے میں کوئی کام چل ہی نہیں سکتا۔ نہ کوئی زراعت کا چل سکتا ہے نہ کوئی اریگیشن کا چل سکتا ہے نہ کوئی انڈسٹری کا چل سکتا ہے معاشرے کا کوئی کام نہیں چل سکتا۔ تو اس لئے بہت ضروری ہے کہ محکمہ اس قابل بنایا جائے کہ یہ قانون کا نفاذ کر سکے۔ دوسرا یہ ہے کہ اس محکمے کو اس قابل بنانے کے لئے کہ ملک میں جرائم کم ہوں ہمیں ان سماجی حقیقتوں کا ادراک بھی کرنا چاہئے جن کی وجہ سے جرائم بڑھتے ہیں جن کی وجہ سے ہماری نوجوان نسل مایوسی کا شکار ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری نوجوان نسل بے چینی اور اضطراب کا شکار ہوتی ہے۔ ہمیں ان سماجی برائیوں کو بھی کم کرنا چاہئے تاکہ ان کے کم کرنے سے ہم اس محکمے کی بہتر کارکردگی میں معاون ثابت ہوں اور اس کے لیے یہ لازمی ہے کہ معاشرے میں جو برائیاں آگئی ہیں انہیں دور کیا جائے جب ان کو ایک نوجوان دیکھتا

ہے تو وہ بھی inspire ہوتا ہے کہ میں بھی کوئی اس قسم کا کام کروں۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ سرکاری زمینوں پر قبضے ہو رہے ہیں' سرکاری جائیدادوں پہ قبضے ہو رہے ہیں اور اس قسم کی اور باتیں ہو رہی ہیں تو پھر وہ سوچتا ہے کہ چلو میں کسی امتحانی مرکز پر ہی جا کر قبضہ کر لوں اور وہاں سے ہی لاکھ دو لاکھ کما لوں۔ میں کروڑوں تو کما نہیں سکتا۔ تو یہ اس قسم کی جو معاشرے میں روش چل رہی ہے ہمیں ان کا بھی تدارک کرنا ہوگا۔

جناب سپیکر! اب میں ان نکات کی طرف آؤں گا جن کا ذکر میں نے پہلے کیا تھا کہ اس محکمے میں ہو کیا رہا ہے؟ محترم وزیر خزانہ نے فرمایا تھا کہ اس بات کی نشان دہی کریں کہ اس محکمے میں یہ ہو رہا ہے تاکہ اس کو بند کیا جائے اور بہتری لائی جائے۔ اس وقت اس محکمے میں جو کچھ ہو رہا ہے یا اس محکمے سے جو کام لئے جا رہے ہیں میں ان کی نشان دہی کرنے جا رہا ہوں۔ یہ تقریباً تیس نکات بنتے ہیں اور ان نکات میں امن امان کی باری آخری پر نمبر31 پر آتی ہے تو اسی سے کوئی سمجھ سکتا ہے کہ یہ قانون کی حکمرانی کتنے اچھے طریقے سے نافذ کی جاتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان 30 نکات میں کسی ضلع میں دو نکات زیادہ چل رہے ہوں باقی کم چل رہے ہوں - کس ضلع میں آخر کے نکات زیادہ چل رہے ہوں پہلے کم چل رہے ہوں لیکن ہر جگہ اس جائزے کے حساب سے یہ کام ہو رہا ہے یہ نکات درج ذیل ہیں:

1- پروٹوکول ڈیوٹی: اس محکمے سے پروٹوکول ڈیوٹی لی جاتی ہے۔ اس محکمے کی ایک خاطر خواہ تعداد اس کام پر لگا دی گئی ہے۔ حالت یہ ہے کہ ایک دن میں نے مال روڈ سے گزرتے ہوئے دیکھا کہ گاڑیوں کا ایک بیڑا تھا اور میرا خیال ہے کہ اس میں کم از کم پولیس چالیس پچاس آفیسر اور سپاہی سارے ہوں گے۔ آگے پیچھے سائرن بجتے جا رہے تھے۔ بعد میں پتا چلا کہ یہ "درویش وزیراعلیٰ" جا رہے تھے جب درویشوں کے لیے اتنے انتظامات ہیں تو پھر "شہزادوں" کے لیے جو انتظامات کیے جا رہے ہوں گے؟ اس محکمے کی بہت سی نفری اسی کام پر لگی ہوئی ہے کہ وہ وزیروں اور وزیر اعلیٰ کے سامنے "ٹھمکو" بجائے اور پروٹوکول ڈیوٹی دیتی پھرے۔

2- جناب سپیکر! حکومتی بڑے جو ہیں ان میں سارے ہی آجاتے ہیں اکیلے اکیلے کا نام لینے سے وقت ضائع ہوگا' ان کے گھروں کے باہر سینکڑوں کی تعداد میں اس محکمے کے آدمیوں کو کھڑا کیا جاتا ہے - جناب سپیکر! مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس قسم کے معصوم وزیروں کو جنھیں بات کی سمجھ نہ آئے' جو یہ بات سن کر ہی بوکھلا جائیں اور ایک دوسرے سے پوچھتے پھریں کہ وہ بات کیا کہی تھی ان کو کس سے خطرہ ہوسکتا ہے؟ ہاں اگر یہ بات ہے کہ انھیں میرٹ پر نہیں لیا گیا اور انھیں ان

لوگوں سے خطرہ ہے جن کا میرٹ ڈسٹرب ہوا ہے تو پھر ایسا کریں کہ کابینہ کو بدل دیں اور جن لوگوں کا میرٹ بنتا ہے انھیں لے آئیں۔ اور یہ جو سینکڑوں کی تعداد میں آدمیوں کو ان کے گھروں سے باہر کھڑا رکھا جاتا ہے وہ کم از کم اس ڈیوٹی سے بچ جائیں اور امن و امان کی بہتر ڈیوٹی پر آجائیں۔

3- صاحبان کی بیگمات کو شاپنگ کے لیے لے کر جانا۔
4- جب بیگمات سودا خرید کر واپس آجائیں تو واپس جاکر دکان دار سے حصہ وصول کرنا۔
5- جو دکان دار پیسے نہ دے اس کے خلاف مدعی پیدا کرنا اور مقدمہ تیار کرنا۔
6- بچوں کو سکول چھوڑنا اور دوپہر کے وقت واپس لے آنا۔
7- سیاسی مخالفین کے جلسوں اور میٹنگوں کی جاسوسی کرنا۔
8- سیاسی مخالفین کے جلسے درہم برہم کرنے کا اہتمام کرنا اور کروانا۔
9- سیاسی مخالفین میں افواہ سازی سے تفرقہ ڈالنا۔
10- سیاسی مخالفوں کے گھروں کے باہر رات کے وقت مشکوک حالت میں اس طرح گشت کرنا گھومنا کہ حکومت کے سیاسی مخالف دبکے رہیں۔
11- "سرکاری قبضہ گروپ" جسے حرف عام میں " سرکاری قبضہ کنٹرول کمیٹی" بھی کہا جاتا ہے اس کے اس رکن جس کے کہنے پر پوسٹنگ ملی ہے اس کے لیے لابی کرنا۔
12- اگر اس کا ارادہ الیکشن لڑنے کا ہو یا اس نے کوئی الیکشن لڑا ہو اس صورت میں اس کے حلقے میں ووٹ مانگنا یا الیکشن کے بعد اس کے لیے ووٹ پکے کرتے رہنا۔
13- شہر میں جھگڑے والی جائیدادوں کا پتا چلانا۔
14- پھر ان جائیدادوں کے مالکان کا سراغ لگانا۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ رانا صاحب کو کسی نے لکھوایا ہے۔ انہوں نے خود تیار نہیں کیا۔ وہ جلدی جلدی پڑھ رہے ہیں۔ اگر وہ لسٹ دے دیں تو آپ کا شکر گزار ہوں گا اور جو نکتہ رہ جائے گا وہ میں آپ سے نوٹ کروا لوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: ویسے یہ سارا کچھ ہو رہا ہے اس کا آپ کو پتا بھی ہے۔ اس میں مجھے کسی کو نوٹ کروانے کی یا مجھے آپ کو نوٹ کروانے کی ضرورت ہی نہیں بلکہ ۔ اب جس آئیٹم پر میں پہنچا ہوں یہ سب سے زیادہ تو لاہور میں ہو رہی ہے ۔ یہ تو آپ کو بھی پتا ہے۔ لیکن پھر بھی اگر اس میں کوئی نکتہ رہ

گیاتو میں حاضر ہوں میں لودھی صاحب کو نوٹ کروا دوں گا۔ بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں آپ کے پاس نوٹ کروانے جاؤں اور اس لسٹ میں اضافہ ہو جائے۔

15- اس مالک کا قبضہ گروپ یا دوسرے شہر کی صورت میں وہاں سرکاری گروپ کی طرف سے نامزد رکن جس طرح کہ جناب سپیکر! میں ذاتی تجربہ ہے کہ فیصل آباد میں انہوں نے ایک رکن نامزد کیا ہوا ہے اور وہ سارے فیصل آباد کو لوٹ کر ہی کھا گیا ہے وہاں پر کوئی سرکاری پراپرٹی نہیں وہاں کوئی گرین بیلٹ نہیں چھوڑی۔ لوگوں کی جائیدادیں بھی انہوں نے ہتھیالی ہیں۔ اس رکن سے رابطہ کروانا اور ڈرا دھمکا کر آدھی رقم پر سودا کروانا۔

16- جھگڑے والی خریدی ہوئی جائیداد کو زبردستی بذریعہ غنڈہ گردی سفید کپڑوں میں جاکر خالی کروانا۔

17- جھگڑے والی خالی ہو چکی ہوئی جائیداد کو فروخت کرنے کے لیے کسی پراپرٹی ڈیلریا خود خریدار کو جو اصل سے زیادہ رقم ادا کرے ڈھونڈنا اور سودا کروانا جناب سپیکر! یہ سارے وہ کام ہیں جو سپاہی سے لے کر تھانے اور چوکیوں میں لگے ہوئے انسپکٹروں تک سے لئے جاتے ہیں۔ صبح سے رات گیارہ بجے تک وہ یہ ڈیوٹی انجام دیتے ہیں۔

19- جن بڑے بڑے شہروں میں "سرکاری قبضہ گروپ" کے اراکین نے چونگیوں کے ٹھیکے لے رکھے ہیں وہاں چونگی ٹیکس کی وصولی میں مدد کرنا۔ جناب سپیکر یہ بھی ایک نیا اضافہ تقریباً" دو سال سے ہوا ہے کہ سرکاری گروپ کے کچھ ارکان نے چونگیوں کے ٹھیکے لینے شروع کر دیئے ہیں۔ کروڑوں کا ٹھیکہ ہوتا ہے لاکھوں میں لے لیتے ہیں اور پھر اس کے بعد پولیس سے مدد بھی لیتے ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں سے ٹیکس وصول کیا جائے اور جو کوئی خرابی کرے اس کا بذریعہ وردی ایکشن لیا جائے۔

20- جن جن شہروں میں سرکاری قبضہ گروپ کے معزز اراکین نے جائیداد اور ٹھیکوں کے کاروبار کے علاوہ ہیروئن و چرس کی فروخت کا جعلی کاروبار بھی اپنایا ہوا ہے ان کے کارندوں کے ساتھ مل کر ہیروئن سرکاری گاڑیوں پر لانا تاکہ راستے میں چیکنگ نہ ہو اور تھانے میں اپنی روانگی علاقہ غیر برائے تلاش اشتہاری ملزمان درج کرنا۔ جناب سپیکر! وہ تھانے میں تو درج کرتے ہیں۔ "آج من مسی سب انسپکٹر برائے تلاش اشتہاری ملزمان روانہ علاقہ غیر کا ہوتا ہوں" جب واپس آتے ہیں تو علاقہ غیر سے نہ تو کوئی اشتہاری پکڑا جاتا ہے نہ صوبے سے کوئی اشتہاری پکڑا جاتا ہے وہ گئے تو کسی اور کام کو ہوتے ہیں۔ اگر وہ صحیح کام گئے ہوں تو کوئی اشتہاری ملزم انہیں ہاتھ آجائے

پکڑا جائے۔ جس کام کے لئے وہ جاتے ہیں وہ لے کر آجاتے ہیں اور اسی لیے یہ کام رک نہیں رہا۔

-21 مختلف وارداتیں جو سرکاری قبضہ گروپ کے زیر نگرانی ہو رہی ہوں یا ہونے والی ہوں ان پر عوامی رد عمل سے بچنے کی خاطر اور کارروائی دکھانے کے لیے ایسے بے گناہ شہریوں کو گرفتار کرنا جن کا کوئی آگا پیچھا نہ ہو۔

جناب سپیکر! اس بات کی بڑی ضرورت ہوتی ہے کہ جب کوئی واردات ہو تو پھر آدمی تو پکڑنے پڑتے ہیں - اگر آدمی نہیں پکڑیں گے تو رد عمل ہوگا کہ پکڑے نہیں پکڑے نہیں تو وہ ایسے آدمیوں کی لسٹ تیار کر رکھتے ہیں جن کا کوئی آگا پیچھا نہیں۔ جس کو پکڑ لو چاہے دفعہ 302 میں ڈال دو چاہے کسی حدود کے کیس میں ڈال دو چاہے کس طرح سے ڈال دو۔ تو پھر اس لسٹ کے مطابق ان لوگوں کو انہوں نے گرفتار کرنا ہوتا ہے۔

-22 اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے ایسے بے گناہ شہریوں کی لسٹ کو تیار کرتے رہنا جو بوقت ضرور گرفتار کر کے پریس کانفرنس میں پیش کیے جاسکیں جناب والا' ان کو پھر پکڑنا ہوتا ہے پکڑ کے پریس کانفرنس میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ اور پھر ان سے باقاعدہ "اقبال جرم" کروایا جاتا ہے - وہ کہہ دیتے ہیں کہ بالکل جس واردات کا یہ ذکر کر رہے ہیں وہ ہم ہی نے کی ہے۔ جناب سپیکر! نمبر 23 ہے کہ ہفتہ دو ہفتہ کے وقفہ سے تاکہ لوگ سراپا احتجاج نہ بن جائیں پریس کانفرنسیں کرنا اور وہی ہیروئن۔ وہی اسلحہ - وہی چرس بار بار نئے تھیلوں میں بند کر کے صحافیوں کو دکھانا - تو یہ بھی ہے جناب سپیکر! کہ جب لوگ ڈیمانڈ کرنے لگیں کہ جناب یہ ہیروئن بڑی فروخت ہو رہی ہے - ناجائز اسلحہ بڑا بڑھ گیا ہے تو پھر یہ پریس کانفرنس کا اہتمام اپنے تھانے میں یا اپنے حلقے میں انہوں نے کرنا ہوتا ہے کہ جناب یہ دیکھیں یہ اسلحہ پکڑا ہے - یہ ہیروئن پکڑی ہے۔ یہ چرس پکڑی ہے۔

-24 اپنے حکومتی آقاؤں کی یعنی سرکاری قبضہ گروپ کی شہرت کو محفوظ رکھنا اور ایسا رکھنے کے لیے خبروں کا اہتمام کرنا۔ اور جھوٹے پولیس مقابلے arrange کر کے انہیں بے گناہ شہریوں کو جن کا اوپر ذکر آیا ہے ان کو قتل کرنا۔ تو یہ بھی انہیں کے ذمے ہے کہ صحافیوں سے بھی رابطہ کریں اور پریس کانفرنس کریں۔

-25 اس مقصد کی خاطر صحافیوں میں لابی کرنا اور اگر کوئی صحافی نہ مانے تو اپنے اعلیٰ افسران کی سفارش سے اسے اخبار سے چھٹی کرانا۔

26- اگر کوئی صحافی فارمولا نمبر 24 اور 25 سے قابو نہ آئے تو اس کے محلے میں کسی کن ٹٹے کو بھیج کر مرمت کرانا۔

27- جو صحافی پھر بھی باز نہ آئی اس کے خلاف مدعی پیدا کرکے ایک جھوٹا مقدمہ بنانا۔

28- جناب سپیکر! معاشرے میں جو افراد سرکاری قبضہ گروپ جیسا کاروبار کر کے مقابلے کی فضا پیدا کرسکنے کی طاقت رکھتے ہوں ان کے خلاف متواتر انسدادی کارروائی کرتے رہنا۔

29- سرکاری قبضہ گروپ کی ترقی اور سہولت کے لیے ان کے مخالفوں کا قلع قمع کرنے کی تدابیر سوچتے رہنا۔

30- حکومتی بندوں کو ان کی شب بسری کے لئے عمدہ عمدہ اور جائے وقوعہ تک پہنچانا۔ یہ بھی جناب ان ہی کے ذمے ہے۔ اب جناب یہ تیس نکاتی پروگرام جو اس محکمے سے لیا جارہا ہے۔ اب انہیں ایک ایس ایچ او۔ سب انسپکٹر یا ہیڈ کانسٹیبل انجام دیتے دیتے اسے رات کے دس گیارہ بج جاتے ہیں۔ اس کے بعد پھر اس کا کام ہے گھر جانا اور پھر صبح ساڑھے سات بجے دوبارہ ڈیوٹی پر آجانا۔ اب جناب سپیکر! آپ ہی اندازہ کرلیں۔ میرے معزز بھائی بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی دیکھ لیں کہ اب یہ جو پانچ چھ گھنٹے بچتے ہیں اس میں وہ امن و امان کے لئے کیا کرے گا۔ اور اس میں وہ اس معاشرے میں جرائم کے انسداد کے لئے کیا کرے گا تو جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اگر متعلقہ وزیر صاحب نے جواب دینا ہے تو واضح الفاظ میں کہیں۔

ایک معزز ممبر: سچی بات ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! سچی بات سننے سے جو لوگ ڈرتے ہیں وہ کان بند کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! اگر وزیر موصوف جو تیس نکاتی پروگرام اور ڈیوٹی لے رہے ہیں اس محکمہ سے اگر تو ہاؤس کے فلور پر وہ تمام معزز اراکین کو جو کہ یہ سمجھتے ہیں کہ سوائے کسی خوشامدی وارث کے واقعی یہ ہو رہا ہے اگر یقین دلائیں تو پھر ٹھیک ہے ورنہ پھر اس محکمے پر اتنی بڑی رقم جو اربوں روپیہ ہے خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو پھر اس سلسلے میں میری یہ تجویز ہوگی کہ اس محکمے کو وہ جو سرکاری قبضہ کنٹرول کمیٹی ہے المعروف سرکاری قبضہ گروپ عرف روڈو برادران تو اس کے حوالے کردیں۔ وہی اس کے لئے بجٹ مہیا کرے - وہی اسے تنخواہیں مہیا کرے اور ان کا جو جی چاہتا ہے ان سے کام لیں۔ پھر نہ کوئی ہمیں اعتراض ہوگا - نہ کسی اور معزز ممبر کو اعتراض ہوگا۔ اور نہ ہی عوام میں سے کسی کو اعتراض ہوگا۔ تو اگر ایسا نہ ہو تو پھر میری یہ گزارش ہے کہ اس کٹ موشن کو قبول کیا جائے - بہت مہربانی جناب سپیکر!

شکریہ۔

جناب سپیکر: اس کٹ موشن پر اور کوئی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ اس پر گورنمنٹ کا نقطہ نظر کون بیان کرے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری (ملک محمد عباس خان کھوکھر): جی میں عرض کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! جہاں تک رانا صاحب کے تمیں نکات کا تعلق ہے اس کی تفصیل میں گئے بغیر میں یہ گزارش کروں گا کہ جو کٹ موشن انہوں نے دی ہے کہ اس وقت "پولیس" کے لئے مبلغ 2 ۔ارب 78 کروڑ لاکھ 70 ہزار ایک سو روپیہ رکھا گیا ہے ۔ جس میں ایک کروڑ 85 لاکھ 8 ہزار 9 سو بیس روپے "بلوچ لیوی" اور "بارڈر پولیس" کے لیے بھی رکھے گئے ہیں ۔ اس سال کا جو بجٹ ہے جو پولیس کے لئے رکھا گیا ہے یہ پچھلے سال سے 8 کروڑ 77 لاکھ 6 سو ساٹھ روپے کم ہے حالانکہ اس میں بڑھتی ہوئی آبادی کے لحاظ سے اور جرائم کے لحاظ سے زیادہ ضرورت تھی بڑی بڑی مدوں کے بارے میں جو رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ان میں کمی کرنا چاہیے تو میں گزاش یہ کرونگا کہ اس میں صرف تنخواہ اور الاؤنس کے لیے 2 ارب 33 کروڑ 60 لاکھ 8 ہزار 4 سو تمیں روپے رکھے گئے ہیں۔ باقی جو ہے 2 ارب ساٹھ لاکھ ہے تو وہ بتایا تمام اخراجات کے لئے رکھے گئے ہیں ۔ جن میں نئے اضلاع بھی بنے ہیں۔ نارووال کے ضلع کے لئے رقم مخصوص کی گئی ہے۔ اس طرح گاڑیوں اور بلڈنگز وغیرہ کے اخراجات کے لیے۔ ٹیلیفون کے اخراجات کے لیے معمولی معمولی رقوم رکھی گئی ہیں اس میں میں اپنے فاضل دوست سے پوچھتا ہوں کہ کیا تنخواہوں اور الاؤنسز کے بغیر پولیس کام کر سکتی ہے یہ بڑی رقم جتنی بھی ہے ان کی تنخواہوں اور الاؤنسز میں جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جتنا بھی خرچ رکھا گیا ہے وہ تمام محکموں سے کم اس محکمے کے لیے رکھا گیا ہے ۔

ایک بات انہوں نے کہی ہے کہ رضاکاروں کے لیے فنڈ رکھا گیا ہے ۔ رضاکار تو ایک ایسی فورس ہے جو کم سے کم خرچ پر زیادہ سے زیادہ کام کرتی ہے۔ تھانوں میں نفری کم ہے ۔ وہاں نفری کو پورا کرنے کے لیے رات کی گشت کے لیے یا کوئی تفتیش افسر وہاں سے باہر جائے تو اس کے لیے ساتھ کانسٹیبل نہ ہوں تو وہ رضاکاروں کو استعمال کرتے ہیں اور ان کو بہت کم معاوضہ دیا جاتا ہے کم سے کم معاوضہ دیکر ان سے زیادہ سے زیادہ کام لیا جاتا ہے ۔ اسی طرح انہوں نے ٹیلیفون کے متعلق فرمایا ہے کہ اس مد میں کمی کی جائے۔ ٹیلیفون کی مد میں پہلے ہی خرچ بہت کم رکھا گیا ہے ۔ وائرلیس ہونے کے باوجود پنجاب کے تقریباً" تمام تھانوں میں ٹیلیفون موجود ہیں اور وہاں کے ٹیلیفونوں کے لئے جو اخراجات رکھے گئے ہیں وہ دوسرے محکموں سے یقیناً" کم ہیں۔ اس لئے میں یہ گزاش کرونگا کہ اس میں بجٹ رکھا ہی اتنا گیا ہے کہ

اس میں کٹوتی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ باقی جو انہوں نے تیس نکات اٹھائے ہیں تو میں یہ گزارش کرونگا کہ پہلے میرے معزز دوست سرور خان صاحب نے بھی یہ بات کی ہے۔اور ہمارے آئی جے آئی کے ممبران کے متعلق باتیں کی ہیں کہ وہ ان کو استعمال کرتے ہیں ان کو یہ کرتے ہیں ان کو ڈیروں پر بلاتے ہیں۔ میں یہ گزارش کرونگا کہ یہ تو ایم این اے ایم پی اے ہیں جن پر لوگوں نے اعتماد کیا ہے۔ انہیں لوگوں نے اپنا نمائندہ منتخب کیا ہے۔ لیکن ان کے دور میں تو محلے کے چیئرمین جو ہوتے تھے گلیوں کے چیئرمین جو ہوتے تھے وہ اپنے گھروں پر دربار لگایا کرتے تھے اور ان لوگوں کو گھر بلایا کرتے تھے حالانکہ یہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ان سے جو کام لیا جاتا ہے وہ انتظامیہ کے لئے لیا جاتا ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ تیس نکات جو رانا صاحب کو کسی نے لکھ کر دیئے ہیں ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اس سلسلے میں ضابطے مقرر ہیں۔ ان کے خلاف شکایت کی جا سکتی ہے۔ ان کے خلاف ایکشن لیا جاسکتا ہے۔ رانا صاحب نے یہاں خود جب تحریک استحقاق پیش کی تھی تو ہم نے اسے دل سے قبول کیا۔ ان کو بلوایا ہے۔ ان کے سامنے ان کی باتیں انشاء اللہ تعالی کروائیں گے۔ اور یہ جو باتیں انہوں نے تیس نکات میں اٹھائی ہیں مثلاً" شاپنگ کرنے کے لے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو میرا خیال ہے کہ یہ ہمیں ویسے ہی زیب نہیں دیتیں کہ ہم ایسی باتوں کو اس طور پر لے آئیں۔ لہذا میں یہ گزارش کرونگا کہ اس کٹ موشن کو نامنظور فرما کر اس مطالبہ زر کو منظور فرمایا جائے پولیس کے سامنے بے شمار تکالیف آئیں گی لہذا کم سے کم خرچ میں یہ جو گزارہ ہو رہا ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کٹ موشن کو نامنظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال ہے:

"کہ 2 ارب 78 کروڑ 4 لاکھ 70 ہزار ایک سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر نمبر13 پولیس کم کر کے ایک روپیہ کردی جائے"۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

"کہ ایک رقم جو 2 ارب 78 کروڑ 4 لاکھ 70 ہزار ایک سو سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو اخراجات کی کفالت کے لے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے"۔

(تحریک منظور کی گئی)

اب اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی سوموار 17 جون 1991ء نو بجے صبح تک کے لیۓ ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

پیر' 17 جون 1991ء

(دو شنبہ 3 ذوالحج 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا
مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا
فِيْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۲۶۷﴾

سورۃ البقرہ - آیت 267

مومنو جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور ایسی ناقص اور ناپاک چیزیں دینے کا قصد نہ کرو جو تمہیں ملیں تو نہ لوگے سوائے اس کے کہ چشم پوشی کر جاؤ اور جان لو کہ اللہ یقیناً غنی اور حمید ہے۔

وما علینا البلاغ

پوائنٹ آف آرڈر

شراب کے بارے میں جناب عادل شریف گل کے پوائنٹ آرڈر پر وزیر قانون و پارلیمانی امور کی وضاحت

جناب عادل شریف گل: پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! میں آج کی ایک اہم خبر جو کہ روزنامہ پاکستان میں شائع ہوئی ہے اس کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ جس کو پڑھ کر مسیح اقلیت میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور جس کو نہایت ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ کل ایک تحریک استحقاق نمبر 35 چودھری اصغر گجر صاحب نے شراب کے بارے میں پیش کی تھی اور جناب وزیر قانون نے اس کا جواب دیا تھا میں یہاں ہاؤس میں موجود تھا لیکن ان کی آواز اتنی مدھم تھی کہ میں نے بات سنی نہیں اس حوالے سے روز نامہ پاکستان نے آج یہ لکھا ہے کہ غیر مسلموں کے مذہب میں شراب ممنوع نہیں ہے - تو جناب میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں اور یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے مسیح مذہب میں شراب پینا بھی ممنوع ہے۔ بنانا بھی ممنوع ہے۔ بیچنا بھی ممنوع ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ پرمٹ لینے والے اور ہیں۔ دینے والے اور ہیں پینے والے اور ہیں اور بیچنے والے اور ہیں۔ تو جناب سپیکر! میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں تاکہ جو ہمارے جذبات مجروح ہوئے ہیں ان کا مداوا کیا جا سکے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میں قومی اخبارات کے نامہ نگاروں سے کہوں گا کہ معزز رکن کی وضاحت کو شائع کیا جائے۔ آپ چاہتے ہیں کہ وزیر قانون صاحب اس پر بات کریں؟

جناب عادل شریف گل: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آپ ٹیپ سن لیں۔ اگر انہوں نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ ہمارے مذہب میں یہ ممنوع نہیں ہے تو مہربانی کر کے اس کی وضاحت کی جائے۔ اگر انہوں نے نہیں کہے تو پھر بھی مہربانی کر کے یہاں ہاؤس کے فلور پر وہ وضاحت کریں۔

جناب سپیکر: جی۔وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! جس طرح معزز رکن نے فرمایا ہے وہ بات واضح ہو جائے گی۔ میں نے تو اس میں باقاعدہ پڑھ کر سنایا تھا کہ فلاں فلاں قانون کے تحت فلاں فلاں طریقے سے حکومت ان کو پرمٹ جاری کرتی ہے۔ اور اس پرمٹ کے تحت قانونی طور پر اس میں کوئی ممانعت نہیں ہے جو غیر ملکی آتے ہیں ان کے لئے یا یہاں پر جو غیر مسلم اقلیتیں ہیں وہ لوگ اس قسم

کے پرمٹ کے لئے اگر درخواست کریں تو اس پر حکومت ان کو انکار نہیں کر سکتی اور اس رولز کے تحت جو گورنمنٹ نے بنایا ہوا ہے اس کے تحت وہ اپلائی کریں۔ کچھ لوگ میڈیکل گراؤنڈز پر بھی کرتے ہیں۔ کچھ دوسرے بھی کرتے ہیں یعنی گورنمنٹ جو پرمٹ جاری نہیں کرتی وہ مسلمانوں کو نہیں کرتی۔ جہاں تک غیر مسلموں کا تعلق ہے تو قانون کے تحت اگر کوئی اپلائی کرتا ہے تو گورنمنٹ کو پرمٹ جاری کرنا پڑتا ہے۔ میرا یہ مقصد تھا۔ اگر اسے کسی طریقے سے غلط سمجھا گیا ہے یا غیر دانستہ طور پر میری زبان سے کوئی ایسی بات نکلی ہے جس سے ان بھائیوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں تو اس پر میں افسوس کا اظہار کرتا ہوں میرا قطعی طور پر اس قسم کا مقصد نہیں تھا کہ من حیث الجماعت مسیح برادری کے بارے میں' میں یہ کہوں۔ میں نے تو بالکل وہ آئین پڑھ کر قانون کے مطابق جو بات تھی وہ بات کی ہے۔ شکریہ

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب عادل شریف گل: جناب سپیکر! میں جناب وزیر قانون کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یہ بات کہی اور معذرت چاہی۔ کل انہوں نے آئین کا حوالہ دیتے ہوئے ان آزادیوں کا ذکر کیا تھا' ان حقوق کا ذکر کیا تھا جو کہ ہمارے مسلم بھائیوں کو حاصل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا گیا تھا کہ ہمیں بھی آئین 1973ء کے تحت وہ تمام حقوق پاکستان میں حاصل ہیں۔ آزادی بھی ہے۔ لیکن جو اخبار میں ہے وہ میں جناب سپیکر آپ کی توجہ کے لئے پڑھنا چاہوں گا۔ یہاں پر لکھا ہے.......

جناب سپیکر: اب میرے خیال میں یہ مسئلہ ختم ہو جانا چاہئے۔ اب یہ معاملہ ختم ہو جانا چاہئے۔ اس میں لاء منسٹر صاحب نے وضاحت کردی ہے۔قومی اخبارات آپ کی وضاحت اور لاء منسٹر صاحب کی وضاحت چھاپ دیں گے جناب عادل شریف گل۔ بہت بہت شکریہ

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔ رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر31 جو ہے یہ Pending ہے اور منسٹر انفارمیشن نے اس کو مزید probe in کر کے اس پر اپنا نقطہ نظر دینا ہے۔ ملک صاحب کل اس پر آپ بات کر سکیں گے؟

وزیر اطلاعات (ملک سلیم اقبال): جی کل اس پر بات ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ سردار اللہ یار خان ہیراج کی ایک تحریک استحقاق pending ہے اور اس

میں لاء منسٹر صاحب کی اور سردار صاحب کی آپس میں بات ہونی ہے۔ سردار صاحب کل تک تو یہ final ہو جانی چاہیئے۔

وزیر قانون: جناب والا! سردار اللہ یار خان ہیراج صاحب خانیوال گئے ہوئے ہیں وہ جونہی تشریف لاتے ہیں تو اسی وقت میں اس پر وضاحت کرا دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 12 پر میری رولنگ pending ہے تو اس پر میں کل انشاء اللہ اپنی رولنگ دوں گا۔

چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 33 جو ہے یہ بھی لاء منسٹر صاحب کے کہنے پر pending ہے۔ یہ pending ہوئی تھی۔

چودھری صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

وزیر زراعت (چودھری محمد اقبال): یہ تو lapse ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: نہیں lapse تو نہیں ہو گی اس لئے کہ یہ پیش ہو چکی ہے۔ یہ discuss ہو چکی ہے - اور لاء منسٹر صاحب کی statement پر یہ pending ہوئی تھی۔ اس لئے جب چودھری صاحب آجاتے ہیں تو اس پر پھر مزید بات کر لیتے ہیں۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر: یہ فرید احمد پراچہ صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 39 ہے۔ پراچہ صاحب یہ کل pending ہو گئی تھی؟

جناب فرید احمد پراچہ: جی ہاں pending ہو گئی تھی۔ اخبار کا تراشہ میں نے دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: ہاں اخبار کا تراشہ آپ نے دینا تھا۔

جناب فرید احمد پراچہ: جی ہاں تو اس بارے میں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان): جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی راناصاحب! میں پہلے تراشہ دیکھ لوں پھر اس پر بات کرتے ہیں۔ اس کا تراشہ مجھے دیا جائے۔ رانا صاحب ذرا تشریف رکھیے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! آپ کی اطلاع کے لئے میں حاضر ہو گیا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ کی عدم موجودگی میں' آپ کا ذکر کر چکا ہوں کہ آپ کی پریویلج موشن نمبر 12 پر میں کل رولنگ دوں گا۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھئے۔ آپ اس بارے میں اتنے بے قرار کیوں ہیں؟ رانا صاحب طے یہ ہوا تھا کہ فرید احمد پراچہ صاحب اس بارے میں اخبار کا تراشہ دیں گے۔ کیونکہ ان کو اپنی تحریک استحقاق کی حمایت میں کوئی اخباری حوالہ ضرور دینا چاہیئے کہ جس پر یہ تحریک استحقاق base کرتی ہے۔ آج انہوں نے ایک اخباری حوالہ دیا ہے لیکن اس کے باوجود میرے ساتھ فرید احمد پراچہ صاحب کی بات ہوئی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں اس پر اعتراض نہ ہو تو یہ تحریک استحقاق بڑی اہمیت کی حامل ہے لیکن ان کو اس کی فنی کمزوری کا علم ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ اگر اجازت دی جائے تو اس تحریک استحقاق پر وہ اصرار نہیں کرتے لیکن اس کو تحریک التوا کی شکل میں پیش کردیا جائے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب سپیکر! یہ قرار داد کی صورت میں آجائے۔

جناب سپیکر: ویسے راجہ صاحب کی بات بھی قابل غور ہے کہ یہ بات قرار داد کی صورت میں آسکتی ہے۔

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر.....

جناب سپیکر: رانا صاحب! میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔ آپ ذرا حوصلہ کیجئے۔ پراچہ صاحب اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ قرار داد کی صورت میں اس کو لے آئیں؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! اصل مقصد تو یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ یہ زیادتی ہوئی ہے اور جس کی وجہ سے اسمبلی کا وقار بھی مجروح ہو رہا ہے ایک ممبر اس میں ملوث ہے اور بدنام پوری اسمبلی ہو رہی ہے۔ تو اس میں یہ ہے کہ کوئی بھی طریقہ کار ہو۔ قرار داد اگر آپ مناسب تجویز فرمائیں تو وہ میں دے دیتا ہوں لیکن اصل معاملہ یہ ہے کہ کوئی موثر قانون سازی ہو جس کے ذریعے سے لوگوں کو ان کی ڈوبی ہوئی رقم مل جائے اور ملزم سزا سے بچ نہ سکیں۔ انہیں تحفظ نہ مل سکے۔

جناب سپیکر: پھر اس پر آپ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بل لا سکتے ہیں۔ اب میں چاہوں گا کہ رانا صاحب اس بارے میں اپنا نقطہ نظر فرمائیں۔ اس کے میرٹ پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اس مسئلے پر کہ آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ جو ہے اس کو کسی قرار داد کی صورت میں یا تحریک التواء کی صورت میں یا پرائیویٹ بل کی صورت میں اس کو ہاؤس میں لایا جائے۔ اس سے آپ

اتفاق کرتے ہیں؟

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر! میں اس پر تھوڑی سی وضاحت کرنی چاہوں گا۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خاں): جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ اس صوبے کے لوگ لوٹے گئے ہیں۔ اربوں روپیہ یہ کارپوریشنیں لے گئی ہیں۔ لیکن اس میں قانونی پیچیدگیاں ہیں کہ ان کی وصولی کے لئے ہم کچھ نہیں کرسکتے۔ جو کچھ ہم کرسکتے ہیں وہ کر رہے ہیں ہم ایک نیا بل لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اور وزیراعظم صاحب نے بھی مرکز اور صوبے کی ایک مشترکہ کمیٹی بنادی ہے تاکہ اس کے لئے قانون سازی کی جائے کہ اس دھندے کو کیسے بند کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ سٹیٹ بینک کی منظوری کے بغیر کوئی ادارہ بینکنگ نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ ادارے ایسا کر رہے ہیں۔ مگر اس میں مشکلات یہ ہے کہ یہ اجتماعی مسئلہ نہیں۔ یہ مسئلہ انفرادی ہے کہ ہر آدمی اس سوسائٹی کا ممبر بنتا ہے اور وہ خود اپنے نفع نقصان کا ذمہ دار ہے۔ لیکن یہ بھی گزارش کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار نہیں بن سکتی اور نہ ہی یہ قرار داد کی صورت میں آسکتی ہے۔ کیونکہ اخبار کی خبر کے مطابق جو کچھ پراچہ صاحب نے فرمایا کہ ارکان اسمبلی بھی اس میں ملوث ہیں یا شامل ہیں۔ جناب والا! کسی شخص کا اسمبلی کا رکن منتخب ہو جانے کے بعد اس کو اس کے بنیادی حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ نہ کوئی قرار داد اسے اس حق سے محروم کرسکتی ہے اور نہ کوئی تحریک التوائے کار محروم کرسکتی ہے اور کسی سوسائٹی کا ممبر بننا اس کا ایک بنیادی حق ہے۔ اور تقریباً ہم سب ان سوسائیٹیوں کے ارکان ہیں اس لئے تحریک استحقاق، تحریک التوائے کار یا قرار داد اس معزز ایوان کے اراکین کے خلاف پیش نہیں ہوسکتی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اس کا حل کیا تجویز کرتے ہیں؟

وزیر امداد باہمی: اس کا حل یہ ہے کہ ایک کمیٹی مرکز نے بنائی ہے ایک کمیٹی صوبے نے بنائی ہے اور ہم بڑی محنت کے ساتھ کوشش کر رہے ہیں کہ اس مسئلے کو حل کیا جائے۔ میں آج بھی اس معزز ایوان کی وساطت سے اس صوبے کے ان لوگوں سے جو تیس تیس فیصد سود لینے کے لالچ میں آکر رقمیں جمع کرواتے ہیں، میں ان سے بڑی پر زور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی رقم نکلوالیں محکمہ اس کا ذمہ دار نہیں ہوسکتا۔ محکمہ امداد باہمی پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ جہاں تک قانون کا تعلق ہے لاکھوں کی تعداد میں وہ لوگ ہیں جو متاثر ہوئے ہیں۔ ان میں سے کچھ اچھی کمپنیاں بھی ہیں جو چل

رہی ہیں لیکن ان کی بھی سٹیٹ بینک کی طرف سے کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ اگر کوئی گارنٹی ہو تو ہم اچھی چلنے والی کمپنیوں کے متعلق بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم ذمہ دار ہیں۔ یہ بالکل غیر اخلاقی اور غیر قانونی کاروبار ہے۔ لوگوں کو دھوکہ دیا جارہا ہے لوگوں کو اس سے بچنے کی تلقین کرنی چاہیئے - لیکن ارکان اسمبلی کے خلاف تحریک التوائے کار' تحریک استحقاق اور قرارداد یہاں پیش نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ ان کا بنیادی حق ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ یہ کیسے کہتے ہیں کہ اس میں عوام کا مسئلہ نہیں ہے۔ جس انداز سے انہوں نے لوگوں سے پیسہ لوٹا ہے' وہ لوگوں کو یہ نہیں بتاتے کہ آپ ممبر بن رہے ہیں وہ تو یہ کہتے ہیں کہ آپ اس میں اکاؤنٹ کھولیں۔ لاکھوں لوگ اس میں ملوث ہیں اور ان کو نقصان ہو رہا ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے اگر کوئی کمزوری Co-operative Act میں ہے تو اس میں ترمیم کریں یا کوئی نیا بل لائیں کم از کم عوام کو تو فائدہ پہنچے جن کا پیسہ لوٹا جارہا ہے جس کی مثال پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب نے جو بات کی ہے خود رانا صاحب کو بھی اس سے انکار نہیں ہے' رانا صاحب نے خود یہ کہا ہے کہ یہ مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور انہوں نے خود اقرار کیا ہے کہ سادہ لوگ لوٹے جارہے ہیں۔ اس بات کی اہمیت سے نہ تو وہ انکار کر رہے ہیں نہ اس واقعہ سے وہ انکار کر رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کو اسمبلی کے پلیٹ فارم پر قانونی انداز میں رولز کے مطابق کیسے حل کیا جائے؟ مسئلہ صرف یہ ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ مسئلہ اجتماعی نہیں ہے۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر!

جناب والا! اس وقت بات یہ ہے کہ اس مسئلہ کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن انہوں نے اس کے لئے تحریک استحقاق پیش کی ہے' یہ وقت بھی تحریک استحقاق کا ہے اگر ہم اس مسئلے کو تحریک التوائے کار میں بدل دیں' قرارداد میں بدل دیں تو یہ پھر پنڈورا بکس کھل جائے گا۔ اب یہ اس ممبر کا فرض بنتا ہے کہ وہ اسے کس دائرہ اختیار میں لاتا ہے یعنی اگر اس نے ایک غلط کام کیا ہے تو ہم اس کا انعام دیں؟ اسے خود سوچنا چاہیے کہ وہ اس ہاؤس میں کس انداز میں لائے۔ لہٰذا میں اس

مرحلے پر یہ کہوں گا کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اس لئے آپ کو اسے خلاف ضابطہ قرار دینا چاہیئے۔ اسے خود دیکھنا چاہیئے کہ وہ پرائیویٹ بل کی شکل میں لائے یا کسی اور شکل میں لائے۔ یہ آپ کا یا اسمبلی کا کام نہیں ہے کہ ہم یہ دیکھتے رہیں کہ اس بات کو کس طرح سے حل کریں۔ میرا جناب پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔

جناب سپیکر: میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو پوائنٹ آف آرڈر میاں منظور احمد موہل نے اٹھایا ہے طور پر یہ بات درست ہے۔ لیکن ہم اس اسمبلی میں پنجاب اسمبلی میں عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ ان کی جائز تکالیف کو دور کرنے کے لئے بیٹھے ہیں اگر ایک مسئلہ جائز انداز میں لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ہے تو اس پر ہم بات کرسکتے ہیں اس کو ہم take up کرسکتے ہیں' اس پر ہم غور کرسکتے ہیں اور یہ دریافت کرسکتے ہیں کہ کس طریقے سے قانونی انداز میں اسے پیش کریں۔ اس بارے میں میں فرید احمد پراچہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ آپ اس کو کس انداز میں بھی پیش کرنا چاہیں آپ اسے تحریک التوائے کار کی صورت میں لانا چاہیں تو میں آپ کو یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار کا موضوع بنتا ہے آپ اسے پرائیویٹ بل کی صورت میں لانا چاہیں تو لاسکتے ہیں' اس کو آپ ریزولیشن کی صورت میں لانا چاہیں تو لا سکتے ہیں اور اب اس پر میں رولنگ دیتا ہوں اور رولنگ دینے سے پہلے آپ یہ غور فرمالیں یہ فنی طور پر یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے۔ آپ اس کو واپس لینا چاہتے ہیں؟ یا اس پر میں اپنی رولنگ دوں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں اسے واپس لیتا ہوں لیکن ایک گزارش کے ساتھ جیسے آپ نے محترم وزیر صاحب کو اجازت دی کہ وہ صرف اس کے فنی پہلوؤں پر بات نہ کرے' لیکن انہوں نے اس پر پوری گفتگو کی ہے۔ اس لئے ایک منٹ کے لئے آپ مجھے بھی وضاحت کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب! میں تو آپ کو اس بات کی اجازت دے رہا ہوں کہ آپ اسے کسی اور انداز میں لے آئیں۔ جب آپ دوسری کسی صورت میں اسے لانا چاہتے ہیں تو پھر اس پر کیا بات کرنی ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب فرید احمد پراچہ: ٹھیک ہے میں اسے واپس لیتاہوں اور تحریک التوائے کار کی صورت......

جناب سپیکر: ٹھیک ہے پراچہ صاحب اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیتے۔ سید طاہر احمد شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب میں پراچہ صاحب سے مخاطب ہوں اور آپ ادھر میری توجہ چاہتے ہیں پھر میں کیسے آپ کی طرف توجہ کرلوں......

سید طاہر احمد شاہ: میں نے صرف عرضداشت پیش کی تھی کہ آپ میری طرف متوجہ ہو جائیں اور مجھے اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر: اب آپ میری بات سنیں۔ جب سپیکر کسی معزز رکن سے مخاطب ہوں تو آپ کو اس میں مداخلت نہیں کرنی چاہیے۔ اب آپ ارشاد فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو کوآپریٹو فنانس کارپوریشن ہیں ایک تو یہ لکھتی ہیں کہ حکومت پنجاب کی منظور شدہ......

جناب سپیکر: یہ بات تو ختم ہوگئی اب بات متعلقہ نہیں رہی انہوں نے اپنی تحریک استحقاق واپس لے لی وہ معاملہ ہی ختم ہوگیا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر بھی پیش نہیں کرسکتا؟

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر بھی اس مسئلے پر نہیں آسکتا وہ معاملہ اب ختم ہوگیا۔

سید طاہر احمد شاہ: یہی تو میں کہہ رہا تھا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیتے تو میں تھوڑی سی وضاحت کرتا لیکن اس کی admissibility پر آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت نہیں دی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! جس وقت یہ معاملہ دوبارہ پیش ہو یا آپ خود پیش کریں تو اس وقت آپ بات کریں۔ شکریہ شاہ صاحب۔ ایک تحریک استحقاق جناب ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں اسے پریس نہیں کرتا۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: جی بالکل ہے اس پر ہم بات کرچکے ہیں' آپ ذرا لیٹ تشریف لائے ہیں تو ڈاکٹر

وسیم صاحب کی تحریک استحقاق کے بعد آپ کی تحریک استحقاق کو لے لیتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں اپنی تحریک استحقاق کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر وسیم صاحب اسے پریس نہیں کرتے اور اب ہم چودھری اصغر علی گجر صاحب کی تحریک استحقاق پر آتے ہیں جسے وزیر قانون کے ارشاد پر موخر کردیا گیا تھا۔

چودھری اصغر علی گجر: میں اس پر بات تو کرچکا ہوں۔ میری تحریک استحقاق یہ ہے کہ اس صوبے میں شراب کی 8 ہزار بوتلیں اس وجہ سے ضائع کی گئی ہیں کہ وہ شراب خراب تھی۔

جناب سپیکر: یہ موخر کیوں تھی؟

چودھری اصغر علی گجر: میں وزیر صاحب کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ اس صوبے میں اگر یہ کاروبار اتنے وسیع طریقے پر چلتا رہا تو ہماری قوم کی جو اصل منزل ہے ہم اس سے ہٹ جائیں گے اور اس امت کی حیثیت مٹنی شروع ہو جائے گی۔ نوجوان نسل کو بنانے کے لئے امت اور قوم کو بنانے کے لئے کوئی نہ کوئی تردد کرنا چاہیئے تاکہ ہم صحیح راستے پر چل نکلیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب آپ ارشاد فرمائیں گے۔

وزیر آب کاری و محصولات (ملک خدا بخش ٹوانہ): جی یہ میرے متعلق ہے۔ جناب سپیکر! الحمداللہ ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں' جیسے کہ میرے فاضل دوست چودھری اصغر گجر صاحب جو کہ اس قسم کی باتوں پر ہمیشہ توجہ رکھتے ہیں۔ مجھے ان کی سوچ اور جذبے کی قدر ہے۔ اس سے پہلے کہ میں تفصیل میں جاؤں ان کی اس تحریک کے متعلق میں معذرت کے ساتھ اس کی admissibility پر بات کروں گا اور فنی لحاظ سے دیکھوں گا۔

جناب والا! جس قانون کے بارے میں چودھری اصغر صاحب نے فرمایا ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ وفاقی قانون ہے اور اس کے تحت پرمٹ ایل 3 مری بیوری کو حاصل ہے اور دوسرے پر ایل۔ 2 کے نام سے چند ہوٹلوں کو حاصل ہیں۔ اور اس کے تحت یہ کام ہو رہا ہے جس کا انہوں نے ذکر فرمایا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ فنی اعتبار سے یہ تحریک استحقاق کسی لحاظ سے بھی نہیں بنتی۔ اگر وہ اسے کسی اور رنگ میں زیر بحث لے آئیں تو شائد وہ زیادہ مناسب ہو مگر میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ میں بطور وزیر آب کاری و محصولات یہ چاہتا ہوں کہ اگر وہ کوئی ایسی چیز دیکھتے ہیں کہ جو غلط ہو رہی ہے تو میری رہ نمائی فرمائیں اور اس کے لئے اگر وہ میرے ساتھ باہر بیٹھ جائیں اور

میری رہ نمائی فرمائیں تو میں یقیناً اس سے استفادہ حاصل کروں گا۔ صوبے کا اس میں صرف اتنا ہی کام ہے کہ جو وفاقی قانون ہے اس کے تحت دی گئی ذمہ داریاں پوری کرے اور جس خبریا جس چیز کا انہوں نے ذکر کیا ہے میں سمجھتا ہوں وہ ذمہ داریاں صوبے نے پوری طرح نبھائی ہیں۔ تو میری آپ کی وساطت سے ان سے یہ گزارش ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ یہاں اس پر زور دیں اگر میرے ساتھ بیٹھیں اور میرے ساتھ بیٹھ کے بات کریں اور صوبے کی حد تک ذمہ داریوں میں میری رہ نمائی فرمائیں تو میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ میری تو یہی گزارش ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب وزیر آبکاری و محصولات اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے آپ کی معاونت چاہتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! وزیر آبکاری محصولات کا بے حد مشکور ہوں کہ انہوں نے میری تحریک کی میری سوچ کی اور میرے کام کی حمایت کی ہے۔ اور انہوں نے اس بات کو محسوس کیا ہے کہ صوبے میں یہ غلط کام ہو رہا ہے۔ اور انہوں نے اپنے بس سے باہر اس بات کو ظاہر کیا ہے میں وزیر موصوف کی باتوں کے بعد ان کی کسی بات کا جواب نہیں دینا چاہتا بلکہ جناب سپیکر کی رولنگ لینا چاہوں گا کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب اپنی بات ذرا دہرا دیجئے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں وزیر آبکاری و محصولات کو اس بات پر داد دیتا ہوں کہ انہوں نے کھلے ایوان میں ایک سچ بات کو سچ کہا' برائی کو برائی کہا اور میری اس تحریک کی تائید فرمائی۔ میں ان کا دل کی گہرائیوں سے مشکور ہوں۔ میں ان کی بات کی تردید میں کچھ نہیں کہنا چاہتا - اس پر میں جناب سپیکر صاحب کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پریس نہیں کرتے ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر: : نہیں۔ جناب والا!

جناب سپیکر: تو جس چیز کو آپ پریس نہیں کرتے اس پہ رولنگ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ آپ اس کو دہرا دیں میں ٹھیک طور پر سمجھا نہیں تھا۔ آپ کی بات سے ایسے لگتا ہے کہ جیسے آپ پریس نہیں فرما رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب کی بات کے بعد کوئی اور بات

کہنے کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ اس لئے میں یہ چاہ رہا تھا کہ اگر اس پہ آپ کی رولنگ آجائے تو بڑی مہربانی ہوگی۔ میں نے تو وزیر صاحب کا دلی طور پر بڑا شکریہ ادا کیا ہے۔ مجھے ان کا بے حد احترام ہے اور آج کے بعد یہ احترام اور بھی بڑھ گیا ہے۔ بلکہ پورے ایوان کی نظروں میں ان کا احترام بڑھا ہے۔ اگر اس بات پر رولنگ آجاتی تو بہت ہی اچھا ہوتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب اس میں آپ کا مقصد یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے بھی آپ کے موقف کی حمایت کی ہے۔ اس لئے وہ اس تحریک استحقاق کی حمایت کر رہے ہیں میں وزیر آبکاری و محصولات سے کہوں گا کہ وہ اس بارے میں اپنے نقطہ نظر کی وضاحت فرمائیں۔

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! میں نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ بالکل واضح ہے۔ مجھے ان کے نیک جذبات کی قدر ہے۔ جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے تو میں نے عرض کیا ہے کہ یہ تحریک استحقاق کسی لحاظ سے نہیں بنتی اور غالباً فاضل رکن بھی آپ سے اس بات کے متعلق عرض کررہے ہیں کہ آپ تحریک استحقاق کے متعلق فرمائیں کہ یہ تحریک استحقاق بنتی ہے یا نہیں۔ اس کی admissibility پر وہ آپ کی رولنگ چاہتے ہیں۔

جناب خلیق اللہ خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں وہ ایک دوسرے کی تعریف کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب نے پہلے یہ تحریک استحقاق 14 نمبر پہ پیش کی تھی۔ لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے تھے اس لئے وہ lapse کر گئی تھی۔ وہی تحریک استحقاق دوبارہ چودھری اصغر علی گجر صاحب نے 33 نمبر پر پیش کی ہے۔ اول تو اسے دوبارہ پیش ہی نہیں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن شائد غلط فہمی کی بنا پر یا چودھری صاحب کے احترام کی بنا پر یہ دوبارہ پیش ہوگئی - یہ تحریک استحقاق جو بڑی اہمیت کی حامل ہے واقعاتی اعتبار سے اور جیسے وزیر آبکاری و محصولات نے بھی اپنے نقطہ نظر میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بلا شبہ چودھری صاحب کے خیالات بڑے ایمان فروز ہیں اور یہ تحریک استحقاق ان کی سوچ اور فکر کی عکاسی کرتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے فنی اعتبار سے یہ تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے اس لئے کہ یہ کسی بھی لحاظ سے تحریک استحقاق کے معیار پر پوری نہیں اترتی۔ میں اس کی زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں اسے فنی نقطہ نگاہ سے خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ اب ہمارے پاس چند ایک تحاریک استحقاق پر فیصلے باقی رہ گئے اور کوئی تحریک استحقاق مؤخر شدہ نہیں ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے پنجاب میں بجلی کے لوڈ شیڈنگ کے بد ترین بحران کے بارے میں عرض کرنا

چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ کوئی تحریک استحقاق ہے یا پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ایس اے حمید: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

جناب ایس اے حمید: میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ پنجاب میں اس وقت بجلی کا بد ترین بحران ہے۔ اس وقت تقریباً" آٹھ سے دس گھنٹے بلا شیڈول اور بلا کسی پروگرام کے لوڈ شیڈنگ ہو رہی ہے جس سے پنجاب کے عوام بری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ اور اس وجہ سے ان دنوں میں تیس کے قریب اموات ہو چکی ہیں۔ جبکہ کہا یہ جارہا ہے کہ اس وقت dams میں بھی پانی کافی ہے۔لوڈ شیڈنگ کا جواز کوئی نہیں۔ لیکن اس کے برعکس یہ لوڈ شیڈنگ اس لحاظ سے ہے کہ ایک شہر میں ایک ہی وقت میں بجلی بند نہیں ہوتی بلکہ اس کے مختلف حصوں میں بجلی کی بندش کی جاتی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی جا رہی ہے لیکن کہا یہ جارہا ہے کہ اس میں خرابی پیدا ہوگئی ہے۔ میں سمجھتاہوں کہ اگرچہ یہ مسئلہ صوبائی نہیں چونکہ پنجاب کے عوام اس سے براہ راست متاثر ہو رہے ہیں اس لئے میری گزارش ہے کہ اس معاملے میں پنجاب اسمبلی اپنا لائحہ عمل متعین کرے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس بارے میں آپ کو وضاحت کروں کہ پوائنٹ آف آرڈر جو ہے وہ اس مسئلے پر اٹھایا جاتا ہے جو مسئلہ ایوان کے سامنے زیر غور ہو۔ اور اس وقت بجلی کا کوئی معاملہ کسی بھی شکل میں ہمارے سامنے زیر غور نہیں ہے۔ اس لئے یہ مسئلہ پوائنٹ آف آرڈر کی شکل میں یہاں پر نہیں اٹھایا جاسکتا۔ میں آپ سے یہ کہوں گا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ہے۔ اس مسئلے کو آپ کسی اور انداز میں پیش کرسکتے ہیں۔ تو تحاریک التوائے کار کو ہم ٹیک اپ کرتے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر سر---------

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر پر---------

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک التواء پیش کی تھی۔ جو بڑی اہمیت کی حامل تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اس کو کل دیکھ لیں گے۔ یہ تین چار روز کی بات ہے۔ اس میں معاملہ یہ تھا کہ ضلع لیہ میں ایک عالم دین کو صبح کے وقت قتل کردیا گیا تھا۔ آج تک اس ضلع کے

لوگ انتہائی پریشانی کی حالت میں ہیں۔ اور ان کے نمائندے اس ایوان میں موجود ہیں۔ اگر ہم ان کی اشک شوئی کے لئے یہاں بات بھی نہ کر پائیں تو وہ کیا محسوس کریں گے کہ ان کے ساتھ اتنی زیادتی ہوئی ہے اور کوئی اسمبلی میں بات کرنے والا بھی نہیں ہے۔ تو میں یہ چاہتاہوں کہ اگر اسے آؤٹ آف ٹرن لے لیں تو میں آپ کا بے حد مشکور ہوں گا۔ عبدالصمد آزاد ایک عالم دین ہیں ان کا قتل ہوا تھا۔ اس بارے میں میری یہ تحریک التوائے کار ہے۔

جناب سپیکر: یہ کونسے نمبرپہ ہے؟

چودھری اصغر علی گجر: میرا خیال ہے کہ جناب والا آخری نمبروں میں سے کوئی ایک نمبرہوگا۔

جناب سپیکر: آپ اس کو دیکھ کر نمبر معلوم کرلیں۔ میں بھی اسے چیک کرکے پھر ایوان سے اس کی رائے معلوم کر لوں گا۔

چودھری اصغر علی گجر: جی شکریہ۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر! جناب فرید احمد پراچہ صاحب

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! مقبوضہ کشمیر میں جو انسانیت سوز مظالم ہو رہے ہیں اور جس طرح سے ان کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا جارہا ہے میں نے اس بارے میں ایک تحریک التواء دی تھی اور اس کا نمبر 86/84 یا ان میں سے کوئی ایک ہے گزارش ہے کہ یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور گزشتہ کئی روز سے وہاں پر مقبوضہ کشمیر میں مسلسل ہڑتال ہے' اور قتل عام کیا گیا۔ اس لئے گزارش ہے کہ اسے آؤٹ آف ٹرن لیا جائے اور اس بارے میں بحث کی جائے یہ بہت اہم معاملہ ہے اس کا تعلق ہماری قومی وقار اور قومی سالمیت کے ساتھ ہے۔

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر سر--------

جناب سپیکر: شوکت داؤد صاحب پہلے جو فرید احمد پراچہ صاحب نے بات کی ہے اس پر تو کوئی فیصلہ ہو جانے دیں۔ آپ نے پراچہ صاحب لاء منسٹر سے اور لیڈر آف اپوزیشن سے بات کی ہے؟ یہ جو تحریک التواء آپ آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کرنا چاہتے ہیں اس پر ہاؤس کا consensus ہونا لازم ہے - کہ ہاؤس اگر یہ پسند کرے کہ یہ جو تحریک التوائے کار ہے یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور ساری تحاریک کو چھوڑ کے اس کو آؤٹ آف ٹرن لینا چاہئے۔ تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی تحریک التواء بہت ضروری ہے اور اس کو آؤٹ آف ٹرن لینا چاہئے تو

اس سلسلے میں آپ کو چاہیے کہ جو متعلقہ لوگ ہیں جیسے لاء منسٹر صاحب ہیں قائد حزب اختلاف ہیں؟ ان سے آپ اس سلسلے میں بات کریں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! میری ان سے بات تو نہیں ہوئی نہ لاء منسٹر صاحب سے نہ ہی قائد حزب اختلاف سے لیکن مجھے یقین ہے اس معاملے کا تعلق ہمارے جذبات سے ہمارے پاکستانی ہونے سے اور مسلمان ہونے سے ہے۔ ایوان میں اس بارے میں کوئی بھی اختلاف رائے نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: میں آپ سے پھر کہوں گا کہ بہتر ہو گا کہ آپ ان سے اس بارے میں مزید بات کریں۔ پھر میں ایوان کی رائے معلوم کر لوں گا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ نہایت اہمیت کی حامل تحریک التواء جو ہے اس پر ایوان کی رائے آپ کے حق میں نہ ہو۔ یہ بہتر ہو گا کہ آپ ان کی رائے معلوم کریں۔ جی شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب شوکت داؤد: جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا خیال تھا کہ وہ نمبر آنے والا ہے' میری بھی ایسی ہی تحریک ہے اور 44 نمبر ہے اس کا آج یا کل تک نمبر آجائے گا وہ بھی کشمیر کے معاملے پر ہے۔

جناب سپیکر: جی آجائے گی' آپ فکر نہ کریں ------- جناب غلام سرور خان صاحب۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! میں نے بھی اس سے پہلے دو تحاریک التوائے کار نمبر 440 اور 441 جناب والا آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کرنے کے لئے دی تھیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آج تک جتنی بھی تحاریک التوائے کار ٹیک اپ ہوئی ہیں گو کہ ان کو اپنی باری سے ٹیک اپ کیا گیا لیکن جناب والا اپوزیشن کو ہمیشہ نظر انداز کیا گیا ہے اور حکومتی بنچز کی تحاریک کو قائد ایوان نے اور لاء منسٹر نے ان کی اجازت دی - میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ اگر حکومتی بنچز سے دوست یہ استدعا کرتے ہیں کہ ہماری تحاریک التوائے کار ٹیک اپ کی جائیں' پھر جناب والا! ہمیں بھی موقع دیا جائے۔ گو کہ ہمارے سلسلے میں وہ Consensus نہیں ہو سکتا جو کہ حکومتی بنچوں کے دوستوں کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ یا تو یہ آؤٹ آف ٹرن کا سلسلہ چھوڑا جائے' ہر تحریک اپنی باری پر ٹیک اپ کی جائے۔ اور اگر آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کرنی ہے تو اس میں ہماری تحاریک کو بھی ٹیک اپ کیا جائے۔

جناب سپیکر: میں غلام سرور خان صاحب کو یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو qonsensus built

کرنے کی بات میں کر رہا ہوں۔ وہ اس لئے کر رہا ہوں کہ جو consensus ہے وہ حکومتی بنچز کی رائے سے بھی ہوتا ہے اور اپوزیشن کی رائے سے بھی ہوتا۔ اس میں اپوزیشن کی رائے جو ہے اگر وہ تھوڑے ممبر بھی ہیں تو consensus کا لفظ استعمال کرنے کا میرا مدعا یہ ہے کہ اپوزیشن کی تھوڑی تعداد کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ اور اگر حکومتی بنچز کے کسی معزز رکن کی تحریک التواء کو ہاؤس چاہے کہ آؤٹ آو ٹرن ٹیک اپ کیا جائے تو آپ اپوزیشن کے بنچز پر جو صاحبان بیٹھے ہیں آپ ان سے بات کرسکتے ہیں کہ ہماری بھی تحریک التوائے کار کو آؤٹ آف ٹرن ٹیک اپ کیا جائے تو تب اس پر consesus built ہوگا۔ میں تو یہ بات ہی اس لئے کر رہا ہوں کہ آپ کے interest کو بھی watch کیا جائے۔

چودھری اصغر علی گجر: میری تحریک التوائے کار نمبر442 ہے سر......

جناب سپیکر: کیا آپ نے اس سلسلے میں لاء منسٹر صاحب سے' اور دیگر متعلقہ لوگوں سے بات کی ہے؟

چودھری اصغر علی گجر: لاء منسٹر صاحب باہر نکل گئے۔

جناب سپیکر: تو آپ بات کرلیں اور دیگر متعلقہ لوگوں سے بھی۔ پھر میرے ساتھ بات کرلیں۔ یہ نمبر442 ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: ہاں جی! یہ نمبر442 ہے۔

جناب سپیکر: اس میں کیا ہے؟

چودھری اصغر علی گجر: اس میں وہی ہے جناب والا! مولانا عبدالصمد آزاد کا قتل۔

وزیر قانون: اپوزیشن والے تحریک التوائے کار ٹیک اپ کروانا چاہ رہے ہیں کیونکہ آج بجٹ پاس ہونے کا آخری دن ہے' کٹ موشنز کا بھی' اور میرے خیال میں جناب والا! نے ڈیڑھ بجے گلوٹین بھی اپلائی کرنی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب کیا خیال ہے آپ کا؟ آج تحریک التوائے کار کو ٹیک اپ کرنا چاہئے؟ کیونکہ آج کٹ موشنز پر بات کرنے کا آخری دن ہے۔ اور ایک بجے گلوٹین اپلائی ہونی ہے۔

جناب قائد حزب اختلاف: میرا خیال ہے کہ وقت کی اہمیت کے پیش نظر آج تحاریک التوائے کار کو ملتوی کر دیا جائے۔

میزانیہ بابت سال 92-1991ء پر بحث

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

جناب سپیکر: ملتوی کردیا جائے' تو ٹھیک ہے اتفاق ہے سب کو' کہ تحاریک التوائے کار کو ٹیک اپ نہ کیا جائے۔ تو اب اس میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس جو کٹ موشنز ہیں ان کو ہم پہلے ٹیک اپ کریں گے۔ آج کے بعد جو ڈیمانڈز ہیں ان کو ایک ایک کرکے ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کی جو کٹ موشنز ہے اس میں نمبر15 جو ہے اس کو آج ٹیک اپ ہونا ہے' پندرہ کے بعد سولہ نمبر ہے 18 نمبر' 22' 23' 36' اور 41 نمبر ہے۔ رانا صاحب میں آپ سے مخاطب ہوں۔ اس وقت جو 15 نمبر ڈیمانڈ ہے اور اس پہ جو آپ کی کٹ موشن ہے اس کو ٹیک اپ کرنا ہے' اس کے بعد 16 نمبر18'22'23'36 اور 41 نمبر ہے۔ ان کو آپ زیر بحث لانا چاہتے ہیں۔ تو میں آپ کو یہ سہولت دینا چاہتا ہوں کہ یہ جو ڈیمانڈز ہیں اور جن پر آپ کی کٹ موشنز ہیں اور جن کو آپ زیر بحث لانا چاہتے ہیں تو ان سات میں سے جن تین چار کو آپ زیادہ اہمیت دیتے ہیں ان کو آپ پہلے ٹیک اپ کرلیں جو آپ کہیں۔ اس لئے کہ یہ ہو سکتا ہے کہ ساری سات ڈیمانڈز پر کٹ موشنز کو آج ٹیک اپ نہ کیا جاسکے اور یہ گلوٹین کی نذر ہو جائیں۔ تو ان میں سے آپ جس کو زیادہ اہمیت کی حامل سمجھتے ہیں اس کو پہلے ٹیک اپ کرلیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! ایجوکیشن (نمبر15) ہیلتھ نمبر16) زراعت (نمبر18) اور ڈویلپمنٹ (نمبر36)۔

جناب سپیکر: تو ان چاروں کو اسی ترتیب سے لے لیتے ہیں اور پھر وقت بچے گا تو کوئی اور لے لیں گے؟

رانا اکرام ربانی: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون آپ کو تو اس پر اعتراض نہیں؟

وزیر قانون: مجھے اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب' آپ کو بھی اس بارے میں اتفاق ہے؟

وزیر خزانہ: جی ہاں۔

جناب سپیکر: ڈیمانڈ نمبر 15 فنانس منسٹر صاحب پیش کریں گے۔

وزیر خزانہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"ایک رقم جو 10 ارب 42 کروڑ 50 لاکھ 92 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنا پڑیں گے"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"ایک رقم جو 10 ارب 42 کروڑ 50 لاکھ 92 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوائے دیگر کے طور پر بسلسلہ مد تعلیم برداشت کرنا پڑیں گے"

جناب غلام سرور خان: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کو اپوز کیا گیا ہے۔ اس پر کٹ موشن ہے جناب رانا اکرام ربانی، سید چراغ اکبر شاہ، جناب حسن رضا قاضی، ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی، جناب غلام سرور خان، رانا ثناء اللہ خان، اس کو کون صاحب پیش کرنا چاہیں گے؟ جناب غلام سرور خان اس کو پیش کریں گے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"10 ارب 42 کروڑ 50 لاکھ 92 ہزار 7 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر نمبر 15 تعلیم کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے"

مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے: اس حکمت عملی کو زیر بحث لایا جائے جس کے تحت محکمہ مطلوبہ نتائج کے حصول میں ناکام رہا ہے۔ نیز عوام الناس کی خدمت ان کی امنگوں کے مطابق سر انجام دینے سے قاصر رہا ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں جناب غلام سرور خان کی اس تحریک پر ایک فیصلہ ہو جانا چاہیئے کہ

یہ تحریک itself دس ارب سے شروع ہوکر ایک روپیہ کم کردی جائے تک ہے۔ اور باقی جو لکھا ہے کہ "مسئلہ جسے زیر بحث لانا مقصود ہے" اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میں سب صاحبان کی اطلاع کے لیے عرض کیے دے رہا ہوں کہ جو اصل تحریک ہے صرف اسے پیش کیا جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"کہ 10 ارب 42 کروڑ 50 لاکھ 92 ہزار 7 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر نمبر15 تعلیم کم کرکے ایک روپیہ کردی جائے۔

وزیر خزانہ: میں اس کو اپوز کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: فنانس منسٹر صاحب اس کو اپوز کرتے ہیں۔ کون صاحب بات کریں گے؟

جناب غلام سرور خان: بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

جناب سپیکر' مطالبہ زر نمبر15' 10 ارب 42 کروڑ 50 لاکھ 92 ہزار 7 سو روپے کا ہے۔ یہ بجٹ کے نان ڈویلپمنٹ کے حصے میں ہے اور ڈویلپمنٹ کے لیے 123 کروڑ روپے کا مطالبہ زر ہے۔ اس مطالبہ زر میں ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے محکمہ ڈائریکشن اور انسپکشن کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے' اس میں سال 91-1990ء کے لئے ڈائرکشن اور انسپکشن کے لیے تقریباً" بیس کروڑ اکتیس لاکھ اور اسی طرح 92-1991ء کے لیے تقریباً" 23 کروڑ 25 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اسی طرح چیف منسٹر کے بورڈ آف ایکسیلنس کے لیے 91-1990ء کے بجٹ میں 16 لاکھ 71 ہزار 640 روپے کی ایلوکیشن تھی۔ وہ بھی بڑھ کر 17 لاکھ 70 ہزار 860 ہوگئی۔ اسی طرح صفحہ 418 پر متفرق گرانٹ کے لیے 91-1990ء کے بجٹ میں 3 کروڑ 97 لاکھ 84 ہزار 590 روپے مختص کیے گئے تھے اور 92-1991ء میں 10 کروڑ یہ گرانٹس بڑھا دی گئیں۔ یہ 13 کروڑ 25 لاکھ 32 ہزار 690 کردی گئیں اور اسی طرح گرانٹس جو مختلف sport organization کو دیتی ہیں اس کے لئے بھی تقریباً" 2 کروڑ کے لگ بھگ ان کی ایلوکیشن رکھی گئی ہے اور پھر یہ بات بھی میری سمجھ سے بالا تر ہے کہ ایک تو گرانٹس sports organization کے لیے ایلوکیٹ کی گئیں' اس کے باوجود Directorate of Sports Physical Education کے لئے پھر ایک کروڑ 64 لاکھ ایک ہزار 880 روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں تک ڈائرکشن اور انسپکشن کا تعلق ہے محکمہ تعلیم کا انسپکشن ونگ سکولوں کی انسپکشن کرنے میں بری طرح ناکام ہوچکا ہے۔ ہمارے پرائمری یا سیکنڈری سکول جن میں طالبعلموں کی تعداد کی بنیاد پر اساتذہ کی تعیناتی کی جاتی ہے' سینکڑوں ایسے سکول ہیں کہ جن میں طلبہ کی تعداد تو ایک ہزار کے

لگ بھگ ہو گی لیکن ان پر اساتذہ کی تعداد چار ہے اور وہ جو اساتذہ ان سکولوں میں تعینات کیے گئے ہیں ان میں سے بھی دو حاضر ہیں اور دو اکثر غیر حاضر رہتے ہیں۔ اور جو دو حاضر ہوتے ہیں وہ کبھی بھی وقت پر سکول نہیں آتے۔ میں نے اپنے حلقہ میں کچھ سکولوں کی surprise visit کی اور میں نے دیکھا کہ جس سکول کا منظور شدہ سٹاف دس اساتذہ پر مشتمل ہے وہاں دو ٹیچرز کام کررہے ہیں اور وہ بھی بروقت سکول تشریف نہ لاسکے۔ میرے اصرار پر۔ میرے کہنے پر انہوں نے اپنی مجبوری ظاہر کی کہ ہمیں دور دراز کے علاقوں سے آنا پڑتا ہے۔ ہمارے ٹرانسپورٹ کا بندوبست کیا جائے ہمیں آپ لوگ ٹرانسپورٹ مہیا کریں تاکہ ہم بروقت سکول پہنچ سکیں۔ جناب سپیکر! میں محکمہ تعلیم کے انسپکشن ونگ کی بات کر رہا تھا۔ گذشتہ پانچ سالوں میں محکمہ تعلیم کی کسی انسپکشن ٹیم نے میرے خیال کے مطابق میری معلومات کے مطابق کم از کم میری تحصیل یا میرے حلقہ کے سکولوں تک کبھی کسی نے visit نہ کی۔ کبھی کسی نے چھاپا نہ مارا۔ کبھی کسی نے غیر حاضری کی بنیاد پر اساتذہ کے خلاف کارروائی نہ کی۔

جناب سپیکر! اسی طرح چیف منسٹر بورڈ آف ایکسیلنس کے لئے 17 لاکھ 77 ہزار 8 سو ساٹھ روپے رکھے گئے ہیں۔ چیف منسٹر انسپکشن ٹیم تو ہوسکتی ہے اور یہ ٹیم مختلف پروجیکٹس کا معائنہ کرسکتی ہے۔ انکوائری کرسکتی ہے۔ یہ بات بھی میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ اس بورڈ کا کیا مقصد ہے اور اس بورڈ کے functions کیا ہیں۔ اور اس کے لئے اتنی بھاری رقومات کیوں مختص کی گئی ہیں؟ اس کے علاوہ miscellaneous grants اور وہ بھی نہیں' ساتھ others کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ others میں یا وغیرہ میں کون لوگ آتے ہیں کہ جنہیں compensate کیا جانا مقصود ہو۔ جناب سپیکر! میرے خیال کے مطابق ڈائریکشن انسپکشن میں بورڈ آف ایکسیلنس میں۔ گرانٹس آف سپورٹس اینڈ آرگنائزیشن میں جتنی رقومات مختص کی گئی ہیں بعد میں انہیں re-appropriate کرکے اپنے صوابدیدی فنڈ میں رکھا جائے گا۔ اور اپنے اس صوابدیدی فنڈ سے اپنے منظور نظر لوگوں کو نوازنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر! اسی طرح 123 کروڑ روپے ڈویلپمنٹ کے لیے رکھے گئے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہمارے صوبہ پنجاب میں محکمہ تعلیم کی ترقی کی لئے کوئی یونیفارم پالیسی نہ ہے۔ گذشتہ دور میں جونیجو حکومت نے انہوں نے اپنے دور میں پانچ نکاتی پروگرام کا اعلان کیا تھا۔ اس کے مطابق کمیٹیاں بھی تشکیل دی تھیں اور میرے خیال کے مطابق میری معلومات کے مطابق ان کمیٹیوں نے proper funding بھی کی ہے اور ان کمیٹیوں نے اپنی سفارشات جو کہ حقائق پر مبنی تھیں متعلقہ محکموں کو بھی بھجوائیں۔ اس پالیسی میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ صوبہ پنجاب کے ہر اس دیہات میں جس

کی آبادی 1981ء کے مردم شماری کے مطابق کم از کم ایک ہزار افراد مشتمل پر ہو گی۔ ان دیہات میں بلا تفریق ایک ایک بچیوں اور بچوں کے پرائمری سکول کا اجراء کیا جائے گا اور اس سے آگے بڑھ کر ہر یونین کونسل میں جو کہ کم از کم دس دیہات سے لے کر پندرہ دیہات پر مشتمل ہے ایک ایک مڈل سکول اور ایک ایک ہائی سکول بچوں اور بچیوں کے لئے اپ گریڈ کئے جائیں گے۔ لیکن جناب سپیکر! ریکارڈ گواہ ہے۔ 89-1988ء کا بجٹ گواہ ہے۔ 91-1990ء کا بجٹ گواہ ہے۔ 91-1990ء کا ضمنی بجٹ گواہ ہے اور اسی طرح 92-1991ء کا بجٹ گواہ ہے کہ یہ ڈویلپمنٹ پروگرام جو کہ کسی ایک یونیفارم پالیسی کے تحت ہونا چاہیے اس پروگرام میں بھی منظور نظر لوگوں کو نوازنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! جو شخص بھی جناب چیف منسٹر کے پاس گیا۔ چیف منسٹر صاحب نے ذاتی طور پر اسے oblige کرنے کے لئے اس کے حلقے میں کسی سکول کا اجراء کردیا اس کے حلقے میں کسی سکول کو اپ گریڈ کر دیا یہ لحاظ نہ رکھا گیا کہ آیا یہ سکول feasible بھی ہے یا نہیں۔ اس طرح ہمارے صوبہ پنجاب میں بہت سارے ایسے علاقوں کو تعلیمی لحاظ سے نظرانداز کیا گیا۔ ان علاقوں کو نظرانداز کیا گیا جن کی قیادت کسی وجہ سے آئی جے آئی کے ارکان اسمبلی نہ کر رہے تھے بلکہ ان علاقوں کی قیادت پی ڈی اے یا پیپلز پارٹی کے ارکان اسمبلی کر رہے تھے۔ جناب سپیکر! کل بھی وزیر خزانہ نے فرمایا تھا کہ حزب اختلاف کی طرف سے کوئی متبادل تجویز نہیں دی جاتی۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ ان کی اپنی مسلم لیگ کی حکومت نے جو ایک ایجوکیشن پالیسی پانچ نکاتی پروگرام کے تحت دی تھی۔ اس پالیسی پر عمل کرتے ہوئے پنجاب کے تمام دیہاتی علاقوں میں جن کی آبادی ایک ہزار پر مشتمل ہے بچوں اور بچیوں کے سکولوں کا اجراء کیا جائے۔ پنجاب کی ہر یونین کونسل میں بچوں اور بچیوں کے مڈل اور ہائی سکول اپ گریڈ کئے جائیں اور اسی طرح ہر مرکز ہیڈ کوارٹر پر۔ ہر مرکز کونسل پر کم از کم ایک ایک بچیوں اور بچوں کے ہائر سکنڈری سکول کی اپ گریڈیشن کی جائے۔ جناب سپیکر! اس طرح محکمہ تعلیم میں میرے خیال کے مطابق - میری معلومات کے مطابق جتنی بھی تعیناتیاں ہوری ہیں یا جتنی بھی اساتذہ کی تعیناتیاں ہو رہی ہیں تمام کی تمام تعیناتیاں میرٹ سے ہٹ کر ہو رہی ہیں۔ رولز کو relax کرکے ہو رہی ہیں۔ جناب سپیکر! یہاں تو آکر ہمیں میرٹ کا درس دیا جاتا ہے۔ یہاں تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ ہم رولز پر عمل کریں گے۔ لیکن اس سے ہٹ کر اب بھی تعیناتیاں خالصتاً" سیاسی بنیادوں پر کی جا رہی ہیں۔ ایک طرف تو گذشتہ حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد یہ اعلان کیا کہ 30 جون تک تمام تعیناتیوں پر پابندی ہوگی۔ اور پھر صوبہ پنجاب میں تمام محکمہ جات میں نئی بھرتیوں کے لئے مختلف ریکروٹمینٹ کمیٹیاں یا ریکروٹمینٹ بورڈز بنائے جارہے ہیں۔ لیکن ان تمام تر پریکٹسز کے باوجود

میرے پاس اس بات کا ریکارڈ بھی موجود ہے کہ فیصل آباد میں ضلع میں اس پابندی کے دوران سات پی ٹی سی ٹیچر کی تعیناتی کی گئی۔ اور تعیناتی بھی غیر قانونی کی گئی اور رولز کو relax کرکے کی گئی اور اس سے بڑھ کر یہ ان لوگوں کو اب تبدیل کرکے ضلع راولپنڈی میں کھپانے کی ناکام کوشش کی جارہی ہے۔ راولپنڈی ڈسٹرکٹ میں ان لوگوں کی تعیناتی رولز relax کر کے کسی طرح ممکن نہ تھی ان لوگوں کی تعیناتی فیصل آباد ضلع میں کروا کر اب ان کا تبادلہ پنڈی ڈسٹرکٹ میں کروایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میری یہ بدقسمتی ہے میں تو اپنے حلقے کے لوگوں کی بدقسمتی کہوں گا کہ پنجاب گورنمنٹ نے ہمیشہ میرے حلقہ کو نظر انداز کیا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں 1985ء سے اب تک اپوزیشن بنچز پر اپنا رول ادا کرتا آرہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) 86-1985ء کے بجٹ میں وزیر تعلیم صاحب یہاں تشریف فرما ہیں۔ یہ اس کی رپورٹ لے سکتے ہیں 86-1985ء کے بجٹ میں میرے حلقہ میں دو پرائمری سکولوں کا اجراء کیا گیا۔ یہ دو پرائمری سکول موضع چھوکر اور موضع سکندر گڑھی کے لئے منظور کئے گئے تھے اور ان سکولوں کے لئے اس وقت کی حکومت نے ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپے بھی مختص کئے اور یہ پیسے متعلقہ محکمہ کے پاس بھی پہنچ گئے۔ متعلقہ محکمہ نے اپنے پروسیجر کے مطابق ٹینڈرز کروائے ٹھیکیدار کو کام الاٹ کیا اور ٹھیکیدار نے موقع پر کام شروع کرنے کی کوشش کی مگر میری تحصیل کی انتظامیہ نے صرف اس بنیاد پر وہ کام رکوائے کہ ان دو سکولوں کا اس علاقے کے ایم۔پی۔اے کی سفارشات پر اجرا ہو رہا ہے اگر یہ سکول کھلیں گے تو اس کا کریڈٹ اس علاقے کے ایم۔پی۔اے کو جائے گا پاکستان پیپلز پارٹی کو جائے گا تو جناب سپیکر! اس سے بڑھ کر اس علاقے کے عوام کے ساتھ اور کیا ظلم ہو سکتا ہے؟ جناب والا! میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اس حلقے کے لوگوں کو نہ تو پاکستانی سمجھا جا رہا ہے نہ ہی پنجابی سمجھا جارہا ہے اور نہ ہی مسلمان سمجھا جا رہا ہے۔ میری حلقے کے لوگوں کے ساتھ جو سلوک ہوتا ہے وہ بالکل غیر انسانی سلوک ہے۔ ہمارے ساتھ اس طرح سے سلوک ہوتا ہے جیسا کہ بارڈر پار لوگوں کے ساتھ سلوک ہوتا ہے۔ اسی طرح جناب سپیکر! میرے حلقے میں کچھ سکول کافی عرصے سے shelter less چلے آرہے ہیں۔ پچھلے دور میں جب مرکز میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اس وقت پنجاب کے ان تمام حلقوں میں جہاں پر پاکستان پیپلز پارٹی کے لوگ نمائندگی کر رہے تھے ان حلقوں کے ترقیاتی پروگرام روک دیئے گئے تھے اور اس وقت وفاقی حکومت نے اس بنیاد پر عوام کی فلاح و بہبود کے لئے اور اس علاقے کی تعمیر و ترقی کے لئے پیپلز پروگرام کے نام پر ایک پروگرام شروع کیا تھا۔ اور جناب سپیکر! مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اس ایوان میں اس بات کا برملا اظہار کیا جاتا ہے کہ پیپلز پروگرام کا پیسہ پیپلز پارٹی کے کارکنوں اور پیپلز پارٹی کے عہدیداروں اور

پیپلز پارٹی کے ارکان اسمبلی کی جیبوں میں گیا۔ جناب والا! میں پھر آج اس بات کو جھٹلاتا ہوں اور میں یہاں پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے پیپلز پروگرام کے ذریعے کسی کارکن کو یا کسی عہدیدار کو نوازنے کی کوشش نہیں کی۔ ہم نے اس کی تکمیل بذریعہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کی جو کہ وفاقی حکومت کا ایک ادارہ ہے۔ جناب والا! میرے اپنے حلقے میں چھ سکول ایسے تھے جو عرصہ سے بغیر عمارت کے چلے آرہے تھے پی۔ ڈبلیو۔ڈی نے ان سکولوں کے لئے کچھ رقومات مختص کیں، ٹینڈر طلب کئے ٹھیکیداروں کو کام الاٹ ہوا جب ٹھیکیداروں نے ان سکولوں میں کام شروع کرنے کی کوشش کی اور وہاں پر کسی سکول میں بیس فیصد کام ہوا اور کسی سکول میں تیس فیصد کام ہوا اور کسی میں چالیس فیصد کام ہوا اور یہ جمہوریت کے علمبردار جو آج شرافت کی سیاست کی بات کرتے ہیں جو اسلام کی سربلندی کی بات کرتے ہیں اور جو اس ملک میں جمہوریت چلانے کی بات کرتے ہیں انہی جمہوریت کے دعوے داروں نے میرے حلقے کے تمام کام رکوا دیئے اور ان تمام ٹھیکیداروں کو ان تمام مستریوں کو اور ان تمام مزدوروں کو جیلوں میں بند کردیا گیا اور جناب سپیکر! وہ سکول جو صوبائی حکومت کے ملکیتی ہیں وہ آج بھی بغیر عمارت کے چلے آرہے ہیں۔ تو جناب والا! وزیر خزانہ سے میری استدعا ہے اور وزیر تعلیم سے بھی میری درخواست ہے کہ پنجاب میں اس قسم کے جتنے بھی پراجیکٹس ہیں اور جنہیں پیپلز پروگرام کے تحت شروع کیا گیا تھا اور جن پراجیکٹس پر دس فیصد بیس فیصد یا تیس فیصد یا جتنا بھی کام ہوا ان پراجیکٹس کے لئے بھی رقومات مختص کی جائیں اور ان سکولوں کی عمارتوں کو بھی مکمل کیا جائے۔ جناب سپیکر! میرے اپنے حلقہ میں جو بغیر عمارت کے سکول ہیں ان کی تعداد اس وقت غالباً" سات ہے اور میں یہ وزیر خزانہ کو نوٹ کروانا ضروری سمجھتا ہوں یہ پرائمری سکول بھابھڑہ ڈھوک پکارا' ڈھوک گلی' ڈھوک بھن میں واقع ہیں۔ جناب سپیکر! اسی طرح میرے حلقے کے مڈل سکول بھی ہیں۔ جناب والا! اس وقت کی پنجاب حکومت نے وفاقی حکومت کی مخالفت کی وجہ سے پیپلز پروگرام کو چلنے نہ دیا۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ ان سکولوں کے لئے بھی کچھ رقومات رکھی جائیں۔

جناب سپیکر! محکمہ تعلیم میں سکولوں کے اجرا اور سکولوں کی اپ گریڈیشن کے لئے زمین کی جو حد مقرر کی گئی ہے کہ ہر دیہات میں جہاں کے لوگ وہاں پر سکول کا اجرا کروانا چاہتے ہیں وہاں پر دو کنال زمین بلا معاوضہ پنجاب حکومت کے نام کروائی جائے اسی طرح جو سکول پرائمری سے مڈل تک اپ گریڈ ہونے ہیں ان کے لئے چار کنال زمین محکمے کے نام منتقل کروائی جائے اور جو سکول مڈل سے ہائی ہونے ہیں ان کے لیے آٹھ کنال زمین منتقل کروائی جائے۔ جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ یہ حد ختم کی جائے کیوں کہ میرا ضلع ایک بارانی ضلع ہے اس ضلع میں لوگوں کی

holdings صرف چند کنالوں پر مشتمل ہوتی ہیں اور کوئی بھی شخص انفرادی حیثیت سے دو کنال، چار کنال آٹھ کنال سکول کی اپ گریڈیشن کے لئے یا سکول کی تعمیر کے لئے نہیں دے سکتا۔ اس لئے جناب والا! میری استدعا ہوگی کہ اگر پنجاب لیول پر نہیں کم از کم پنڈی ڈویژن کو اس حد سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر! جس طرح موجودہ حکومت انصاف اور میرٹ کا پرچار کرتی ہے میں نے اس ایوان میں گزشتہ حکومت کی بے ضابطگیوں کا اپنی تحاریک استحقاق کی صورت میں، تحاریک التوا کی صورت میں اور سوالات کی صورت میں ذکر کیا تھا کہ میرے حلقے میں ایک دن میں ایک آرڈر کے ذریعے سے رولز میں نرمی کر کے 147 اساتذہ کی تعیناتی کی گئی تھی اور وہ تعیناتیاں اس ملک پاکستان کی ایک باحیثیت شخصیت کی سفارشات پر کی گئیں جس کا تعلق آئی۔ جے۔ آئی سے ہے۔

ملک محمد ذاکر: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! کیا فاضل ممبر ہمیں ان تقرریوں کا ثبوت مہیا کر سکتے ہیں۔ جناب والا! میرے خیال میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں پر باقاعدہ تقرری ہو۔ کسی صاحب نے تعلیمی معیار اس حلقے میں کم ہونے کی وجہ سے کوئی تقرری کی ہوگی۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اگر فاضل ممبر کے پاس کوئی ثبوت ہے تو وہ پیش کریں۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! میرے فاضل دوست حکومت اور محکمہ تعلیم کا دفاع کر رہے ہیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے میں جناب والا! اس ایوان میں چیف منسٹر صاحب کا وہ ڈائریکٹو پیش کرنے کے لئے تیار ہوں اور میں اپنے فاضل دوست کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں اسی سیشن کے دوران وہ ڈائریکٹو پیش کرونگا جو ایک دن میں جاری ہوا ہے اور اس ڈائریکٹو میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ فلاں ایم۔این۔اے صاحب کی سفارش پر تمام رولز اور پروسیجر کو نرم کر کے 147 اساتذہ کی تعیناتی کردی جائے۔ جناب سپیکر! یہ میں اس ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہوں۔

ملک محمد ذاکر: کیا آپ پیپلز پارٹی کے دور کی بات کر رہے ہیں یا پھر موجودہ دور کی بات کر رہے ہیں؟

جناب غلام سرور خان: نہیں جناب! میں آج کے دور کی بات کر رہا ہو۔ جناب سپیکر یہ کس پوائنٹ پر میرے ساتھ سوال و جواب کرنا چاہتے ہیں۔

Mr. Speaker: Order Please, Order please, No cross talk please.

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! جس طرح کہا جاتا ہے کہ اب میرٹ پر تمام تعیناتیاں ہوں

گی میرٹ پر تمام تبادلے ہوں گے تو میری استدعا ہے کہ ان 147 ٹیچوں کو جو کہ تمام کے تمام تھرڈ ڈویژن پاس ہیں اور ان کی لوئر تھرڈ ڈویژن ہے جبکہ Waiting list میں 1984ء سے فرسٹ ڈویژن لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اگر اتنا ہی انصاف اور میرٹ کا پرچار موجودہ حکومت کرتی ہے تو ان تمام کی تعیناتیاں منسوخ کر کے معطل کر کے قواعد انضباط کار کے تحت ان لوگوں کی تعیناتیاں کی جائیں جو اب تک waitnig list پر ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

مال روڈ (چیئرنگ کراس) پر اے ایس آئی ٹریفک کی ایم پی اے سے بدسلوکی

ملک جلال دین ڈھکو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آج آپ سے ایک اہم بات کرنے والا ہوں اور وہ اہم بات تمام اسمبلی کے لئے ہے صرف میرے لیے نہیں ہے۔ میں مال روڈ پر آرہا تھا۔ جب میں مال روڈ کا چیئرنگ کراس والا موڑ اس اسمبلی کی طرف مڑا تو وہاں ایک صابری نامی اے ایس آئی نے گاڑی کو روکا۔ گاڑی کو روکنے کے بعد میں بھی اترا کہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ یہ جو رنگین شیشے ہیں ان پر سے یہ کاغذ اتار دو۔ میں نے کہا کہ اس طرح ٹریفک جام ہو جائے گی۔ میرے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اسمبلی کے گیٹ پر گاڑی کھڑی کر کے وہاں پر جاکر شیشوں سے کاغذ اتار لیں۔ اتنی بات کی ہی تھی کہ اس نے کہا کہ ابھی اترواؤں گا اور ابھی اتار کر آپ میرے سامنے جائیں گے ورنہ گاڑی بند کردوں گا۔ میں نے کہا کہ یار میں کوئی ضد نہیں کر رہا۔ صاف بات کر رہا ہوں۔ آپ کاغذ اتار سکتے ہیں لیکن ٹریفک جام ہو جائے گی گھنٹہ لگ جائے گا۔ آپ اس کو ایک طرف کھڑی کرکے اتار لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے میرے ساتھ بدتمیزی کی اور کہنے لگا کہ کاغذ دکھائیں۔ میں نے کہا کہ سرکاری گاڑی ہے۔ میرے پاس کاغذ کہاں ہیں؟ یہ تو سرکاری گاڑی ہے۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ گاڑی بند کریں۔ دریں اثنا حاجی اکرم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی بہاولنگر بھی تشریف لے آئے۔ یہ بھی کھڑے ہوگئے۔ ہم دونوں نے منت سماجت کی - درخواست کی۔ خدا کی قسم درخواست کی اور کہا کہ ہمیں جانے دو۔ اسمبلی کا اجلاس شروع ہے۔ ہم نے اجلاس میں شریک ہونا ہے۔ وہاں پر جاکر باتیں کرنی ہیں اور سنی ہیں۔ اجلاس میں شرکت کرنی ہے۔ کہنے لگا کہ اجلاس کو میں نہیں جانتا۔ آپ گاڑی روکیں اور کاغذ یہیں اتاریں۔ ہم نے کہا کہ جناب عالی! یہ تو آپ ہمارے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں۔ کہنے لگا کہ میں آپ کا ملازم نہیں ہوں۔ میں آئی جی پنجاب کا

ملازم ہوں۔ مجھے آپ سے قطعاً" کوئی رعایت نہیں ہے اور نہ میں آپ کو کوئی رعایت دوں گا اس پر جناب عالی ہم دونوں نے پھر درخواست کی۔ اس کے بعد اس نے خدا کی قسم غلیظ گالیاں دیں اور حاجی اکرم صاحب کو تھپڑ مارا......

آوازیں: شیم شیم!

ملک جلال دین ڈھکو: ان کے گلے پر اب بھی خراش ہے۔ ان کی جیب چاک ہو چکی ہے اور اس کے بعد جب ہم نے کوشش کی کہ آپ نے کیوں زیادتی کی تو اس کے بعد صابری نے ریوالور نکال لیا۔ ریوالور تان کر کھڑا ہوگیا۔ خدا کی قسم ریوالور نکالا اور کہا کہ میں گولی مارتا ہوں اور ساتھ ہزار ہزار گالیاں دیں۔ ہمیں لوگوں نے ادھر واپس بلا لیا۔ ہم ادھر آگئے اور اب بھی وہ ریوالور تان کر کھڑا ہے اور خدا کی قسم تمام اسمبلی کو اس نے گالیاں دیں کہ یہ کیا اسمبلی ہے خدا کی قسم۔

آوازیں: یہ زیادتی ہے۔

ملک جلال دین ڈھکو: اور میں اس کی حمایت میں یہ تحریک استحقاق دے رہا ہوں اور میں اس پورے ہاؤس سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کے خلاف پرچہ دیا جائے اور اس کو برخاست کیا جائے تاکہ ان کے خلاف پوری کارروائی ہوسکے اور اس اسمبلی کا وقار بحال ہو سکے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ یہ تحریک استحقاق مجھے دیں۔

آوازیں: اس کو گرفتار کیا جائے۔

ملک جلال دین ڈھکو: اس کو پہلے گرفتار کیا جائے جناب عالی! گاڑی اب بھی وہیں رکی ہوئی ہے اور وہ روک کر کھڑا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر مجھے موقع دیں۔ (قطع کلامیاں)

ملک جلال دین ڈھکو: گاڑی وہاں رکی ہوئی ہے اور وہ اے ایس آئی مال روڈ پر روک کر کھڑا ہے

آوازیں: شیم شیم

جناب سپیکر: آرڈر پلیز

ملک جلال دین ڈھکو: گاڑی اب بھی روک کر کھڑا ہے اور جناب عالی میں تمام ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں ـــــ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

ملک جلال دین ڈھکو: میں تمام دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ گاڑی اب روک کر کھڑا ہے اور گاڑی نہیں دیتا۔ چیرنگ کراس پر گاڑی رکی ہوئی ہے۔

آوازیں: یہ سراسر زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز! آرڈر پلیز۔ ملک صاحب آپ تشریف رکھیں ملک صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ملک صاحب آپ تشریف رکھئے گا پلیز' پلیز چودھری محمد اکرم صاحب..... آرڈر پلیز آرڈر پلیز

چودھری محمد اکرم: سر میں عرض کرتا ہوں۔ میری گردن پر اب بھی نشان ہے اور یہ میری قمیض پھٹی ہوئی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز آرڈر پلیز بھئی آپ بات تو سنیں۔ آپ کے ایک معزز ساتھی کی عزت کا اور ان کے استحقاق کا مسئلہ ہے۔ اس کو سنجیدگی سے لیا جائے چودھری محمد اکرم صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اکرم: مہربانی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا......

جناب سپیکر: یہ بہتر نہیں ہوگا کہ یہ تحریک استحقاق جو تحریری شکل میں میرے پاس آئی ہے اس کو لے لیا جائے؟

چودھری محمد اکرم: جناب میں تھوڑا سا واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اچھا۔ اچھا۔ آپ ارشاد فرمائیے۔

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! ابھی حاجی جلال دین ڈھکو صاحب نے جو اپنی تحریک استحقاق کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا یہ درست ہے کہ میرے آنے سے قبل حاجی صاحب کو ٹریفک

پولیس والوں نے روکا ہوا تھا۔ وہاں بہت سے لوگ کھڑے تھے۔ جونہی میں گزرا میں نے حاجی صاحب کو دیکھا۔ میں نے سمجھا کہ شاید کوئی ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے۔ میں اپنی گاڑی سے اتر کر حاجی صاحب سے پوچھنے لگا کہ کیا بات ہوگئی۔ حاجی صاحب نے کہا کہ ان ٹریفک والوں نے میری گاڑی روکی ہوئی ہے۔ وہ ایک اے ایس آئی تھا اور اس کے دائیں طرف صابری لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ یار یہ تو ہمارے چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی اور ایم پی اے ہیں آپ ان کی گاڑی جانے دیں۔ شیشوں سے جہاں تک پیپر اتارنے کا تعلق ہے تو یہ اسمبلی کے باہر جاکر کھڑی کردیں گے ڈرائیور ساتھ ہے وہاں آپ اپنا آدمی بھیج دیں اتار دیں گےلا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ یقین جانئے اس نے کہا کہ آپ کوئی افسر لگے ہوئے ہیں۔ میں آئی جی کے ماتحت ہوں۔ یہاں سے گاڑی نہیں جا سکتی۔ تب ہم نے کہا کہ پیپر نہیں اتارنے۔ اس نے کہا کہ یہ پہلے پیپر اتریں گے اس کے بعد میں آپ کو جانے دوں گا۔ میرے آنے سے پہلے ان سے وہ جو کاغذ وغیرہ پوچھتے رہے اس کا مجھے علم نہیں۔ جب میں آیا ہوں حاجی صاحب کے ساتھ وہ بدکلامی کر رہا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ تھوڑا تو حیا کریں یہ میں نے حیا کا لفظ ضرور بولا۔ آپ تھوڑا تو حیا کریں ہم دو ممبر ہیں اتنا بھی آپ ہم پر اعتماد نہیں کرتے۔ اس نے مجھے فوراً کہا کہ آپ تو بدمعاشی دکھا رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ تھوڑا سا اپنی زبان کو کنٹرول کریں۔ میں کہتا ہوں کہ گاڑی لے جائیں وہاں جاکر یہ پیپر وغیرہ اتار دیں۔ اس نے پھر ایسی زبان استعمال کی جو میں اپنے دوستوں کے سامنے نہیں کہہ سکتا خدا کی قسم اس نے مجھے ماں اور بہن کی گالیاں دی۔

آوازیں: شیم شیم۔

چودھری محمد اکرم: اور جب اس نے یہ کہا تو پھر ایک اس کے ساتھ اور ساتھی آگیا اس نے میرا گریبان پکڑا۔ ابھی بھی یہ میری گردن پر نشان ہے اور لہو نکل رہا ہے۔ انہوں نے جو بھی بدتمیزی کرنی ہوتی ہے وہ کی......

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

چودھری محمد اکرم: میں تو یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر ہمارے ایم پی اے۔ ایم این اے کا یہی حال ہے۔ ہماری یہی عزت ہے تو میں واک آوٹ کرتا ہوں یا میرا مطالبہ ہے کہ اس اے ایس آئی کو فوری پر طور پر معطل کیا جائے اور آئی جی پولیس کو یہاں بلایا جائے اور اس کے خلاف کارروائی کی

جائے۔

معزز ممبران: ہم سب جانا چاہیں گے۔

(اس مرحلہ پر تمام معزز ممبران اپنی نشستوں پر کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

حاجی محمد نواز خان کلیار: اس کو یہاں بلا کر معطل کیا جائے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آپ تشریف رکھیئے۔ ذرا حوصلہ کیجئے۔ ذرا حوصلہ فرمایئے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر چودھری محمد اکرم نے جناب سپیکر کو گردن پر خراش کا نشان دکھایا)

حاجی محمد نواز خان کلیار: اگر وہ بدمعاشی دکھا سکتے ہیں تو ہم بھی بدمعاشی دکھا سکتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ انتہائی اہم اور سنگین نوعیت کا استحقاق کا مسئلہ ہے۔ اور یہ فوری طور پر اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے اور میں رولز کو معطل کرتے ہوئے۔ موجودہ کارروائی کو روکتے ہوئے۔ ملک جلال دین صاحب کو اپنی تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

(شور و غل)

جناب اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ملک صاحب تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ خانزادہ صاحب آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ ملک جلال دین صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں گے۔

مال روڈ (چیئرنگ کراس) پر اے ایس آئی ٹریفک کی ایم پی اے سے بدتمیزی

ملک جلال دین ڈھکو: جناب سپیکر! میں ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں اور تمام ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے کہ صبح تقریباً دس بجے اسمبلی کے اجلاس میں شمولیت کے لئے میں اپنی گاڑی ایل۔ او۔ ایف 2161 میں آرہا تھا۔ چیئرنگ کراس پر پولیس کے ایک اے ایس آئی نے جس کی قمیض پر صابری نام لکھا ہوا تھا میری گاڑی روکی اور کاغذات دکھانے کو کہا۔ میں نے کہا کہ سرکاری گاڑی ہے۔ میرے پاس اس کا کوئی کاغذ نہیں ہے اور اس کے بعد اس نے کہا کہ اگر کاغذ نہیں ہیں تو یہ جو آپ نے گاڑی کے شیشے رنگین کئے ہیں ان کو اتار دیں اور اس کے بعد ڈرائیور کو نکال لیا اور ڈرائیور سے کہا کہ لائسنس دکھائے۔ ڈرائیور کو میں بند کرتا ہوں۔ میری اس کے بعد اس نے کوئی نہ سنی اور میں نے گزارش کی کہ جناب اے ایس آئی صاحب آپ اتنی زیادتی نہ کریں گاڑی کو اسمبلی ہال تک پہنچنے دیں یہ گاڑی اسمبلی ہال کے گرد کھڑی ہوگی۔ وہاں جاکر میں خود کاغذ اتروا دوں گا۔ اور اگر آپ یقین نہیں رکھتے تو آپ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ جائیں اور آپ یہاں آکر کاغذ خود اتار دیں۔ اس پر اس نے کہا کہ نہیں گاڑی یہاں سے نہیں جاسکتی۔ یہ گاڑی کسی قیمت پر نہیں جائے گی اور میں یہ گاڑی بند کروں گا۔ میں آپ کا ملازم نہیں ہوں۔ آئی جی۔ پنجاب کا ملازم ہوں۔ اس پر میرے قابل احترام حاجی محمد اکرم صاحب بھی تشریف لے آئے۔ وہ میرے پیچھے آرہے تھے انہوں نے مجھے کھڑے ہوئے دیکھ کر اے ایس آئی سے گزارش کی بھئی آپ اتنی زیادتی نہ کریں گاڑی کو جانے دیں اسمبلی کا بجٹ اجلاس شروع ہے گاڑی جب کھڑی ہو جائے گی تو وہاں جاکر آپ خود وہ کاغذ اتار دیں لیکن خدا کی قسم اس نے اسی وقت گالیاں دینی شروع کردیں اور کہا کہ آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے آپ جائیں جو کرنا ہے کریں اور غلیظ گالیاں دیں۔ جس پر چودھری اکرم صاحب کے گلے پڑے اور ان کے کپڑے پھاڑے اور ان کے گلے کے گرد اب بھی خراشیں موجود ہیں۔ خون آلود گلا ہے آپ دیکھ سکتے ہیں۔ جناب والا! اس اے ایس آئی نے پکڑلیا اور خدا کی قسم پستول نکال کر کھڑا ہوگیا۔ ہم دونوں کے سامنے پستول نکال کر کھڑا ہوگیا اور کہا کہ میں ابھی تمہیں گولی مارتا ہوں۔ لوگوں نے یہ سارا منظر دیکھا....

آوازیں: شیم شیم

ملک جلال دین ڈھکو: لوگوں نے دیکھا اور ہماری جان بچائی اور ہم اسمبلی کی طرف پیدل آئے گاڑی اب بھی وہیں پر کھڑی ہے جوں کی توں کھڑی ہے اور وہ گاڑی پر قبضہ جماکر بیٹھا ہے تو اس ضمن

میں میں یہ تحریک استحقاق پیش کرتاہوں اور ایک دو زبانی باتیں بھی کرتا ہوں۔ اس ضمن میں میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب والا! یہ کوئی چھوٹا موٹا واقعہ نہیں ہے بہت بڑا واقعہ ہے۔ اگر آپ نے اس کا معمولی نوٹس لیا تو پھر جناب والا یہ ہمارے ساتھ روز زیادتیاں کرتے رہیں گے اور آئے دن ہمیں مارتے پیٹتے رہیں گے آج بھی ہم مارے پیٹے گئے ہیں اور کل کو بھی یہ ہمیں ماریں گے خدا را اس اے ایس آئی کو گرفتار کرکے اسمبلی میں لایا جائے۔ اس کے خلاف پرچہ درج کروایا جائے اور اس کو ملازمت سے برخاست کرکے اسے اس کی سزا دی جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! پہلا اور آخری یہی مطالبہ ہے میں تمام دوستوں سے یہ مطالبہ کروں گا کہ اس مسئلے پر وہ میرا ساتھ دیں......

آوازیں: ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ (شور و غل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز ملک صاحب آپ اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دے چکے ہیں؟

ملک جلال دین ڈھکو: جی ہاں

جناب سپیکر: محمد اکرم صاحب اس پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد اکرم: جناب والا! چونکہ ہماری یہ مشترکہ تحریک استحقاق ہے میرا بھی اس میں ذکر آیا ہے۔ اس لئے میں بھی تھوڑی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس کی وضاحت فرمائیں۔

چودھری محمد اکرم: جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے یہاں پر عرض کیا اور جناب جلال الدین ڈھکو صاحب نے بھی مفصل طریقے سے یہاں بیان کیا۔ میری صرف گزارش یہ ہے کہ اگر اس وقت ہم خاموشی سے کام نہ لیتے کمزوری نہ دکھاتے تو خدا شاہد ہے کہ وہ ہمیں گولی مار دیتا۔ یہ حقیقت ہے جو میں اپنے بھائیوں کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے انتہائی تحمل سے کام لیتے ہوئے وہاں سے پیدل آگئے گاڑی ابھی تک وہاں پر کھڑی ہے ہماری گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی معمولی نوعیت کی تحریک استحقاق نہیں ہے اس مسئلے کو تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے سے ہمارا مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ آج ہی آئی جی پولیس کو فوری طور پر یہاں بلایا جائے ورنہ ہم اسمبلی کے اجلاس کا بائیکاٹ کریں گے۔ ہمارا ایک ہی مطالبہ ہے کہ آئی۔ جی پولیس کو یہاں بلایا جائے ورنہ ہم بائیکاٹ کریں گے۔ یہ غنڈہ گردی

ہے پولیس غنڈہ گردی کر رہی ہے۔ میں اپوزیشن کا رکن نہیں ہوں میرا تعلق حزب اقتدار سے ہے۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہماری ایڈمنسٹریشن اتنی آگے جاچکی ہے کہ ہمارے ایم پی ایز کی یہاں کوئی قدر نہیں ہے ہمارے وزیر اعلیٰ یہاں بیٹھے ہوتے تو ہم ان کو یہ سب باتیں بتاتے۔ ہمارے وزراء یہاں بیٹھے ہیں ان کے نوٹس میں یہ سب باتیں ہیں۔ اپوزیشن والے جھوٹ نہیں بولتے۔ اپوزیشن والے سچ کہتے ہیں۔ ..... (نعرہ ہائے تحسین) ..... (قطع کلامیاں) .....

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

حاجی محمد نواز کلیار: جناب والا! اگر ہم ممبر نہ ہوتے تو بیس روپے دے دیتے اور یہ واقعہ پیش نہ آتا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

چودھری محمد اکرم: ایس پی سے جب اس نے وائر لیس پر پوچھا کہ دو ایم پی اے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ ایس پی نے کہا کہ ایم پی اے ہو یا کوئی بھی ہو آپ ان کو بھی روک لیں اور گاڑی بھی نہ جانے دیں اور اپنے قبضے میں لے لیں یہ الفاظ ہیں اس کے۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان): ایس پی کا نام کیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

آپ چودھری محمد اکرم کی بات سنیں آپ تحمل سے اپنے دوست کی اپنے ساتھی کی تحریک استحقاق پر سٹیٹمنٹ کو سنئے گا چودھری محمد اکرم کو اپنی بات مکمل کرنے دی جائے حوصلے کے ساتھ تحمل کے ساتھ بردباری کے ساتھ آپ چودھری محمد اکرم کی بات کو سنئے گا۔

چودھری محمد اکرم: جناب والا! آپ کی مہربانی میں یہ عرض کررہا تھا کہ ہمارے یہاں ہوتے ہوئے اتنی بات ہو گئی ہے .....

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر پلیز میری بات سنئے گا میری بات سنئے گا آپ میں سے جو صاحبان اس تحریک استحقاق پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان سب کو اس پر بات کرنے کے لئے اجازت دینے کو تیار ہوں۔ جو بھی آپ بات کرنا چاہتے ہیں میں تمام کو اس پر بات کرنے کے لئے اجازت دینے کو تیار ہوں جو بھی آپ بات کرنا چاہتے ہیں میں تمام ہاؤس کو جتنے بھی لوگ اس پر بات کرنا چاہتے ہیں میں

تمام کو بات کرنے کی اجازت دوں گا آپ چودھری محمد اکرم کی بات کو حوصلے کے ساتھ سنئے گا۔

چودھری محمد اکرم: جناب والا! میں یہ عرض کررہا تھا کہ وہاں پر اے ایس آئی نے وائرلیس کی۔ ایس پی صاحب نے حکم دیا کہ خواہ ایم پی ایز کی گاڑیاں ہیں یا ایم این ایز ہیں ان کو یہیں روکیں اور گاڑیوں کو بھی روک لیں اور ایم پی ایز کو کہیں کہ اپنا زور لگائیں۔ ایس پی کا حکم ملنے کے بعد اس نے ایسی بدتمیزی ہمارے ساتھ شروع کی جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس نے ماں بہن کی گالیاں نکالیں اور پھر وہ اپنا پستول ' ریوالور نکال کر ہمارے سامنے کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا کہ میں گولی مار دوں گا۔ میں نے حاجی صاحب سے کہا کہ ہمارا یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ گاڑی ابھی تک وہیں ہے۔ میں اس سلسلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جناب ہم یہاں ہر روز کہتے ہیں۔ اپوزیشن کی باتیں تو ہمارے سامنے آتی ہیں ہم اپوزیشن کی مخالفت کرتے ہیں کہ یہ غلط بولتے ہیں خدا کی قسم یہ حقیقت ہے کہ یہاں پولیس سٹیٹ بنی ہوئی ہے۔ پولیس والے ہماری بے عزتی کرتے ہیں۔ آج کا ایم پی اے اتنا بے عزت ہو چکا ہے ہماری آج قدر نہیں ہے۔ اجلاس میں آتے ہوئے ہمارے ساتھ جو واقعہ ہوگیا ہے تو گھروں میں ہمارے ساتھ کیا ہوتا ہوگا۔ ہماری بالکل یہاں پر قدر نہیں ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ اس کا آپ نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ نوٹس لینا ہے۔ لہٰذا آج ہی متعلقہ ایس پی اور اس بدمعاش کو جس نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے اس کو معطل کردیا جائے اور ایوان کے سامنے پیش کیا جائے اور آئی جی پولیس کو یہاں بلا کر اس کی جواب طلبی کی جائے۔

آوازیں: معطل نہیں برطرف کیا جائے۔

چودھری محمد اکرم: ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ آج ہی یہ ساری کارروائی مکمل ہونی چاہیئے ورنہ ہم اس اجلاس کا بائیکاٹ کریں گے۔ جب تک یہ فیصلہ نہیں ہوگا ہم یہاں نہیں بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر: میں رانا پھول محمد خان کو اس تحریک استحقاق پر بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ میں ان کو گورنمنٹ کے نمائندے کی حیثیت سے بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہا بلکہ وہ ایک ممبر اسمبلی کی حیثیت سے اپنے جذبات کا اظہار کریں گے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! یہ معاملہ دو ارکان اسمبلی کی بے عزتی کا نہیں بلکہ یہ سارے ایوان کی مشترکہ بے عزتی ہے۔ میں جناب وزیر قانون سے درخواست کرتا ہوں کہ پہلے تو فوری طور پر اس اے ایس آئی کے خلاف مار پٹائی دست درازی اور گالیاں دینے اور پستول دکھانے کا کیس رجسٹرڈ کریں۔ اس نے جو غنڈہ گردی کا مظاہرہ کیا ہے اس کے خلاف فوراً کیس رجسٹر کیا جائے اور اس

ایوان کے سامنے ایس پی اور اے ایس آئی کو پیش کیا جائے اور یہ تحریک استحقاق منظور کی جائے۔

(شور و غوغا)

جناب سپیکر: رانا صاحب تشریف رکھیے۔ اب فرید احمد پراچہ صاحب اور ان کے بعد تاج محمد خانزادہ صاحب بات کریں گے میں آپ سب کو بات کرنے کی اجازت دوں گا۔

جناب فرید احمد پراچہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ جناب سپیکر! آج جو واقعہ بلکہ میں اسے سانحہ کہوں گا اس ایوان کے سامنے پیش ہوا ہے اس سلسلہ میں جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ پولیس کے خلاف تحاریک استحقاق کے ساتھ ہمارے وزرائے کرام جو سلوک کرتے ہیں اس کا ہی یہ شاخسانہ ہے کہ آج جب پولیس کو تحفظ دیا جاتا ہے۔ پولیس کے بارے میں ایوان کے ممبران جب تحریکیں دیتے ہیں تو ان پر کوئی موثر قسم کے اقدامات نہیں ہوتے۔ پولیس کے حوصلے اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ان کے ہاتھ آج ممبران اسمبلی کے گریبان تک بھی جا پہنچے ہیں۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ پولیس سٹیٹ بننے میں اور کتنی کسر رہ گئی ہے۔ اس سے زیادہ پولیس سٹیٹ اور کیا ہوگی کہ کوئی ممبر اسمبلی یہاں محفوظ نہیں ہے۔ اور جناب والا یہ تو آج ایک ممبر اسمبلی کے ساتھ ہوا ہے۔ شہر لاہور میں موٹر سائیکل والے جو بے چارے بے زبان ہیں جن کی کوئی آواز نہیں ہے۔ طویل عرصہ سے ان کے ساتھ سڑکوں اور چوراہوں پر یہ حال ہو رہا ہے کہ ان کی جیبیں خالی کی جاتی ہیں تھانوں میں لے جاکے ذلیل و رسوا کیا جاتا ہے اس پہ ہم ایس پی اور ایس ایس پی سے بھی بات کرچکے ہیں لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

جناب والا! یہ معاملہ پورے ایوان کے تحفظ کا ہے۔ اور میں عرض کروں گا کہ ہمارے وزیر قانون ابھی جائیں اور اس کو گرفتار کرنے کا فوری طور پر حکم دیں اور خاص طور پر اس کا طبی معائنہ بھی کروائیں۔ اس نے یقیناً شراب پی رکھی ہوگی ورنہ اسے کبھی یہ جرات نہیں ہوسکتی کہ وہ ممبر اسمبلی کے ساتھ اس انداز کا سلوک کرے۔ اس کے ساتھ ہی میں نے یہ عرض کرنا ہے کہ جس آئی جی کی بنیاد پر اس نے یہ بات کی ہے کہ میں آئی جی کا ملازم ہوں اور میں اسمبلیوں کو کچھ نہیں جانتا یہ جو فرعون کی گردنیں رکھنے والے افسران ہیں اب ان کے محاسبے کا بھی وقت آگیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ واقعہ جو ہوا ہے یہ ہمیں اس طرف بھی توجہ دلاتا ہے کہ پنجاب میں امن و امان کی صورت حال نہایت بد تر ہو چکی ہے اس پر ممبران اسمبلی جو تنقید کرتے ہیں یہ اس کا نتیجہ ہے کہ ممبران اسمبلی کو رسوا کروانے کا ایک پروگرام دیا گیا ہے۔ جناب والا! پہلے ایک واقعہ حافظ سلمان بٹ صاحب کے

ساتھ ہوا تھا اسی طرح بد تمیزی کی گئی انہوں نے نقد ہی وہاں پر چکا دیا لیکن ہر ممبر اسمبلی اس طرح نقد نہیں چکا سکتا اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اسے کسی استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے سے پہلے فوری اقدامات کے طور پر وزیر قانون سے کہیں کہ وہ اس کی گرفتاری کا فوری حکم دیں تب ایوان کی کارروائی آگے چلے گی۔ جب ہمارے کلیجے ٹھنڈے ہونگے اور ہمیں یہ پتا چلے گا کہ ہمارے ممبران کے ساتھ بد سلوکی کرنے والا اے ایس آئی اور اس کی سرپرستی کرنے والا آئی جی اور ایس پی اپنے انجام تک پہنچ چکے ہیں اور جو ان کا فی الواقعہ مقدر ہے۔

جناب سپیکر: خانزادہ تاج محمد صاحب

جناب تاج محمد خانزادہ: جناب سپیکر! میں اردو میں بولوں گا تاکہ میرے جذبات کا احساس ساری اسمبلی کو ہو جائے۔ میرے خیال میں دنیا کی آزاد مملکتوں میں یہ شاید ایک واحد واقعہ ہے جہاں کے چھ کروڑ انسانوں کے نمائندوں کو دارالخلافہ میں اسمبلی کے سامنے صرف بے عزت نہیں کیا گیا بلکہ اس حد تک کہ ان کو مارا بھی گیا۔ 1953ء میں نواب عاشق حسین قریشی کو ایسے ہی معاملے میں ایک اے ایس آئی نے گولی مار دی تھی۔ ہو سکتا تھا کہ آج یہ بے عقل اے ایس آئی سڑک پر ہمارے دو ممبران کو گولی مار دیتا اگر وہ اپنی عقل سے اس آدمی کو ایک طرف کرکے اسمبلی میں نہ پہنچتے یہ اتنا سنجیدہ معاملہ ہے اور یہ صرف استحقاق کا معاملہ نہیں ہے۔ اگر آپ اس کو استحقاق کمیٹی کے سامنے پیش کریں گے تو انگریزی میں کہتے ہیں کہ justice delayed is justice denied میں کہتا ہوں کہ اس کی اتنی بڑی اہمیت ہے میں آج یہ تجویز دیتا ہوں کہ کابینہ کی میٹنگ ہونی چاہیے وزیر اعلیٰ پنجاب کو آکر اس کے سربراہی کرنی چاہیے اور اس اے ایس آئی کو ایسی مثالی سزا دینی چاہیئے کہ کسی سپاہی کو یا اس حکومت کے کسی عہدیدار کو یہ جرات نہ ہو کہ کسی ممبر اسمبلی کو یہ کہے کہ میں آئی جی کا نوکر ہوں یا میں گورنر کا نوکر ہوں۔ وہ اس ملک کے عوام کا نوکر ہے وہ کسی فرد کا نوکر نہیں ہے۔ میں تجویز کروں گا کہ اس اسمبلی کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے۔ کابینہ کی میٹنگ ہو اور ہمارے چیف منسٹر آکر کابینہ کو بتائیں کہ اس سلسلہ میں ان کے خلاف کیا ایکشن لیں گے جب تک یہ نہیں ہوگا یہ اسمبلی ملتوی رہے گی۔ اور کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: چودھری واجد علی صاحب۔

چودھری واجد علی: بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ جناب سپیکر! جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ جتنا سنگین نوعیت کا یہ واقعہ ہے اس کی صحیح عکاسی نہیں ہوئی جتنی

اور جس بے غیرتی سے اس اے ایس آئی نے معزز رکن کے ساتھ زیادتی کی High Handedness ہے میں سمجھتا ہوں کہ معطلی کوئی بڑی سزا نہیں ہے اسے فوری طور پر اور اسمبلی کے اجلاس ختم ہونے سے پہلے نوکری سے باہر ہونا چاہیئے میں صرف ایک بات میں اپنے جذبات کو سمیٹتا ہوں۔

نہ ادھر کی کر نہ ادھر کی کر یہ بتا کہ قافلے کیا لٹے
مجھے راہزن سے غرض نہیں تیری رہبری سے سوال ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! آج کی یہ تحریک استحقاق ہم سب بھائیوں کے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور لمحہ فکریہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آئی جے آئی کی حکومت کا میں بھی ایک ممبر ہوں۔ اس واقعہ کے بعد یہ بات عوام کے سامنے بالکل واضح ہو گئی ہے۔ اور یہ دلیل ہماری حکومت کی نااہلی کا بین ثبوت ہے (نعرہ ہائے تحسین) اور جناب والا! رانا پھول محمد گواہ ہیں یہ ایوب خان کا دور تھا چتی گوٹھ کے ایک ممبر تھے۔ ان کے ایک سیکرٹری نے طمانچہ مارا تھا۔ ان سیڑھیوں پر لابی کے اندر اور جناب والا اس کے ساتھ جو حشر ہوا وہ آپ کے سامنے ہے لیکن آج اس سے بھی بڑھ کر واقعہ ہوا ہے کہ معزز ممبران پر پستول تان لیا گیا ہے۔ اور جیسے یہ کہہ رہے ہیں یہ برداشت کا مظاہرہ نہ کرتے تو ہو سکتا ہے کہ ہمیں ان کی لاشیں وہاں سے جاکر اٹھانا پڑتیں۔ تو میرے خیال میں یہ آج کرنا پڑے گا۔ ہمیں بجٹ وجٹ کی کوئی ضرورت نہیں ہے کل ہی ہم نے بدنام زمانہ پولیس کے لیے پونے تین ارب منظور کئے ہیں کیا وہ اس لئے کئے کہ وہ ہمارے معزز بھائیوں پر پستول تان لیں اس لئے پونے تین ارب روپے کی رقم ان کے لئے منظور کی گئی ہے۔ جناب والا! اے ایس آئی کو فوراً ہتھکڑی لگا کر اسمبلی میں پیش کیا جائے۔ اور میں یہ بھی کہوں گا کہ ایس پی کو جواب طلبی کے لیے حاضر کیا جائے اور ہم لوگ اس وقت تک اسمبلی کی کارروائی میں کوئی حصہ نہیں لیں گے جب تک ان کے خلاف کارروائی نہیں کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جناب لطیف مغل صاحب۔

جناب ایم لطیف مغل: جناب سپیکر! جیسے کہ ملک جلال دین ڈھکو اور چودھری اکرم نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ آج آپ کے سامنے ہے کہ جس قدر یہ ممبران کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے اور ایک اے ایس آئی زیادتی کرتا ہے۔ یہ آپ کے سامنے ایک مثال

ہے۔ جب تک کسی انتظامیہ کا سربراہ اسے شہ نہیں دیتا۔ اس کا حوصلہ نہیں پڑتا۔ یہ سب کچھ کس لیے ہو رہا ہے۔ یہ سب کچھ آئی جی پولیس کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے ہمارے بھی ایک ممبر نے کہا تو اس پر آئی جی نے کہا تھا کہ اگر ہماری اسمبلی کچھ کر سکتی ہے تو کر لے میں یہاں پر بیٹھا ہوا ہوں۔ یہ سب کچھ جو ہو رہا ہے یہ سب آئی جی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ آپ کے سامنے مثال ہے کہ اگر ایک تھانے میں ڈاکہ پڑتا ہے تو اس تھانیدار کو معطل کر دیا جاتا ہے کہ اس کا کوئی قصور بھی نہیں ہوتا لیکن آج ہم کہتے ہیں کہ اے ایس آئی معطلی کے قابل ہے نہیں بلکہ اسے نوکری سے نکال کر ہتھکڑی لگانی چاہیے اور جو ایس پی ہے اس کو بھی سزا دی جائے۔ آج ہی نہیں بلکہ میرے ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آیا تھا کہ مجھے تین دفعہ روکا گیا اور کہا گیا کہ آپ یہ پیپر اتاریں۔ وہ معمولی سے پیپر تھے۔ میں نے اس سے کہا کہ میں یہ نہیں اتاروں گا۔ لیکن ایس پی بار بار وائرلیس پر کہہ رہا تھا کہ اس ایم پی اے کو روکو اسے پکڑو اور اسے اتار دو۔ یہ جو ایس پی ہے اسے بھی فوری طور پر معطل ہونا چاہیے۔ یہ بات نہیں ہے اسمبلی کی کارروائی کے لئے ہم دو گھنٹے اور بھی رکیں گے وزیر قانون جو آج یہاں پر ہمارے وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے بیٹھے ہوئے ہیں ہم انہیں ایک گھنٹہ دیتے ہیں یہ ایک گھنٹے کے اندر اندر ہمیں ایف آئی آر نمبر دیں گے۔ اگر اس ایف آئی آر پر ہم کارروائی کرنا چاہیں۔ یہ کیا طریقہ کار ہے کہ ہم یہ تحریک استحقاق کمیٹی کو بھیجیں۔ آپ بااختیار ہیں ہاؤس میں فیصلہ ہو گا۔ ابھی یہ ہمیں ایک گھنٹے کے اندر اندر ایف آئی آر کا نمبر دیں گے اسے گرفتار کریں گے۔ اس کے بعد یہ کارروائی چلے گی ورنہ وزیر قانون کا اخلاقاً" یہ فرض بنتا ہے کہ وزراتیں آنی جانی چیزیں ہیں یہیں پر اس فلور پر ایک گھنٹے کے بعد وزیر قانون کہیں کہ میں استعفیٰ دیتا ہوں کہ میں آپ کے استحقاق کو تحفظ نہیں دے سکا۔ تو میں وزیر قانون کو کہوں گا کہ وہ ایک گھنٹے کی مہلت لے کر یہیں سے ٹیلی فون کریں۔ آئی جی کو کہیں کہ یہ ایف آئی آر نمبر ہو گا وہ ہمیں ہاؤس کو ملے گا تو ہم جائیں گے تب کارروائی ہو گی ورنہ نہ کل کا اجلاس ہو گا نہ پرسوں کا اجلاس ہو گا۔ آج کے بعد اسمبلی جو ہے وہ ختم ہو گی۔ جب تک ایف آئی آر نمبر نہیں دیا جاتا اس استحقاق کا حق ادا نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: مداخلتیں...... آرڈر پلیز محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ......

محترمہ فوزیہ بہرام: میں سب سے پہلے ایوان میں بیٹھے ہوئے کابینہ کے ارکان اور ممبران سے چاہوں گی کہ وہ اس بات پر زیادہ غور کریں ۔ پچھلے اٹھارہ (18) مہینے کی اسمبلی میں بھی ہم موجود تھے اور اس وقت مرکز کی حکومت کا ہمارے ساتھ تعاون بھی نہ تھا۔ اس کے باوجود جس قدر کمزور انتظامیہ

جس قدر کمزور حکومت یہ آٹھ (8) مہینے کے اندر اس صوبے کے اندر ظاہر ہوئی ہے کم از کم میں نے ایسی گورنمنٹ پہلے نہیں دیکھی۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور میں نہیں سمجھتی کہ حکومت آپ لوگ چلا رہے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں اور پورے ایوان کے سامنے واضح ہے کہ انتظامیہ حکومت کو چلا رہی ہے حکومت کا انتظامیہ پر کوئی کنٹرول نہیں۔ نہ صرف آئی جی کو' میں سمجھتی ہوں کہ تمام کابینہ کو آج اپنی کمزوری کو تسلیم کرتے ہوئے یا تو مستعفی ہونا چاہیے۔ (نعرہ ہائے تحسین) یا پھر یہاں پر ثابت کرنا چاہیے اور یہاں پر آج کابینہ کو ایسے واضح اقدامات کرنے چاہئیں کہ آج ثابت ہو جائے کہ اس کابینہ کی کوئی قدر ہے کوئی value ہے اس کابینہ کی کوئی سوچ ہے اور اس کابینہ کے زیر نگرانی حکومت چل رہی ہے۔ آج میں یہاں پر مرکزی حکومت کو بتانا چاہتی ہوں کہ جس قدر یہاں آٹھ نو (9/8) مہینے میں حکومت چلی ہے یہ ممبران نے چلائی یہ تمام آئی جے آئی کے ممبران ذاتی حیثیت سے اپنی پارٹی سے اور مرکزی حکومت سے مکمل تعاون کر رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھتی کہ کابینہ کا یا صوبائی حکومت کا کوئی ہاتھ اس حکومت کو چلانے میں کارفرما ہے۔ یہ تمام حکومت ایک ایک ممبر ایک ایک معزز ممبر صوبائی حکومت کے ساتھ اور مرکزی حکومت کے ساتھ اپنی پارٹی کی وفاداری میں اپنے لیڈران کی وفاداری میں خود ذاتی حیثیت میں جو تعاون کررہا ہے وہ کر رہا ہے اس سے زیادہ کمزور گورنمنٹ اس سے زیادہ شرمناک حیثیت میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کی ہو نہیں سکتی - بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: سید افتخار شاہ صاحب ــــ آرڈر پلیز ـــــ میں سید افتخار شاہ صاحب کو فلور دے چکا ہوں۔ آرڈر پلیز۔

سید افتخار الحسن شاہ: جناب والا! ہم آئی جے آئی والے اپنے عوام سے یہ وعدہ کرکے آئے تھے اپنی عوام کو یہ چیلنج کرکے آئے تھے۔ ہمارا الیکشن کا یہ منشور تھا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! چیمہ صاحب کے بعد میں آپ کو فلور دوں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب آپ ذرا حوصلے سے بات سنیں ڈاکٹر صاحب آپ کو بھی بات کرنے کا موقع دیں گے۔ آرڈر پلیز میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بلا شبہ مسئلے کی نوعیت جو ہے اس کی سنگینی سے ہر معزز رکن پوری طرح واقف ہے اور آپ یقین جانئے کہ میں بھی پوری طرح واقف ہوں۔ اور اس کی سنگینی کو سمجھتا ہوں اسے محسوس کرتا ہوں اور آپ کے جذبات میں پوری طرح شریک ہوں۔ جس انداز میں آپ سوچ رہے ہیں جس انداز میں آپ اس بات کو ٹیک اپ کر رہے ہیں۔ آپ یقین کیجئے کہ میں آپ کے حقوق کے Custodian کے طور پر ان معاملات کو اس سے زیادہ شدت کے ساتھ

محسوس کر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ـــــ اور میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بلاشبہ معمولی نوعیت کا واقعہ نہیں ہے یہ معمولی نوعیت کا breach of privilege نہیں ہے۔ یہ انتہائی سنگین نوعیت کا واقعہ ہے۔ اور میں اس پر آپ کے ساتھ تفصیل سے بات کروں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک ایک دوست جو اپنے جذبات کا اپنے خیالات کا اظہار چاہتے ہیں میں ان کو موقع دوں' آپ بھی ان کی بات سنئے' میں بھی ان کی بات سنوں۔ حوصلے کے ساتھ ایوان کی کارروائی چلے' یہ نہایت باوقار ادارہ ہے' یہ نہایت معزز لوگوں کا ادارہ ہے یہ نہایت معتبر اور اعلیٰ و ارفع لوگوں کا ادارہ ہے۔ اس میں عوام کے نمائندے بیٹھے ہیں اس میں کروڑوں انسانوں کے نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں اس میں کروڑوں انسانوں کی رائے اور ان کا اعتماد حاصل کرنے والے لوگ بیٹھے ہیں نہایت معزز لوگ یہاں پر بیٹھے ہیں۔ ہم نے اپنے معاملات کو جیسے معزز لوگ بڑے crisis میں بڑی tension میں جذبات کے سیلاب امنڈ آئے ہوں تو وہ لوگ اپنے حوصلے کو اپنے patience کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ہم نے بھی حوصلے کے ساتھ تدبر کے ساتھ اور پورے احترام اور وقار کے ساتھ اس سنگین صورت حال سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ اسمبلی ایک supreme body ہے اور اس اسمبلی سے ہر کوئی اختیار حاصل کرتا ہے۔ چیف ایگزیکٹو بھی اس اسمبلی سے اختیارات حاصل کرتا ہے منسٹرز اور کیبنٹ بھی اس اسمبلی سے اختیارات حاصل کرتے ہیں۔ تمام صوبے کا کاروبار چلانے کے لیے اس سے بڑا ارفع ادارہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور آپ کے جذبات کے خلاف کوئی نہیں جاسکتا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کے استحقاقات سارے ہاؤس کے استحقاقات ہیں میرے استحقاقات ہیں میں انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اپنے حقوق کا تحفظ کرنا جانتے ہیں۔ یہ اسمبلی کوئی کمزور اسمبلی نہیں ہے۔ یہ ایک supreme body ہے اور یہ باوقار انداز میں اپنے حقوق کا تحفظ کرے گی اور اس سنگین نوعیت کے معاملے کا نوٹس لے گی۔ آپ اس بارے میں ذرا بھی متفکر نہ ہوں۔ میں جناب افتخار شاہ صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بات کریں۔

سید افتخار الحسن شاہ: جناب سپیکر! جب ہم نے آئی جے آئی کے ٹکٹ پر الیکشن لڑا تو ہم نے اپنے عوام کو یہ نعرہ دیا اور ہمارا یہ منشور تھا کہ ہم اپنے عوام کو ہم اپنے غریبوں کو ہم اپنے ساتھیوں کو سستا انصاف مہیا کریں گے ہم رشوت خوری ختم کریں گے۔ ہم برائی کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے۔ جناب والا! آج مجھے دیکھیں۔ اگر کوئی لڑکا ہوتا اگر کوئی نوجوان ہوتا تو اس پر شک کیا جاسکتا تھا۔ اس نے زیادتی کی ہے۔ ڈھکو صاحب کی اپنی شخصیت جو پرانے سالہا سال سے ایم پی اے بنے آرہے ہیں۔ خدا کی قسم' ان کی شرافت پر ان کے دشمنوں کو بھی ناز ہے اور حاجی اکرم صاحب اپنی مثال آپ ہیں۔

خدا کے فضل و کرم سے جن کی شرافت جن کی متانت مسلم ہے۔ میں ان کے علاقے کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان کے دشمن بھی ان کی تعریف کرتے ہیں تو ایسے حالات میں جب ہم اپنے آپ کو انصاف نہیں دے سکتے۔ ہماری تذلیل ہو رہی ہے۔ ہماری بے عزتی ہو رہی ہے ایم پی اے کو گریبان سے پکڑا جاسکتا ہے تو ہم ان غریب عوام کو کیا انصاف دے سکیں گے ان کو جا کر کیا منہ دکھائیں گے اگر ہم ہی اپنی عزت کا تحفظ نہیں کرسکتے' ہماری بے عزتی ہو سکتی ہے تو ہم اپنے غریب عوام کو ان سے کیسے بچا سکتے ہیں؟ ایمان داری کی بات ہے غریبوں کے ساتھ تھانوں میں جو واقعات گزرتے ہیں ان پر ظلم ہوتا ہے آج مجھے میاں نواز شریف صاحب یاد آرہے ہیں اگر آج میاں نواز شریف صاحب وزیراعلیٰ ہوتے وہ شاید وہاں جاکر ہمیں بھول گئے ہیں۔ خدا کی قسم اس وقت یہاں پنجاب میں انقلاب آجاتا۔ اسی وقت گرفتاری ہو جاتی۔ وہ وقت مجھے اب بھی یاد ہے کہ جب ہم گھر سے نکلتے تھے تو ایس پی پوچھتے تھے کہ جناب! آپ کا کیا حال ہے۔ کہاں جارہے ہیں آپ؟ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ آج حالت یہ ہے کہ ایک اے ایس آئی اور ایک سپاہی دو دو تین تین ایم پی اے صاحبان کو سڑک پر کھڑا کرکے بے عزتی کرتا ہے۔ جناب والا! یہ ناقابل برداشت ہے جتنی دیر تک ہمارا تحفظ نہ ہوگا ہماری عزت نہ ہوگی ہم اپنے عوام کو کیا منہ دکھائیں گے؟ خدا را سوچئے۔ آپ کہتے ہیں کہ اسمبلی مضبوط ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ہماری اسمبلی کمزور ہوگئی ہے۔ ہمارا وقار ختم ہوگیا ہے - ہماری عزت ختم ہو گئی ہے۔ لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کرکے آتے ہیں تو اپنی عزت کے لیے یہاں آتے ہیں اگر ہماری عزت نہیں تو ضروری نہیں کہ اسمبلی میں بیٹھیں۔

جناب سپیکر: شکریہ شاہ صاحب! چودھری نوازش چیمہ صاحب!

چودھری نوازش علی: جناب سپیکر! یہ پنجاب اسمبلی پاکستان کی تاریخ کی سب سے کمزور اسمبلی ہے۔ اس میں جو کچھ ہو رہا ہے ایک اے ایس آئی اور ایک ایس پی کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ سیاست دان اور بیورو کریسی کی جنگ جاری ہے یہ حکومت بیورو کریسی کی ہے یہ ڈیمو کریسی کی حکومت نہیں ہے اور یہ جو کچھ ہمارے ساتھ ہورہا ہے' روزانہ تمام ممبران کی یہ پولیس والے بے عزتی کرتے ہیں۔ اور ان کے نظر میں جو بھی ایم پی اے ہے وہ غلط آدمی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو بھی جرم ہوتا ہے وہ ایم پی اے کرتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ اسمبلی ہماری supreme body ہے لیکن ہمارے ساتھ اس طرح سلوک ہو رہا ہے۔ جب چار روز پہلے ہمارے وزیراعلیٰ نے اخبار میں بیان دیا تھا کہ یہ آئی جی میں نہیں بدلوں گا اس دن سے پولیس کا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ پولیس ہمارے ساتھ جو کچھ کر رہی ہے

اگر اس کا کوئی حل نہ ہوا تو ہم سب بھائی اس اسمبلی سے مستعفی ہو کر اپنے گھروں میں چلے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم عزت کے لئے سیاست کرتے ہیں ہم دو لاکھ آدمیوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس لیے نہیں کرتے کہ ہمیں گریبان سے پکڑا جائے۔ پنجاب اسمبلی کا ممبر میجر جنرل کے برابر ہوتا ہے۔ اور ایک اے ایس آئی اسے گریبان سے پکڑ لیتا ہے۔ تو اس سے زیادہ ذلالت ہمارے لیے اور کیا ہو سکتی ہے؟ میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ آئی جی کو فوری طور پر اس ہاؤس میں پیش کیا جائے۔ متعلقہ ایس پی اور اے ایس آئی کو معطل کرکے مقدمہ چلا کر ہتھکڑی لگا کر ایوان میں پیش کیا جائے۔ ورنہ یہ ہاؤس نہیں چلے گا جو ممبر اس ایوان میں بیٹھے گا وہ ہمارا بھائی نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! یہ افسوس ناک بلکہ شرم ناک واقعہ کہیں دور دراز علاقے میں پیش نہیں آیا بلکہ اسمبلی کے سامنے چند قدموں کے فاصلے پر یہ واقعہ اس وقت پیش آیا ہے جب سٹینڈنگ کمیٹی کے ایک چیئرمین اور ایک معزز رکن اسمبلی نے آکر باقاعدہ تصدیق کی اور اس کار پر جو حکومت کی طرف سے دی گئی تھی "گورنمنٹ آف پنجاب" اور ایس اینڈ جی اے ڈی بھی لکھا ہوا ہے۔ اس کے باوجود اگر پولیس کے اے ایس آئی نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر اسمبلی کے اجلاس کے دوران اسمبلی بلڈنگ سے چند قدم کے فاصلے پر یہ حرکت کی ہے۔ تاکہ اس کو یہ کہا جاسکے اور اس کی جرات مندانہ پر آپ کچھ نہ کر سکیں۔ یہ اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ پولیس کو اس کی پوری طرح حمایت حاصل ہے۔ میں لمبی چوڑی تقریر کے بجائے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس شخص کو ہتھکڑی پہنا کر ٹیلی ویژن پر تین دن پوری قوم کے سامنے دکھایا جائے (نعرہ ہائے تحسین) اور اس کے ساتھ ریڈیو پر نشر کیا جائے اور اس کے بعد اخبارات کے پہلے صفحے پر یہ خبر نمایاں طور پر شائع ہونی چاہیئے کہ اس اے ایس ائی اور ایس پی کا یہ حشر کیا گیا ہے جس نے ایم پی اے کے ساتھ بدسلوکی کی۔

میرا مطالبہ یہ ہے کہ تقریریں تو کافی ہو گئی ہیں۔ آپ کو اس اسمبلی کے تمام ممبران کے جذبات و احساسات کا پتا چل چکا ہے اس لیے مہربانی کرکے اس پر کارروائی کی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ ڈاکٹر صاحب! سید طاہر احمد شاہ صاحب!

سید طاہر احمد شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جو سنگین نوعیت کا واقعہ ہوا ہے اس کے عوامل ہماری اسمبلی کے معزز ارکان کا اور کابینہ کے ارکان کا خاص طور پر ماضی کا وہ عمل ہے کہ جب بھی

اس معزز ایوان کے کسی رکن نے اپنے خلاف کسی وقت بھی کوئی زیادتی یا ناانصافی کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی تو ہمارے وزرائے کرام کا یہ وطیرہ رہا کہ انہوں نے ہر رکن اسمبلی کی تحریک استحقاق کو اس کے حقائق کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش نہیں کی بلکہ فنی نقطہ نگاہ سے' تکنیکی نقطہ نگاہ سے اسے نظرانداز کرنے کی کوشش کی گئی اور حکومت کی انا کا مسئلہ بنایا گیا۔ اگر آپ ارکان اسمبلی کی ماضی کی تقاریر کا اور خیالات کے اظہار کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں تو وہ اس مسئلے پر بے پناہ مرتبہ چیختے رہے ہیں' فریاد کرتے رہے ہیں' استدعا کرتے رہے ہیں مگر اس کے باوجود ان کی تحاریک استحقاق کے ساتھ وہ سلوک نہیں ہوا جو کہ عوام کے منتخب نمائندوں کے ساتھ ہونا چاہیے تھا اور اس کو نظرانداز کر دیا گیا۔ جناب سپیکر! یہ ابھی چند دنوں کی بات ہے کہ جب میں نے اراکین اسمبلی کے استحقاق میں اضافہ کرتے ہوئے ایک شق میں ایک لفظ کا اضافہ کرنا چاہا جس میں یہ تھا کہ تھانوں کی انسپکشن

جناب سپیکر: چودھری محمد اکرم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! میں اپنے معزز بھائیوں کا بہت شکرگزار ہوں جنہوں نے ہمارے ساتھ ہونے والی زیادتی کا احساس فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ ہمارے تمام بھائیوں کے جذبات ایک ہیں۔ زیادہ تقاریر کرنے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میری اپنے بھائیوں سے ایک ہی گزارش ہے کہ جب تک آئی جی پولیس کو معطل نہ کیا جائے اور اس بدمعاش کو یہاں ہتھکڑی لگا کر پیش نہ کیا جائے۔ ہم اسمبلی میں نہیں بیٹھیں گے۔ میں باہر جا رہا ہوں۔ جو میرے بھائی ہیں' میرے ساتھ آ جائیں۔

(اس مرحلے پر ایوان کے معزز اراکین ایوان سے اٹھ کر باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: ہاؤس ایک گھنٹے کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(گیارہ بج کر تیس منٹ پر ایوان کی کارروائی ایک گھنٹے کے لئے ملتوی کی گئی)

(وقفے کے بعد کی کارروائی)

ملک جلال دین ڈھکو صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک جلال دین ڈھکو: جناب سپیکر! شکریہ۔ پہلے تو میں تمام ہاؤس اور دوستوں کا ممنون ہوں' مشکور ہوں کہ انہوں نے تمام ہاؤس کی لاج رکھی۔ عزت نفس کی لاج رکھی۔ انہوں نے آج جو قدم

18/9 اٹھایا ہے یہ واقعی پہلا قدم ہے جو بیورو کریٹ کے خلاف اٹھایا گیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس جرات مندانہ اقدام سے جو آج فیصلہ کیا گیا ہے آپ دیکھیں گے کہ پنجاب کا نقشہ بدل جائے گا۔ آپ کو یہ معلوم ہو گا کہ اس سے پہلے کئی دفعہ ہم تمام دوستوں نے چھوٹی موٹی بے عزتی برداشت کی ہے اور ہم ایسی چیزیں ہاؤس میں لانے سے گریز کرتے رہے ہیں کیونکہ یہ ہم تمام لوگوں کی بے عزتی ہے کہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہاؤس میں لائی جائیں اور ہم آئے دن یہ کہتے رہیں کہ فلاں تھانے دار نے ہمیں روک لیا' فلاں تھانے دار نے ہمیں ڈانٹا' فلاں نے یہ کیا اور فلاں تحصیل دار نے یہ کیا۔ تو آج یہ واقعی ایک بہت بڑا قدم تھا جو پولیس والوں نے آپ کے خلاف اٹھایا اور جو آپ نے فیصلہ کیا ہے یہ بھی واقعی ایک بہت بڑا قابل تحسین اقدام اور تاریخی فیصلہ ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں آپ تمام دوستوں کا مشکور ہوں اور وائیں صاحب کا خاص طور پر مشکور ہوں کہ انہوں نے جو فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے تمام پنجاب' تمام ہاؤس' تمام ممبران اور جمہوریت کی لاج رکھ لی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں وائیں صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر وائیں صاحب ایسے فیصلے آئندہ بھی کرتے رہے تو آپ دیکھیں گے کہ یہ بیورو کریٹ جو ہیں جب ہم ان سے ملتے ہیں تو یہ انگلیاں ملاتے ہیں یہ انشاء اللہ ہاتھ کر ملیں گے۔ تو میں ممنون و شکرگزار ہوں۔ تمام ہاؤس اور وائیں صاحب کی بڑی مہربانی کہ یہ جو فیصلہ کیا ہے ہم تمام اس پر راضی اور خوش ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں چودھری محمد اکرم صاحب بات کرنا چاہتے ہیں؟ لیکن اب اس میں یہ ہو گا کہ اس تحریک استحقاق کے محرکین جناب ملک جلال دین ڈھکو' جناب چودھری محمد اکرم' یہ دونوں صاحبان میں سے ایک صاحب بات کر چکے ہیں۔ حاجی محمد اکرم بات کرنا چاہتے ہیں ان کو میں اجازت دیتا ہوں اس کے بعد قائد ایوان اظہار خیال کریں گے اور اس کے بعد اس تحریک استحقاق پر فیصلہ ہو گا۔

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! میں آج کے اس ناخوشگوار واقعہ کے بعد اس ہاؤس کے معزز ممبران کے جذبات کی قدر کرتا ہوں اور ہمارے معزز ممبران نے جس طرح سے ہمارا ساتھ دیا جس طرح سے انہوں نے اپنی اور ہماری عزت کا احساس بنایا۔ میں انتہائی شکرگزار ہوں۔ جناب سپیکر! اس

کے ساتھ ساتھ میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے آج کے اس ہاؤس میں انتہائی تدبر اور ذہانت کے ساتھ یہ معاملہ طے کرایا اور وزراء کرام جن میں جناب پرویز الٰہی اور جناب دریشک سرفہرست ہیں' میں ان کا انتہائی ممنون ہوں کہ انہوں نے فوری طور پر چیف منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات لا کر اس بات کا ازالہ کرایا۔ چیف منسٹر صاحب کا میں شکرگزار ہوں کہ انہوں نے پہلی بار اپنے پر سے اس شک کو دور کیا آج تک یہ تاثر چلا آ رہا تھا کہ چیف منسٹر صاحب انتہائی کمزور اور شریف النفس ہیں۔ انہی کے ایماء پر یہ پولیس اس طرح کی زیادتیاں کر رہی ہے۔ آج انہوں نے تاریخ ساز فیصلہ کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ ممبران کے تقدس کی خاطر ہر قربانی دینے کو تیار ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں اس بات کا احساس ہے کہ وہ بنیادی طور پر پنجاب اسمبلی کے ایک ممبر ہیں اور اپنے ممبران کے تقدس کا ہمیشہ انہوں نے احترام فرمایا ہے۔

میں آخر میں تمام دوستوں کا جناب وزیراعلیٰ پنجاب کا اور وزرائے کرام کا اپنی بہنوں کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے آج کے اس واقعہ کو خوش اسلوبی کے ساتھ نمٹایا اور میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہمارے کچھ ممبران پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں موجود نہ تھے۔ بہتر ہو گا کہ جناب قائد ایوان اپنی تقریر میں اس فیصلے کا یہاں بھی اعلان فرما دیں۔ میں اپنے اپوزیشن بھائیوں کا بھی انتہائی شکرگزار ہوں جنہوں نے آج متفقہ طور پر اس بات کا احساس کرتے ہوئے ہمارا ساتھ دیا۔ شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: کیا لیڈر آف دی اپوزیشن کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

رانا اکرام ربانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ جناب سپیکر! آپ نے شروع میں فرمایا تھا کہ جو ممبران اس پر اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں ان کو موقع دیا جائے گا۔ میرا اندازہ تھا کہ اس کے بعد میں اپنی بات کروں گا لیکن حاجی صاحب کی بات کے بعد شاید باقی ممبران کے بات کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ جس وقت آپ نے مجھے اظہار خیال کرنے کی دعوت دی تو حزب اقتدار کے بعض بیک بنچز کی طرف سے ایک آواز آئی تھی کہ یہ بہت خوش ہیں۔ جناب سپیکر! یہ بات میں نے کیفے ٹیریا میں بھی سنی تھی اور ان دوستوں کی طرف میں نے مڑ کر دیکھا نہیں کہ کون صاحب تھے۔ ان کی اطلاع کے لئے میں یہ گزارش کروں کہ میں نے اپنے reply میں سب سے اوپر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ بات کی جائے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آج کے اس واقعہ پر حزب اقتدار کو اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میرے کردار اور گفتار کے پیش نظر وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس بات پر مجبور ہوں گے کہ وہ اعتماد کریں کیونکہ میں نے ہمیشہ جو کہا ہے وہ کیا بھی ہے۔ جناب سپیکر! اللہ تعالیٰ اس بات کا گواہ ہے کہ اس ہاؤس کے کسی بھی رکن کا چاہے وہ حزب اختلاف سے ہو یا حزب اقتدار سے ہو استحقاق مجروح ہو یا اس کے احترام میں کوئی فرق آئے تو میں اس کو اس طرح سے محسوس کرتا ہوں جس طریقے سے متعلقہ معزز رکن اس ایوان کا محسوس کرتا ہے۔ میں نے بھی اس واقعہ کی سنگینی کو اس کی شدت کو اس طریقے سے اس ایوان کے ایک ممبر کی حیثیت سے محسوس کیا تھا جس طرح یہ افسوس ناک واقعہ جلال دین ڈھکو صاحب نے بیان کیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں دوستوں سے گزارش کروں گا کہ انہیں یاد ہو گا کہ سیمینار میں کمیٹی کے موضوع پر میں نے بات کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ سب سے پہلے ہم نے اس بات کا خود تعین کرنا ہے کہ ہم کیا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں اور اس کے بعد اس ایوان سے باہر جو ایجنسیز ہیں' اخبارات ہیں' انہوں نے اس بات کو لینا ہے کہ ہمارا احترام یا ہمارے استحقاقات کیا ہیں؟

جناب سپیکر! حزب اقتدار ہو یا حزب اختلاف دونوں اس ایوان کا ایک حصہ ہیں۔ کسی کے ساتھ کوئی زیادتی ہو' کسی کے ساتھ' اس کے وقار اور اس کی نمائندہ حیثیت کے خلاف کوئی رویہ اختیار کیا جائے تو وہ قابل مذمت ہے اور ہم سب جو دوست آپ کی اس حزب اختلاف میں بیٹھے ہیں ہم اس معاملے میں اس ایوان کے احترام کی بحالی کے لیے جو قدم اٹھایا جائے گا' جو فیصلہ کیا جائے گا' ہم اس ایوان کا حصہ ہیں' اس فیصلے کو اس قدم کو ہماری بھرپور تائید حاصل ہو گی۔

جناب سپیکر! مجھے یہ خوشی ہے کہ آج جو فیصلہ ہوا' جو لوگ اپنے آپ کو اس ادارے سے بالاتر سمجھتے ہیں ان کو اپنے اوپر کچھ چیک محسوس ہو گا کہ یہ ادارہ بالاتر ہے۔ کوئی شخصیت اس ادارے سے بالاتر نہیں ہو سکتی۔ جناب سپیکر! یہ روایت مستقل طور پر اپنا لی جائے۔ میری اس ہاؤس سے استدعا ہے کہ آج بھی حزب اقتدار کی طرف سے اعتراضات ہوئے کچھ معزز اور محترم اراکین نے تحریک استحقاق پیش کی۔ اگر کوئی فیصلہ اس وقت کر لیا جاتا' اگر کوئی ایکشن اس وقت لے لیا جاتا' فنی نکات میں گئے بغیر یا اس بات پر سوچے بغیر کہ یہ تحریک استحقاق حزب اختلاف کی طرف سے آئی ہے تو یقیناً آج کے اسی سنگین حادثے سے بچا جا سکتا تھا۔ ہمارا وقار ضرور بحال ہوا' لیکن جناب سپیکر! لوگ یہ سوچنے پر ضرور مجبور ہوں گے کہ اس سطح کے ایک سرکاری ملازم کو اتنی جرات کیسے ہوئی؟ چند قدم

کے فاصلے پر اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے۔ ہمیں آج کے اس ایکشن سے مطمئن نہیں ہو جانا چاہیئے۔ ہمیں مسلسل اس بات پر نظر رکھنی چاہیے۔ جب "ہم" کی تشریح یہ شروع ہو جائے گی کہ "ہم" میں وہ تمام ممبران شامل ہیں جو ان کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ حزب اقتدار کے کسی لیڈر کے خلاف' حزب اختلاف کے کسی لیڈر کے خلاف' حزب اقتدار کے کسی رکن کے خلاف' حزب اختلاف کے کسی رکن کے خلاف کوئی بات ہو گی تو اسی وقت یہ ایوان' بحیثیت ایوان' بحیثیت ایک ادارہ لفظ "ہم" کی تشریح کرتے ہوئے اس استحقاق کے لئے اکٹھے جدوجہد کریں گے۔

جناب والا! مجھے اس فیصلے پر خوشی ہے اور میں اس اعتماد کے ساتھ کہ آئندہ بھی اگر کوئی ایسی بات اس ایوان کے سامنے پیش ہو تو یہ ایوان بحیثیت ایک ادارہ کے اسی طرح سے فیصلے کرے گا جیسے آج فیصلہ کیا ہے۔ شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اب میں قائد ایوان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال فرمائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر اعلیٰ پنجاب (جناب غلام حیدر وائیں) : جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے آج کے اس اہم سیشن کے ان اہم لمحات پر مجھے بطور قائد ایوان اپنے خیالات کے اظہار کے لئے اس معزز ایوان میں موقع عنایت فرمایا ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں اپنے موضوع پر آؤں۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے اس معزز رکن کے ان جذبات کی طرف آتا ہوں جس میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ آج پہلی دفعہ بطور وزیر اعلیٰ پنجاب میرے کسی فیصلے کے اعلان پر ان کو یہ احساس ہوا ہے کہ میں ایک کمزور اور شریف وزیر اعلیٰ نہیں ہوں۔ (قہقہے)

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اخلاقی طور پر تاریخی طور پر شرافت ہی سب سے مضبوط شے ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور اگر کسی وقت ہم میں کمزوری نظر آتی ہے' کسی میں کوئی کمزوری نظر آتی ہے تو میرے خیال میں شرافت کے علاوہ کسی اور بات کی کمزوری ہو گی۔ شرافت ہی تو سب سے مضبوط شے ہے۔ اس لئے جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے اس معزز ایوان کو اور جناب کی وساطت سے پنجاب کے تمام باسیوں کو یہ دو ٹوک الفاظ میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ شرافت کبھی کمزور نہیں ہوتی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

شرافت ہمارے معاشرے کا' ہمارے دین کا ہمارے فلسفہ حیات کا سب سے مضبوط اور ناقابل تسخیر حصہ ہے۔ اس لئے یہ بات وقت بتائے گا کہ شرافت کتنی قوت رکھتی ہے۔ البتہ شرافت کے اندر بصیرت' شائستگی' تحمل اور بردباری یہ اس کے ساتھ ساتھ چلنی چاہیئے۔

جناب سپیکر! آج کا افسوس ناک واقعہ جو میرے محترم' معزز رکن صوبائی اسمبلی کے ساتھ صوبائی اسمبلی کے ایوان کے بالکل سامنے پیش آیا اس پر مجھے ندامت ہے۔ میں نے بحیثیت وزیراعلیٰ پنجاب پہلے دن سے لے کر آج تک ایک بات جو دو ٹوک الفاظ میں کہی ہے وہ یہ ہے کہ میں شاید ہر بات کو گوارا اور برداشت کر لوں گا لیکن میں discourteous attitude اور انتظامیہ کے ناشائستہ طرز عمل کو برداشت نہیں کروں گا۔

(نعرہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بات میں آج نہیں کر رہا یہ بات جب سے میں نے ذمہ داری سنبھالی ہے' میں نے اکثر بار یہ بات کہی ہے اور یہ بات میں نے محض کہنے کے لئے نہیں کی اس پر عمل درآمد کرنے کے لئے کی تھی اور آج بھی یہ شعوری طور پر کہہ رہا ہوں۔ میں نے یہ بات اپنی کابینہ کے رفقاء سے بھی' یہ بات اپنی انتظامیہ سے بھی کی ہے اور بار بار کی ہے۔ میں نے ان سے یہ بھی کہا ہے کہ اگر کسی وقت میرا کوئی فاضل رکن اسمبلی یا رکن قومی اسمبلی یا سینٹر یا کوئی ایسی شخصیت جن کے متعلق آپ کو یہ خیال ہو کہ انہوں نے آپ کے ساتھ کسی معاملے میں شائستگی کا مظاہرہ نہیں کیا تو آپ اس سلسلے میں براہ راست مجھے اس سے آگاہ کر سکتے ہیں اور میں اپنے اس تعلق کی بناء پر جو میرا اور اپنے معزز اراکین کا ہے میں اس کو سنجیدگی کے ساتھ لے کر اس کو کسی منطقی نتیجے پر پہنچاؤں گا۔ یہ بات میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں اور آج بھی کہہ رہا ہوں۔ لیکن آج کا واقعہ کہ ایک معزز رکن صوبائی اسمبلی اپنی کار پر آ رہے تھے اور وہ کار بھی بحیثیت چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی کے سرکاری تھی اور یہ ان کو حق ملا ہوا ہے۔ اور بجٹ سیشن کے اس اہم دن جو کہ اس بجٹ کے پاس کرنے کا دن ہے یہ سب سے اہم دن ہے۔ اسی روز اگر یہاں آتے ہوئے کسی فاضل رکن کی کار پر پولیس کے کسی اہل کار نے یہ دیکھا ہے کہ اس پر ایک ایسا کاغذ چسپاں ہے' جس کے چسپاں ہونے کی وجہ سے پوری طرح سے گاڑی کے اندر بیٹھا ہوا شخص نہیں دیکھا جا سکتا تو انہوں نے اس کو روکا اور رکنے کے بعد اسی فاضل رکن نے اسے اپنا تعارف کروایا اور تعارف کروانے کے بعد اسے یہ بھی کہا میں ہاؤس میں جا رہا ہوں آپ میرے ساتھ بیٹھ جایئے اور وہاں پر جا کر اس کاغذ کو بے شک اتار دیجئے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس کے باوجود وہ الجھا رہا اور الجھتا رہا۔ اس اثنا میں ایک اور فاضل رکن وہاں پر پہنچے۔ وہ

بھی اس معاملے کو دیکھ کر وہاں پر ٹھہر گئے۔ اور انہوں نے بھی اس اے ایس آئی سے کہا کہ ہم دو اراکین اسمبلی آپ سے بات کر رہے ہیں آپ کو ہماری شناخت اور تعارف ہو گیا ہو گا۔ لہٰذا آپ ہمیں اسمبلی میں جانے دیجئے اور یہ جو کاغذ اتارنے والی بات ہے ہم وہاں پر جا کر اسے اتار دیتے ہیں۔ لیکن اس بات پر بھی اگر اس اے ایس آئی کی عقل شعور کام نہیں کرتی کہ ایک فاضل رکن اسمبلی کو اسمبلی کی ذمہ داریاں سرانجام دینے کے لیے وہاں پر روک کر اسے وہ تماشا بنانے کی بجائے احسن طریقہ سے حل کرنے کی کوشش کرتا تو میرے خیال میں یہ اس اے ایس آئی کا ہی قصور نہیں بلکہ میرے اس ڈسپلن اور ڈسپلنری آرگنائزیشن کی تربیت کا قصور ہے۔ اور مجھے دونوں فاضل اراکین اسمبلی نے یہ بتایا کہ ان ارتعاش انگیز لمحات میں بھی متعلقہ اے ایس آئی نے اپنے انچارج ایس پی ٹریفک سے ہدایات حاصل کیں اور وائرلیس پر ہدایات لینے کے بعد اس ایس پی کو بھی یہ خیال نہ آیا کہ اسے ہدایت کرے کہ جب ان احباب کی شناخت ہو گئی ہے اور یہ صرف ایک کاغذ کی بات ہے تو اس کو چوک میں تماشا بنانے کی بجائے ان کو اپنی اسمبلی کی ذمہ داریاں سرانجام دینے کے لئے وہ احسن انداز سے موقع فراہم کرے۔ وہ کاغذ آسانی کے ساتھ اتارا جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں شرافت کو اگر اتنا ہی احساس دلایا جائے کہ یہ بات اس طرح کرنے کی بجائے اس طرح کرنے کی ہے تو شرافت تو اتنی بات سن کر میرے خیال میں اس کے اندر کے احساسات محسوس کرتے ہیں کہ یا تو واقعی غلطی اور کوتاہی کی ہے تو اس کی فوری طور پر درستی کر لینی چاہیئے۔ لیکن جناب سپیکر! اس اے ایس آئی نے وائرلیس پر رابطہ قائم کر کے ایس پی سے بھی ہدایات حاصل کیں اور ایس پی نے بھی وہی ہدایات دیں کہ اس اے ایس آئی نے چوک میں دو معزز اراکین کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ جس پر مجھے بطور انتظامیہ کے چیف ایگزیکٹو کے ندامت ہے اور اپنے ان منتخب اراکین اسمبلی کے ساتھ ان کے ایسا سلوک روا رکھنے پر بھی ندامت ہے۔ لہٰذا مجھے اس واقعہ کے نتیجہ میں ایک طرف سے نہیں دونوں طرف سے شرم ساری اور ندامت کا نشانہ بننا پڑا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر یہاں آ کے اراکین نے اپنا اظہار خیال کیا ہے اور اراکین اسمبلی نے اس معاملے کو جس سنجیدگی سے لیا ہے۔ یہ ایک ایسا شعوری ردعمل تھا جس پر کوئی دو آراء قائم نہیں کی جا سکتیں۔ میں اپنے کام میں مصروف تھا جب مجھے اس بات کا علم ہوا اس وقت اس ہاؤس میں اراکین اسمبلی جس میں اپوزیشن کے اراکین بھی شامل ہیں، اس مسئلے پر ان کی بات آپ سن رہے تھے اور جس جذباتی انداز میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف نے متفقہ طور پر اس افسوس ناک طرز عمل کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ میرے خیال میں بجائے خود یہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ کا ایک اہم معاملہ ہے اور اس منظر اور پس منظر میں بطور چیف

ایگزیکٹو' وزیر اعلیٰ اور قائد ایوان مجھ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی تھی کہ میں اس ہاؤس کے ان متفقہ جذبات کا بھرپور احترام کرتے ہوئے اس معاملے میں اپنے فیصلے کا بھی اعلان کروں۔ میں نے اپنے ان معزز اراکین کو نیچے کیفیٹیریا میں جمع ہونے کے لیے گزارش کی میں شکر گزار ہوں کہ وہاں پر سبھی احباب تشریف لائے۔ میں نے ڈھکو صاحب سے بھی اور چودھری اکرم صاحب سے بھی اس معاملے میں تفصیلات دریافت کیں۔ اور مجھے اس میں آج کی بات کے علاوہ ایک اور بات کا بھی اضافہ کرنا ہے۔ جناب سپیکر کہ محترم ایڈوائزر چودھری محمد اعظم چیمہ اور ملک سرفراز گزشتہ رات گیارہ بجے کے قریب میرے پاس 7- کلب روڈ پر تشریف لائے۔ وہاں پر ہماری ایک میٹنگ تھی۔ اس میٹنگ کے بعد انہوں نے بھی مجھے ایک ایسے ہی افسوس ناک واقعہ کی تفصیلات بتائیں۔ اور بدقسمتی سے ان کے ساتھ جو واقعہ رات پیش آیا اس کا ہیرو بھی پی اے ایس آئی مسٹر صابر تھا۔ اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ کل انہوں نے لاہور میں ہی ایک نئی گاڑی خرید کی ہے اور اس کا میٹر کل 30 کلومیٹر فاصلہ طے کرتا ہے۔ اسی اے ایس آئی نے ان کو دبوچ لیا۔ انہوں نے بتایا کہ انہوں نے آج ہی لاہور سے خرید کی ہے۔ لہذا آج تو اس کا نمبر پلیٹ نہیں ہو سکتا۔ انہوں نے تعارف بھی کروایا کہ یہ گاڑی کس کی ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ گاڑی کو اور اس کے ڈرائیور کو لے گئے۔ انہوں نے اسے حوالات میں بند کیا اور گاڑی کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ رات کو پھر انہوں نے ان کی ضمانت متعلقہ اے سی صاحب علاقہ مجسٹریٹ سے کروائی۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ یہ بات کہتا ہوں کہ یہ تمام قوانین' تمام پالیسیاں اور تمام اقدامات عوام کے لئے ہیں۔ عوام اس کے لیے تو نہیں ہیں؟ اور قانون کا جہاں درست طور پر ہونا بہت ضروری ہے وہاں اس میں اعتدال ہونا بھی تو بہت ضروری اور بات اتنی سی تھی کہ اس پر ایک کاغذ لگا ہوا تھا کہ جس پہ اندر بیٹھی ہوئی سواری صاف نظر نہیں آتی۔ انہوں نے صاف طور پر اپنے آپ کو متعارف کروایا۔ تعارف کرانے کے بعد اس قسم کے تماشے کا نہ کوئی جواز تھا اور نہ ضرورت تھی۔ اور یہ بات جو کچھ ہوئی یہ بہت افسوس ناک ہوئی۔ تھوڑی سی عقل استعمال کر کے اس صورت حال کو ٹالا جا سکتا تھا۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ بجٹ کے دوران' اس سے پہلے لاء اینڈ آرڈر کے مسئلہ پر فاضل اراکین کی رائے اور جذبات سامنے آتے رہے ہیں اور مجھے افسوس ہے کہ میں آج یہ بات ایسے لمحات میں کر رہا ہوں۔ ورنہ اس بجٹ سیشن کے بعد میں انتظامی طور پر اور بھی اقدامات اٹھانے والا تھا اور مزید کئی اقدامات اٹھانے والا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وہ اس لیئے کہ ہمیں اصلاح کے لیے خواہ کسی بھی شعبہ میں ہو اپنے طرز عمل کو درست اور بہتر بنانا ہوگا اور یہ بات میں نہیں سمجھتا کہ اب اگر کسی طرف سے اتنی بھی زیادتی ہو اور اس کا نوٹس سنجیدگی سے نہ لیا جائے۔ میں اس معزز ایوان میں جناب سپیکر! پوری سوچ بچار کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ اے ایس آئی جس کا نام مسٹر صابر بتایا جاتا ہے اس کے خلاف دست درازی پر اس humiliation پر اور مجھے بتایا گیا ہے کہ اس نے تو پھر پستول بھی نکال لیا تھا اور ایم پی اے کی گردن کو پکڑ کر دبوچا۔ میری استدعا ہوگی اپنے محترم بھائی سے کہ آپ اس کا سیڈیکل کروائیں۔ یہ باتیں جو ہیں یہ افسوس ناک ہی نہیں بلکہ شرمناک ہیں۔ اس سلسلے میں میں نے جو فیصلہ کیا ہے میں اس کا اعلان کر رہا ہوں کہ یہ اے ایس آئی جو بھی اس کا نام ہے مسٹر صابر' اس کے خلاف پرچہ رجسٹر کروایا جائے اس کو گرفتار کیا جائے' اس کو فوری طور پر معطل کیا جائے ـــــ نعرہ ہائے تحسین ـــــ اس اے ایس آئی نے میرے دو معزز اراکین کی موجودگی میں ایس پی صاحب سے وائرلیس پر رابطہ قائم کیا اور انہوں نے بھی اس سلسلے کو جاری رکھنے کو کہا ورنہ ایک منٹ میں ان کا فیصلہ آتا تو وہ نہ صرف اس سے باز آتا بلکہ ان سے معذرت بھی کرتا۔ لہٰذا میں نے ایس پی ٹریفک کو بھی فوری طور پر وفاقی حکومت میں بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے (نعرہ ہائے تحسین) اور اس سلسلے میں اس کے خلاف ایکشن کی ضرورت ہوگی تو میں وہ بھی لوں گا۔ میں اس ایس پی ٹریفک کی بھی آج تابع منظوری فیڈرل گورنمنٹ اس کی suspention کا اعلان کر رہا ہوں۔

میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جناب والا! اگر انتظامیہ یا کوئی محکمہ اپنے منتخب نمائندوں کو ساتھ لے کر چلنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو یہ بڑی افسوس ناک بات ہے۔ میں یہ بات نہیں کہہ رہا کہ جہاں پر قانون کو حرکت میں آنا چاہیئے وہ نہ آئے۔ لیکن اگر اسٹیٹ کے اس اہم ستون کو ساتھ لے کر چلنا ہے اور اگر میری انتظامیہ ان کو ساتھ لے کر چلنے میں کامیاب نہیں ہوتی تو اس کا سنجیدگی سے نوٹس لیا جانا چاہیئے اور میں یہ خیال کرتا ہوں کہ معزز اراکین اسمبلی جب اس ہاؤس میں آتے ہیں تو یہاں پر وہ محض داستان کی باتیں نہیں کرتے بلکہ وہ تو تلخ حقائق یہاں پر بیان کرتے ہیں۔ یہ ایک Disciplinary Force ہے اور اگر اس Disciplinary Force کا یہ حال ہو کہ ایک رکن صوبائی اسمبلی اپنا تعارف بھی کروا دے اور مسئلہ بھی معمولی ہو کہ ان کی کار پر کاغذ چسپاں تھا اور اسے اتارنا تھا۔ جسے چوک میں اتارنے کی بجائے اگر سو قدم آگے جا کر بھی وہ اسے اتار لیتا جس کی انہوں نے خود ہی پیش کش کر دی تھی تو میرے خیال میں یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں تھا۔ اور اگر وہ یہ سمجھتے تھے کہ یہ اتنا ہی سنگین معاملہ ہے تو اپنے سینئر افسران سے رابطہ کرنے کے بعد بات کر لیتے۔ میرے نوٹس میں

لائے۔ تو میں یہ خیال کرتا ہوں جناب والا ایک ایسی Disciplinary Force جس نے لاء اینڈ آرڈر کو قائم رکھنا ہے۔ اگر ان کا طرز عمل لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کو حل کرنے کی بجائے اس کو create کرنے کا ذمہ دار بنتا ہے تو اس بارے میں مجھے سنجیدگی کے ساتھ نوٹس لینے کی ضرورت ہے۔ میں اس ہاؤس کا' اس ہاؤس کے معزز اراکین کا اور پنجاب بھر کے عوام کے ان منتخب نمائندوں کے آج کے جذبات کا بھرپور احترام کرتے ہوئے اپنی اس Disciplinary Force کے سربراہ آئی جی کو بھی تبدیل کرنے کا اعلان کر رہا ہوں ____ اور میں آج ہی وفاقی حکومت میں اس کی خدمات واپس بھیج رہا ہوں۔

جناب والا! میں خیال کرتا ہوں کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کو ہمیں سنجیدگی کے ساتھ دیکھنا ہوگا اور میرے معزز اراکین اسمبلی اور اس پنجاب کے معزز شہریوں کے عزت اور وقار اور قانون کی پاسداری کے لیے ہمیں پہلے سے زیادہ سنجیدگی کے ساتھ' ذمہ داری کے ساتھ آگے بڑھانا ہو گا۔ تاکہ ہم اس صوبے میں افہام و تفہیم کے ساتھ کسی کی انا کا مسئلہ بنائے بغیر یہ پیغام عوام تک پہنچائیں کہ یہ حکومت اور اس کی انتظامیہ اور یہ قانون عوام کے لیئے ہے اور عوام ان کے لیئے نہیں ہے۔ جناب والا! میں امید کرتا ہوں کہ میرے ان جذبات میں اس ہاؤس کے تمام معزز اراکین اسمبلی جس میں حزب اقتدار کے احباب اور حزب اختلاف کے احباب شامل ہیں' ان کے جذبات میرے ان جذبات کے ساتھ شامل ہیں اور میں حزب اختلاف کے قائد کے ان جذبات کا بھی احترام اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جن جذبات کا اظہار انہوں نے میرے اظہار خیال سے پہلے اس ایوان میں کیا ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے تمام اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم انتظامی نکتہ نگاہ سے' سیاسی اور جمہوری نکتہ نگاہ سے انشاء اللہ صوبے میں اچھی روایات نیک نیتی کے ساتھ قائم کرنے کی ایماندارانہ کوشش کریں گے اور مجھے امید ہے کہ اس کوشش میں شرافت کی قوت جو ہے وہی سب سے بڑی قوت ثابت ہو گی۔ جناب والا! میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔ مجھے امید ہے کہ اب یہ معزز ایوان اپنی آج کی معمول کی کارروائی کا پوری سنجیدگی کے ساتھ آغاز کرے گا اور اس مسئلے کے جو باقی پہلو ہیں ان کو سرانجام دینے کے لیے اب مجھ پر چھوڑے گا۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: یہ استحقاق کی تحریک آج پنجاب اسمبلی کی تاریخ کی بے حد اہم ترین تحریک ہے جو کہ آج ایوان میں پیش کی گئی۔ ملک جلال دین ڈھکو اور حاجی محمد اکرم اس کے محرک تھے اور ان کی تحریک استحقاق کو اس کی اہمیت کے لحاظ سے' اس کو اہمیت دیتے ہوئے رولز کو معطل کرتے ہوئے

ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی گئی اور تحریک پیش کرنے کے بعد دونوں محرک حضرات کو اس پر مختصر بیان دینے کی اجازت دی گئی جس پر مختصر بیانات دیئے گئے۔ محرکین کی طرف سے یہ تحریک استحقاق پیش کرنے کے بعد ایوان کے جذبات بہت برانگیختہ ہوئے۔ سارے معزز اراکین نے محسوس کیا کہ یہ صرف ہمارے ان معزز اراکین کی عزت اور ان کے استحقاق کا معاملہ نہیں ہے بلکہ تمام معزز اراکین کی عزت اور ان کے استحقاق کا معاملہ ہے اور اس سارے ایوان کی عزت اور استحقاق کا معاملہ ہے۔ چنانچہ بیشتر صاحبان نے اس پر اظہار خیال کیا۔ میں آپ کو اس بات پر مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ اتنے اشتعال کے باوجود' اتنی بڑی زیادتی کے باوجود اور اس ادارے کے معزز ترین رکان کے خلاف اتنی بڑی زیادتی کے باوجود آپ نے ادارے کے احترام کو ملحوظ خاطر رکھا ادارے کے قار کو ملحوظ خاطر رکھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ آپ نے ایوان کے اندر جو باتیں کیں ان سے یہ ثابت یا کہ تناؤ کی کیفیت میں اور ایسے حالات میں کہ جس میں جذبات انتہا تک مشتعل ہو سکتے ہیں آپ دباؤ کو برداشت کرنے والے ہیں اور آپ اپنے اس معزز ترین ادارے کے وقار کو اور اپنے ذاتی وقار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تدبر' فراست اور ہوش مندی کو اور اپنے وقار کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ جس خوبصورت اور باوقار انداز میں آپ نے یہاں باتیں کیں اور اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھا میں اس پر آپ سب صاحبان کو مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۱۱۱۱

بلا شبہ یہ پنجاب کے 240 نمائندگان کا ادارہ ہے۔ یہ 240 نمائندے جو یہاں بیٹھے ہیں یہ پنجاب کے 6 کروڑ عوام کی طاقت رکھتے ہیں اور چھ کروڑ عوام کے نمائندے ہیں اور یہ انتہائی مقتدر اور اعلیٰ ترین با اختیار ادارہ ہے۔ سبھی لوگ آپ سے قوت اور توانائی حاصل کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ذات کے بعد پنجاب میں ساری توانائی اور ساری طاقت کا سرچشمہ آپ ہیں۔ یہ ایک مقدس ترین ادارہ ہے جس کی تمام تر ذمہ داریاں آپ کے سر ہیں۔ پنجاب کے چھ کروڑ عوام کی فلاح و بہبود اور آپ کے اپنے معاملات کو احسن طریقے سے چلانے کی ذمہ داریاں آپ کے سر ہیں۔ آپ نے ان کو خوب نبھایا ہے' احسن انداز میں نبھایا ہے۔ میں اس سلسلے میں جناب وزیراعلیٰ کو ان کے اس بروقت فیصلے پر اور ایوان کے معزز اراکین کے جذبات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس احسن اقدام اور جرات مندانہ فیصلے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں قائد حزب اختلاف کی بات کو' ان کی بات میں سلیقے کو' ان کی بات میں اپنے بھائیوں کے ساتھ یکجہتی کے اظہار کو اور اپنے بھائیوں کے جذبات میں شامل ہونے کے اظہار کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور انہیں بھی قابل مبارک باد سمجھتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن ایک چیز میں نے بڑی شدت کے ساتھ محسوس کی ہے جو پچھلے سیمینار میں بھی زیر بحث آئی۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کا Privileges Act جامع Comprehensive نہیں ہے۔ وہ موثر نہیں ہے۔ اس میں ایوان کے احترام سے مطابقت نہیں ہے۔ ہمیں اپنے Privileges کا از سر نو تعین کرنے کی ضرورت ہے' ان کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے (نعرہ ہائے تحسین)۔ Privileges Act میں ترمیم کرنے کی ضرورت ہے۔ آج اس موقع پر میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ ہم اپنے Privileges میں ترمیم کرنا چاہتے ہیں اور ان کو اس اسمبلی کے وقار اور ممبران اسمبلی کے وقار کے مطابق بنانا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ میں ان کے از سر نو تعین کا اعلان کرتا ہوں۔ اس قسم کے معاملات قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی کو تفویض ہونے چاہئیں۔ اس لیے کہ ہماری اسمبلی اپنے قواعد میں ترمیم کرنے کا کام بھی قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی کے سپرد کر چکی ہے۔

اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ کام قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی اور Privileges Committee دونوں کے سپرد کر دیا جائے۔ چونکہ یہ کام زیادہ اہمیت کا ہے۔ اس کو قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی اور Privilege Committee کے سپرد کیا جاتا ہے اور میں قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی کے کنوینر کو اس کمیٹی کا کنوینر مقرر کرتا ہوں۔ آپ کو اس بات سے اتفاق ہے؟ ______ کہ اپنے Privilege کا از سر نو تعین کیا جائے؟ ______ تو اس کے مطابق آج یہ فیصلہ ہوا کہ ہم اپنے Privileges کا از سر نو تعین کریں گے۔

وزیر اعلیٰ: آپ نے جو کمیٹی تشکیل دی ہے اس میں قائد حزب اختلاف کو بھی شامل کر لیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ محمد طاہر رشید: یہ روایت مرکز میں بھی چلے جس کا اظہار قائد ایوان نے کیا ہے ______

ارکان اسمبلی کے استحقاق کا از سر نو تعین کے لیے مجلس خصوصی کی تشکیل

جناب سپیکر: شیخ صاحب' تشریف رکھیں ______ آرڈر پلیز ______ آرڈر پلیز۔ خانزادہ صاحب تشریف رکھیں۔ قائد ایوان نے بہت عمدہ تجویز پیش کی ہے کہ قائد حزب اختلاف کو اس کمیٹی [illegible] شامل کیا جائے۔ جسے ممبران اسمبلی کے Privileges کا از سر نو تعین کرنا ہے۔ میں اس [illegible] کہ اس مستحسن تجویز کے مطابق اگر قائد حزب اختلاف اس کمیٹی کے ممبر ہوں گے تو وہ [illegible] اور مقام کے اعتبار سے پھر اس کمیٹی کے کنوینر ہوں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) تو قانون و پارلی[illegible]

کی کمیٹی اور Privileges Committee جس میں قائد حزب اختلاف شامل ہوں گے۔ قائد حزب اختلاف اس کمیٹی کے کنوینر ہوں گے۔ یہ Privileges کا از سر نو تعین کرے گی۔

ان تحاریک استحقاق کو Accordingly dispose of کیا جاتا ہے۔ اب ملک جلال الدین اور حاجی محمد اکرم غالباً" ان تحاریک استحقاق کو پریس نہیں کرتے ______ تو وہ ان کو پریس نہیں کرتے اس لیے تصور کیا جائے گا کہ انہوں نے اس کو پریس نہیں کیا۔

میاں منظور احمد موہل: رپورٹ کب پیش کرنی ہے؟

جناب سپیکر: آج اسمبلی نے جو فیصلہ دیا ہے کہ ہم اپنے Privileges کا از سر نو تعین کریں گے۔ تجویز دی گئی ہے کہ یہ کمیٹی اس بارے میں اگلے اجلاس تک اپنی رپورٹ پیش کرے۔ یہ ایک خصوصی کمیٹی ہو گی جو اگلے اجلاس تک اس پر رپورٹ پیش کرے گی۔

جناب پیٹر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب پیٹر گل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب پیٹر گل: جناب سپیکر! پچھلی دفعہ جب اجلاس ہوا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہاں پنجاب کے 240 ممبران ہیں۔ جبکہ آٹھ اقلیتی ارکان بھی ہیں۔ پچھلی دفعہ بھی آپ نے یہی کہا تھا اور اب بھی آپ نے یہی دہرایا ہے کہ 240 ارکان ہیں جبکہ آٹھ اقلیتی ممبر بھی اب صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں۔ میں نے یہ آپ کی یاد دہانی کے لیے عرض کیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ بلا شبہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بڑا جائز ہے اور میں اس بارے میں اپنی اصلاح کرتا ہوں۔

جناب پیٹر گل: آپ کا شکریہ۔

جناب سپیکر: یہاں صوبائی اسمبلی کے 240 ممبر نہیں ہیں بلکہ 248 ممبران ہیں جن میں آٹھ ہمارے اقلیتی ممبران شامل ہیں۔

احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

کر: سید طاہر احمد شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں لیکن میں اب یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت دو بجنے میں سات منٹ باقی ہیں۔ بجٹ کو پاس کرنے کا ٹائم

بہت کم ہے اور سات منٹ باقی رہتے ہیں لہذا ہاؤس کا ٹائم بڑھانا ہو گا اور اب ہمیں دوسری باتوں پر مزید ٹائم صرف نہیں کرنا چاہیئے۔ اب ہمیں بجٹ کی طرف آنا چاہیئے۔

26/9
52

وزیر مال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میں جناب ارشد خاں لودھی صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں) شاہ صاحب۔ ان کے بعد آپ کو اجازت دوں گا۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خاں لودھی): میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ ہمیں اپنے حقوق کے تحفظ کے لیے قانون و ضابطے میں ترمیم کرنی چاہیئے۔ چونکہ اس میں بلیک اینڈ وائٹ ہو گی تو ہم بہتر طور پر تحفظ کر سکتے ہیں۔ لیکن جناب اس میں آپ نے ابھی حکم فرمایا ہے کہ Privileges Committee اور لاء اینڈ پارلیمینٹری کمیٹی مل کر یہ بات کریں گے۔ جناب والا! میرے ذہن میں یہ بات ہے کہ Privileges Committee کا ایکشن جب کسی معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوتا ہے تو اس کے بعد شروع ہوتا ہے۔ لیکن اصل کام قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی کا ہے۔ جناب! یا تو آپ کام قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی کو تفویض کریں اور اس کا جو ہیڈ ہے وہ باقی رولز لاء منسٹر صاحب ہوں گے۔ یعنی کنوینر ہوں گے۔ یا پھر آپ سپیشل کمیٹی بنائیں جس کے کنوینر اگر آپ قائد حزب اختلاف کو بنانا چاہتے ہیں تو پھر وہ سپیشل کمیٹی ہو گی۔ اگر قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی ہو گی تو پھر اس کے چیئرمین لاء منسٹر صاحب ہوں گے۔ یہ رولز کی بات ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اس میں میں پہلے لودھی صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دے لوں کہ اس میں جو finally فیصلہ ہوا ہے وہ یہی ہوا ہے کہ یہ ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس کے کنوینر قائد حزب اختلاف ہیں اور قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی اس میں شامل ہے اور Privilege کمیٹی کے سارے ممبر اس میں شامل ہیں۔ تو یہ ایک سپیشل کمیٹی ہے۔ رولز کی requirement کو meet کیا گیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سید طاہر احمد شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب۔ آپ سے پہلے وہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کو بات کرنے کا موقع

دوں گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ قواعد و ضوابط کے قاعدہ نمبر 58 کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

58. "If the Speaker holds the motion to be in order, the Assembly may consider and decide a question of privilege or may, on a motion either by the member who raised the question or by any other member, refer it to the Committee on Privilege for report."

جو تحریک استحقاق جناب جلال دین ڈھکو صاحب نے اور حاجی اکرم صاحب نے پیش کی ہے اس کو نہ صرف باضابطہ قرار دے دیا گیا بلکہ اس پر جناب والا! ایوان نے متفقہ طور پر اور قائد ایوان نے نہ صرف فیصلہ کیا بلکہ اپنے اقدامات کا اعلان بھی کر دیا۔ تو میری سمجھ کے مطابق اگر محرکین استحقاق اسے پریس نہیں کرتے ہیں تو پھر وہ سارا ایکشن null and void ہو سکتا ہے۔ اس لئے جناب والا! میری سمجھ کے مطابق تحریک چونکہ باضابطہ قرار دے دی گئی ہے اور اسے بجائے استحقاق کمیٹی کے سپرد کرنے کے اس معزز ایوان نے ڈسکس کر کے اس پر فیصلہ کر لیا ہے۔ تو اس کے پریس نہ کرنے کا یا واپس لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسری جناب سپیکر! میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں آپ کی اجازت سے کہ آپ نے جو یہ سپیشل کمیٹی تشکیل دی ہے Privileges کو بڑھانے کے لیے تو یہ ریکارڈ پر ہے کہ میں نے چند دن پہلے Privileges Act میں ترمیم کرنے کے لیے مسودہ قانون پیش کیا تھا جس کی اس معزز ایوان نے متفقہ طور پر اجازت دی اور اسے باضابطہ طور پر Privileges Committee کے سپرد کر دیا گیا۔ تو چونکہ پہلے سے ہی میں نے اس معزز ایوان کی منظوری سے Privileges Act میں ترمیم کرنے کے لیے ایک مسودہ قانون پیش کیا ہے اور چونکہ ماضی میں میں Privileges Committee کا چیئرمین بھی رہا ہوں تو میری آپ سے یہ استدعا ہے کہ اگر آپ مناسب سمجھیں اور ایوان اس کی منظوری دے تو آپ مجھے بھی اس کمیٹی کا ممبر نامزد کر دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ سے پہلے شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ شاہ صاحب۔ تشریف رکھئے گا۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر۔ ٹائم بڑھا لیں۔

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

جناب سپیکر: شاہ صاحب! فکر نہ کریں۔ ٹائم بڑھا لیتے ہیں۔ شاہ صاحب کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے اس میں انہوں نے اس تحریک استحقاق کی بات کی ہے کہ اس کو نہ واپس لینے کی ضرورت ہے اور نہ اس کو پریس کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ accordingly dispose of ہو گی۔ تو میں نے یہی کہا ہے کہ جب ایک تحریک استحقاق پر کارروائی ہو گئی اور بڑا Prompt action ہو گیا اور اس کے متعلق محرکین مطمئن ہو گئے تو تحریک استحقاق کے متعلق ان سے دریافت کر کے کہ اب آپ کا اور مطالبہ تو باقی نہیں ہے اس کو accordingly dispose of تصور کیا جائے گا۔ میں نے ان کو . . . accordingly dispose of کیا ہے۔

دوسری بات اس کمیٹی کے استحقاق کے بارے میں ہے جو یہاں سپیشل کمیٹی بنائی گئی ہے اس بارے میں میں نے دیکھا ہے کہ رولز کے مطابق ہم بارہ ممبران سے زیادہ کی سپیشل کمیٹی نہیں بنا سکتے۔ اس میں تھوڑی omission ہوئی ہے یعنی دونوں کمیٹیاں' قانون و پارلیمانی امور کی کمیٹی اور Privilege Committee یہ دونوں مل کر زیادہ ممبر بن جاتے ہیں۔ یہ بات میرے ذہن میں نہیں رہی تھی۔ تو اس میں کل بارہ ممبر ہم نے رکھنے ہوں گے۔ اس لئے اب اس کمیٹی کا از سر نو تعین کرنا پڑے گا اور اس میں میں آپ کو suggest کرتا ہوں ____ (قطع کلامیاں) ____ رانا صاحب کیا فرما رہے ہیں؟

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خاں) : جناب والا! میں بھی یہی عرض کرنے لگا تھا کہ Privilege Committee دیوانی عدالت کے طور پر ہر تحریک استحقاق کو سنتی ہے اب عدالت کو آپ اس میں فریق نہیں بنا سکتے۔ وہ ایک عدالت کا کردار ادا کرتی ہے۔ اس پر آپ کو ایک سپیشل کمیٹی بنانی چاہیے۔ جو بارہ ارکان پر مشتمل ہو۔

جناب سپیکر: اس میں بلا شبہ ایک سپیشل کمیٹی بنانی ہو گی۔

وزیر خزانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: جی۔ فنانس منسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب وزیر خزانہ : جناب سپیکر۔ آپ نے فیصلہ فرمایا ہے اور آپ نے رولز کا حوالہ دیتے ہوئے درست فیصلہ فرمایا ہے کہ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے آپ کو قانون اور ضابطے کے اندر رہتے ہوئے ایک سپیشل کمیٹی constitute کرنی ہو گی۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی اس رولنگ سے آپ کے

اس فیصلے سے اتفاق کرتا ہوں۔ جناب سپیکر۔ جہاں تک قائد ایوان کے متعلق یہ تجویز ہے اور آپ کا بھی ارشاد ہے کہ قائد حزب اختلاف کو نمائندگی دی جائے یا حزب اختلاف کو نمائندگی دی جائے تو جناب سپیکر! پارلیمانی روایات جمہوری روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں اس فیصلے کی بھی تائید کرتا ہوں لیکن جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جمہوری روایات یہی ہوں گی اور ہم ایسے ہی کرتے آئے ہیں کہ اس کمیٹی کا جو کنوینر ہے اس کا چناؤ کمیٹی خود کرے۔ آپ کو کسی کو نامزد نہیں کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: آپ ذرا تھوڑے حوصلے سے بات سن لیں۔ اس میں ایک تجویز آئی ہے کہ اس کمیٹی کے مسئلے کو ایک تو ہم نے reopen کر دیا ہے اس لئے کہ ممبر بارہ سے زیادہ نہیں ہو سکتے تھے۔

اجلاس کی کارروائی کا وقت ایک گھنٹہ کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر پر لیڈر آف دی اپوزیشن بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں معزز قائد ایوان کے جذبات کا احترام کرتا ہوں۔ ساتھ ساتھ میں آپ کے فیصلے کا بھی احترام کرتا ہوں لیکن مزید وضاحتوں کے سامنے آنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ میرا اس کمیٹی میں بطور کنوینر شامل ہونا مناسب نہیں ہو گا اور میں آپ کے جذبات کا بھی احترام کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس میں سے withdraw کرنے کی اجازت دی جائے۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ چونکہ یہ رولز آف بزنس 1974ء کے ہیں اور اس میں جناب والا واضح طور پر یہ لکھا ہوا ہے کہ:

Matter relating to the Provincial Legislature including Salaries, Allowances and Privileges of the Speaker, Deputy Speaker and Members of the Provincial Assembly.

یعنی جو Privileges ہیں یہ خاص طور پر لاء اینڈ پارلیمانی امور کی کمیٹی کے ہیں۔ اس لیے آپ اگر یہاں پر کوئی اور بات کریں گے تو وہ بھی استحقاق کا مسئلہ ہو گا یعنی رولز آف بزنس میں واضح طور پر یہ رکھا گیا ہے کہ ممبران کے، سپیکر کے اور ڈپٹی سپیکر کے استحقاق لاء اینڈ پارلیمانی کی کمیٹی کرے گی اگر جناب والا! آپ سپیشل کمیٹی بھی بناتے ہیں تو اس میں میری عرض ہے کہ اس سے پریولیج مجروح ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کونسا صفحہ ہے۔ یہ صفحہ مجھے دکھایا جائے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ صفحہ نمبر 64 ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں اسی ضمن میں عرض کر رہا ہوں شاید میری بات آپ کو پسند آ جائے۔ جناب والا! یہ جو مسئلہ اس وقت ایوان میں پیش ہے۔ اس کے بارے میں عرض ہے کہ جناب والا ایک سپیشل کمیٹی تشکیل فرما رہے ہیں۔ عام حالات میں جب سٹینڈنگ کمیٹیز نہ ہوں تو اس صورت میں سپیشل کمیٹیز بنائی جاتی ہیں اور سپیشل کمیٹی بنانے کا ایوان کو اختیار ہے اور موشن پر بھی آپ کو اپنا فیصلہ صادر کرنے کا اختیار ہے لیکن جب سٹینڈنگ کمیٹیز موجود ہوں۔ تو جناب والا! اس صورت میں سپیشل کمیٹیز عام طور پر نہیں بنائی جاتیں اس صورت میں select committees بنائی جاتی ہیں۔ جب وہ تحریک واپس آئے اور اس پر کوئی اعتراض ہو اور آپ اس پر ممبر ایزاد بھی کر سکتے ہیں اور ممبر انچارج کو بھی عام طور پر اس میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا! سپیشل کمیٹی کی جہاں تک قدغن کا تعلق ہے سیکشن 107 کے تحت اس کی requirement 12 ممبر کی ہے تو لاء اینڈ پارلیمانی امور کی جو کمیٹی ہے اس میں بھی 12 ممبر پہلے ہی موجود ہیں۔

جناب والا! جہاں تک استحقاق کا تعلق ہے جب استحقاق مجروح ہوتا ہے اور ایوان میں وہ موشن carry ہوتی ہے تو وہ موشن Privilege Committee کے سپرد ہوتی ہے۔ جہاں تک قانون بنانے کا تعلق ہے یا assess کرنے کا تعلق ہو یہ معاملات لاء اینڈ پارلیمانی امور کی کمیٹی refer ہوتے ہیں اور اس میں ممبران کی تعداد واقعی اس کے برابر ہے تو جناب والا! میری آپ سے استدعا ہے کہ اس صورت میں نئے صورت سے violation ہو گی آپ اس کو refer کریں اور اس کے بعد جو بن کر آئے اس میں آپ کو اختیار ہے کہ آپ سلیکٹ کمیٹی بنائیں اور جو ممبران آپ اس میں شامل کرنا چاہیں اور جو اس میں اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! یہ جائز بھی ہو گا قانونی بھی ہو گا اور رولز کے مطابق بھی ہو گا۔ تو جناب والا! مجھے صرف یہ استدعا کرنی تھی۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو استدلال پیش کیا ہے اگر آپ رول نمبر 160 کو پڑھیں اس کے پیراگراف نمبر 1 پر یہ ہے۔

160 (1) The Assembly may, By motion, appoint a Special Committee which shall have such composition and functions as may be specified in the motion.

اب جناب والا! اس کا جو دوسرا پیرا ہے اس میں تو ممبران کی تعداد کا ذکر ہے اس میں تو کوئی ایسے قواعد نہیں ہیں کوئی پابندی نہیں ہے کہ باضابطہ کمیٹی کے ہوتے ہوئے کوئی کمیٹی نہیں بن سکتی بلکہ اس

میں پروویژن اسی لئے رکھی گئی ہے کہ کوئی ایسا اہم معاملہ جس میں سپیشل کمیٹی یا دو تہائی ارکان پر مشتمل ایوان اگر اسے بنانا چاہے تو یہ بنا سکتا ہے اس پر کوئی قدغن نہیں۔ یہ میں پہلے پوائنٹ آف آرڈر کا بھی جواب دے رہا ہوں اور دوسرے پوائنٹ آف آرڈر کا بھی جواب دے رہا ہوں۔

جناب سپیکر: اس میں میں سمجھتا ہوں کہ جو میاں منظور احمد موہل صاحب نے استدلال پیش کیا ہے کہ رولز آف بزنس میں یہ واضح طور پر دیا گیا ہے کہ لاء اینڈ پارلیمانی امور کی کمیٹی کا کیا بزنس ہے ہمارے رولز میں یہ صاف طور پر دیا گیا ہے کہ سٹینڈنگ کمیٹی فار لاء اینڈ پارلیمانی امور لاء کے معاملات کو deal کرے گی اور اس میں اس کو clear کیا گیا ہے کہ ۱۱ ج ۱۰

"Matters relating to the Provincial Legislature including Salaries, Allowances and Privileges of the Speaker, Deputy Speaker and Members of the Provincial Assembly."

اس بارے میں رولز آف بزنس میں دیا گیا ہے کہ اس کو لاء اینڈ پارلیمانی امور کی کمیٹی deal کرے گی اس میں کوئی شک نہیں کہ رولز آف بزنس میں یہ بات دی گئی ہے لیکن اس کے باوجود یہ ہمیں اس بات سے روکتی نہیں ہے کہ گورنمنٹ کے بنائے ہوئے قواعد انضباط کار سے مطابقت نہ رکھتے ہوئے اسمبلی کوئی فیصلہ دے سکتی ہے۔ اسمبلی جو ہے وہ سپریم باڈی ہے اور Rules of Business جو ہیں یہ گورنمنٹ کے بنائے ہوئے ہیں اس لئے اسمبلی اگر فیصلہ کرے کہ ہم سپیشل کمیٹی بنائیں تو اس میں Rules of Business آڑے نہیں آتے۔ primivily یہ Law & Parliamentary functions کی کمیٹی کا ہے لیکن اگر کوئی زیادہ اہمیت کی حامل کمیٹی بنانی ہو اور سپیشل کمیٹی بنانی ہو تو اسمبلی کو پورا پورا اختیار ہے کہ وہ کوئی سپیشل کمیٹی بنا سکتی ہے۔ اب اس بارے میں کئی تجاویز ہمارے سامنے آئی ہیں۔ ایک تجویز یہ آئی تھی جو قائد ایوان نے دی تھی کہ قائد حزب اختلاف کو اس میں شامل کیا جائے۔ بعد ازاں منسٹر فنانس نے کہا ہے کہ قائد حزب اختلاف کو شامل کیا جائے لیکن ان کا کنوینر ممبر خود مقرر کریں۔ میں نے اپنے طور پر قائد حزب اختلاف کو کنوینر اس لئے مقرر کرنے کی تجویز دی تھی کہ چیف منسٹر صاحب نے ان کو کمیٹی میں ممبر بنانے کی تجویز دی ہے تو وہ اپنے مقام اور مرتبے کے مطابق اگر کسی کمیٹی کے ممبر ہوں گے تو وہ اس صورت میں اس کمیٹی میں ہو سکتے ہیں جب اس کمیٹی کا کنوینر ان کو بنایا جائے۔ اگر قائد حزب اختلاف کو اس کمیٹی کا کنوینر نہیں بنایا جا سکتا تو قائد حزب اختلاف کو اس کمیٹی میں شامل نہیں ہونا چاہیے۔ چنانچہ پہلے بھی وہ کسی سٹینڈنگ کمیٹی میں بطور رکن کے شامل نہیں ہیں اس لئے کہ اگر ان کو کمیٹی میں شامل کرنا ہے تو ان کو ان کا مرتبہ دینا ہو گا' ان کا مقام دینا ہو گا۔ پھر ان کو اس کا کنوینر بنانا ہو گا۔ اب اس تجویز کے بارے میں آپ کو اس پر فیصلہ کرنا

ہو گا کہ اگر ان کو کنوینر بنانا ہے تو پھر وہ اس کے ممبر رہیں۔ اگر ان کو کنوینر نہیں بنانا تو پھر ان کو ممبر بھی نہیں بنانا۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف اگر خود آنا پسند کریں تو سر آنکھوں پر اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں تو حزب اختلاف سے کوئی نمائندہ بھی دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی ہاں! ظاہر ہے' نمائندہ تو ان کا دوسری کمیٹیز میں بھی شامل ہے۔ ان کا نمائندہ Law and Parliamentary Affairs کمیٹی میں بھی شامل ہے۔ تو اس بارے میں لیڈر آف دی اپوزیشن فنانس منسٹر صاحب کی اس تجویز کے بعد اپنا نام خود واپس لے چکے ہیں۔ انہوں نے اپنا نام واپس لے لیا ہے کہ اگر مجھے کنوینر نہیں بنانا ہے تو میں اس کمیٹی کی رکنیت لینے سے معذوری کا اظہار کرتا ہوں لیکن میں اس بارے میں یہ کہوں گا کہ اس سلسلے میں سپیشل کمیٹی constitute ضرور ہونی چاہیے کیونکہ یہ ممبرز کے Privileges کا معاملہ ہے اور یہ بڑا اہم معاملہ ہے اور اس میں ہمارے جو صاحبان ہیں' جو ممبرز کے Privileges سے واقف ہیں۔ جو قانون سازی کے عمل سے واقف ہیں۔ جو اسمبلی کے وقار سے واقفیت رکھتے ہیں' ان صاحبان کو اس میں شامل ہونا چاہیے تاکہ وہ بہتر انداز میں contribute کر سکیں اور اس سپیشل کمیٹی میں' میں تجویز کرتا ہوں کیونکہ تجویز بہرصورت کرنا ہو گی۔ آپ اس پر جیسے اتفاق کرتے جائیں وہ اس پر آپ اتفاق کرتے جائیں۔ اگر اس تجویز پر آپ اتفاق نہ کرتے ہوں تو مجھے بتا دیجئے گا۔

اس کمیٹی میں' میں میاں منظور احمد موہل صاحب کا نام تجویز کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں چودھری سکندر حیات ملی صاحب کا نام تجویز کرتا ہوں۔

میں اس میں راجہ خلیق اللہ خان صاحب کا نام تجویز کرتا ہوں۔ تین صاحبان

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب سپیکر! سید طاہر احمد شاہ صاحب کا نام بھی شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔

میں سید طاہر احمد شاہ صاحب کا نام تجویز کرتا ہوں۔ چار ہو گئے۔

معزز ممبران: جی۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب۔

جناب سپیکر: اور اس میں' میں رانا ثناء اللہ خان صاحب کا نام تجویز کرتا ہوں۔ آپ ذرا حوصلہ

کیجئے نا۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب کا نام۔ کتنے ہو گئے۔

معزز ممبران: پانچ۔ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب۔

جناب سپیکر: پانچ۔
میں ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب کا نام تجویز کرتا ہوں۔ چھ

جناب سہیل ضیاء بٹ: خان زادہ تاج محمد ______

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ نام تجویز نہیں کریں گے۔ تشریف رکھیں۔
میں خان زادہ تاج محمد صاحب کا نام تجویز کرتا ہوں۔ سات
میں سردار عاشق حسین گوپانگ کا نام تجویز کرتا ہوں۔ آٹھ
میں چودھری محمد فاروق کا نام تجویز کرتا ہوں۔ نو
میں شیخ محمد طاہر رشید کا نام تجویز کرتا ہوں۔ دس

دیوان سید عاشق حسین بخاری (وزیر خوراک): محترمہ فوزیہ بہرام۔

جناب سپیکر: میں محترمہ فوزیہ بہرام کا نام تجویز کرتا ہوں۔ گیارہ
اور آخری ایک نام جو ہے (قطع کلامیاں) وہ میں اقلیتی نمائندوں سے جناب پیٹر گل کا نام تجویز کرتا ہوں۔ بارہ نام ہو گئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! فاروق دو ہیں۔ آپ ذرا وضاحت فرما دیں۔

جناب سپیکر: چودھری محمد فاروق۔ اس میں میاں منظور احمد موہل صاحب کو اس کا کنوینر مقرر کیا جاتا ہے۔ تو اب صاحبان بجٹ پر آ جائیں۔
جناب رانا صاحب کی کٹ موشنز کو ٹیک اپ کرنا ہے؟

میزانیہ بابت سال 92-1991ء پر بحث

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

خان زادہ تاج محمد: جناب سپیکر اجازت ہے؟

جناب سپیکر: خان زادہ صاحب کوئی تجویز پیش کرنا چاہتے ہیں۔ سنا ہے کہ کوئی بڑی اہم تجویز ہے؟

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, after a most important unanimous decision, where the wisdom predominated

all the other feelings. Very valuable time of the House was spent in coming to a decision where the Leader of the House alongwith Members of the Opposition and Members from the Treasury benches tried to reach a unanimous decision, which is a matter of congratulation for upholding rights of six crore people of Punjab. It is a tribute. I would appeal to the Opposition to withdraw their cut motions and let this budget be unanimously passed. I am sure that in view of our good relations they will agree to my request and will give a unanimous decision to pass the budget in this House favouring the oldest elderly man.

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! ایجوکیشن کی ڈیمانڈ پر میری کٹ موشن تھی۔ میں اس پر اپنا اظہار خیال کر رہا تھا۔ میری تقریر کے دوران ایک اہم نوعیت کا معاملہ اسمبلی کے سامنے پیش کیا گیا۔ اسمبلی نے اس معاملے کو آوٹ آف ٹرن ٹیک اپ کیا اور مجھے خوشی ہوئی کہ اس معاملے پر چیف منسٹر صاحب نے ایک فوری اور سخت نوعیت کا ایکشن لیا۔

جناب سپیکر: یہ غلام سرور خان صاحب آپ اب اس تحریک استحقاق پر پھر آ رہے ہیں؟ تحریک استحقاق پر اظہار خیال کر رہے ہیں؟

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میں اپنے دوستوں کے جذبات کی تائید بھی کرتا ہوں اور اظہار یک جہتی کی بنیاد پر جو کٹ موشن میں نے پیش کی تھی اس پر میں مزید کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

باقی جو کٹ موشنز ہم نے دی ہیں' باقی دوستوں کی طرف سے بھی تعمیری تنقید کرنے کے لیے کٹ موشنز پیش کی گئی ہیں وہ کٹ موشنز ہم take up کریں گے۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں' میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ میرے بھائی جناب غلام سرور خان نے درست فرمایا ہے اور اس سلسلے میں قائد حزب اختلاف کوئی بھی حتمی فیصلہ کر کے میری بات کے بعد ابھی آپ کو آگاہ کر دیں گے۔ لیکن اس مرحلے پر میں ایک بات ضرور کرنا چاہوں گا کہ یہ تو درست ہے کہ جب حزب اقتدار کی طرف سے کوئی تحریک استحقاق آئے تو حزب اختلاف اس کا ساتھ دے تو اس چیز کو بڑا سراہا جاتا ہے اور پھر اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ جمہوری روایت کی پذیرائی کی بات ہے لیکن میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا جمہوری روایات کی پذیرائی کا کام صرف حزب اختلاف کو کرنا ہے۔ آج کے اس واقعہ کے بعد جس میں مثالی اتحاد کا مظاہرہ کیا گیا ہے اور ہم سب دوستوں نے اپنے حزب اقتدار کے دو بھائیوں کے ساتھ ہونے والی زیادتی کو اسی

طرح محسوس کیا کہ جیسے وہ ہمارے ساتھی ہیں۔ پھر اس کے بعد دیکھنے میں یہ آیا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی افسوس ناک بات تھی کہ سپیشل کمیٹی قائم ہونے کے معاملے میں حزب اقتدار کی طرف سے لیڈر آف دی ہاؤس نے ایک تجویز پیش کی کہ میری یہ خواہش ہے کہ قائد حزب اختلاف کو اس سپیشل کمیٹی میں شامل کر لیا جائے اور اور آپ نے قواعد کے مطابق اس بات کی نشاندہی کی کہ جب وہ شامل ہوں گے تو پھر انہیں اس کمیٹی میں کنوینر رکھا جائے گا۔ لیکن اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ وزراء صاحبان میں ایک کھلبلی مچ گئی' کوئی ادھر بھاگ رہا ہے کوئی اس سے بات کر رہا ہے' پہلے ایک صاحب کھڑے ہوئے انہوں نے بڑی دلیلیں دیں' پھر دوسرے صاحب کھڑے ہو گئے جیسے کہ ان کا اقتدار چھینا گیا ہو کہ جیسے ہی قائد حزب اختلاف اس کمیٹی کے کنوینر بن جائیں گے ان کا اقتدار چھن جائے گا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دورنگی نہیں ہونی چاہیئے۔ انہیں بھی چاہیئے کہ جو جمہوری روایات ہیں انہیں بھی اس طرح سے لیں۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: ہم ڈیمانڈ نمبر 15 کو لے چکے ہیں؟ اس کٹ موشن پر غلام سرور خان کے علاوہ کوئی اور فاضل رکن اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں؟

رانا اکرام ربانی: میں اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمائیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! مجھے احساس ہے کہ اس مرحلے پر یہ ایوان تلخ باتیں سننے کے موڈ میں نہیں لیکن ہماری یہ سیاسی ذمہ داری ہے۔ جہاں تک اس ایوان کے Privileges کا تعلق ہے' ہمارے ایک ساتھی کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا تعلق ہے۔ ہم نے اور ہمارے سارے ساتھیوں نے اپنا وہ کردار بھی بڑے اچھے طریقے سے ادا کیا ہے اور یہ جو ہمارا حزب اختلاف کا کردار ہے ہم کوشش کرتے ہیں کہ اسے بھی صحیح طرح سے ادا کیا جائے۔ میں اس کٹ موشن پر زیادہ تفصیلات بیان نہیں کروں گا۔ صرف ایک دو چیزیں جو قابل ذکر ہیں ان کی طرف میں محترم وزیر تعلیم کی اور محترم وزیر خزانہ کی توجہ دلاؤں گا۔

سب سے پہلے ہم نے یہ بات کی تھی کہ پچھلے سال کی نسبت اس سال بجٹ میں کم رقم رکھی گئی ہے اور میں نے اس کی تائید میں وائٹ پیپر کا جو صفحہ 51 ہے۔ اس کا حوالہ دیا تھا کہ پچھلے سال ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ کی مد میں ٹوٹل بجٹ کا 12.80 فیصد رکھا گیا تھا اور اس سال ٹوٹل بجٹ کا 11.71 فیصد رکھا گیا ہے اور میری اس بات کی تائید حزب اقتدار کے ایک دو معزز اراکین نے اپنی تقاریر میں

بھی کی ہے۔ جناب سپیکر! اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پچھلے سال جو رقم اس مد میں رکھی گئی تھی آیا وہ پوری خرچ ہوئی ہے؟ کیونکہ اس تجربے کی روشنی میں ہم نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ اس اہم چیز کو ہم نے اچھی طرح سے دیکھنا ہے۔ یہ ہماری نسل' صوبہ اور پاکستان کے مستقبل سے تعلق رکھتی ہے۔ جناب والا! میں نے اپنی افتتاحی بجٹ تقریر میں بھی اس کا حوالہ دیا تھا۔ سالانہ بجٹ سٹیٹمنٹ کا صفحہ 11 ہے کہ 91-1990ء میں تعلیم کی مد میں جو رقم رکھی گئی تھی وہ پوری طرح سے خرچ نہیں کی گئی۔ جناب والا! میری ان دونوں باتوں کا جواب بھی نہیں دیا گیا۔ ایک اور چیز کی اس بجٹ میں کمی محسوس ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ سائنس کا دور ہے ریسرچ کا دور ہے لیکن تعلیم کی مد میں جو سائنسی آلات اور لائبریری سے متعلق ہے اس کے لیے کوئی پرویژن نہیں رکھی گئی ریسرچ کے لیے لائبریریاں بڑی ضروری ہیں اور قوم کے بچوں کو صحیح بنیادوں پر تعلیم دینے کے لیے جو وقت کے چیلنجوں کا مقابلہ کر سکیں' جو وقت کے تقاضوں کو پورا کر سکیں اس کے مطابق اس میں پرویژن نہیں رکھی گئیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا! کیا آپ ہاؤس کو ان آرڈر سمجھتے ہیں؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ موہل صاحب! چودھری ظفر صاحب' راجہ صاحب رائے نور محمد کھرل صاحب' سب صاحبان توجہ فرمائیں۔ قائد حزب اختلاف کوتی پر بات کر رہے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! اس ہاؤس کے سامنے میں عرض کر رہا تھا کہ تعلیم کا کوئی نہ کوئی مقصد ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے پیش نظر طرز تعلیم متعین ہوتا ہے اس کے تحت سلیبس بنائے جاتے ہیں خواندگی کی شرح میں جو ممالک دنیا میں سب سے نچلی سطح پر آتے ہیں بدقسمتی سے ہمارا ملک اس میں شامل ہوتا ہے۔ اب وہ ملک جس میں خواندگی کی شرح غیر ترقی یافتہ ممالک میں بھی Bottom Line میں آتی ہو اس ملک میں ایک تو پہلے ہی اس مد میں کم رقم رکھی جائے۔ اس کے بعد جو رقم رکھی گئی ہو وہ بھی ہم پوری طرح سے خرچ نہ کر سکیں تو جناب والا! ہم کیسے اس بات کو تسلیم کریں کہ آنے والے وقت میں ہماری تعلیم کا معیار بہتر ہو سکتا ہے۔ خواندگی کی شرح میں اضافہ ہو سکتا ہے؟ یا جدید زمانے کے تقاضے' مطالبات یا چیلنجوں کا مقابلہ کر سکیں گے۔ میں نے یہ عرض کی کہ جو Scientific Equipment اور لائبریری کے لیے جو پرویژن پہلے بجٹ میں ہوتی تھی۔ وہ اب نہیں۔ اب یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ "پائیدار اشیا" کی مد میں آتا ہے۔ جناب سپیکر! تین چار سال پہلے اس ملک یا اس صوبے میں جو حالات تھے تو اس وقت باقاعدہ اس مد میں پرویژن رکھی جاتی تھی

کہ Scientific Equipment کے لئے یا لائبریری کے لئے اتنی رقم مہیا کی جاتی ہے۔ اس کے بغیر ہم ڈاکٹر، سائنس دان، انجینئر فراہم کر سکیں گے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ جناب والا! ایک طرف اس کی ترقی کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی جا رہی اور دوسری طرف جو پہلے ہی ایک معیار تعلیم بن چکا ہے کم از کم اس معیار ہی کو برقرار رکھا جائے۔ کوئی مزید خرابی نہ پیدا کی جائے۔ یعنی ایک تو اس ذمہ داری کو نبھائے جو تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے ہے اور یہ ایک دوسری ناکامی ہے کہ جو معیار تعلیم قبل ازیں چل رہا ہے اس کو ہی قائم رہنے دیا جائے۔ اب وہ کیسے خراب ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس بارے میں کل بھی میں نے عرض کی تھی۔ عدالتوں کی رولنگ بھی آ چکی ہیں۔ Education institutions میں گروہ بندی ہو گی Nepotism ہو گی۔ سیاسی طور پر تبادلے ہوں گے۔ یہ ہمارا کہنا نہیں ہے بلکہ ہائی کورٹ کی Rulings موجود ہیں۔ اس کے بعد ہم کیسے توقع رکھ سکتے ہیں کہ ہمارا یہ تعلیمی معیار برقرار رہ سکے گا۔ (شور) جناب سپیکر قائد ایوان کی ذمہ داریوں میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ وہ ایوان میں نظم و ضبط قائم رکھے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

رانا اکرام ربانی: خدا کے لیے وہ معیار قائم رہنے دیا جائے۔ ایک طرف تو یہ دعوے اور مطالبے کہ اسلامی نظام ہونا چاہیئے، refresher Courses ہونے چاہئیں لیکن ایوان میں ایک انتہائی سنجیدہ موضوع پر گفتگو ہو رہی ہے اور دوست درخواستیں اٹھا کر پھر رہے ہیں۔ اگر تبادلے اور تقرریاں سیاسی بنیادوں پر ہوں گی تو اس کا نتیجہ جو نکلے گا وہ کوئی اچھا نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات مختصر کرتے ہوئے ضمنی بجٹ کی طرف آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا۔ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ ایوان کے سامنے پیش کی گئی تھی اس میں جو تعلیمی معیار کی بات کی گئی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت کم دوست اس پر توجہ دیتے ہیں شاید وزیراعلیٰ اور وزیر تعلیم کی نظروں سے بھی گزری ہو گی لگتا ہے قائد ایوان کو تو اتنا وقت نہیں ملتا ہے۔ میں نے اس بات کا اظہار کیا تھا کہ 1977ء میں ایک نظام، ایک پارٹی اور ایک اقتدار کو ختم کیا گیا تھا۔ 1977ء سے موجودہ حکومت نے ذمہ داری سنبھالی اور اس قوم کو صحیح بنیادوں پر ڈالنے کی ذمہ داری لی گئی۔ پہلے تو اخبارات اور ریڈیو کنٹرول میں تھے اور پھر اس کا نتیجہ جو نکلا وہ ظاہر ہے۔ دعوے ایک طرف، لیکن حقیقت برعکس۔ ایک بچہ جو پہلی جماعت میں پڑھتا تھا وہ چودہ سال ان کی نگرانی میں رہا اور اس کے بعد اسلام کی بنیادی معلومات جو ایک پڑھے لکھے کے پاس ہونی چاہئیں وہ بھی اس کے پاس نہیں تھیں۔

جناب والا! میں صرف ایک دو حوالے دے کر اپنی بات ختم کر دوں گا۔ تحریک پاکستان، قائداعظم

اور پاکستان کے حوالے سے میں بات کروں گا۔

رپورٹ کے صفحہ 18 پہ ہے۔ "جنرل نالج" وہ بچہ جو پہلی جماعت سے ہی ہم نے take over کر لیا ہے' ہم اسے چودہ سال میں یہ سمجھا سکے ہیں کہ گاندھی جی آل انڈیا مسلم لیگ کے پہلے صدر تھے۔ ہمیں اس بات پر شرم آتی ہے' افسوس ہوتا ہے چودہ سال میں گریجوایشن کرنے کے بعد ہم یہ سمجھا سکے ہیں کہ گاندھی آل انڈیا مسلم لیگ کے پہلے صدر تھے۔ میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ایک طرف معیار تعلیم کو بہتر بنانے کے لیے کچھ نہیں ہو رہا لیکن دوسری طرف معیار کو گرانے کے لیے سب کچھ کیا جا رہا ہے۔ اس کا جو نتیجہ نکلا ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔

دوسرے سوال کا جواب دیتا ہے کہ "قائداعظم کا خطاب برطانوی حکومت کی طرف سے دیا گیا" جناب والا! یہ حقیقتیں ہمارے سامنے ہیں۔ مجھے خوشی ہوتی کہ ہاؤس کے اراکین نے اگر یہ بھی پڑھا ہوتا۔ یہ صرف ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔ ہم تو اپنی ذمہ داریاں نبھاتے ہیں۔

اس کے بعد یہ تیسرا جواب ہے کہ "محمد بن قاسم آخری مغل شہنشاہ تھے جو کلکتہ سے سندھ میں آئے" مجھے توقع ہے کہ ان ساری باتوں کے پیش نظر آنے والے وقت میں اس اہم مد میں توجہ دی جائے گی۔ ضمنی بجٹ میں یہ بتایا گیا کہ شاہ عبداللطیف بھٹائی جن کے بارے میں ہمارے بچوں کا خیال ہے کہ وہ آگرہ میں مدفون ہیں" چودہ سال میں ہم بچوں کو یہ سکھا سکے ہیں' پڑھا سکے ہیں۔ جناب والا! یہ وہ حقائق ہیں۔ اس کے بعد میں ایک دو figures کی بات کروں گا۔ ڈیمانڈ کے صفحہ 419 ڈائریکٹر جنرل لائبریریز 1991ء میں بھی ایک تھے 1992ء میں بھی ایک تھے۔ ان کی تنخواہ کے لیے پچھلے سال بھی 58 ہزار 800 روپے کی رقم رکھی گئی تھی اور اس سال بھی 58 ہزار 800 روپے رکھی گئی ہے۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایجوکیشن 1991ء میں بھی 68 تھے اور 1992ء میں بھی 68 ہیں۔ لیکن 92-1991ء میں 34,74,890 روپے رکھے گئے ہیں جبکہ 91-1990ء میں 38,41,350 روپے مختص کئے گئے تھے۔ اس طرح 4 لاکھ کم کر کے لکھ دیئے گئے ہیں۔ جناب والا! 91-1990ء میں 92 تھے اور 92-1991ء میں بھی 92 ہیں لیکن پچھلے سال 15 لاکھ اور اگلے مالی سال کے لیے 25 لاکھ روپے مانگے گئے ہیں۔ جناب والا! جب یہ بات ہو گی کہ بجٹ کو چوبیس گھنٹوں میں الٹ پلٹ کیا جائے گا تو اس قسم کے شاہکار ہمارے سامنے آئیں گے۔ جناب سپیکر! تعلیمی پالیسی' اس کے نتائج اور بجٹ کے ان سارے گورکھ دھندوں پر تبصرے کے بعد میں ایوان سے مطالبہ کروں گا اور درخواست دوں گا کہ میری اس کٹوتی کی تحریک کی مخالفت نہ کریں۔ شکریہ!

جناب سپیکر: اور کوئی صاحب اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

160691-1
28/9
65

تو اب کوئی صاحب اور کوئی مقرر اس پر بات تو نہیں کرنا چاہتے۔ تو کیا ایجوکیشن منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں آپ کو ضرورت نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ :-

"10 ارب 42 کروڑ 50 لاکھ 92 ہزار 7 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر' مطالبہ نمبر 15 تعلیم کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے جو اس تحریک کے حق میں وہ "ہاں" کہیں' جو اس کے خلاف ہیں وہ "ناں" کہیں۔

(تحریک نا منظور کی گئی)

اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک رقم جو 10 ارب 42 کروڑ' 50 لاکھ 92 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "تعلیم" برداشت کرنا پڑیں گے۔ جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں گے جو اس کے خلاف ہیں وہ "نا" کہیں گے۔

(مطالبہ زر با اتفاق رائے منظور ہوا)

(تحریک منظور کی گئی)

رانا اکرام ربانی: اگر آپ یہ فرما دیں کہ گلوٹین کے لیے آپ نے کیا وقت مقرر کیا ہے تو ہمیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: یہ تو اب آپ پہ منحصر ہے۔ پہلے تو ایک بجے گلوٹین اپلائی کرنے کا فیصلہ تھا۔ اس کے بعد یہ تحریک استحقاق کے صورت میں ایک گھنٹہ کے لئے ہاؤس ایڈجرن ہو گیا۔ اس کے بعد ہم پھر دوبارہ اکٹھے ہوئے۔ تو ایک گھنٹے کے لئے ہم نے ہاؤس کے وقت کو بڑھایا ہوا ہے۔ یعنی دو بجے سے تین بجے تک بڑھایا ہوا ہے۔ اگر آپ مزید کٹ موشنز کو نہ لیں تو ابھی سے گلوٹین اپلائی کر لیں تو میرا خیال ہے کہ مزید ٹائم بڑھانے کی ضرورت نہیں ہو گی۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! جس وقت صبح کارروائی شروع ہوئی ہے تو آپ نے اس میں گلوٹین کا وقت بتایا تھا اس میں ہمیں بات کرنے کے لیے اڑھائی گھنٹے کا وقت ملا تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ دوست ابھی سے شور مچا رہے ہیں کہ بس کریں' جانے دیں بس کریں' اس کو کم از کم ساڑھے تین بجے تک تو چلائیں۔

جناب سپیکر: آپ کا کیا خیال ہے کہ کس وقت گلوٹین اپلائی کی جائے؟

رانا اکرام ربانی: ساڑھے تین بجے کا ٹائم رکھ لیں۔

جناب سپیکر: اگر رانا ثناء اللہ خان صاحب کی کوئی دل کی بات مان لی جائے تو پھر آپ کو اس وقت کے لیے گلوٹین suit کرتی ہے؟

رانا اکرام ربانی: ان کا ہی یہ فرمان ہے کہ ساڑھے تین بجے کرلی جائے۔

جناب سپیکر: میں تو سوچ رہا تھا کہ رانا ثناء اللہ آپ کو اس سے پہلے کا کوئی ٹائم بتائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! ان کٹ موشنز کے ذریعے ہم ان باتوں کی نشاندہی کرنی چاہتے ہیں' جو آج کے حکمران اس ملک کے عوام کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ہماری تو یہ ڈیوٹی ہے کہ ہم ان کے سامنے کلمہ حق کہیں۔ آگے ان کی مرضی ہے جو اس حد تک بیزار ہیں کہ سننے کو بھی تیار نہیں ہیں۔ بہرحال ہمارا تو فرض ہے اور ہم نے تو کہنا ہے۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ ساڑھے تین بجے تک۔ ویسے تو ہمارا ٹائم تقریباً" دو تین گھنٹے کا ضائع ہوا ہے۔ تو اب ہم اس حساب سے یعنی ون تھرڈ کی بات کرتے ہیں۔ ساڑھے تین یا سوا تین ہی کوئی ہے۔

جناب سپیکر: تو ساڑھے تین بجے تک آپ ساری بات کرلیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: میرا خیال ہے کہ ہم اس وقت تک اپنی بات مکمل کر سکیں گے۔ زراعت پہ بات کرنا ذرا زیادہ ضروری ہے۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے پھر ساڑھے تین بجے پر سارا ہاؤس متفق ہے کہ ساڑھے تین بجے گلوٹین اپلائی کریں گے۔ ابھی اس میں کوئی زیادہ ٹائم نہیں ہے اگر اپوزیشن اس پر اظہار خیال کرنا چاہتی ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ابھی آدھا گھنٹہ باقی ہے کوئی زیادہ ٹائم نہیں ہے۔ اب ڈیمانڈ نمبر 16 ہے۔ لاء منسٹر صاحب اب اس کو ٹیک اپ کریں؟ جی جناب فنانس منسٹر ــــــــ

مطالبہ نمبر 16

وزیر خزانہ: جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

"ایک رقم جو 2 ارب 71 کروڑ 42 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان

اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"ایک رقم جو 2 ارب 71 کروڑ 42 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہیلتھ سروسز برداشت کرنا پڑیں گے۔"

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس پہ کٹ موشن ہے رانا اکرام ربانی خان' سید چراغ اکبر شاہ' علی حسن رضا قاضی' ملک اقبال احمد خان لنگڑیال' خانزادہ محمد ضرغام خاکوانی' غلام سرور خان' رانا ثناء اللہ خان _____ اس کو کون پیش کرنا چاہیں گے؟ رانا اکرام ربانی خان اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"2 ارب 71 کروڑ 42 لاکھ روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر نمبر 16 ہیلتھ سروسز کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ:-

"2 ارب 71 کروڑ 42 لاکھ روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر نمبر 16 ہیلتھ سروسز کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

وزیر خزانہ: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

وزیر صحت: میں بھی اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: تو اس تحریک کے محرکین میں سے رانا اکرام ربانی خان اظہار خیال فرمائیں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں اس میں یہی گزارش کروں گا جیسا کہ جنرل بجٹ پر بھی ہم نے کہا تھا کہ حکومت کی جو کارکردگی ہے یا جو توجہ ہے اس ضمن میں اس کا حوالہ دیتے۔ میں پھر اس بات

کو دہراتا ہوں کہ پچھلے سال کی نسبت اس میں رقم کم رکھی گئی ہے اور اس کی تفصیل یا وضاحت ہم نے اس طرح سے کی تھی کہ کل بجٹ کا 15.01 فیصد تھا وہ ہیلتھ کے لیے رکھا گیا تھا اور اس دفعہ کل بجٹ کا 13.14 فی صد رکھا گیا ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

اور بجٹ سٹیٹمنٹ سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ 91-1990ء کا جو actual بجٹ اسٹی میٹ تھا اس میں جو رقم رکھی گئی تھی 39,42,94 ہزار وہ بھی پورے طریقے سے استعمال نہیں کی گئی۔ اس صوبے میں لوگوں کو ملنے والی سہولتیں اتنی کم ہیں کہ جو ترقی پذیر ممالک ہیں ان کی فہرست میں بھی یہ Bottom Line میں آتی ہے۔ اولاً اس میں رقم کم رکھی جائے اور پھر وہ پورے طریقے سے استعمال نہ کی جائے۔ اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت پنجاب کو اپنے عوام کے لیے طبی سہولتیں مہیا کرنے میں کتنی دلچسپی ہے پھر جو رقم ملتی ہے وہ بھی اسی طرح پورے ڈیپارٹمنٹ کی inefficiency کی نذر ہو جاتی ہے اور کئی رورل ہیلتھ پلانز کرپشن کی وجہ سے مکمل نہیں کیے جا سکے۔ اس کے بعد رورل ایریا میں جو میڈیکل کور دیا جانا چاہیے تھا وہ بھی نہیں دیا جا سکا اور اس کے بعد جو لائف سیونگ دوائیاں ہسپتالوں میں چاہئیں وہ بھی ہسپتالوں کو پوری مہیا نہیں کی جا سکیں۔ دو تین روز ہوئے خبر آئی تھی کہ میو ہسپتال کو 25 لاکھ روپے کی مائیکرو سکوپ 85 لاکھ روپے میں بیچی گئی۔ اس قسم کی چیزیں بھی ہمارے سامنے آتی ہیں۔ ایک اور خبر آئی ہے کہ ایک دوائی جس کی سرجری کے دوران ایستھیسیا دینے کے لیے ضرورت ہوتی ہے ہسپتالوں میں وہ بھی موجود نہیں ہے۔

جناب والا! اس ساری کارکردگی کے بعد یہ اس مطالبہ زر کے حق دار نہیں ہیں جو انہوں نے پیش کیا ہے۔ میں ان ساری تفصیلات کے حوالے سے ایوان سے یہ درخواست کروں گا کہ ہماری اس کٹ موشن کی حمایت کرے۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی اور صاحب اس پر تقریر کرنا چاہیں گے؟ کیا ہیلتھ منسٹر صاحب جواب دینا چاہیں گے؟

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب والا!

جناب والا! جناب لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہاں محکمہ صحت کے بارے میں اس کی ڈیمانڈ جو کہ 2 ارب 71 کروڑ 42 لاکھ روپے کی ہے اس پر کٹوتی کے لیے کہا ہے۔ میں اس بات پر حیران ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن نے اپنی ہی تقریر میں جو کہ بجٹ پر ان کی افتتاحی اور ابتدائی تقریر تھی اس

میں واضح طور پر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں کہا تھا کہ اس میں مزید فنڈ دیئے جانے چاہئیں تھے اور جیسا کہ انہوں نے ابھی یہ کہا کہ پچھلے سال کے مقابلے میں اس مد میں غالباً" کم رقم رکھی گئی ہے۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ یہ دو متضاد چیزیں ہیں اور انہوں نے جو کٹ موشن پیش کی ہے اس میں کوئی متبادل طریقہ کار بھی نہیں بتایا۔ یہاں ایوان میں پہلے بھی میں عرض کر چکا ہوں اور آج بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ محکمہ صحت انتہائی اہم محکمہ ہے اور اس کی اہمیت اس حوالے سے ہے کہ ہم نے اپنے پنجاب کے چھ کروڑ عوام کی صحت کے بارے میں فکر کرنا ہے اور انہیں صحت کی سہولتیں مہیا کرنی ہیں۔ تو اس سلسلے میں حکومت کی سب سے اولین پالیسی جو اپنا عہدہ سنبھالنے کے بعد آئی ہے وہ رورل ہیلتھ پالیسی تھی جس کے تحت ہم نے دور دراز علاقے میں Basic Health Unit اور رورل ہیلتھ سنٹرز میں ڈاکٹر پہنچائے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ امریکہ اور انگلینڈ میں جو جدید ترین بائی پاس آپریشن سہولت میسر ہے' وہ سہولت ہم نے حال ہی میں اپنے پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں مہیا کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب غلام سرور خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہم نے گلوٹین کے لیے ساڑھے تین بجے کا وقت مقرر کیا تھا اور جناب وزیر محرک حضرات سے زیادہ وقت لے رہے ہیں۔ یہ وقت آپ کو منہا کرنا پڑے گا یا وقت بڑھانا پڑے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قواعد تو کوئی نہیں ہیں کہ اس سلسلے میں منسٹر صاحب نے اتنی تقریر کرنی ہے لیکن میں وزیر صحت سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تقریر کو ذرا مختصر کریں تاکہ اپوزیشن کو زیادہ سے زیادہ وقت مل سکے۔

وزیر صحت: جناب والا! میں ان کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے اپنی بات ختم کرتا ہوں اور ایوان سے درخواست کروں گا کہ اس مد میں بالکل کٹ نہ لگایا جائے بلکہ جناب وزیر خزانہ نے جو تجویز کیا ہے اس کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"2 ارب 71 کروڑ 42 لاکھ روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر "ہیلتھ سروسز" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

(مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 2 ارب 71 کروڑ 42 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "ہیلتھ سروسز" برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

مطالبہ نمبر18

وزیر خزانہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"ایک رقم جو 76 کروڑ 43 لاکھ 96 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد زراعت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ:-

"ایک رقم جو 76 کروڑ 43 لاکھ 96 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو' گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "مد زراعت" برداشت کرنا پڑیں گے۔"

رانا ثناء اللہ خان: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس مطالبہ زر پر مندرجہ ذیل معزز اراکین کی طرف سے کٹوتی کی تحریک ہے: رانا اکرام ربانی صاحب' رانا ثناء اللہ خان صاحب' سید چراغ اکبر شاہ صاحب' جناب علی حسن رضا قاضی صاحب' ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب' جناب خانزادہ محمد ضرغام خان خاکوانی صاحب اور جناب غلام سرور خان صاحب۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب اس پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں ان سے

درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر' میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :-

"76 کروڑ 43 لاکھ 96 ہزار 7 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر نمبر 18 زراعت کو کم کر کے ایک روپیہ کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :-

"76 کروڑ 43 لاکھ 96 ہزار 7 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر "زراعت" کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے"

وزیر زراعت: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب رانا ثناء اللہ خان صاحب!

جناب رانا ثناء اللہ خان: شکریہ جناب سپیکر! جناب والا۔ میں اس محکمہ کی پالیسی کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ محکمہ اپنی پالیسی میں اس ملک کے کروڑوں کسانوں کو بہتر انداز میں حقوق فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! ٹائم ایک گھنٹہ کے لیے بڑھایا گیا تھا لہذا ٹائم اور بڑھایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقت ایک گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔

جناب رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں اس محکمہ کی پالیسی کے متعلق چند گزارشات فاضل وزیر زراعت کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تھا اور انہیں پیش کرنے میں کم از کم ایک گھنٹے کا وقت درکار تھا لیکن آج کی صورت حال کے پیش نظر میں اسے اس طرح سے مکمل کروں گا کہ بات کوئی دس پندرہ منٹ میں ختم ہو جائے۔ اس لیے میں اعداد و شمار کی تفصیل میں پیش نہیں کروں گا بلکہ صرف اس کا حوالہ ہی دوں گا۔ ڈیمانڈ نمبر 18 میں جو تفصیلات دی گئی ہیں ان میں ایک تو یہ ہے کہ اس مد میں گورنمنٹ نے پچھلے سال کے مقابلے میں بھی کٹ لگایا ہے اور رقم کم رکھی ہے جو انتہائی افسوس ناک بات ہے لیکن اس رقم کو بھی صحیح طور پر خرچ نہیں کیا جا رہا اور اس میں بھی بہت سے ایسے ہیڈز ہیں جو کہ بالکل غیر ضروری ہیں۔ وہ کسان کی اور اس محکمے کی ترقی میں کسی طرح بھی معاون نہیں ہیں۔ میں چاہتا تو تھا کہ میں ان سب کا حوالہ دیتا لیکن وقت کی کمی کے پیش نظر میں صرف ایک ہیڈ کا حوالہ دوں گا۔ یہ ہے ٹیلی فون اینڈ ٹرنک کالز۔ جناب سپیکر! یہ بات آپ کے بھی علم میں ہے اور

معزز ایوان کے ہر رکن کے علم میں ہے کہ دیہات میں ہمارے کسانوں کو ٹیلی فون کی کتنی سہولت حاصل ہے۔ یہ تو ہے نہیں کہ یہ کسانوں کی خدمت کے لیے کوئی کال کرتے ہیں اور ٹیلی فون استعمال کرتے ہیں یہ صرف آفیسر صاحبان کی آپس کی گپ شپ کا سلسلہ چلتا ہے۔ لیکن حیرانی ہے کہ اس مد میں ایک کثیر رقم خرچ کی جا رہی ہے۔ صفحہ نمبر681 کے مطابق ٹیلی فون اینڈ ٹرنک کالز کے لیے 3 لاکھ 80 ہزار روپے رکھے گئے ہیں۔ اسی طرح سے پھر صفحہ نمبر693 پر اسی ہیڈ کے تحت 2 لاکھ روپے کی رقم درج ہے۔ اس کے بعد صفحہ نمبر696 پر اسی ہیڈ کے تحت 1 لاکھ 40 ہزار روپے درج ہے۔ اس کے بعد صفحہ نمبر706 پر 3 لاکھ دس ہزار روپے اسی ہیڈ میں درج ہیں۔ اس کے بعد صفحہ نمبر724 پر اسی مد میں 9 لاکھ 15 ہزار چار سو روپے درج ہیں۔ اسی طرح صفحہ نمبر731 پر اسی مد میں 11 لاکھ 74 ہزار چار سو روپے درج ہیں۔ اسی طرح صفحہ نمبر745 اور 750 ہے۔ تو یہ وہ رقوم ہیں جو لاکھوں میں ہیں اور اس کے علاوہ جو 42 ہزار' 30 ہزار' 35 ہزار' 65 ہزار ان کے بارے میں وقت کی کمی کے پیش نظر بات نہیں کر رہا ہوں۔ تو یہ لاکھوں روپے کی جو رقم ہے یہ اس محکمے کے افسران اور بیوروکریسی کی گپ شپ کے لیے رکھی گئی ہے۔ یہ لاکھوں روپے کی رقم کو اگر جمع کیا جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ قریب قریب کروڑ روپے تک پہنچتی ہو گی۔ یہ انتہائی فضول خرچی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ملک کے کسان کی فلاح کے لیے کوئی رقم خرچ نہیں ہو رہی بلکہ یہ فضول خرچی ہے۔

اب جناب سپیکر! میں پالیسی کے متعلق بات کروں گا کہ پالیسی سٹیٹمنٹ میں جو وزیر خزانہ نے یہاں پر پڑھ کر سنائی اس میں انہوں نے چار ہدف بیان کیے ہیں جن کو حاصل کرنا ہے۔ نمبر ایک ہے فصلوں کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانا۔ نمبر2 ہے زرعی اجناس کی برآمد میں فروغ۔ نمبر3 ہے معاشرتی انصاف اور نمبر4 ہے خود انحصاری۔

جناب سپیکر! میری گزارش فاضل وزیر زراعت سے یہ ہے کہ فصلوں کی پیداواری صلاحیت اس وقت تک نہیں بڑھ سکتی جب تک آپ اس ملک کے کسان کو اس کی فصل کی صحیح قیمت ادا نہیں کریں گے اور جب فصل کی پیداواری صلاحیت نہیں بڑھے گی تو پھر زرعی اجناس کی برآمد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ رہی بات معاشرتی انصاف کی تو میں اس مختصر سے وقت میں نشاندہی کروں گا کہ کسان انتہائی درجے کے معاشرتی ظلم کا شکار ہو رہا ہے معاشرتی انصاف کی بات تو بہت دور کی ہے۔ جناب سپیکر! میری رائے میں جب تک کسان کو اس کی فصل کی صحیح قیمت ادا نہیں کی جائے گی اس وقت تک اس پالیسی پر عملدرآمد کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس سلسلے میں میرے پاس جو اعداد و شمار ہیں وہ تو تقریباً تمام فصلوں کے بارے میں ہیں لیکن جو چار اہم فصلیں ہیں گندم' چاول' گنا اور

کپاس میں انہیں تک محدود رہوں گا اور وہ بھی میں مختصر عرض کروں گا۔ جناب سپیکر! پنجاب کا کسان پاکستان میں کل پیدا ہونے والی گندم کا 74 فیصد پیدا کرتا ہے اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ پنجاب کے کسان کو اس کی پیداوار کی جو قیمت دی جاتی ہے وہ انٹرنیشنل لیول سے قریباً" سو روپے کم ہے۔ جب کبھی گندم کی کمی ہوتی ہے اور حکومت جس قیمت پر باہر سے گندم درآمد کرتی ہے وہ قیمت بھی کسان کو ادا نہیں کی جا رہی اور اب اس رپورٹ میں درج کیا گیا ہے کہ اس سال ایک سو گیارہ لاکھ میٹرک ٹن گندم پنجاب میں پیدا ہو گی۔ اب جناب سپیکر! اگر فی من سو روپیہ یعنی چالیس کلوگرام پر ایک سو روپے کا حساب لگائیں تو میں یہ گزارش کروں گا جناب وزیر زراعت سے کہ یہ رقم شائد کروڑوں سے بھی بڑھ جائے اربوں میں چلی جائے ____

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا ثناء اللہ خان: اور یہ کتنی رقم بنتی ہے کہ جو پنجاب کے کسان کو اس کی پیداوار کی صورت میں ملنی چاہیے لیکن اسے نہیں دی جائے گی اور اسے کم دی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے پنجاب کے کسان کو اس کی جائز کمائی سے محروم کیا جائے گا۔ یہ نہیں کہ اس پر کوئی احسان جو کرنا تھا اس سے محروم کیا جائے گا بلکہ اسے اس کی جائز کمائی سے محروم کیا جائے گا۔ جناب سپیکر! دوسری اہم فصل چاول کو آپ لے لیں۔ جو باسمتی چاول ہے وہ سو فیصد پنجاب کا کسان پیدا کرتا ہے اور پنجاب کے کسان کو اس کی بھی پوری قیمت ادا نہیں کی جاتی اور اس سے پچھلے سال ایک رپورٹ کے مطابق حکومت نے قریباً" 2 سو کروڑ روپیہ منافع کمایا ہے۔ لیکن اس میں سے کوئی حصہ پنجاب کے کسان کو کچھ نہیں ملا۔ این ایف سی ایوارڈ کے ذریعہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ جناب ہمیں تو این ایف سی سے سب کچھ مل گیا ہے۔ بہت کچھ ملا ہے۔ لیکن یہ محض باتیں تھیں کہ ملنا چاہیے تھا لیکن کچھ نہیں ملا۔ تو یہ معاملہ بھی اس طرح سے ہے کہ اس میں بھی پنجاب کے کسان کو اس کی پیداوار کی صحیح قیمت ادا نہیں کی جاتی۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ جاپان میں حکومت اپنے چاول کے کاشتکار کو انٹرنیشنل قیمت سے ہی چھ گنا زیادہ ادا کرتی ہے۔ صرف اس لیے کہ اس کی پیداوار بڑھے اور ہمارے ہاں یہ حال ہے کہ چھ گنا' دو گنا کی تو بات چھوڑیئے پوری قیمت بھی ادا نہیں کی جاتی۔

جناب سپیکر! میں گنے کی فصل کا حوالہ دوں گا کہ پاکستان میں کل پیداوار کا 53 فیصد پنجاب پیدا کرتا ہے۔ پنجاب کے کسان کی گنے کی فصل کی 19 ملین ٹن پیداوار ہے پاکستان میں کل 38 شوگر ملیں ہیں جن میں سے 23 پنجاب میں واقع ہیں۔ حال ہی میں گنے کی قیمت کے بارے میں تجزیہ کیا گیا ہے

اور اس تجزیہ کے حوالے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس کی قیمت 20 روپے بنتی ہے لیکن جناب والا! میرا خیال ہے کہ یہ پچھلے سال کی نسبت سے اب بھی کم ہے یعنی پنجاب کے کسان کی گنے کے اوپر جو بیس روپے قیمت بنتی ہے یہ بھی اسے ادا نہیں کی جاتی۔

اسی طرح سے جناب سپیکر! کپاس کی فصل کو لے لیں کپاس کے سلسلے میں پنجاب کا کسان کل پیداوار کا 87 فیصد پیدا کرتا ہے اور پچھلے سال یعنی 91-1990ء میں پاکستان کی مجموعی پیداوار جو 9.5 ملین گانٹھ تھیں ان میں سے 1.5 ملین گانٹھیں پنجاب کی تھیں اس سلسلے میں میں تفصیلات تو پیش نہیں کرتا تاکہ وقت بچ سکے لیکن میں اس کا ایک پہلو بیان کروں گا اور وہ یہ ہے کہ کپاس کی پچھلے سال کی جو انٹرنیشنل قیمت تھی وہ 1400 روپے فی گانٹھ تھی لیکن پنجاب کے کسان کو صرف 800 روپے فی گانٹھ دیا گیا ہے اور ستم کی بات تو یہ ہے کہ ٹیکسٹائل کے مل مالکان نے پنجاب کے کسان سے وہ 800 روپے فی گانٹھ کے حساب سے خریدی اور اس نے اس سے جو کپڑا بنایا وہ اس نے انٹرنیشنل قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کیا اور وہ اس نے اس ملک کے 70, 80 فیصد آبادی کو وہ کپڑا زیادہ قیمت پر بیچا ہے یعنی جب کسان کو اس کی ــــــ

ملک طیب خان اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فاضل ممبر اپنی تقریر کرنے سے پہلے کسی تجربہ کار آدمی سے پوچھ لیا کریں غیر ممالک میں گانٹھ کی قیمت نہ ہی 800 روپے ہے اور نہ ہی 1400 روپے ہے۔ غیر ممالک کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اگر میرے فاضل دوست کو یہ پتہ ہوتا کہ اس کی کیا قیمت ہے تو وہ خود بتا سکتے تھے جناب والا! میں یہ بات پچھلے سال کے جو جائزے ہیں ان کی بنیاد پر کر رہا ہوں اگر ایک سال میں کوئی تھوڑا بہت فرق آگیا ہے تو میں اس کی گنجائش رکھتا ہوں۔

جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ پنجاب کے کسان کو اس کی فصل کی صحیح قیمت ادا نہیں کی جاتی اور ظلم کی بات یہ ہے کہ اس کی فصل لے کر اس سے جو مصنوعات تیار کی جاتی ہیں یا جو کپڑا تیار کیا جاتا ہے اور میں ایگریکلچر منسٹری سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ حال کے اعداد و شمار ہوں میں نے تو 600 روپے کا فرق بتایا ہے ــــــ

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

رانا ثناء اللہ خان: میں نے تو 600 کا فرق بتایا ہے اگر ان کے پاس صحیح اعداد و شمار ہیں اور یہ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں تو میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں وہ فرق اس سے بھی زیادہ ہو گا تو جناب والا! کسان کو اس کی پیداوار کی پوری قیمت ادا نہیں کی جاتی جبکہ اس سے جو مصنوعات تیار کی جاتی ہیں ان کی قیمت انٹر نیشنل لیول سے زیادہ وصول کی جاتی ہیں۔ سپنا لان' ستارہ لان ایک سال بیس روپے فی گز ہوتی ہیں اور اگلے سال وہ چالیس روپے یا پینتیس روپے فی گز ہو جاتی ہیں اور یہی اس زمیندار طبقے کو بہت زیادہ قیمت پر فروخت کی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! فاضل وزیر سے میں یہی گزارش کروں گا کہ پنجاب کا جو کسان ہے اس کا تو یہ حال ہے کہ ____

الم نصیب تو اس سے بڑھ کر کیا ہو گا
جو اپنا گھر بھی جلا دے تو روشنی نہ ملے

جناب سپیکر! وقت بہت کم ہے۔ اب میں اس سلسلے میں فاضل وزیر زراعت کی خدمت میں ایک' دو تجاویز پیش کروں گا کہ اگر انہوں نے اپنی اس پالیسی پر کام کرنا ہے جس کا انہوں نے یہاں پر اعتراف کیا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ پنجاب کے کسان کو اس کی پیداوار کی انٹر نیشنل قیمت کے برابر قیمت ادا کی جائے اور اس کا جو خسارہ ہے وہ حکومت خود برداشت کرے۔ ساری دنیا میں ایسے چل رہا ہے امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں بھی 23 ارب ڈالر پچھلے سال کسانوں کی سبسڈی کے طور پر دیئے گئے ہیں آپ ساؤتھ ایشیاء کی مثال لے لیں انہوں نے بھی پچھلے سال 4 ارب کی سبسڈی اپنے کسانوں کو دی ہے جبکہ اس وقت یہاں جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ یہ ساری سبسڈی واپس لی جا رہی ہے کچھ تو واپس کی جا چکی ہے اور کچھ پر یہ سبسڈی کم کر دی گئی ہے اور کسی پر ان کا پروگرام یہ ہے کہ وہ اس سال واپس لے لیں گے۔ تو جناب سپیکر! اس طرح سے کسانوں کی جو پیداواری صلاحیت ہے وہ مسلسل کم ہو رہی ہے اب اگر اس کے متعلق میں اعداد و شمار پیش کروں تو یہ پھر کافی لمبی بات ہو جائے گی لیکن بات یہ ہے کہ پنجاب کے کسانوں کی جو پیداواری صلاحیت ہے وہ پاکستان کے دوسرے صوبوں کے کسانوں کی پیداواری صلاحیت سے بھی کم ہے۔ تو جناب والا پنجاب کا کسان اس حد تک پسا جا رہا ہے اس کی میں آخر میں وجہ بیان کر دوں کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ پنجاب کے کسان کے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے ____

ملک طیب خان اعوان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں فاضل رکن کی معلومات کی خاطر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال پاکستان میں 85 لاکھ گانٹھ پیدا ہوئی ہے اور اس سال 95 لاکھ گانٹھ

پیدا ہوئی ہے پاکستان کی پیداوار بڑھ رہی ہے کم نہیں ہو رہی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! مجھے افسوس ہے کہ کچھ دوست میرے فاضل دوست کو اشارہ کر کے کھڑا کر رہے ہیں تو جناب والا میں عرض کروں گا کہ اس سے تو وقت کا زیاں ہو گا میں نے تو 15' .20 منٹ بات کرنی ہے اگر یہ چاہتے ہیں کہ میرے پاس جو اعداد و شمار ہیں میں یہ سارے کے سارے یہاں پیش کروں پھر میں دیکھوں گا کہ یہ انھیں کیسے جھٹلا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے جو بات کی ہے وہ تو موازنہ کی بات کی ہے میں یہ نہیں کہہ رہا کہ پیداوار بڑھی نہیں ہے میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ پنجاب کے کسانوں کی ہمت ہے کہ انہوں نے ان حالات میں بھی اپنی پیداوار بڑھائی ہے۔ میں تو صرف موازنہ کی بات کر رہا ہوں۔ کہ نسبتاً" اس کی پیداوار اس حد تک نہیں بڑھ سکی جس طرح گندم کی پیداوار آزادی سے لے کر اب تک چار گنا بڑھائی ہے لیکن ہندوستان والوں نے چھ گنا بڑھائی ہے میں تو موازنہ کی بات کر رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری زمین بھی بہتر ہے ہمارا کسان بھی بہتر ہے اور وہ زیادہ محنتی ہے لیکن اسے وہ ضروریات نہیں فراہم کی جا رہیں۔

جناب سپیکر! یہ جو پنجاب کے کسانوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور یہ جو زیادتی ہو رہی ہے اس کی میں وجہ بیان کروں اور اس سے وزیر زراعت بھی یقیناً متفق ہوں گے۔ جناب والا! اس کی وجہ یہ ہے کہ پنجاب پر پچھلے دس سالوں میں ایک ایسے طبقے کی حکومت رہی ہے جس کو زراعت کی "الف" اور "ب" کا بھی پتہ نہیں تھا وہ کہیں اور سے آئے تھے پتہ نہیں کہ وہ کہیں آزادی کی جنگ لڑنے کے ڈر سے یہاں آ گئے تھے اور پھر وہ جونہی مسلط ہوئے تو ان کا یہ سلسلہ چلتا ہی جا رہا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ حکومت کا رجحان اب صنعت کاری کی طرف ہی مائل ہوتا جا رہا ہے اور پنجاب کے کسانوں کو ان کی جائز کمائی نہیں دی جا رہی۔ جہاں تک یہ کہا جاتا ہے کہ پنجاب کا کسان 70 فیصد ہے تو میں تو یہ کہتا ہوں کہ شہروں میں جو آبادی تیس فیصد ہے اس میں بھی بیس پچیس فیصد لوگ ایسے ہیں جن کا تعلق دیہات سے ہے وہ بھی اسی آبادی سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ جو ٹولہ آج یہاں پر مسلط ہوئی ہے اس کی تعداد تو 00.1 فیصد ہے اور پنجاب کے کسان کے ساتھ وہ جنوبی افریقہ والی صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ جیسے وہاں پر سفید چمڑی والے باہر سے حکومت کرنے گئے ہوئے ہیں۔ پنجاب کے کسان پر بھی المعروف "قبضہ گروپ" حکومت کر رہا ہے۔ میں ایوان سے یہ گزارش کروں گا

کہ وہ اس کٹ موشن کی مخالفت نہ کریں اور اس پیغام کے ساتھ میں اپنی بات ختم کروں گا کہ:

اٹھو اے مظلوم انسانو!
دھرتی کے ان داتا تم ہو
جگ کے پران دھاتا تم ہو
ہر بگیا کے مالی تم ہو
اس سنسار کے والی تم ہو
وقت ہے دھرتی کو اپنا لو
آگے بڑھو ہتھیار سنبھالو
قبضہ گروپ سے جان چھڑا لو
قبضہ گروپ سے جان چھڑا لو

11/10
77/12

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی اور صاحب بات کرنا چاہتے ہیں؟ خان صاحب آپ بھی بات کرنا چاہتے ہیں فرمایئے؟

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! اس وقت ڈیمانڈ نمبر18 زیر بحث ہے۔ اس ڈیمانڈ کے نان ڈویلپمنٹ حصے میں حکومت نے 76 کروڑ 45 لاکھ 96 ہزار 7 سو روپے کا مطالبہ کیا ہے جناب سپیکر! پچھلے غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں 66 کروڑ 97 لاکھ 60 ہزار 7 سو روپے کا مطالبہ زر شامل تھا۔ اس سال غیر ترقیاتی اخراجات کی مد میں دس کروڑ روپے بڑھا دیئے گئے ہیں اور اعداد و شمار کے مطابق جو کہ ڈیمانڈ میں دیئے گئے ہیں۔ ایگریکلچر سینسیز اور سٹیٹسٹکس کے لیے 2 کروڑ 88 لاکھ 92 ہزار 820 روپے کا مطالبہ زر رکھا گیا ہے۔ جب کہ 91-1990ء میں 3 کروڑ 13 لاکھ 9 ہزار 7 سو 90 روپے کا مطالبہ زر پیش کیا گیا تھا۔ اس طرح اس مد میں بھی 75 لاکھ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے اور اسی طرح ایگریکلچر انفارمیشن بیورو اور ایگریکلچر ایجوکیشن کی مد میں اس سال 55 لاکھ 19 ہزار 5 سو 20 روپے کا مطالبہ زر پیش کیا گیا ہے جبکہ گزشتہ سال 48 لاکھ 47 ہزار 7 سو روپے کا مطالبہ زر تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں بھی تقریباً 7 لاکھ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے اور اسی طرح ایک کروڑ 84 لاکھ 18 ہزار 8 سو روپے ایگریکلچر ایجوکیشن کے متعلق اس مطالبہ زر میں طلب کیے گئے ہیں جو کہ گزشتہ سال کے مقابلے میں 35 لاکھ روپے زیادہ ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں وزیر زراعت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان تینوں مدوں میں جو پیسہ رکھا گیا ہے ان کی فیلڈ میں عوام کو functioning نظر نہیں آرہی۔ سوائے اس کے کہ دیواروں پر آپ کا ایجوکیشن بیورو یا انفارمیشن بیورو لکھ دیتا ہے کہ "دب کے واہ تے رج کے کھا" پاکستان کا زمیندار اتنا جاہل نہیں' اتنا کم علم نہیں کہ اسے اتنا بھی پتہ نہ ہو کہ جتنا زیادہ آپ زمین میں ہل چلائیں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ ہمیں اس میں سے رزق دے گا اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ جتنی گوڈی ہو گی اتنی ہی ڈوڈی ہو گی۔ میرے خیال میں یہ نہایت صاف اور واضح قسم کی باتیں ہیں۔ پنجاب کے کسان اور کاشتکار کو اس قسم کی تعلیمات کی ہرگز ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ پیسے کا زیاں ہے۔ یہ اتنی بڑی بھاری رقومات ہیں جو کہ کروڑوں روپے میں بنتی ہیں' میں ایک متبادل تجویز وزیر زراعت کو دے رہا ہوں کہ ان مدوں کو ختم کر کے یہ کسانوں کو سبسڈی کی صورت میں دے دیا جائے۔ جس طرح ابھی میرے ایک فاضل دوست نے فرمایا ہے کہ پاکستان میں آج سے پہلے جن سیکٹرز پر زمینداروں کو سبسڈی دی جاتی تھی وہ یا تو ختم کی جا رہی ہے یا کم کی جا چکی ہے۔ کھاد پر حکومت سبسڈی دیتی تھی۔ آئی۔ ایم۔ ایف کے پریشر کی وجہ سے وہ بھی ختم کر دی گئی۔ زمیندار کے لیے اس وقت کھاد استعمال کرنا نہایت مشکل ہو گیا ہے۔ اس طرح تجرباتی فارم' سیڈ فارم کے لیے بھی بڑی بھاری رقومات رکھی گئیں۔ تجرباتی فارم کے لیے Extension Programme میں ایک کروڑ 25 لاکھ سات ہزار دو سو اسی روپے کی رقم رکھی گئی۔ میرا ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ یہ پیسہ بھی محکمہ زراعت کے اہل کاروں کی نذر ہو جاتا ہے۔ یہ ان کی عیاشیوں اور شہ خرچیوں پر خرچ ہوتا ہے کسی علاقہ میں کسی موضع میں کسی زمیندار کے ہاں' اس قسم کے تجرباتی فارم نہیں بنائے جاتے کم از کم پنڈی ڈسٹرکٹ اور پنڈی ڈویژن کی حد تک واضح طور پر یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ بہت کم تجرباتی فارم لگائے جاتے ہیں ان کا کھاد ان کا بیج یا۔ ان کے لیے جتنی رقم مختص کی جاتی ہے وہ رقم سرکاری اہلکاروں کی جیبوں میں چلی جاتی ہے۔ جناب سپیکر! اسی طرح' ایگریکلچر انجینئرنگ soil conservation and boring operation کے لیے 27 کروڑ 39 لاکھ 96 ہزار 8سو 80 روپے رکھے گئے ہیں۔ میرے خیال کے مطابق یہ رقم اس مد میں تھوڑی ہے۔ اگر محکمہ زراعت میں کوئی ٹھیک طریقے سے کام کیا جا رہا ہے تو وہ Soil Conservation Department کر رہا ہے یا پھر محکمہ کا ایگریکلچر انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کر رہا ہے۔ بورنگ پر زمینداروں کو ٹرائل بور کے لیے سبسڈی دی جا رہی ہے۔ اس مد میں رقومات بڑھائی جائیں۔

جناب سپیکر! ڈویلپمنٹ سائیڈ پر مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے جس کا مجھ سے پہلے

میرے ایک فاضل دوست برملا اظہار کر چکا ہے کہ پنجاب کے زمیندار کے ساتھ زیادتی کیوں ہو رہی ہے؟ پنجاب کے زمیندار کی بدقسمتی یہ ہے کہ پنجاب پر اس وقت حکمرانی غیر زراعت پیشہ حضرات کی ہے۔ جناب سپیکر! پچھلے سال 143 کروڑ روپے پنجاب میں محکمہ زراعت کی مد میں مختص کیے گئے تھے جوکہ ٹوٹل بجٹ کا 15 فیصد بنتے ہیں اور محکمہ زراعت کی بدقسمتی دیکھیں' صوبہ پنجاب کے زمینداروں کی بدقسمتی دیکھیں کہ اس سال اس مد میں 143 کروڑ روپے سے کم کر کے 126 کروڑ روپے رکھی گئی ہے۔ جوکہ ٹوٹل بجٹ کا 12 فیصد ہے۔

جناب سپیکر! ان 126 کروڑ روپے میں سے 80 کروڑ روپے فارم ٹو مارکیٹ روڈ کے لیے رکھے گئے ہیں جس سے میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے زمیندار کو قطعاً" کوئی فائدہ نہیں اور جبکہ ایک ایک فاؤنڈیشن کے لیے' ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے لیے' 45 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ ہیلتھ فاؤنڈیشن کے لیے 25 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ صوبہ پنجاب میں زراعت کی ترقی کے لیے یہ اعداد و شمار میرے فاضل دوست نکال کر دیکھ سکتے ہیں کہ ٹوٹل 46 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور اس سے پہلے جو سبسڈی دی جاتی تھی' مختلف قسم کے بیجوں پر' ٹیوب ویلوں پر' وہ رقم بھی سال 91-1990ء میں 2 کروڑ 2 لاکھ 90 ہزار روپے تھی۔ پنجاب کے زراعت پیشہ افراد کی بدقسمتی کہ اس سال اس پر بھی اتنا بھاری کٹ لگایا گیا ہے کہ صرف 48 لاکھ روپے سبسڈی کی گرانٹ میں رکھا گیا ہے۔ میں اپنے فاضل دوست وزیر زراعت سے یہ گزارش کروں گا کہ غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کر کے پنجاب کے زمینداروں کو ٹیوب ویل کے لیے' پنجاب کے زمینداروں کو زمین ہموار کرنے کے لیے۔

جناب سپیکر: جناب غلام سرور خان صاحب ساڑھے تین کا ٹائم ہم نے طے کیا ہے اب اس پر Question put کریں؟ اور یہ وقت قائد حزب اختلاف کی مرضی سے طے کیا ہے۔

جناب غلام سرور خان: ٹھیک ہے جناب! میں اپنی بات کو ایک دو منٹ میں مکمل کرتا ہوں جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ان تمام مدوں کو ختم کر کے یا کم کر کے یہ پیسہ زمیندار کی فلاح و بہبود کے لیے ٹرانسفر کیا جائے۔ زراعت کی ترقی کے لیے کھاد اور بیج پر سبسڈی دی جائے۔ ٹریکٹر پر دی جائے ٹیوب ویل پر دی جائے لفٹ پمپ پر دی جائے۔ جناب سپیکر! نہایت افسوس کے ساتھ مجھے اس ایوان میں یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ ایگریکلچر ڈویلپمنٹ بینک جوکہ نہ صرف پنجاب کے زمینداروں کو بلکہ پاکستان کے زمینداروں کو فنانس کرتا ہے یہ ایشیائی ترقیاتی بینک سے ڈھائی فیصد کے حساب سے قرضہ حاصل کرتا ہے اور آپ یہ دیکھیں کہ پنجاب کے کسان کا اور پاکستان کے کسان کا

کس طرح سے استیصال ہو رہا ہے۔ تمام تر عیاشیوں اور شہ خرچیوں پر ڈھائی فیصد اخراجات آتے ہیں اور پنجاب کے زمیندار سے اس ملک کے زمیندار سے 12 فیصد کے حساب سے سود لیا جاتا ہے۔ 14 فیصد کے حساب سے سود لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بینک کوئی بھی صنعت قائم کرنے کے لیے مقامی صنعت کو 7 فیصد کے حساب سے قرضہ دیتا ہے۔ جب کہ جناب سپیکر! ایگریکلچر ڈویلپمنٹ بینک پنجاب کے زمینداروں سے چاہے وہ گائے کے لیے قرضہ لیں' چاہے وہ بھینس کے لیے قرضہ لیں' چاہے وہ ٹریکٹر کے لیے قرضہ لیں 14 فیصد کے حساب سے سود لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ جناب غلام سرور خان صاحب

اب سوال یہ ہے کہ:-

"76 کروڑ 43 لاکھ 96 ہزار 7 سو روپے کی کل رقم بسلسلہ مجموعی مطالبہ زر نمبر 18 زراعت کم کر کے ایک روپیہ کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور کی گئی)

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 76 کروڑ 43 لاکھ 96 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد "زراعت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(مطالبہ زر منظور کیا گیا)

جناب سپیکر: اب اس پر گلوٹین اپلائی کرتے ہیں اور تمام ڈیمانڈز باری باری ایوان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

مطالبہ زر نمبر 2

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 26 کروڑ 79 لاکھ 11 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کے کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے

دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مالیہ اراضی برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر1

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 6 لاکھ 26 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد افیون برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر3

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 3 کروڑ 13 لاکھ 20 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صوبائی آبکاری برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر4

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو ایک کروڑ 59 لاکھ 93 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر

بسلسلہ مد اسٹیمپس برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر6

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 61 لاکھ 23 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد رجسٹریشن برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر7

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو ایک کروڑ 67 لاکھ 20 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد قوانین موٹر گاڑی ہائے برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر8

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 5 کروڑ 2 لاکھ 99 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد دیگر ٹیکس و محصولات برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر9

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک رقم جو 2 ارب 75 کروڑ 43 لاکھ 54 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد آبپاشی و بحالی اراضی برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر11

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک رقم جو 20 کروڑ 21 لاکھ 5 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد انتظام عدل برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر12

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:۔

"ایک رقم جو 24 کروڑ 37 لاکھ 95 ہزار 5 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر13

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 2 ارب 78 کروڑ 4 لاکھ 70 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پولیس برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر14

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 60 لاکھ 4 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد عجائب گھر برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر17

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 10 کروڑ 63 لاکھ 25 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پبلک ہیلتھ برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر19

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 4 کروڑ 60 لاکھ 79 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ماہی پروری برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر20

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 38 کروڑ 14 لاکھ 21 ہزار 9 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد وٹرنری برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر21

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 8 کروڑ 76 لاکھ 78 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد امداد باہمی برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر22

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک رقم جو 10 کروڑ 40 لاکھ 69 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتیں برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر23

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک رقم جو 29 کروڑ 13 لاکھ 49 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد متفرق محکمہ جات برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر24

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک رقم جو 68 کروڑ 48 لاکھ 42 ہزار 4 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری تعمیرات برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر25

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک رقم جو 66 کروڑ 69 لاکھ 39 ہزار 2 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد مواصلات برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر26

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 4 کروڑ 93 لاکھ 45 ہزار 2 سو 20 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کے کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر27

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 77 لاکھ 86 ہزار 3 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ریلیف برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر28

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو ایک ارب 80 کروڑ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات

کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد پیرانہ سالی و پنشن برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر29

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک رقم جو 10 کروڑ 3 لاکھ 97 ہزار ایک سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سامان تحریر و طباعت برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر30

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک رقم جو 81 کروڑ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زر اعانت برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر31

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک رقم جو 60 کروڑ 59 لاکھ 17 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے

دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر
بسلسلہ مد متفرقات برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر32

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو ایک کروڑ 77 لاکھ 80 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری دفاع برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر33

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 8 ارب 29 کروڑ 34 لاکھ 27 ہزار 3 سو 90 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر34

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 31 کروڑ 99 لاکھ 28 ہزار 8 سو 70 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد میڈیکل سٹورز اور پتھر کے کوئلے کی سرکاری تجارت برداشت کرنا پڑیں گے۔

مطالبہ زر نمبر36

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 5 ارب 13 کروڑ 14 لاکھ 40 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد ترقیات برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر37

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 55 کروڑ 30 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد تعمیرات آبپاشی برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر38

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 3 کروڑ 77 لاکھ 6 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد زرعی تحقیق و ترقی برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر39

جناب سپیکر: وقت میں دس منٹ کی توسیع کی جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک رقم جو 66 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد صنعتی ترقی برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر40

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک رقم جو 13 کروڑ 21 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شہری ترقی برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر41

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ :-

"ایک رقم جو 2 ارب 23 کروڑ 53 لاکھ سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد شاہرات و پل برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر42

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 2 ارب 50 کروڑ 25 لاکھ 48 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد سرکاری عمارات برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

مطالبہ زر نمبر43

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:-

"ایک رقم جو 53 کروڑ 10 لاکھ 11 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ان اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1992ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مد بلدیات' پورٹ فنڈز وغیرہ کو قرضے برداشت کرنا پڑیں گے۔"

(مطالبہ زر منظور کیا گیا ہے)

جناب سپیکر: اب اجلاس کل صبح 9:00 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی منگل 18 جون 1991ء نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی گئی)

12/10/2000

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

منگل' 18 جون 1991ء

(سہ شنبہ' 4 ذوالحج 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 51 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ
لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ
وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ
هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۙ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۸﴾
وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ
اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ
فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ
الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۹﴾

سورۃ الحجرات - آیت 7 تا 9

اور جان رکھو کہ تم میں خدا کے پیغمبر ہیں۔ اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ۔ لیکن خدا نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں۔ (یعنی خدا کے فضل اور احسان سے اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔ اور اگر مومنوں میں سے کوئی دو فریق آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اور اگر ایک فریق دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ خدا کے حکم کی طرف رجوع لائے پس جب وہ رجوع لائے تو دونوں فریق میں مساوات کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو کہ خدا انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

وماعلینا البلاغ ○

پوائنٹ آف آرڈر

اخبارات میں اراکین اسمبلی کے متعلق نامناسب خبروں کی اشاعت

جناب عادل شریف گل : پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! کل میں نے نکتہ وضاحت پر بات کرتے ہوئے تحریک استحقاق نمبر 35 پر اپنا موقف بیان کیا تھا جو کہ مسیح مذہب میں شراب کے بارے میں تھا اور جناب نے یہ کہا تھا کہ روز نامہ "پاکستان" اس کے متعلق خبر شائع کرے لیکن جو خبر شائع ہوئی ہے وہ نہ تو جلی حروف میں ہے نہ واضح ہے بلکہ ایسی جگہ پر اور تین حرفی خبر لگائی گئی ہے جو بالکل واضح نہیں ہے اور نہ ہی کسی کا نام لکھا ہے۔ وہ خبر جناب وزیر قانون کے حوالے سے تھی جس میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کو یہ خبر جلی حروف میں لگانی چاہیے تاکہ ہمارے جو جذبات مجروح ہوئے ہیں ان کا ازالہ ہو سکے اور دوسری میری گزارش یہ ہے کہ روز نامہ "نوائے وقت" نے جو خبر شائع کی ہے وہ ایک ایسے رکن اسمبلی کے نام سے شائع کی ہے جو کہ اس دن ایوان میں موجود نہیں تھے تحریک پر بات میں کر رہا تھا میرا نام عادل شریف گل ہے اور وہ خبر پیٹر گل کے حوالے سے شائع ہوئی ہے جو کہ اس وقت ایوان میں موجود ہی نہیں تھے میری یہ گزارش ہے کہ اس کی تصحیح فرما دی جائے۔

جناب سپیکر: لیکن میں نے آپ کے حوالے سے بھی اخبار میں خبر دیکھی ہے عادل شریف صاحب آپ کے اپنے نام کے حوالے سے بھی میں نے کسی اخبار میں خبر دیکھی ہے.......

جناب عادل شریف گل : لیکن جناب والا روزنامہ "پاکستان" جس میں یہ خبر شائع ہوئی تھی اور خصوصی طور پر اس میں اور روزنامہ "نوائے وقت" میں وضاحت آنی چاہیے تھی۔

جناب سپیکر: آپ کے نام سے بھی خبر شائع ہوئی ہے ناں؟

جناب عادل شریف گل: جی ہاں!

جناب سپیکر: تو "نوائے وقت" نے آپ کے نام سے خبر شائع نہیں کی۔ گل صاحب کے نام سے شائع کی ہے؟ نوائے وقت نے اگر کسی غلط فہمی کے تحت نام غلط درج کیا ہے تو یقیناً آپ کی وضاحت کے بعد وہ اس کی تصحیح کریں گے۔ ویسے ہمارے قومی اخبارات آزاد ہیں اور وہ اپنے انداز میں جو مناسب سمجھتے ہیں وہ ان کو چھاپتے ہیں ان پر کسی قسم کی پابندی نہیں ہو سکتی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ نمائندہ ایوان کے احساسات اور نقطہ نظر کو بھی ضرور اہمیت دیتے ہیں اور مناسب جگہ دیتے ہیں۔

میاں منظور احمد موھل صاحب۔

میاں منظور احمد موھل: جناب سپیکر! آج "جنگ" اخبار میں میرے بارے میں یہ رپورٹ آئی ہے اور جلی حروف سے آئی ہے کہ منظور احمد موھل نے ایک انسپکٹر کے منہ پر تھپڑ مارا ہے۔ یہ سراسر غلط خبر ہے میرا اس سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب پولیس والے آئے تو ہم لوگ، سیڑھیوں پر تھے۔ میں نے صرف ان کو اتنا کہا تھا کہ یہاں پر ساتھی مشتعل ہیں ان کے جذبات بہت مشتعل ہیں آپ برائے مہربانی یہاں سے تشریف لے جائیں۔ یہ الفاظ میں نے استعمال کئے ہیں - اس کے علاوہ قطعاً" کوئی بات نہیں ہوئی لیکن "جنگ" اخبار نے اور باقی بھی کسی اخبار نے اس بارے میں ذکر نہیں کیا ہے۔ انہوں نے بطور خاص یہ لکھا ہے کہ منظور احمد موھل نے انسپکٹر کے منہ پر تھپڑ مارا ہے۔ جناب والا! اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے پبلک میں میرے بارے میں کیا رائے قائم ہوگی کہ یہ آدمی جو کہ قانون بنانے والے ہیں ان کو قانون توڑنے کا کہاں سے خیال آگیا ہے۔ جناب والا! روزنامہ "جنگ" اسی طرح سے اس کی تردید لکھے اور اپنی غلطی کی تصحیح کرے اس طرح در پردہ ارکان اسمبلی کی ذات کے خلاف لکھا جارہا ہے۔ پبلک میں یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ یہ لوگ اس قسم کے ہیں جب کہ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ موھل صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ آپ کا نقطہ نظر ہمارے قومی اخبارات کو اسی انداز سے اخبارات میں دینا چاہیئے خصوصی طور پر روز نامہ "جنگ" کو جس میں یہ خبر کسی غلط فہمی کی بنا پر چھپ گئی ہے - اس کی تصحیح اسی انداز میں آنی چاہیئے۔ چودھری پرویز الٰہی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی): جناب والا!میں موھل صاحب کی اس بات کی تائید کرتا ہوں۔ میرے بارے میں بھی آج روزنامہ "جنگ" نے ایک خبر شائع کی ہے کہ میرا کسی سکیورٹی کے انسپکٹر سے جھگڑا ہوا ہے میں نے آج تک اس کی شکل ہی نہیں دیکھی اور جھگڑے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی آج تک میں نے کسی کو تھپڑ مارا ہے۔ یہ سراسر غلط رپورٹنگ کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: ویسے ایسی باتیں کہ جن کا کوئی وجود نہ ہو کسی معزز رکن اسمبلی کے ساتھ منسوب کرنا یا کسی وزیر کے ساتھ منسوب کرنا نامناسب بات ہے - رپورٹنگ انتہائی ذمہ داری کے ساتھ ہونی چاہیے۔ اس سے اخبارات کا اپنا image shatter ہوتا ہے اور جو لوگ اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں ان کی

رپورٹنگ کرنے میں انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ حقائق کو پوری طرح جانچ پڑتال کرنے کے بعد اور اگر ممکن ہو تو دوسرے کا نقطہ نظر معلوم کرکے رپورٹنگ کرنی چاہیے۔ فرید احمد پراچہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ ایک خبر کی تردید کا معاملہ نہیں ہے۔ اخبار "جنگ" نے مجموعی طور پر ان اسمبلی کے خلاف ایک تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اب آپ یہ دیکھیے میرے ہاتھ میں اخبار ہے۔ اس میں لکھا ہے "اسمبلی کے دروازے پر پولیس مقابلہ"۔ ارکان اسمبلی نے پولیس والوں کو گریبان سے پکڑ لیا۔ منظور موہل نے ایک انسپکٹر کو تھپڑ دے مارا۔ ایک سکیورٹی افسر چودھری پرویز الٰہی کے ہاتھوں پٹ گیا۔ آپ اندازہ کیجئے جناب سپیکر کہ یہ صحافت کا کیا انداز ہے ہمارے یہ بڑے ہی معزز ساتھی ہیں اس طرح کا کوئی واقعہ نہیں ہوا بلکہ اس کے برعکس صورت حال یہ ہے کہ ہم پچیس تیس ارکان اسمبلی باہر کھڑے تھے۔ پولیس افسران پوری ایک فورس لے کر اس انداز سے آئے کہ جیسے اسمبلی کو فتح کرنے کے لیے آرہے ہیں۔ انہوں نے ڈنڈے پکڑے ہوئے تھے جیسے جلوسوں کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ انہیں اسمبلیوں کے سامنے ہم نے یونیورسٹی کے زمانے میں پولیس مقابلے کا جو انداز دیکھا تھا اسی طرح ڈی آئی جی لاہور ایس پی کینٹ اور دوسرے پولیس والے باقاعدہ ڈنڈے اور ایک فورس لے کر ارکان اسمبلی کی طرف بڑھ رہے تھے جس پر ہمارے بعض معزز اراکین نے ان کو سمجھایا کہ یہاں پہ لوگوں کے جذبات پہلے ہی پولیس کے خلاف مشتعل ہیں۔ آپ یہ انداز نہ رکھیئے اس پر پولیس والے واپس چلے گئے۔ اس واقعے کو جو رنگ آمیزی دی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ پولیس مقابلہ ہوا۔ تھپڑ مارے گئے اور پولیس کو کتا کہا گیا اور اسی طرح باقی اخبارات میں بھی یہ تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے خبروں کے انداز میں ایس پی کی خبر لگائی جا رہی ہے۔ میں نے جو کچھ کیا قائداعظم کی تعلیمات کے مطابق کیا ہے۔ ایک بیان یہ لگایا گیا ہے کہ گرفتار ہونے والے اے ایس آئی کو پولیس افسروں کی شاباش۔ یعنی یہ تاثر دینے کی کوشش کی جارہی ہے کہ جیسے ممبران اسمبلی قانون شکن ہیں اور اپنی قانون شکنی کو تحفظ دینے کے لئے اور قانون شکنی کو ایک مثبت رنگ دینے کے لیے انہوں نے یہ سارا احتجاج کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ قانون شکنی کا کوئی واقعہ اس سارے معاملے میں نہیں ہوا۔ نہ ہی اس کے لیے کوئی قانون موجود تھا کہ رنگین کاغذ نہیں لگایا جا سکتا۔ یہ ایک ایڈمنسٹریٹو آرڈر ہے۔ یہ کوئی ضابطہ اور کوئی قانون نہیں ہے۔ اور یہ پولیس والوں کی طرف سے جاری کیا گیا تھا۔ یہ سرکاری گاڑی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ہمارے معزز اراکین اسمبلی نے ان کے ساتھ کوئی بحث نہیں کی۔ وہ چالان بھی کر سکتا تھا۔ اس

نے چالان نہیں کیا۔ اس نے بد تمیزی کی۔ اس سارے واقعے کو عوام کے سامنے اس انداز سے پیش کیا جارہا ہے کہ جیسے ارکان اسمبلی نے اپنی قانون شکنی کو تحفظ دینے کے لیے اور اپنے رویہ کو تحفظ دینے کے لیے پولیس کے خلاف احتجاج کیا ہے جناب سپیکر ہماری تقاریر گواہ ہیں کہ ہم نے عوام کے لئے بات کی ہے۔ ممبران اسمبلی تک جب بات پہنچی تو یہ انتہا تھی عام آدمی کو پولیس جس طرح رسوا کرتی ہے اور تھانے میں جس طرح ذلیل کیا جاتا ہے اور چوکوں میں موٹر سائیکل والوں کو پکڑ پکڑ کر ان کو رسوا کیا جاتا ہے۔ ہمارا احتجاج در اصل ایک پورے رویے کے خلاف تھا۔ صرف ایک چھوٹے سے واقعے کے خلاف نہیں تھا۔ یہ تو سبب بنا ہے پنجاب کے چھ کروڑ عوام کے احتجاج کا اور پھر ارکان اسمبلی کا اس پہ رد عمل ہوا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس میں رنگ آمیزی کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ آپ معزز اخبار کو اس بارے میں توجہ دلائیں کہ اس طرح سے اراکین اسمبلی کے وقار کو متاثر کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس بارے میں اتنا کافی ہے کہ جو فرید احمد پراچہ صاحب نے ایوان میں اخبارات کی رپورٹنگ کے بارے میں کل کے واقعے کے سلسلے میں جو تاثر ابھرتا ہے اس پر اپنا بیان دیا ہے اس کو من و عن اخبارات میں چھاپا جائے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! جس طرح "نوائے وقت" میں دیا گیا ہے اور اراکین اسمبلی کی توہین کی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے "سوکن" کا کردار ادا کیا ہے۔ حقائق کو عوام کے سامنے لانے کی بجائے گروپ بندی کرتے ہوئے اراکین اسمبلی اور پولیس کا جس طرح واقعہ انہوں نے بیان کیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صحافیانہ رویہ کی توہین ہے خود ان کو دیکھنا چاہیے کہ ایک واقعہ جو ان کی نظروں کے سامنے ہوا اور پورے عوام کی بہبود میں اراکین اسمبلی نے جس انداز سے ایکشن لیا اسی انداز میں ان کو یہ کارروائی اخبارات کے ذریعے عوام تک پہنچانی چاہیے تھی۔ جناب سپیکر! انہوں نے یہ پہلے صفحے پر لکھا ہے کہ آئی جی کو شائد ارکان اسمبلی کا کوئی ناجائز کام نہ کرنے کا خمیازہ بھگتنا پڑا ہے۔ جناب سپیکر! کسی معزز رکن نے کوئی نا جائز کام کسی کے پاس جاکر کروانے کی کوئی کوشش نہیں کی اور اخبارات نے پہلے صفحے پر اس کو رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ اخبارات کے تمام معزز دوستوں کو اپنی وساطت سے یہ بات کہیں کہ وہ معزز اراکین اسمبلی کے بارے میں اپنے رویے کو درست کریں۔ اس انداز کا رویہ اختیار نہ کریں۔ میں سمجھتا ہوں یہ ان کی اپنی صحافیانہ ذمہ داری کی بھی توہین ہے۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب۔

چودھری اخلاق احمد خان: جناب والا! آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ آج کے اخبار میں سب سے بڑا ہیرو مجھے بنا دیا گیا ہے پہلے صفحے پر میری خبر لگی ہے فوٹو سے ظاہر ہو رہا ہے کہ میں نے ایس پی کا گریبان پکڑا ہوا ہے۔ جیسا کہ منظور موہل صاحب سیٹھی صاحب اور پراچہ صاحب نے آپ کو بتایا ہم باہر گئے پولیس والے ایسے آئے جیسے ہمیں پکڑنے آئے ہیں۔ ہم نے ان سے کہا ہے کہ دوست مشتعل ہیں۔ آپ مہربانی کریں آپ یہاں سے پیچھے ہٹ جائیں ہم نے ان سے صرف یہ کہا کہ پیچھے ہٹ جائیں اس طرح بات کو بڑھا کر پیش کیا گیا ہے۔ جب ہم ایک اچھی بات کے لئے کہتے ہیں تو ہم بری بات کیسے کر سکتے ہیں۔ ایک آدمی ایک وقت میں ایک اچھی بات کر رہا ہے اور اور قانون کے تحفظ کے لیے بات کر رہا ہے۔ تو پھر وہ کیسے قانون شکنی کرے گا۔ میری آپ کی وساطت سے پریس والے بھائیوں سے التجا ہے کہ وہ مہربانی کریں اور اس قسم کی غلط خبریں منسوب نہ کریں اور ہم ممبران کو مزید ذلیل کرنے کی کوشش نہ کریں۔

جناب سپیکر: چودھری فاروق! صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا جس طرح جناب فرید احمد پراچہ صاحب نے ابھی فرمایا تمام اخبارات نے اپنی تحریروں میں غلط مظاہرہ نہیں کیا۔ اس لئے اس بات کو اس انداز میں لینا چاہیے کہ جن اخبارات میں اس قسم کی غلط خبریں مختلف رپورٹرز نے بغیر سوچے سمجھے لگائی ہیں ان اخبارات کے مالکان کو ایڈیٹروں کو اپنی ذمہ داری کا احساس دلانا چاہیے اور جس طریقے سے ارکان اسمبلی کی ہتک عزت کی گئی ہے اور اخبارات میں شرپسندی کے ذہن کے ساتھ عوام کے ان نمائندوں کا وقار مجروح کرنے کے لئے عوام کے ان نمائندوں کو عوام کی نظروں میں گرانے کے لیے اور پولیس اور اراکین اسمبلی کو آپس میں ٹکرانے والی دو قوتیں ثابت کرنے کے لئے اخبارات میں جو بیان دیے گئے ہیں اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایم پی اے اور پولیس کے درمیان محاذ آرائی کا ایک نیا سلسلہ کھول دیا جائے۔ جناب سپیکر! عوامی نمائندے عوام کی نمائندگی کرتے ہیں جو احتجاج ہوا یہ عوام کی نمائندگی کے لیے ہوا۔ اگر عوام کے نمائندوں کا وقار اور عزت محفوظ نہیں ہے تو عام آدمی کی عزت کیسے محفوظ ہوگی؟ اس لئے مزید تفصیل میں جائے بغیر جناب فرید احمد پراچہ نے جو یہاں پر گفتگو کی میں اس کی تائید کرتا ہوں اس کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پریس کے جو صحافی یہاں پر بیٹھتے ہیں ہم ان سے

بہت سی توقعات رکھتے ہیں' یہ قوم کی تعمیر کے لئے اور ایک تعمیری نقطہ نظر کو سامنے لانے کے لئے ہماری مدد کر سکتے ہیں۔ میں ان کا مشکور ہوں گا اگر یہ اپنے رویے کو تھوڑا سا تبدیل کر کے اخبارات میں خبروں کو اس انداز میں لائیں کہ عوام کا وقار بحال ہو عوامی نمائندوں کا وقار بھی بحال ہو' سرکاری افسران کا وقار بھی بحال رہے۔ البتہ سرکاری افسران اور بیورو کریسی جو زیادتی کرتی ہے اس کی نشاندہی ضرور کی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ چودھری صاحب...... میاں شوکت لالیکا......

میاں شوکت علی لالیکا: جناب والا! ایس پی صاحب کی گاڑی جس کا نمبر ایل ایچ آر 9345 تھا اس پر سیاہ پیپر لگے ہوئے تھے' پہلے وہ فیروز پور روڈ پر آئے وہاں اے ایس آئی نے انہیں سلام کیا پھر وہ جیل روڈ پر آئے وہاں اے ایس آئی نے انہیں سلام کیا ہے' پھر وہ جناح روڈ پر آئے ہیں وہاں انہیں اے ایس آئی نے سلام کیا ہے' میری گاڑی ان کے پیچھے تھی۔ کیا ان کے لئے یہ قانون لاگو نہیں ہوتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)...... اب بھی آپ گاڑی منگوا کر دیکھ سکتے ہیں کہ اس پر سیاہ پیپر لگے ہوئے تھے کہ نہیں۔

جناب سپیکر: جی راجہ خلیق اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پہ کھڑے ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! میں ایک سوال آپ سے کرنا چاہتا ہوں کہ کیا پولیس آپ کی اجازت سے اسمبلی کی حدود میں آئی تھی؟ جناب والا! کل جو یہاں پر واقعہ ہوا ہے پولیس جو اسمبلی کے باہر کھڑی تھی۔ کیا وہ آپ کی اجازت سے آئی تھی؟ اور کیا آپ کی اجازت کے بغیر پولیس اسمبلی کی حدود میں داخل ہو سکتی ہے؟

جناب سپیکر: اسمبلی کے premises میں آئی تھی یا اسمبلی سے باہر تھی۔؟

راجہ خلیق اللہ خان: بالکل سیڑھیوں کے ساتھ تھی۔ جناب والا!

جناب سپیکر: اسمبلی کے premises میں پولیس' سپیکر کی اجازت کے بغیر نہیں آسکتی اور یہاں اسمبلی میں پولیس کو بلانے کی کوئی روایت بھی نہیں ہے' سپیکر کبھی پولیس کو بلاتا بھی نہیں ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: اس لئے میں یہ کہوں گا کہ کل یہاں پر جو پولیس آفیسرز آئے تھے۔ آپ ان کی جواب طلبی کریں۔ حقیقت میں تاثر یہ دیا گیا ہے کہ جو ممبران اسمبلی ہیں وہ ظالم ہیں اور اے ایس آئی اور پولیس والے مظلوم ہیں۔ جو عام تاثرات اخبارات میں آئے ہیں وہ یہی ہیں۔ حالانکہ

انہیں یہ بات بھی لکھنی چاہئے تھی کہ ایم پی اے کا جو ڈرائیور ہے اس کو وہ اٹھا کے لے گئے اس کو ایس پی نے خود مارا اسے گالیاں نکالیں اور اسے جیل بھیج دیا اس کا ذکر نہیں ہے' لیکن سارا زور ممبران اسمبلی پر آگیا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ پولیس کے اسمبلی کی عمارت کے اندر آنے کی بات کر رہے ہیں یا سیڑھیوں سے باہر کی بات کر رہے ہیں؟

راجہ خلیق اللہ خان: سیڑھیوں سے باہر'

جناب سپیکر: ہاں تو سیڑھیوں سے باہر تو ٹریفک پولیس اور دوسری پولیس انتظام و انصرام کے لئے آسکتی ہے' دوسری پولیس کو بھی وہاں آنے کی کوئی ممانعت ہے۔ سیکیورٹی پوائنٹ آف ویو کے لئے دوسرے معاملات کے لئے گورنمنٹ پولیس کو ہدایات دے سکتی ہے کہ اسمبلی بلڈنگ کے باہر وہ انتظام و انصرام کے لیے یا سیکیورٹی کے لیے وہاں آسکتے ہیں۔ اسمبلی بلڈنگ کے اندر سیڑھیوں پر چڑھ کر اسمبلی بلڈنگ کے اندر نہیں آسکتی۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! میرے خیال میں اس کے لئے بھی آپ کی اجازت کی ضرورت پڑتی ہو گی جب آپ حدود کو لیتے ہیں تو حدود تو کافی دور تک پھیلی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اس کے لئے ہم نے اجازت دے رکھی ہے کہ اسمبلی بلڈنگ کے باہر سیکیورٹی کے لئے آپ کی سیکیورٹی کے لئے گورنمنٹ کی سیکیورٹی کے لئے اور اسمبلی بلڈنگ کی سیکیورٹی کے لئے پولیس کو گورنمنٹ ہدایات دے سکتی ہے کہ وہ اسمبلی کے باہر آئے۔

راجہ خلیق اللہ خان: لیکن جو ہنگامہ ہوا ہے اس سلسلے میں وہ آئے تھے وہ ہماری سیکیورٹی کے لئے نہیں آئے تھے۔ وہ اسمبلی بلڈنگ کے لئے نہیں آئے تھے۔ وہ تو ہمیں سبق سکھانے کے لئے آئے تھے۔

جناب سپیکر: جی یہ ایک الگ بات ہے اور صحیح بات ہے...... تو جی میاں صاحب آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پہ کسی رولنگ کی ضرورت نہیں ہے' آپ نے جو بات کردی ہے یہ خود بخود اس بات کی وضاحت ہے کہ آپ نے خود اپنی آنکھوں سے ایک واقعہ دیکھا ہے اور کل کے ایک واقعے کے حوالے سے آپ نے اس کو بیان کردیا ہے۔ آپ کا نقطہ نظر جو ہے جو آپ نے فرمایا ہے یہ بھی اخبارات کی زینت بننا چاہیئے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! مجھے بھی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب وقفہ سوالات نہ شروع کریں؟..... آپ ارشاد فرمائیے۔

سید طاہر احمد شاہ: ایک واقعہ ہے۔ تاریخی واقعہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے اس ایوان میں بیان کرنا چاہتا ہوں جو میرے علم میں ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب میرے خیال میں اب وقفہ سوالات شروع کرنا چاہئے۔ بہت بہت شکریہ!..... جناب سکندر حیات ملی صاحب'

جناب سکندر حیات ملی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کل جو ہوا اور آج جو اخبارات میں شائع ہوا۔ یہ کوئی انوکھی اور نئی بات نہیں یہ ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی کبھی نہ کبھی ضرور ہو گا۔ ہمیں اصل میں جناب والا! یہ دیکھنا ہے کہ پگڑیاں اچھلتی کیوں ہیں؟ کبھی ممبروں کی پگڑیاں اچھلتی ہیں کبھی عوام کی اور کبھی بیورو کریٹس کی جب تک ہم غلط سسٹم کو درست نہیں کریں گے یہ کام ہوتے رہیں گے جتنی باتیں ہم نے کی ہیں یہ سب وقتی باتیں کی ہیں ہمیں آپ کے اس حکم کا اور اس نظریے کا جو کل آپ نے نافذ فرمایا ہے پہلی دفعہ احساس ہوا ہے کہ کسی قوم کی تقدیر بدلنے کی خاطر قوانین لانے چاہئیں اور قانون کا تحفظ کرنا چاہئے اور کسی کو قانون سے بالاتر نہیں ہونا چاہئے' چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ تو میں آپ کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کہ آپ نے ایک سپیشل کمیٹی تشکیل دی اور پہلی دفعہ یہ احساس دلایا کہ جناب چاہے وہ پرویلجز کا قانون ہو یا کوئی اور قانون ہو جب تک قوانین نہیں سدھریں گے یہ کام ہوتے رہیں گے۔ اور میں on behalf of the House realy apprecaiting congratulating sir, اور استدعا کروں گا کہ اور بھی قوانین جو آپ کی نظر میں پرانے اور دقیانوسی ہوں' آپ ہماری مدد کریں اور نافذ کرنے کے لئے initiative لیں۔

جناب سپیکر: شکریہ ملی صاحب.....

سید طاہر احمد شاہ: مجھے آپ اجازت دے دیں کہ کل جو ایوان میں واقعہ ہوا اور جس طریقے کے حالات و جذبات تھے' اگر آپ متانت سنجیدگی کے ساتھ ایوان کو کنٹرول نہ کرتے یا جس نہج پہ آپ ایوان کی کارروائی کو لے گئے تھے تو کل خدا نخواستہ حکومت کے topple down ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا' کیونکہ اس بات کے امکانات پیدا ہوگئے تھے کہ کل بجٹ پاس نہیں ہوسکے گا۔ اس لئے جناب والا! کل آپ نے اس ایوان کو جس طریقے سے conduct کیا' میں اس پر آپ کو خراج تحسین

بھی پیش کرتا ہوں اور مبارک باد بھی دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ شاہ صاحب!......

میاں منظور احمد موہل: سکندر ملی صاحب نے جو بات کی ہے میں نے اس سلسلہ میں آج تحریک پیش کی ہے۔ جناب والا! آپ کے ایم پی اے ہاسٹل کی الاٹمنٹ کے جو قواعد ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! میں نے اس بارے میں آپ کی وہ تحریک دیکھ لی ہے' اس میں دراصل یہ مسئلہ آجاتا ہے۔ جو ہاؤس کمیٹی ہے اس کے perview کا' کیونکہ ہاؤس کمیٹی کا کام ہی یہ ہے کہ وہ ایم پی اے ہاسٹل کے معاملات کو دیکھے۔ ہاؤس کمیٹی کی composition آج مکمل ہو جائے گی تو یہ معاملہ ہاؤس کمیٹی کے سپرد کیاجائے گا کہ وہ رولز کو از سر نو frame کرے۔ تو آج فرید احمد پراچہ منظور احمد موہل چودھری پرویز الٰہی حاجی اخلاق احمد شوکت علی لالیکا راجہ خلیق اللہ خان عادل شریف یہ تمام معزز اراکین اسمبلی نے بعض اخبارات میں کل کے واقعے کی رپورٹنگ درست نہ ہونے کی شکایت کی ہے۔ اور ذاتی طور پر اس میں سے کچھ صاحبان نے یہ کہا ہے کہ ان کے بارے میں جو رپورٹنگ کی گئی ہے وہ درست نہیں تھی کیونکہ وہ اس واقعے میں ملوث نہیں تھے۔...... جس میں چودھری پرویز الٰہی خود شامل ہیں۔ میاں منظور احمد موہل شامل ہیں اور حاجی اخلاق احمد شامل ہیں۔ تو میں اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ معزز اراکین اسمبلی کا نقطہ نظر قومی اخبارات میں' ہمارے اخبارات آزاد ہیں۔ ہمارے اخبارات قومی وقار کی علامت ہیں' ان میں اسی انداز میں آنا چاہیئے اور اس طرح کی رپورٹنگ کا سد باب ہونا چاہیئے کہ جو بات ان کے ساتھ منسوب نہیں ہے اس بات کو اراکین اسمبلی کے ساتھ منسوب نہیں کرنا چاہیے۔ وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ جی ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! پچھلے وقفہ سوالات میں آپ نے فرمایا تھا کہ میرا سوال نمبر74 سب سے پہلے لیا جائے گا۔ یہ محکمہ آب پاشی سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال آج ہماری بزنس لسٹ پر موجود ہے۔ اسی کو ہم لیں گے اور آپ کو ضمنی سوال کرنے کی اجازت دیں گے۔ لیکن پہلے آج کے ریگولر سوالات لئے جائیں گے۔ اس پر محکمہ مواصلات و تعمیرات کے متعلق سوالات ہیں۔

وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی تزئین و آرائش پر اخراجات کی تفصیلات

☆74- رانا اکرام ربانی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) سال 86-1985ء سے 90-1989ء کے دوران وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کی تزئین و آرائش و توسیع اور دیگر امور پر کتنے اخراجات ہوئے ہر سال کی الگ الگ تفصیلات ایوان میں پیش کریں۔

(ب) مذکرہ عرصے کے دوران وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کے کس کس حصے میں توسیع کی گئی اور اس کی کیا کیا نوعیت تھی۔ کن کن فرموں و ٹھیکیداروں/ محکموں نے کام کیا مذکرہ عمارتیں کہاں کہاں واقع ہیں ان پر الگ الگ کتنے اخراجات ہوئے۔

(ج) مذکرہ عرصے کے دوران وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ اور وزیر اعلیٰ ہاؤس میں کتنی کتنی مالیت کی کراکری ، فرنیچر۔ قالین اور دیگر کون کون سی اشیاء کتنی کتنی مالیت میں خریدی گئیں۔ مکمل تفصیلات الگ الگ ایوان میں پیش کریں؟

بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 74

وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی تزئین و آرائش پر اخراجات

فہرست تفصیل مکمل خرچہ

برائے

سال 86-1985ء تا 90-1989ء

صفحہ ۱۱۷۲ تا ۱۱۷۷ تک ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین)

فہرست تفصیل مکمل خرچہ برائے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سال 86-1985ء تا 90-1989ء

(الف) نمبر شمار	نام عمارت	تفصیلا خرچہ برائے سال 1985-86	1986-87	1987-88	1988-89	1989-90	میزان
1	7- کلب روڈ جی او آر ون لاہور —		9600/-	1162608/-	410046/-	97225/-	1679479/-
2	5- کلب روڈ جی او آر ون لاہور —		—	488200/-	39706/-	437172/-	965078/-
3	4- اے کلب روڈ جی او آر ون لاہور		—	—	—	28977/-	28977/-
4	20 کلب روڈ جی او آر ون لاہور		—	—	—	—	20401/-
5	90- شارع قائد اعظم لاہور	—	—	—	—	345113/-	345113/-
میزان	—	—	9600/-	1650808/-	449752/-	928888/-	30.39 048/-

تفصیل لف ہے۔

تفصیل (الف)

سال	عمارت کا نام اور کام کی نوعیت	خرچہ	ٹھیکیدار / فرم کا نام
1985-86ء	—	—	—
1986-87	موٹو گرام (حکومت پنجاب اندر / باہر دونوں گیٹ 7- کلب روڈ جی۔ او آر ون لاہور	9,600/-	محمد رزاق ٹھیکیدار
1987-88ء	(1) اضافہ / تبدیلی اور اصلاح (تنصیب ایر کنڈیشنر یونٹ 7 کلب روڈ جی او آر ون لاہور	1,74,000/-	میسرز ارشد۔ امجد اور عابد کمپنی
	(2) تنصیب ایئر کنڈیشنر سسٹم۔ ڈرائنگ روم ڈائننگ روم میٹنگ روم۔ چیف منسٹر سیکرٹریٹ جی او۔ ار ون لاہور	5,80,704/-	میسرز ارشد' امجد اور عابد کمپنی
	(3) میٹنگ روم کی تعمیر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ 7 کلب روڈ لاہور	4,07,904/-	میسرز کاسکو کنسٹرکشن کمپنی
	(4) تعمیر گیراج / کار شیڈ اور سڑکوں کی کار پیٹنگ 5- کلب روڈ جی او آر ون لاہور	488200/-	(i) میسرز وسیم اینڈ کو (ii) محمد انور ٹھیکیدار
1988-89ء	(1) تعمیر گیراج / کار شیڈ اور سڑکوں کی کار پیٹنگ 5- کلب روڈ جی او آر ون لاہور	1,46,525/-	(i) میسرز وسیم اینڈ کو (ii) محمد انور ٹھیکیدار

سال	عمارت کا نام اور کام کی نوعیت	لاگت	ٹھیکیدار / فرم کا نام
	(2) اضافی کمرہ کی تعمیر اور سامنے والے برآمدہ کو بند کرنا 5- کلب روڈ جی او آر ون لاہور	250591/-	محمد گلزار ٹھیکیدار
	(3) نصب ٹیلی فون انٹرکام سسٹم چیف منسٹر سیکرٹریٹ جی او آر ون لاہور	182587/-	ڈیجیٹل کمیونیکیشن (پرائیویٹ لمیٹڈ)
	(4) کلب روڈ کی دیوار پر لوہے کا جنگلہ لگانا	2,27,459/-	میسرز محمد اسلم اینڈ کو
1989-90	(1) 5 کلب روڈ میں پچھلی دیوار کی مضبوطی اور میس روم کم واش روم کی تعمیر	437172/-	محمد انور ٹھیکیدار
	(2) 7- کلب روڈ میں مسجد میں پر شیڈ کی تعمیر	97225/-	محمد انور ٹھیکیدار
	(3) ائیر کنڈیشنر کی خرید اور چھوٹی چھوٹی اضافی تبدیلی کے کام A-4 کلب روڈ جی آو آر ون لاہور	28977/-	فریج سنٹر لاہور / مہران الیکٹرونکس کراچی (ایٹ کنٹریکٹ)
	(4) — ایضاً — 20 کلب روڈ لاہور	20401/-	" " "
	(5) 90 شارع قائد اعظم لاہور کی دیوار پر لوہے کا جنگلہ لگانا اور بیرونی دیوار کو اونچا کرنا۔	345115/-	محمد انور ٹھیکیدار
	کل میزان =	33,96,460/-	

(ب)

سال	عمارت کا نام اور کام کی نوعیت	لاگت	ٹھیکیدار / فرم کا نام
1985-86ء	———	———	———
1986-87ء	———	———	———
1987-88ء	(1) میٹنگ روم کی تعمیر وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ 7- کلب روڈ لاہور	4,07,904/-	میسرز کاسکو کنسٹرکشن کمپنی
	(2) تعمیر گیراج / کار شیڈ اور سڑکوں کی کار پیٹنگ 5- کلب روڈ جی- او- آر ون لاہور	4,88,200/-	(i) میسرز وسیم اینڈ کو (ii) محمد انور ٹھیکیدار
1988-89ء	(i) تعمیر گیراج / کار شیڈ اور سڑکوں کی کار پیٹنگ 5- کلب روڈ جی- او- آر ون لاہور	1,46,525/-	ایضاً
	(ii) اضافی کمرہ کی تعمیر اور سامنے والے برآمدہ کو بند کرنا 5- کلب روڈ جی او آر ون لاہور	2,50,591/-	محمد گلزار ٹھیکیدار
	(iii) 7 کلب روڈ جی او آر ون کی دیوار پر لوہے کا جنگلہ لگانا	2,27,459/-	میسرز محمد اسلم اینڈ کو

سال	عمارت کا نام اور کام کی نوعیت	لاگت	ٹھیکیدار / فرم کا نام
1989-90ء	(i) 7- کلب روڈ میں سبھ پر شیڈ کی تعمیر	97,235/-	محمد انور ٹھیکیدار
	(ii) 5- کلب روڈ کی پچھلی دیوار کی مضبوطی اور میس روم کم اور واش روم کی تعمیر۔	4,37,172/-	محمد انور ٹھیکیدار
	(iii) شارع قائد اعظم لاہور کی دیوار پر لوہے کا جنگلہ اور بیرونی دیوار کو اونچا کرنا۔	3,45,115/-	ایضاً

ج

متذکرہ عرصہ 1985ء تا 1990ء میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے لئے -/66,204 (چھیاسٹھ ہزار 2 سو چار روپے) کا سامان خریدا گیا جس کی سالانہ تفصیل درج ذیل ہے۔

تفصیل

نمبر شمار	سال	کراکری / کٹلری	فرنیچر	قالین
1-	1985-86ء	19685/-	———	———
2-	1986-87ء	———	———	———
3-	1987-88ء	———	———	———
4-	1988-89ء	23390	———	———
5-	1989-90ء	23129	———	———
	کل مالیت =	66,204/-		

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز "الف" میں پوچھا ہے کہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ اور وزیراعلیٰ ہاؤس کی تزئین و آرائش و توسیع اور "دیگر امور" پر کتنے اخراجات ہوئے۔ جواب میں "دیگر امور" کی تفصیل نہیں ہے۔ میرا سوال تو کافی لمبا بن جاتا تھا جس میں Entertainment ٹی اے/ ڈی اے سب شامل ہونے چاہئیں تھے۔ اس کا جواب نہیں آیا۔ اس کی وجہ بتائیں گے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میرا سوال تزئین و آرائش و توسیع اور دیگر امور پر اٹھنے والے اخراجات کے بارے میں تھا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جواب میں جو تفصیل دی ہے کیا اس تفصیل میں "دیگر امور" کو شامل کیا گیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: مجھے سمجھ نہیں آئی کہ وہ کیا پوچھ رہے ہیں۔ جب تک وہ واضح سوال نہیں کریں گے کہ وہ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں میں جواب نہیں دے سکوں گا۔

جناب سپیکر: میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ رانا صاحب! آپ واضح انداز میں ضمنی سوال کریں کہ آپ کیا دریافت کرنا چاہتے ہیں؟

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں نے تزئین و آرائش و توسیع ان تین چیزوں کے علاوہ دیگر امور پر اخراجات بھی پوچھے تھے اس میں تو Entertainment ٹی اے ڈی اے سب کچھ آجاتا ہے۔ تو کیا انہوں نے جواب میں سارے اخراجات دے دیے ہیں؟

جناب سپیکر: کرنل صاحب! رانا صاحب پوچھنا چاہتے ہیں کہ جواب میں آپ نے سارے اخراجات درج کر دیے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! کچھ ایسے اخراجات ہیں جن کا محکمہ مواصلات و تعمیرات سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ جن کا تعلق محکمہ مواصلات و تعمیرات سے ہے ان اخراجات کی کلی اور پوری تفصیل ہم نے دے دی ہے۔ جو اخراجات ہمارے محکمے سے متعلق نہیں ہیں ان کے جوابات اس میں نہیں ہیں۔ اور نہیں ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: درست ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! سوال کا جز "ج" یہ تھا کہ کراکری، فرنیچر، قالین اور دیگر کون کون سی اشیاء کتنی کتنی مالیت میں خریدی گئیں۔ جواب میں کراکری اور کٹلری کی تفصیل دی گئی ہے کیا کراکری اور کٹلری کے اخراجات محکمہ مواصلات و تعمیرات کی مد میں آتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: حکومت کے دفاتر کی تزئین و آرائش (فرنشنگ) میں یہ آتا ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! 86-1985ء سے لے کر 90-1989ء تک صرف کراکری/کٹلری -66204 روپے کی خریدی گئی۔ اس کے علاوہ فرنیچر اور قالین؟ کیا یہ خود اس جواب سے مطمئن ہیں؟ کیا ان پانچ سالوں میں وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کو کوئی چیز سپلائی نہیں کی گئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: محکمہ مواصلات و تعمیرات نے ان عمارات پر جو اخراجات کیے ہیں ان کی تفصیل تو جواب میں دی گئی ہے۔ جو چیزیں اس میں شامل نہیں ہیں ان پر اخراجات محکمہ مواصلات و تعمیرات کے توسط سے نہیں ہوئے۔ کسی اور توسط سے ہوئے ہیں تو اس کا مجھے علم نہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہے کہ کراکری اور کٹلری maintenance میں آتی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا قالین اور فرنیچر maintenance کی حد میں نہیں آتے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یقیناً" فرنیچر maintenance کی حد میں آتا ہے۔ لیکن رانا صاحب جن سالوں کی تفصیل جاننا چاہتے ہیں اور جس سال سے جاننا چاہتے ہیں ممکن ہے یہ فرنیچر اس سے پہلے خریدا گیا ہو اس دوران نہ خریدا گیا ہو اس لئے تفصیل یہاں درج نہیں ہے۔

رانا اکرام ربانی: یہاں پر پریکٹس یہ ہوگئی ہے کہ محکمے جو جوابات دیتے ہیں وہ ایوان کا مذاق اڑانے کے برابر ہوتا ہے۔ حقائق چھپائے جاتے ہیں۔ یا تو منسٹر صاحب خود اس بات کی ذمہ داری لیں کہ وہ ذاتی طور پر مطمئن ہیں کہ یہ جواب درست ہے۔ کوئی تحریک پیش کرنے کا سبب تو کم از کم بنے یا وہ کہیں کہ وہ اس سے مطمئن نہیں ہیں ملتوی کریں۔

جناب سپیکر: وہ اپنے محکمے کے حد تک تو ذمہ داری کے ساتھ جواب دے رہے ہیں کہ ان کے محکمے کی حد تک جو اخراجات ہوئے ہیں وہ انہوں نے درج کر دیئے ہیں۔ اگر کسی اور مد سے سی ایم سیکرٹریٹ پر کوئی اخراجات صرف ہوگئے تو اس کی ذمہ داری تو وزیر مواصلات نہیں لے سکتے۔ رانا صاحب! اپنے محکمے کی حد تک تو آپ ذمہ داری کی ساتھ کہتے ہیں کہ جوابات درست ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: بالکل درست ہے جناب۔

جناب سپیکر: صحیح ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! محکمہ مواصلات کی طرف سے تو تقریباً" 3 کروڑ 40 لاکھ روپے وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ پر پچھلے پانچ سالوں میں خرچ کئے گئے ہیں۔ تو جناب والا یہ کس طرح ممکن ہے کہ سیکرٹریٹ کی functioning کے بارے میں مجموعی اخراجات معلوم کرنا ہو تو ہر محکمے کو علیحدہ علیحدہ سوال بھیجنا ہوگا؟

جناب سپیکر: یہ سوال متعلقہ ہے۔ کرنل صاحب اس بارے میں ارشاد فرمائیں کہ یہ چاہتے ہیں کہ اس بارے میں ان کو مکمل معلومات کیسے مل سکتی ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی مد میں سے جو عمارات پر خرچ ہوا اس کی تفصیل تو یہاں پر موجود ہے۔ اگر کسی اور مد سے یا کسی اور محکمے کے توسط سے چیف منسٹر کے دفاتر میں یا ان کی ریذیڈنس میں کوئی کام ہوا ہے تو اس کا علم مجھے کسی طرح سے ہو سکتا ہے اس کی جواب دہی مجھ سے اس ہاؤس میں کیسے ہو سکتی ہے۔ اس کا جواب تو میں نہیں دے سکتا ہوں۔ لیکن سی اینڈ ڈبلیو کے توسط سے جس محکمے میں کام ہوا ہے اس کی پوری تفصیل ہم نے اپنے اس جواب میں دے دی ہے اور اسے counter check کیا جاتا ہے۔ اور میں پورے اعتماد کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ درست تفصیل ہم نے مہیا کی ہے۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! سید چراغ اکبر شاہ صاحب یہ دریافت .t چاہتے ہیں کہ انہیں اخراجات کے مکمل کوائف چاہئیں۔ اس میں آپ فرما رہے ہیں کہ کچھ اخراجات میں سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ نے کئے ہیں۔ کچھ اخراجات کسی اور محکمے کی طرف سے ہو سکتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ اگر مکمل جواب جس میں مجموعی اخراجات دیئے ہوئے ہوں درکار ہوں تو وہ کس طریقے سے کس سے سوال کریں۔ یہ ان کی بات درست ہے۔ آپ تو مواصلات کے بارے میں جواب دے سکتے ہیں اور وہ مکمل جواب چاہتے ہیں۔ یعنی مکمل اخراجات کی تفصیل انہیں چاہیے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! وہ میں سمجھتا ہوں لیکن اگر محکمہ مواصلات تعمیرات کے علاوہ کسی دوسرے محکمے کی طرف سے کوئی اخراجات ہوئے ہوں تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے جو انچارج ہیں شائد وہ اس معاملے میں کوئی روشنی ڈال سکیں۔

جناب رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے سوال کو دہراتا ہوں۔ یہ میں نے اصل

سوال منگوایا ہے۔ سوال یہ تھا کہ کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے؟ مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ یہ سوال وزیر مواصلات و تعمیرات کو کیسے چلا گیا۔ میں خود confuse تھا کہ یہ سوال اس طرف کیسے نکل گیا؟

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں نے اس لئے یہ سوال کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا اصل سوال کیا ہے؟ مجھے اصل سوال دیا جائے۔

جناب رانا اکرام ربانی: کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے ----

جناب سپیکر: (سیکرٹری اسمبلی سے فرمایا) آپ کے پاس سوال کی کاپی نہیں ہے؟ آپ کے پاس سوال کی کاپی ہونی چاہیئے۔ کدھر ہے؟ سیکرٹری اسمبلی بتائیں کہ یہ سوال ایس اینڈ جی اے ڈی سے ہے اور چیف منسٹر پنجاب سے ہے یہ مواصلات و تعمیرات محکمے کو کس نے بھیجا ہے؟ ایس اینڈ جی اے ڈی کو آپ نے بھیجا تو further transfer آپ نے کیوں accept کی ہے؟

جناب رانا اکرام ربانی: جو بادشاہت ہوتی ہے اسے چھپانے کے لئے ایک مد مختصر میں یہ سارا کچھ ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے جب ایس اینڈ جی اے ڈی کو سوال بھیجا ہے تو ایس اینڈ جی اے ڈی مواصلات و تعمیرات کو اپنے طور پر کیسے بھیج سکتا ہے؟ وہ مجاز نہیں ہیں کہ وہ اپنے طور پر محکمہ مواصلات و تعمیرات کو بھیجیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ نے اسے deal کرنا ہے۔ اور آپ کے پاس اگر مواصلات و تعمیرات کے سوال آتے ہیں۔ آپ نے ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیجا ہے تو آپ ان کو کہیں کہ آپ سے ہم نے سوال کا جواب نہیں مانگا۔ ہم نے ایس اینڈ جی اے ڈی سے مانگا ہے۔ اور آئندہ کسی محکمے کو اپنے طور پر سوال ٹرانسفر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ کوئی محکمہ اپنے طور پر سوال ٹرانسفر نہیں کر سکتا۔ یہ اسمبلی سیکرٹریٹ ہے جس نے یہ طے کرنا ہے کہ یہ کس محکمے کے متعلق سوالات ہیں۔ یہ ساری غلط پریکٹس ہے اور اس سوال کو میں موخر کرتا ہوں۔ اور ایس اینڈ جی اے ڈی سے سوال کا جواب مانگا گیا ہے ایس اینڈ جی اے ڈی اس سوال کا جواب دے۔

(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! اسی سوال کے سلسلہ میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے سول سیکرٹریٹ کے اخراجات کی جو

تفصیل بیان کی ہے اس میں انہیں نے 3 کروڑ 39 لاکھ پڑھا ہے جبکہ یہ کل رقم 33 لاکھ 96 ہزار 4 سو ساٹھ روپے ہے۔ یہ اس کی تصحیح کرلیں کہ 3 کروڑ 39 لاکھ روپے نہیں ہے بلکہ 33 لاکھ 96 ہزار 4 سو ساٹھ روپے ہے۔

جناب سپیکر: اس سوال کو میں defer کرتا ہوں اور اس سوال کا جواب ایس اینڈ جی اے ڈی دے گا۔ اس کے بعد یہ سوال further disposal کے لئے اسمبلی سیکرٹریٹ میں آئے گا۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! آپ نے اس سوال کو defer کر دیا ہے لیکن میں اس سوال کے جواب کے نمبر ا کے لئے عرض کرونگا کہ اس کی تصحیح مان لی جائے کہ 1986ء سے لیکن 1990ء تک مختلف جو گرز دی گئی ہیں وہ یہ ہیں -/9600 و -/1162608و -/410046 و -/97225 لیکن جو میزان دیا گیا ہے وہ صرف -/79 روپے میں ہیں۔ یہ شائد کلیریکل غلطی ہوگی۔ اس کی بھی درستی کرالیں۔

جناب سپیکر: جب ایس اینڈ جی اے ڈی اس کا جواب دے گا تو یہ سارا درست ہو جائے گا (اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے ہیں یہ سوال میاں محمود احمد کی طرف سے سید طاہر احمد شاہ نے پوچھا)

انڈر پاس سکیم پر عملدر آمد کے لئے اقدام

☆ 176- **میاں محمود احمد:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ نے شاہدرہ میں انڈر پاس کی منظوری دی تھی جس کا شاہدرہ میں ایک جلسہ عام میں اعلان کیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکیم منظور ہو چکی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ایک سال قبل سیکرٹری مواصلات و تعمیرات نے شاہدرہ میں ایک جلسہ میں متذکرہ کام ڈیڑھ مہینے میں شروع کرنے کا بھی اعلان کیا تھا۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعظم کی ہدایت پر ریلوے۔ ایل ڈی اے سی اینڈ ڈبلیو ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان کی وزیر اعلیٰ کے دفتر میں میٹنگ بھی ہوئی ہے جس میں ایل ڈی اے نے بتایا ہے انڈر پاس کے لئے ایل ڈی اے کے پاس 68 کروڑ روپے موجود ہیں جو ہم کسی دوسری سکیم پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ میں نے کہا تھا کہ کیونکہ یہ رقم انڈر پاس کے لئے ہے اس لئے یہ

صرف انڈر پاس پر خرچ کرنے کے لئے سی اینڈ ڈبلیو کو دی جائے۔

(و) کیا یہ درست ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے ابھی تک اس منصوبہ کے لئے سی اینڈ ڈبلیو کو کوئی رقم نہیں دی۔ اگر دی ہے تو کتنی اور باقی رقم کتنی ہے۔ اور کب تک دیں گے۔ اس میں محکمہ پی اینڈ ڈی کا کیا کردار ہے۔ اس سکیم میں تمام تقاضے پورے کئے گئے ہیں۔ کل تخمینہ کتنا ہے۔ کب شروع اور کب مکمل ہوگا۔ اور کیا حکومت وزیراعظم موجودہ کے بطور وزیراعلیٰ اس حکم کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین)

(الف) دفتر ہذا کے ریکارڈ میں نہیں ہے۔

(ب) درست ہے۔ سکیم منظور ہو چکی ہے۔

(ج) دفتر ہذا کے ریکارڈ میں نہیں ہے۔

(د) ایضاً

(ہ) درست ہے۔

(و) فنانس ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ نمبر(v-I) FD - III - 21 (75) ADP 90-91 مورخہ 9-1-91 کو محکمہ ہذا کو 5 لاکھ روپے برائے سال 91-1990ء مہیا کئے ہیں۔ محکمہ P.S.O نے اس سکیم کی منظوری دے دی ہے۔ کل تخمینہ 2 کروڑ 82 لاکھ روپے کا ہے۔ جیسے ہی مزید رقم مہیا کی گئی اس کام کو باقاعدہ موقع پر شروع کردیا جائے گا۔ ریلوے انڈر پاس تخمینہ لاگت ایک کروڑ 30 لاکھ روپیہ ہے اور سروسز کو ہٹانے کے لئے تقریباً" 30 لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ تعمیر کی ترتیب کے حساب سے یہ دونوں کام پہلے ہونے چاہئیں۔ اس لئے ایک کروڑ 60 لاکھ روپے کی فوری ضرورت ہے۔ ابتدائی اخراجات کے لئے محکمہ ریلوے کو 4 لاکھ روپے ادا کر دیئے ہیں۔ تاکہ سروے ڈیزائن وغیرہ کرا سکیں۔ اگر فنڈ وغیرہ مہیا کر دیئے جائیں تو یہ کام اندازے کے مطابق 2 سال میں مکمل ہوگا۔

اس سوال کا جواب وزیر مواصلات و تعمیرات نے تحریری پڑھا۔ ابھی وزیر موصوف نے جز (و) کا جواب پڑھنا ہی شروع کیا تھا کہ جناب سپیکر نے فرمایا۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب اسے پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے میاں محمود احمد تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی طرف سے یہ سوال کیا گیا ہے یہ جواب پڑھا ہوا تصور ہوگا۔ کوئی ضمنی سوال

ہے؟ سید طاہر احمد شاہ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جز (ج) میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ "دفتر ہذا کے ریکارڈ میں نہیں ہے" اسی طرح جز (د) کے جواب میں بھی انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ "درست ہے" تو یہ چونکہ سوال کا ادراک ہے اور تسلسل کے ساتھ ہیں۔ جب میٹنگ کے متعلق وزیر موصوف یہ فرماتے ہیں کہ ریکارڈ دفتر ہذا میں موجود نہیں ہے مگر اسی میٹنگ کے حوالے سے جب متعلقہ سوال کرنے والے ایم پی اے یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا میں نے یہ کہا تھا کہ کیونکہ یہ رقم under pass کے لئے ہے اس لئے یہ صرف under pass پر خرچ کرنے کے لئے محکمہ مواصلات و تعمیرات کو دی جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ کو interrupt کرتا ہوں۔ ڈپٹی سپیکر صاحب تشریف نہیں رکھتے اور پینل آف چیئرمین کے ممبر صاحبان بھی تشریف نہیں رکھتے اور میں نے تھوڑی دیر سے کسی کو کرسی صدارت سنبھالنے کے لیے propose کرنا ہے۔ میں سردار عاشق حسین کرپالنہ کا نام تجویز کرتا ہوں۔ آپ کو اس سے اتفاق ہے؟

آوازیں۔ اتفاق ہے۔

جناب سپیکر: میری رائے یہ ہے کہ اس طریقے سے بھی مختلف دوستوں کو صدارت کرنے کا وقت ملتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب پہلے کر چکے ہیں۔ میاں منظور احمد موہل صاحب کر چکے ہیں۔ تو میری خواہش ہے کہ میں زیادہ سے زیادہ دوستوں کو وقت دوں کہ وہ اس کو preside کریں۔ سردار عاشق حسین کرپالنگ تشریف لائیں۔

چوہدری محمد فاروق : جناب والا! جب پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جاتا ہے تو یہ توقع ہوتی ہے کہ ڈپٹی سپیکر کی عدم موجودگی میں وہ ایوان میں موجود رہیں گے اور ایسا نہیں ... سے دوران یہ محترم سپیکرز پینل کے جو چیئرمین ہیں یہ موجود نہیں ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ پہلی دفعہ ایسا ہو رہا ہے کہ پینل آف چیئرمین کے جو ممبرز ہیں جن کو نامزد ... تشریف نہیں لا رہے ہیں۔ میں اپنی observation نہیں دینا چاہتا تھا

لیکن آپ کے سوال کرنے پر مجھے یہ بات کرنا پڑی ہے یہ پریکٹس نہیں ہے کہ پینل آف چیئرمین کے نامزد ممبرز ایوان میں تشریف نہ رکھتے ہوں یہ پریکٹس ہے کہ وہ باقاعدہ تشریف لاتے ہیں اور وہ بیٹھ کر punctual ہو جاتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! انہیں تبدیل کردیا جائے تاکہ وہ آئندہ ذمہ داری کا احساس کریں۔

جناب سپیکر: اس اجلاس میں تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

(اس مرحلہ پر جناب سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں سوال نمبر 176 پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوا ہے۔

جناب والا! جواب کے جزو(الف) اور جزو(ب) میں یہ لکھا ہوا ہے کہ دفتر ہذا کے ریکارڈ میں نہیں ہے۔ جب کہ جزو(ب) میں یہ ہے کہ "درست ہے سکیم منظور ہو چکی ہے' تو جناب والا! کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ سکیم کس حکم کے تحت یا کس اے۔ ڈی۔ پی میں منظور کی گئی ہے۔ کیا یہ کسی سپیشل ڈائریکٹیو کے تحت منظور کی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! جزو(الف) میں جو سوال کیا گیا ہ اگر آپ اس کا مطالعہ فرمائیں اس میں یہ لکھا ہے کہ "کیا یہ درست ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ نے شاہدرہ میں under pass کی منظوری دی تھی جس کا شاہدرہ میں ایک جلسہ عام میں اعلان کیا تھا۔ اس کا جواب محکمہ ہذا نے یہ دیا ہے کہ "دفتر ہذا کے ریکارڈ میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے"

اب جناب والا! یہ ضروری نہیں ہے کہ وزیر اعلیٰ ! جو اعلانات کسی عوامی جلسے میں کرتے ہیں ان کا ریکارڈ محکمہ کے دفتر میں موجود ہو۔

جناب والا! جہاں تک معزز رکن کے دوسرے سوال کا تعلق ہے کہ کیا اس بارے میں میں وزیر اعلیٰ صاحب کی کوئی ہدایات تھیں تو اس بارے میں عرض ہے کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کی طرف سے یہ ہدایات دی گئی تھیں کہ اس سکیم کو process کیا جائے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! وزیر موصوف یہ فرما رہے ہیں کہ وزیر اعلیٰ کی طرف سے ہدایات دی گئی تھی تو جناب والا وہ ریکارڈ تو دفتر میں موجود ہوگا۔ وزیر اعلیٰ کا جو ڈائریکٹیو

ہے کہ اسے process کیا جائے یہ تو دفتر میں موجود ہوگا اور پھر انہوں نے یہ جواب کیوں دیا ہے کہ "دفتر ہذا کے ریکارڈ میں نہیں ہے"

حاجی محمد شریف : جناب والا! میں کل میاں محمود صاحب کو ہسپتال میں دیکھنے گیا تھا انہوں نے استدعا کی ہے کہ ان کے سوالات ملتوی فرمالئے جائیں۔

جناب چیئرمین (سردار عاشق حسین گوپانگ) : اس ایوان کی یہ روایات رہی ہیں کہ جب کوئی ممبر سوال کرتا ہے اور اس کے behalf پر کوئی دوسرا ممبر اس سوال کا نمبر پکارتا ہے تو ----

سید طاہر احمد شاہ : مگر جناب والا! انہوں نے یہ کہا ہے کہ میاں صاحب نے ان کے ذریعے یہ استدعا کی ہے کہ میرے سوالوں کو ملتوی کردیا جائے۔ اب میرے خیال میں ممبر متعلقہ نے استدعا کی ہے کہ سوالات ملتوی کر دیئے جائیں تو ان کو ملتوی کردیا جانا چاہیئے اور آئندہ متعلقہ محکمہ کے سوالات کے دن پر ان کو رکھنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب! ایسی کوئی روایت نہیں ہے جب ایک سوال ایوان میں پیش کردیا جاتا ہے اور اس کا جواب دے دیا جاتا ہے تو پھر یہ ایوان کی پراپرٹی بن جاتا ہے۔ اس میں ایسی کوئی روایت نہیں ہے کہ اس سوال کو معزز رکن کے آنے تک ملتوی کردیا جائے۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! وزیر موصوف نے ابھی فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ کے حکم پر اسے process کیا گیا ہے اور اس سکیم کو منظور کیا گیا ہے جبکہ جواب میں یہ لکھا ہے کہ "دفتر ہذا کے ریکارڈ میں نہیں ہے" تو جناب والا! یہ ایک تضاد ہے اور اس میں سے صرف ایک بات درست ہوسکتی ہے کہ وزیر اعلیٰ کے دفتر میں اس کی اطلاع ضروری ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات : اس میں قطعاً" کوئی تضاد نہیں ہے۔ جناب والا! اگر جزو (الف) کو غور سے پڑھا جائے تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ "کیا یہ درست ہے کہ سابقہ وزیر اعلیٰ نے شاہدرہ میں under pass کی منظوری دی تھی؟ جناب والا! اس بات کا ہمیں قطعی کوئی علم نہیں کہ شاہدرہ کے مقام پر دی تھی یا کسی جلسہ عام میں اس کی منظوری دی تھی۔ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ سے ہمیں ایک چٹھی آئی تھی جس میں یہ ذکر نہیں کیا گیا تھا کہ شاہدرہ کے مقام پر اس کی منظوری دی گئی تھی۔ پھر انہوں نے اس کے process کے آرڈر دیئے ہیں جو

process ہو رہا ہے۔ تو اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی۔ آپ کی بات بالکل واضح ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ کیا ہر محکمہ کی طرح ان کے محکمہ میں بھی محکموں کے بارے میں شائع ہونے والی خبروں کے تراشے رکھنے کی روایت موجود ہے اور کیا اور کیا اس کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: میرے خیال میں وزیر صاحب اس کا جواب تو پہلے ہی دے چکے ہیں کہ ان کے ریکارڈ میں یہ چیز موجود نہیں ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ انہوں نے اس بات کی تردید کی ہے کہ جو جلسے میں بات کی گئی تھی اس کا ریکارڈ ان کے دفتر میں موجود نہیں ہے جبکہ ہر محکمے کے پاس محکمے کے بارے میں شائع ہونے والی خبروں کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ انہیں اس بات کا اعتراف کرنا چاہیے تھا کہ جلسہ میں یہ بات کی گئی مگر انہوں نے جواب دیا ہے کہ "دفتر ہذا میں ریکارڈ نہیں ہے" جناب والا! ہر محکمے میں یہ ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ اس لئے میں نے یہ سوال کیا ہے کہ کیا ان کے پاس ریکارڈ رکھنے کی روایت ہے یا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ انہوں نے سوال کے جواب میں واضح طور پر فرمایا ہے کہ ہمارے پاس اس بات کا ریکارڈ نہیں ہے۔ تو میرے خیال میں یہاں تک ہی یہ بات ختم ہو جانی چاہیے۔

دوسرا سوال بھی میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میاں صاحب نے درخواست کی ہے کہ ان کے سوالات کو ملتوی کردیا جائے اور جناب والا یہ بھی میاں صاحب کا ہی سوال ہے۔.........

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! گزارش یہ ہے میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ رولز کے مطابق واضح طور پر کوئی ایسی بات نہیں ہے اور رولز سے ہمیں اس قسم کی کوئی ہدایت نہیں ملتی ہے۔ دوسرے اس ایوان میں ایسی کوئی روایت بھی نہیں ہے۔ اس لئے ان کو ملتوی نہیں کیا جا سکتا۔ میں پہلے بھی اس کی وضاحت کرچکا ہوں۔

زائد ٹول ٹیکس وصول کرنیوالوں کے خلاف کارروائی

☆ 179- میاں محمود احمد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) نیو راوی پل شاہدرہ پر کتنے گنا زیادہ ٹیکس وصول کرتے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو لوگ زیادہ پیسے نہیں دیتے ہیں۔ان پر تشدد کیا جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں پر اسلحہ لے کر ٹھیکیداروں کے آدمی بیٹھے رہتے ہیں۔ او زبردستی کئی گناہ زیادہ رقم وصول کرتے ہیں۔

(د) ٹول ٹیکس کے موجودہ نرخ کیا ہیں۔ اور کتنے کتنے وصول کئے جاتے ہیں۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت قانونی طور پر عائد کردہ ٹیکس وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اور زیادہ ٹول ٹیکس وصول کرنے والے لوگوں کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین)

(الف) جون 1990ء سے حکومت کی نوٹیفکیشن کے مطابق بس اور ٹرکوں کا ٹول ٹیکس 3 روپیہ بڑھایا گیا ہے یعنی دوگنا کیا گیا ہے۔ لمبی گاڑیوں اور ٹریلرز کا 12 روپیہ مقرر کیا گیا ہے۔ منی بسوں کا ٹول ٹیکس 2 روپیہ سے بڑھا کر 4 روپیہ کردیا گیا ہے۔ کار' جیپ' پک اپ' وین ٹریکٹرز کا ٹول ٹیکس ایک روپیہ سے بڑھا کر 2 روپیہ کردیا گیا ہے۔ رکشہ سکوٹر' موٹر سائیکل کا ٹول ٹیکس حسب سابق 25 پیسے ہی رہنے دیا گیا۔

(ب) ایسی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

(ج) ہوسکتا ہے ٹھیکیدار اپنے کیش کی حفاظت کے لیے اسلحہ لے کر وہاں موجود ہوتے ہیں اسلحہ کے قانونی یا غیر قانونی اس کے جائز اور ناجائز استعمال کے بارے میں جواز محکمہ مواصلات و تعمیرات کے دائرہ کار سے باہر ہے۔

(د) ٹول ٹیکس کے موجودہ نرخ درج ذیل ہیں اور پل پرنمایاں طور پر آویزاں ہیں۔ اور ٹھیکیدار کو ہائی وے کے ساتھ معاہدہ کے مطابق یہ ہی وصول کرنے چاہیں۔ جو کہ پل پر آویزاں کیے گئے ہیں۔

(i)	ہر قسم کے ٹرک اور بسیں	-/6 روپے	فی پھیرا

(ii)	لمبی گاڑیاں اور ٹریلرز	-/12 روپے	فی پھیرا
(iii)	منی بس ٹرک اور بس کے علاوہ جوکہ مسافروں کے لیے استعمال ہوتی ہے	-/4 روپے	فی پھیرا
(iv)	کار' جیپ' جیپز' پک اپ' وین سٹیشن ویگن' لینڈرو' ٹریکٹر بمعہ ٹرالی اور بغیر ٹرالی وغیرہ	-/2 روپے	فی پھیرا
(v)	رکشہ' سکوٹر موٹر سائیکل وغیرہ	25/- روپے	فی پھیرا
(vi)	ٹیکسی کار	-/1 روپے	فی پھیرا

(ہ) محکمہ ہذا کا معاہدہ یہ ہی ہے کہ منظور شدہ ریٹ کے مطابق ہی ٹول ٹیکس وصول کیا جائے ۔ماضی میں ایک دو شکایات وصول ہوئیں تھیں۔ جس پر متعلقہ ٹھیکیدار کو نوٹس دیا گیا تھا۔ اس کے بعد ایسی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔

جناب پیٹر گل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر مواصلات یہ بیان فرمائیں گے کہ جس طرح راوی پل اور دوسرے پلوں پر ایم - این۔ اے اور ایم - پی۔ اے صاحبان سے ٹول ٹیکس نہیں لیا جاتا کیا سرکاری ہسپتالوں میں بھی ایسا ہے۔؟

جناب چیئرمین: گزارش ہے کہ آپ محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلقہ وزیر موصوف سے سوالات کرسکتے ہیں اور آپ نے سوال کو جو ہسپتال کے ساتھ inter linke کیا ہے اس کا تو میرے خیال میں ان سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔

جناب پیٹر گل: جناب سپیکر! چونکہ یہ ٹول ٹیکس کا مسئلہ ہے اور یہ ہسپتالوں میں بھی ٹھیکے پر دیا جاتا ہے......

جناب چیئرمین: نہیں محترم! بات یہ ہے کہ ایسا ٹول ٹیکس جو کسی شاہراہ پر لیا جاتا رہا ہو اور لیا جارہا ہو۔ اس کے متعلق تو وزیر مواصلات و تعمیرات جواب دے سکتے ہیں مگر محکمہ صحت میں جو چیز چل رہی ہے یعنی وہاں پر وہ گاڑی کھڑی کرنے کی فیس لیتے ہیں یا نہیں لیتے ہیں یہ تو وزیر صحت صاحب ہی بتا سکیں گے۔ یہ وزیر مواصلات تو نہیں بتا سکیں گے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! اس سلسلے میں میرا ایک ضروری اور اہم سوال ہے کہ کیاوزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اگر کوئی شخص ٹول ٹیکس ادا نہیں کرتاہے تو پھر اس سے موقع پر ٹول ٹیکس کیسے وصول کیا جاتا ہے۔ کیا ٹھیکیدار اس سے جبراً ٹول ٹیکس

وصول کرتے ہیں اس کے بارے میں ان کی کیا پالیسی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ٹول ٹیکس کے ٹھیکیدار اور حکومت کے درمیان ایک معاہدہ ہے اور اس معاہدے کی رو سے گورنمنٹ کے ٹھیکیدار کی ohligations ہیں۔ جناب والا! اگر کوئی شخص ٹول ٹیکس ادا نہیں کرتا تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کے معاہدے کی ایک متعلقہ شق کی وہ خلاف ورزی کرتا ہے اور اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے اگر وہ وہاں سے بھاگ جائے ورنہ اس قسم کے کیسز بہت کم ہوتے ہیں کیونکہ وہاں پر گاڑیاں عام طور پر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ قطعاً" اس قسم کے واقعات تو نہیں ہوتے ہیں کہ کوئی ٹول ٹیکس سے انکار کرے ماسوائے ان لوگوں کے جن کو یہ رعایت دی گئی ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب تسلی بخش نہیں ہے۔ میں اس بارے میں گورنمنٹ کی پالیسی پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص ٹول ٹیکس ادا نہیں کرتا ہے تو کیا ٹھیکیدار اس سے زبردستی ٹول ٹیکس وصول کرتے ہیں یا اس بارے میں گورنمنٹ کی پالیسی کیا ہے؟ قانون کیا ہے؟ کیا قانون کارروائی کی جاسکتی ہے؟

جناب چیئرمین: میں وضاحت کروں۔ معزز رکن کا سوال یہ ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں نے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔میں اس کو دوبارہ دھراتا ہو۔

جناب چیئرمین: جی فرمایئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ٹول ٹیکس کی ادائیگی کے سلسلہ میں گورنمنٹ اور ٹھیکیدار کے درمیان ایک معاہدہ ہوتا ہے اور وہ ایک قانونی شکل اختیار کر جاتا ہے کہ یہاں سے جو شخص گزرے گا اور جس قسم کی گاڑی پر گزرے گا اس کے لئے اس پل کے پلرز پر ریٹ آویزاں ہیں۔ شیڈول لگا ہوا ہے۔ اس کے مطابق ہر شہری کو ماسوائے ان لوگوں کے جن کو اس بات سے مستثنیٰ کیا گیا ہے وہاں سے گزرنے پر انہیں ٹھیکیدار کے نمائندوں کو وہ واجبات ادا کرنے چاہئیں اور اگر کوئی ایسا نہیں کرتا تو متعلقہ قانون کے تحت اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں وہ متعلقہ قانون پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ متعلقہ قانون

کیا ہے؟

جناب چیئرمین: شاہ صاحب! یہی بات میں عرض کر رہا تھا کہ معزز رکن کا ضمنی سوال جو ہے وہ یہ ہے - وہ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ قواعد و ضوابط کے مطابق اگر کوئی شخص ٹول ٹیکس دیئے بغیر وہاں سے گزر جائے تو قواعد کے مطابق اس کے خلاف کیا کارروائی کی جاتی ہے؟ ان کا یہ سوال ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جس طرح اگر کوئی شخص ٹیکس ادا نہیں کرتا تو متعلقہ قواعد و ضوابط کے تحت اس کے خلاف کارروائی کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی ایک ٹیکس وہاں سے گزرنے والوں پر لاگو کیا گیا ہے۔ اب اگر وہ مجھ سے تعزیرات پاکستان کے دفعہ پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ مجھے یاد نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: میں یہی عرض کر رہا تھا۔ معزز رکن کا جو سوال ہے وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ جو ٹھیکیدار اور گورنمنٹ کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے اس معاہدے کی رو سے اس میں کوئی کلاز ایسی ہے جس کی یہ وضاحت چاہتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: مجھے کلاز کا نمبر تو یاد نہیں ہے۔ لیکن یقیناً اس قسم کے ایگریمنٹ کو جب توڑا جاتا ہے تو متعلقہ قانون کے تحت کارروائی عمل میں آتی ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! ان کی بات درست ہے۔ میں توقع بھی نہیں رکھتا ہوں کہ وزیر موصوف کلاز کا نمبر یاد کر کے آئے ہوں گے لیکن جناب والا! میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور اس سوال سے کم از کم یہ ابہام نہ رہے اور یہ بات واضح ہو جائے کہ اگر کوئی شخص ٹول ٹیکس ادا نہیں کرتا ہے تو کیا ٹھیکیدار پولیس کو اطلاع دیتے ہیں یا خود بندوقیں تان کر اس کے پیچھے دوڑ پڑتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں یہ تو منسٹر صاحب وضاحت کر چکے ہیں کہ معاہدے کی رو سے' ان کو معاہدے کی وہ شق اور اس کی تفصیلات معلوم نہیں ہیں' یاد نہیں ہیں تو آپ یہ فرمائیں کہ آئندہ آپ اس طرح کا سوال بھجوا دیں تو وہ اس کا جواب بھجوا دیں گے کہ یہ متعلقہ شق کیا ہے اور اس کی وہ وضاحت کر دیں گے۔

جناب محمد لطیف مغل: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے تفصیل کے ساتھ جواب دے،

دیا ہے - پتہ نہیں ممبر صاحب پوچھنا کیا چاہتے ہیں؟ اب جیسا کہ ان کا سوال ہے تو مختلف محکموں میں کسی جگہ پر تو گیارہ گنا تاوان ہوتا ہے - وہ کس جگہ پر ٹھیکیدار کو منتقل کیا جاتا ہے اور کسی جگہ پر محکمہ کو منتقل کیا جاتا ہے۔ یہ شرائط میں درج ہوتا ہے اور اگر تو شرائط میں یہ درج ہو کہ بھاگنے والی گاڑی کو پکڑ کر ٹھیکیدار محکمے کے حوالے کرے گا تو جو گیارہ گنا تاوان ہو گا وہ محکمے کو دیا جائے گا یا اگر شق میں یہ شرط عائد کردی جائے کہ محکمہ وصول خود نہیں کرے گا ٹھیکیدار کرے گا تو میرے خیال میں میں وزیر موصوف نے تفصیل کے ساتھ جواب دے دیا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! میں نے پہلے بھی یہ گزارش کی ہے کہ شاہ صاحب کا جو سوال ہے وہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہے اور کرنل صاحب نے جو جواب دیا ہے وہ بھی اپنی جگہ پر ٹھیک ہے۔ وہ متعلقہ شق کی وضاحت چاہتے ہیں اور اس متعلقہ شق کے جو مندرجات ہیں وہ اس وقت کرنل صاحب کو یاد ہیں تو اس لئے اس کو مزید زیر بحث لانا مناسب نہیں ہے اگر اس سلسلے میں آپ مزید وضاحت چاہتے ہیں تو پھر آپ تازہ سوال دے دیں۔ متعلقہ منسٹر اس کا اگلے اجلاس میں جواب دے دیں گے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! تازہ سوال تو میں ضرور دے دوں گا لیکن میں کوئی رولز کے یا قواعد و ضوابط کے نمبر نہیں پوچھنا چاہتا کہ کس قاعدے کے تحت کیا کارروائی کی جاتی ہے؟ میں تو صرف اتنا معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی یہ قانون شکنی کرے کہ وہ ٹول ٹیکس ادا نہ کرے تو کیا ٹھیکیدار پولیس کو اطلاع دیتے ہیں یا خود کارروائی کرتے ہیں؟

جناب چیئرمین: شکریہ شاہ صاحب! میرے خیال میں اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں تو اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب چیئرمین: تو اگلا سوال جناب محمد حنیف چودھری صاحب۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میرا ایک سوال ہے جو بہت اہم نوعیت کا ہے۔ یہ محکمہ آبپاشی کے بارے میں سوال نمبر 74 ہے۔ جس کا جناب سپیکر نے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ آج ٹیک اپ کیا جائے گا اور وہ اس لسٹ میں شامل ہے۔ یہ چونکہ اہم ہے اور وقفہ سوالات میں اب تھوڑا عرصہ باقی ہے اس لئے میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس کو پہلے ٹیک اپ کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: میں سمجھا نہیں۔ جناب ڈاکٹر صاحب کیا فرما رہے تھے؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میری گزارش یہ ہے کہ سوال نمبر 74 جو محکمہ آبپاشی کے بارے میں ہے اور آج کے وقفہ سوالات کی لسٹ میں یہ سوال شامل ہے۔ اس کو از راہ کرم پہلے ٹیک اپ کر لیا جائے تاکہ اس کا جواب آجائے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب گزارش یہ ہے کہ اس وقت متعلقہ منسٹر صاحب ابھی تک تشریف نہیں لائے۔ تو ہم توقع کر رہے ہیں کہ جس وقت وہ تشریف لاتے ہیں تو یہ سوالات جو ہیں ان کو زیر بحث لائیں گے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔

جناب چیئرمین: بہرحال اس کے بعد ٹیک اپ کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں تو اگلا سوال جناب محمد حنیف چودھری صاحب کا ہے۔

ناقص تعمیر کے ذمہ دار ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی

☆ 186- **جناب محمد حنیف چودھری:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے لاہور سے ساہیوال تک ملتان روڈ کی تعمیر و مرمت شروع کر رکھی ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ سڑک کس سال شروع کی گئی اور کس سال کام مکمل ہوا۔

(ب) کیا یہ امر واقع ہے کہ اس سڑک پر ٹریفک کا اژدہام رہتا ہے۔ اور ناقص میٹریل کے استعمال کی وجہ سے یہ سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹ چکی ہے۔ جس کی وجہ سے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔

(ج) اگر ایسا ہے تو حکومت نے متعلقہ ٹھیکیدار کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟ تفصیلاً بتایا جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین)

(الف) یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے لاہور سے ساہیوال تک ملتان روڈ کی تعمیر و مرمت کا

کام محکمہ ہذا کے سپرد نہیں کیا ہے۔ بلکہ اس کی ذمہ داری نیشنل ہائی وے بورڈ اسلام آباد جو کہ ایک مرکزی ادارہ ہے کے سپرد کی گئی ہے۔

(ب) اس جزو کا تعلق محکمہ ہذا سے نہیں ہے۔

(ج) اس جزو کا تعلق بھی محکمہ ہذا سے نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: تو اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد حنیف چودھری: جناب سپیکر! اس میں جو جواب دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ معاملہ نیشنل ہائی وے بورڈ، اسلام آباد کا ہے لیکن چونکہ یہ کروڑوں روپے کا معاملہ ہے اور پنجاب کی سرزمین پر ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس میں جو بدعنوانی اور جو گڑ بڑ ہوئی ہے اور جس سے ملک کا قیمتی سرمایہ ضائع ہوا ہے......

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر......

جناب چیئرمین: جی سیٹھی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! یہ جو معزز رکن نے سوال کیا ہے تو اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ معزز وزیر موصوف اس محرک کے کہنے کے بعد وہ اٹھ کر باقاعدہ اس کا جواب دیتے ہیں۔ اگر جواب نہ دیں تو جناب سپیکر اس سوال کے جواب کی طوالت کے پیش نظر یہ کہہ دیتے ہیں کہ اس کو پڑھا گیا تصور کیا جائے گا جبکہ اس سوال پر میں سمجھتا ہوں کہ ایسا نہیں کیا گیا ہے تو اس کے بارے میں چاہوں گا کہ آپ کیا فرماتے ہیں؟

جناب چیئرمین: آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ آپ نے جو نشاندہی فرمائی ہے وہ بجا ہے۔ تو اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اس پر میں ضمنی سوال کی اجازت دیتا ہوں۔

جناب محمد حنیف چودھری: تو اس میں چونکہ کروڑوں روپے کے نقصان کا اور بدعنوانی کا مسئلہ ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے مرکزی حکومت کو بھجوانا چاہئے۔ کیا وزیر موصوف مرکزی حکومت کو ریفر کریں گے؟

میرا یہ ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ یہ ضمنی سوال جو ہے یہ اس سوال کے متعلقہ ہے۔ اس کے متعلق آپ فرمائیں۔ بات تو یہ ہے کہ یہ جو انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ محکمہ صوبائی حکومت کی تحویل

میں نہیں ہے اس لئے وہ اس کا جواب نہیں دے سکتے تو اس لئے میرے خیال میں یہ اس پر ضمنی سوال نہیں بنتا۔ تشریف رکھیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! آپ کے توسط سے جناب وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ لاہور سے ساہیوال تک یہ سڑک نیشنل ہائی وے تعمیر کر رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا چوک یتیم خانہ سے نیاز بیگ تک جو لاہور کارپوریشن ہے وہ بھی نیشنل ہائی وے ہی تعمیر کر رہا ہے یا ان کا محکمہ تعمیر کر رہا ہے؟

جناب چیئرمین: جی جناب منسٹر صاحب۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جس حصہ کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے یہ ایک دفعہ پھر دھرا دیں میری سمجھ میں بات نہیں آئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی آپ اپنا سوال دھرائیے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! نیشنل ہائی وے کے بارے میں انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ لاہور سے ساہیوال تک یہ سڑک تعمیر کی جا رہی ہے اور یہ نیشنل ہائی وے تعمیر کر رہا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس سڑک کا جو حصہ چوک یتیم خانہ سے ٹھوکر نیاز بیگ تک ہے کیا وہ بھی نیشنل ہائی وے تعمیر کر رہا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! یہ حصہ اگر نیشنل ہائی وے کے اندر ہے تو ظاہر ہے کہ یہ ساری کی ساری سڑک وہ تعمیر کرے گا۔ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ کچھ حصہ پنجاب ہائی وے کے پاس ہو اور کچھ نیشنل ہائے وے اتھارٹی کے پاس ہو۔ یہ جی ٹی روڈ میں شامل ہے۔ اور یہ انہی کی ذمہ داری ہے۔ نیشنل ہائی وے اتھارٹی جو ہے یہ پہلے بورڈ تھی اور اب باقاعدہ اسے اتھارٹی بنا دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین: سوال ان کا یہ ہے۔ وہ یہ فرما رہے ہیں کہ کیا آپ اس معاملہ میں یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ جو حصہ ہے۔ کیا یہ بھی نیشنل ہائی وے والے بنا رہے ہیں۔ ان کا سوال یہ ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ان کا سوال اس لحاظ سے غیر متعلقہ ہو جاتا ہے کیونکہ جس سڑک کے متعلق سوال کیا گیا تھا اس کا جواب دے دیا ہے۔ اب یہ اگر بغیر کسی نوٹس کے پورے پنجاب کی سڑکوں کے متعلق سوال پوچھنا شروع کر دیں تو پھر جواب دینا مشکل ہے۔

جناب چیئرمین: کرنل صاحب گزارش! یہ ہے کہ معزز رکن نے یہ سوال کیا ہے کہ فلاں پورشن

کا ہائی وے ڈیپارٹمنٹ سے تعلق ہے یا نہیں ہے؟ وہ تو بڑی وضاحت سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس حصہ کو آیا ہائی وے والے تو نہیں بنا رہے؟ وہ صرف یہ پوچھنا چاہتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ضمنی سوال جو اصل سوال پوچھا جاتا ہے اس سے متعلقہ ہوتا ہے۔ لہذا میں نے متعلقہ سوال کا جواب دے دیا ہے اور اگر آپ کہیں تو میں دھرا بھی دیتا ہوں اور اگر ضمنی سوال اصل سوال سے متعلقہ نہیں ہے۔ تو پھر اس کے لئے تازہ نوٹس دیں۔ جس حصہ کے متعلق انہوں نے سوال کیا ہے اس کے متعلق میں عرض کرچکا ہوں کہ وہ پنجاب کا محکمہ مواصلات، تعمیرات بنا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: پراچہ صاحب آپ وزیر مواصلات و تعمیرات کے جواب سے مطمئن ہو گئے ہیں؟

جناب فرید احمد پراچہ: نہیں جناب! گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی نیا سوال نہیں ہے بلکہ ضمنی سوال کے ذریعے جواب میں کی گئی کوتاہی کی طرف ایک اشارہ ہے اس لئے کہ انہوں نے پوری طرح تردید کردی ہے اور کہا ہے کہ اس سڑک کی تعمیر محکمہ ہائی وے کر رہا ہے۔ جبکہ نیشنل ہائی وے یہ سڑک، پوری نہیں بنا رہا اس کا ایک حصہ پنجاب ہائی وے بنا رہا ہے اس لئے میرا اس کوتاہی کی طرف اشارہ تھا اور وزیر موصوف کو اس کے متعلق معلومات نہیں ہیں۔ لہذا اگلی دفعہ یہ پوری معلومات حاصل کرنے کے بعد ہاؤس میں جواب دیں۔

ڈاکٹر ممتاز علی: جناب یہ نیشنل ہائی وے کی بات ہو رہی ہے۔ میرا تعلق اوکاڑہ سے ہے۔ جب ہم ملتان روڈ کے راستے لاہور آتے ہیں تو بھائی پھیرو پر اتنی ناجائز تجاوزات قائم ہو چکی ہیں کہ جب ٹریفک والوں کو کہا جاتا ہے کہ ٹریفک کا نظام درست کریں تو وہ کہتے ہیں کہ رانا پھول خان نے دکانیں لگوائی ہوئی ہیں۔ ہم کیا کریں اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ نیشنل ہائی وے سے تجاوزات کو صاف کروایا جائے۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان): جناب والا! اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں بھی کچھ عرض کردوں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان) جناب والا میرا اس محکمے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں صفائی کا کام نہیں کرتا ہائی وے ڈیپارٹمنٹ بھی میرے پاس نہیں ہے........

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر ممتاز علی: جناب والا یہ ان کا اپنا شہر ہے اور دکاندار جتنے ہیں وہ ان کے اپنے آدمی ہیں۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ وہاں نا جائز تجاوزات ختم کروائی جائیں تاکہ ٹریفک کے نظام میں بہتری ہو۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان): اپنے حلقے کے مطالبات پیش کرنے کی میں خود اہلیت رکھتا ہوں آپ کی ہمدردی کا شکریہ۔ جناب والا! میں بے زبان نہیں۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال چودھری محمد اسلم کا ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! سوال نمبر186 پر میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ جو سوال ہے وہ جس ادارے سے متعلق ہے وہ ادارہ پنجاب حکومت کی تحویل میں ہی نہیں ہے.........

سید چراغ اکبر شاہ: یہ درست ہے کہ میں ایسا سوال کرنا چاہتا ہوں جس کا تعلق پنجاب کی حکومت سے ہے۔

جناب چیئرمین: شاہ صاحب میرے خیال میں تو ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ پچھلے اجلاس میں میں نے ایک تحریک التوائے کار دی جو کہ قبضہ گروپ کے بارے میں تھی اسے مسترد کر دیا گیا اور اس کے بعد اس اجلاس میں یہ واقعہ ہوا کہ وہی تحریک اس اجلاس میں منظور ہوئی اس پر بحث ہوئی لیکن مجھے اس پر بحث کرنے کی اجازت نہ دی گئی اور میں نے واک آوٹ کیا۔میں نے پچھلی بار ایک تحریک التوائے کار اس بارے میں بھی دی تھی کہ پنجاب کی شاہرات کا کیا حال ہے؟ لہٰذا اس مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔ جناب والا! یہ بھی درست ہے کہ یہ مسئلہ نیشنل ہائی وے بورڈ کے بارے میں ہے۔ میں تو جزو(ج) کو سامنے رکھ کر وزیر موصوف سے پالیسی سٹیٹمنٹ لینا چاہتا تھا۔ جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر پنجاب کی سڑکیں خراب تعمیر کی جائیں اور ان میں غلط میٹریل استعمال کیا جائے تو کیا وزیر موصوف کے پاس یا محکمے کے پاس اس کی سزا اور جزا کا کوئی طریقہ ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: شاہ صاحب آپ تو بہت پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ جناب جب اصل سوال ہی

پنجاب حکومت سے متعلقہ نہیں ہے تو پھر ضمنی سوال کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ برائے مہربانی آپ تشریف رکھیں اب ہم اگلے سوال کی طرف چلتے ہیں۔ اگلا سوال چودھری محمد اسلم کائرہ صاحب کی طرف سے ہے اس کا جواب وزیر صاحب کی طرف سے پڑھا ہوا تصور کیا جائے گا اگر کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں تو کریں۔

چودھری محمد اسلم کائرہ: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ معزز ایوان کو بتائیں کہ اگر بیس لاکھ روپے میں دو میل سڑک......

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! اگلے سوال کے لئے آپ نے رکن کا نام پکارنا تھا اور اس نے اپنے سوال کا نمبر پڑھنا تھا پھر اس پر کارروائی شروع ہونی تھی۔ آپ نے یہ فرائض بھی خود ہی سرانجام دے دیئے کہ چودھری محمد اسلم کا سوال ہے اور اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ اور اس کے بعد ضمنی سوال شروع کر دیئے۔

جناب چیئرمین: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے چودھری محمد اسلم کائرہ صاحب۔

سڑک کی تعمیر کے لئے اقدام

☆ 244- **چودھری محمد اسلم کائرہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ مقامی حکومت نے سال 89-1988ء میں پنجوڑیاں۔ تا بھروٹ سڑک کی تعمیر شروع کی تھی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس چھ میل سڑک کا کچھ حصہ تعمیر ہوا تھا مگر بعد ازاں متذکرہ سڑک کی تعمیر روک دی گئی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سڑک کا جو حصہ مکمل ہو گیا تھا وہ بھی ٹوٹ پھوٹ گیا ہے۔

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ سڑک کی تعمیر دوبارہ شروع کرنے اور اس کی تکمیل کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) غلط ہے۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ 87-1986ء میں محکمہ ہائی وے پنجاب نے وفاقی حکومت کی گرانٹ سے سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت کھاریاں کینٹ تا بھروٹ ہیلتھ سنٹر

براستہ پنجوڑیاں کو شروع کی تھی۔

(ب) مذکورہ بالا سڑک کی لمبائی تقریباً" 4٫75 میل ہے جس میں تقریباً" 2 میل سڑک مکمل ہوگئی ہے اور باقی تقریباً" 2٫75 میل میں بیس مکمل ہوچکا ہے جس میں تقریباً" 3500 فٹ پر دو کوٹ TARRING ہو چکی ہے۔ سڑک کا تخمینہ 25 لاکھ روپے تھا۔ جس میں سے مبلغ 20 لاکھ روپے موصول ہوئے جب کہ 5 لاکھ روپے محکمہ خزانہ نے روک لیا ہے اور اس وجہ سے سڑک کی تعمیر کا کام روک دیا گیا۔

(ج) سڑک کا مکمل شدہ حصہ ٹھیک حالت میں ہے البتہ جہاں TARRING مکمل نہیں ہوا وہاں ٹریفک کی وجہ سے پتھر کا کچھ حصہ خراب ہوگیا ہے۔

(د) گورنمنٹ نے جتنے فنڈز مہیا کئے اس کے مطابق کام کروایا گیا چونکہ بعد میں ایم این اے/ سینیٹر پروگرام منجمد کر دیا گیا لہٰذا وفاقی حکومت کی بقایا 5 لاکھ روپے گرانٹ روک دی گئی اور اس وجہ سے سڑک کی تعمیر کا کام روک دیا گیا تھا۔ اگر بقایا فنڈز مل جائیں تو بقایا کام مکمل ہوسکتا ہے۔

چودھری محمد اسلم کائرہ: میں وزیر مواصلات و تعمیرات سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس معزز ایوان کو بتائیں کہ اگر دو میل سڑک 20 لاکھ روپے میں مکمل ہوئی ہے تو 2٫75 میل سڑک کے لئے ان کو کتنا پیسہ درکار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اگر معزز رکن نے سوال کے جواب کو پڑھا ہوتا تو انہیں ضمنی سوال کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ سڑک کی پوری لمبائی 4٫75 میل ہے۔ اس میں سے تقریباً" دو میل سڑک مکمل بھی ہوگئی ہے اور باقی تقریباً" 2٫75 میل میں Base مکمل ہوچکا ہے۔ جس میں تقریباً" 3500 فٹ پر دو کوٹ ٹارنگ بھی ہوچکی ہے۔ سڑک کا کل تخمینہ 25 لاکھ روپے تھا جس میں سے 20 لاکھ روپے موصول ہو چکے ہیں اور بقایا پانچ لاکھ روپے جو محکمہ خزانہ نے مہیا کرنے تھے وہ مہیا نہیں کئے ہیں اب یہ بات نہیں ہے کہ دو میل اگر بیس لاکھ روپے میں بن گئی ہے تو باقی جو دو میل ہیں اس کے لئے بھی بیس لاکھ روپے چاہئیں اس میں سے دو میل جو باقی رہتی ہے اس میں base اور sub base بن چکا ہے اس کے 3500 فٹ tarring بھی ہوچکی ہے۔ بقیہ کام کے لئے پانچ لاکھ روپے محکمہ خزانہ نے روک لئے ہیں جس کی وجہ سے سڑک مکمل نہیں ہوسکی۔ جواب میں اس کی کافی وضاحت ہے۔ اگر معزز رکن اسے غور سے پڑھتے تو ضمنی

سوال کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔

جناب چیئرمین: اگلا ضمنی سوال۔

چودھری محمد اسلم کائرہ: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جو پانچ لاکھ روپے کی کٹوتی ہوئی ہے وہ کس ماہ میں ہوئی تھی۔ وفاقی حکومت نے جو کٹوتی کی تھی وہ کس ماہ میں ہوئی تھی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر یہ سڑک سال 87-1986 ء میں شروع ہوئی اور سال 1987ء میں جب غالباً" اسمبلیاں ٹوٹی تھیں۔ اس وقت ایم این ایز اور سینٹرز کے فنڈز سے جو سکیمیں چل رہی تھی وہ آپ کو بھی یاد ہوگا اور فاضل رکن کو بھی یاد ہوگا کہ فنڈز جو خرچ ہوچکے تھے ہوچکے' لیکن بقیہ رقم منجمد کردی گئی تھی۔ یہ سڑک بھی اسی کیٹیگری میں آتی ہے۔ اس لئے سڑک پر بقیہ کام نہیں ہوسکا۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ 1986ء میں اس سڑک کی تعمیر کا آغاز ہوا اگر یہ بات درست ہے تو پھر میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کونسے سال کے کونسے مہینے میں اس سڑک کی تعمیر کا آغاز ہوا۔؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں عرض کرچکا ہوں کہ 87-1986ء کے مالی سال میں محکمہ پنجاب نے وفاقی حکومت کی گرانٹ سے سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت کھاریاں کینٹ تا بھروٹ ہیلتھ سنٹر براستہ بجوڑیاں کو شروع کی تھیں۔ اگر موصوف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ کونسی تاریخ کتنے بج کر کتنے منٹ پر یہ سڑک شروع ہوئی تھی تو میں معذرت کرتا ہوں کہ اس وقت میرے پاس اس کا جواب نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کا مقصد ہے کہ یہ سڑک کب تک مکمل ہو جائے گی؟

چودھری محمد فاروق: چلیں جناب والا! میں تاریخ نہیں پوچھتا صرف مہینہ بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے آغاز کے متعلق پوچھ رہے ہیں یا اس کی تکمیل کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔؟

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! اگر وزیر موصوف کی تعمیر کے آغاز کا مہینہ نہیں بتاسکتے تو پھر

میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ٹینڈر اخبار میں دیا گیا اس ٹینڈر میں اس سڑک کی تکمیل کے لیے جو میعاد دی گئی - اس میعاد کے مطابق کونسے مہینے میں اس سڑک کی تکمیل ہونا تھی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ اگر فاضل رکن تاریخ اجراء اور estimate میں سڑک کو کب ختم ہونا تھا اس کی صحیح تاریخ جاننا چاہتے ہیں تو اس کے لئے تازہ نوٹس درکار ہوگا۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس لئے کہ اس جواب میں 87-1986ء میں تعمیر کا آغاز ہوا۔ اس میں بھی مہینے کا پتا نہیں- پھر جس وجہ سے محرک نے سوال دیا ہے وہ یہ ہے کہ پانچ لاکھ روپے کا فنڈ منجمد ہوگیا۔ ہم تو یہ بات اگلوانا چاہتے ہیں کہ یہ محکمے کی ناقص کارکردگی کی وجہ سے پانچ لاکھ روپیہ منجمد ہوا اور عوام کو ان کا حق نہیں ملا۔ ہم یہ پانچ لاکھ روپے اپنی سڑک پر لگوانا چاہتے ہیں۔ تو جناب سپیکر! اس لئے میں نے یہ ضمنی سوال کیا ہے کہ جب ٹینڈر اخبار میں آتا ہے اس میں باقاعدہ تاریخ درج ہوتی ہے کہ کون سے سال میں اور کون سے مہینے میں اس سڑک کی تعمیر مکمل ہونا تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! اس کے لئے انہوں نے بھی کہا ہے کہ fresh notice دے دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

چودھری محمد فاروق: یہ صرف چار میل کی سڑک اور اس کے بارے میں اتنا مفصّل سوال ہے لیکن اس کے لیے ایک ہی جواب ہے کہ fresh notice دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے سوال کے مفصّل ہونے یا درست ہونے سے اختلاف نہیں ہے لیکن اس میں فنی لحاظ سے یہ بات ہے کہ جو بات آپ پوچھنا چاہتے ہیں وہ ضمنی سوال میں نہیں آسکتی۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ چار میل لمبی سڑک کی تعمیر کے لیے دس سال کا عرصہ چاہیئے جب جواب کے لیے ایک سال چاہیئے تو یقیناً" اس کی تعمیر کے لیے دس سال چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب' اس کے لئے fresh notice دے دیں۔

ایک معزز رکن: جناب سپیکر! کیا 87-1986ء کے بعد وفاقی حکومت کی طرف سے صوبائی حکومت کو کوئی فنڈز نہیں ملے اگر ملے ہیں تو اس سڑک پر کیوں خرچ نہیں کئے گئے جس کی وجہ سے پانچ لاکھ

روپے کی بجائے 20 لاکھ روپے ضائع ہو گئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ بات بڑی عام فہم سی ہے کہ جو بھی رقم ملتی ہے وہ کسی سکیم کے نام سے ملتی ہے۔ اس سڑک کے لیے 20 لاکھ روپے ملے تھے اور وہ 20 لاکھ روپے اس سڑک پر خرچ ہو چکے ہیں۔ اس کے لیے 5 لاکھ روپے اور ملنے تھے جو فنڈز منجمد ہونے کی وجہ سے نہیں مل سکے اس لیے بقیہ کام نہیں ہوسکا جب تک فاضل رکن ان فنڈز کا بندوبست نہیں کریں گے تو مجھے اس سڑک پر کیا ہوا کام ضائع ہونے کا احتمال ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اگر بقایا فنڈز مل جائیں تو بقیہ کام مکمل ہو سکتا ہے۔ آیا یہ بقایا فنڈز سوال کے محرک مہیا کریں گے یا وزیر موصوف اپنی کمال مہارت سے وفاقی حکومت سے لے کر اس سڑک پر لگوا دیں گے اور کب تک؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی کرنل صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! فنڈز کہاں سے مہیا ہوں گے۔ اگر وہ جاننا چاہتے ہیں تو میں فاضل رکن کو بتادینا چاہتا ہوں کہ تمام فنڈز محکمہ خزانہ سے ہی مہیا کیے جاتے ہیں۔ اس میں ہمارے محکمہ مواصلات کی کیا کارروائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس سکیم کو اے۔ ڈی۔ پی میں شامل کرنے کے لئے یا اگر کوئی پہلے ہی سکیم چل رہی ہے تو اس کی ڈیمانڈ بنا کر محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ محکمہ خزانہ کو بھیجتے ہیں۔ اگر فنڈز مل جائے تو کام شروع کردیا جاتا ہے اور پایہ تکمیل تک پہنچا دیا جاتا ہے اور اگر کسی رکاوٹ کی وجہ سے کسی سکیم کو فنڈ نہیں مل سکتے تو ظاہر ہے اس پر کام نہیں ہوسکتا۔

چودھری محمد فاروق: کیا وزیر موصوف محکمہ خزانہ سے اس سڑک کے لیے فنڈز حاصل کرلیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ میں نے اس کا جواب دے دیا تھا ہمارا محکمہ فنڈز کی ڈیمانڈ کرتا ہے۔ اگر فنڈز مل جائیں تو فنڈز ملنے پر کام شروع کردیا جاتا ہے عمل در آمد اس محکمہ کی ذمہ داری ہے اگر فنڈز نہ ملیں تو اس پر کام نہیں ہوسکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کرنل صاحب! کیا آپ نے اس سڑک کے لیے فنڈز حکومت سے طلب کیے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: اس سڑک کے لئے حکومت سے فنڈز طلب کیے ہیں لیکن ملے

نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب یہ آپ کو بھی پتا ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے اپنے فنڈز نہیں ہوتے۔ حکومت سے فنڈز حاصل کرکے یہ محکمہ ترقیاتی کام مکمل کرتا ہے۔ جی مغل صاحب فرمایئے۔

جناب ایم لطیف مغل: جناب سپیکر! فاروق صاحب نے بار بار ضمنی سوال اٹھائے ہیں۔ وزیر صاحب نے جواب دیا ہے کہ محکمہ نے اس کی ڈیمانڈ کی تھی لیکن فنڈز نہیں ملے لیکن یہ حقیقت ہے کہ 20 لاکھ روپے ضائع ہو رہے ہیں اگر پانچ لاکھ روپیہ تار کول بچھانے کے لیے مل جائے تو یہ سڑک ٹھیک ہو سکتی ہے تو کیوں نہ چودھری اسلم صاحب اپنے ایک کروڑ روپے فنڈز میں سے 5 لاکھ روپے دے دیں اس طرح بیس لاکھ کا سرمایہ ضائع نہیں ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تجویز تو آپ کی معقول ہے۔

چودھری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! یہ تسلیم کیا کہ ممبران ترقیاتی سکیم کی تجاویز دے سکتے ہیں لیکن کسی محکمہ کی غفلت کی وجہ سے 20 لاکھ روپے کا حکومت پنجاب کا فنڈ ضائع ہو رہا ہو۔ اگر 20 لاکھ روپیہ کا سرمایہ محکمہ کی غلط پلاننگ کی وجہ سے ضائع ہوتا ہے تو کسی ممبر کو اس بات کے لیے مجبور کرنا کہ وہ پانچ لاکھ روپے کا فنڈ میسر کرے گا۔ ایسی کوئی تجویز رولز کے مطابق نہیں ہے۔ اس میں جس محکمے کا قصور ہے وہ محکمہ ہی اس کی ذمہ داری لے۔ اور جناب سپیکر! آپ کی توجہ کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ محکمہ کی block allocation میں فنڈز موجود ہوتے ہیں۔ اگر وزیر موصوف اس میں سے فنڈز مہیا کرا دیں تو یہ بیس لاکھ روپے کا سرمایہ بھی بچ جائے گا۔ اس لئے وزیر موصوف اتنی سی یقین دہانی کرا دیں تو اس سڑک کی تکمیل ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں کرنل صاحب سے درخواست کروں گا کہ سڑک کو تکمیل کے مراحل تک پہنچانے کے سلسلہ میں اپنے اختیارات کو اور اپنی کوششوں کو ضرور استعمال کریں۔ اور میں یہ بھی عرض کروں گا کہ وقفہ سوالات ختم ہونے والا ہے۔ اس میں صرف پانچ منٹ باقی ہیں۔ یہ دو سوالات محکمہ آبپاشی سے متعلقہ تھے جو پچھلے وقفہ سوالات میں موخر کئے گئے تھے تو آج متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! پچھلی مرتبہ جناب سپیکر نے وقفہ سوالات کے دوران وعدہ کیا

تھا کہ میرا سوال نمبر 74 اس مرتبہ ٹیک اپ ہوگا۔ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں یہ سوال پوچھ سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے سوال نمبر 72 آجائے جو چودھری ممتاز علی صاحب کا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میرا ایک سوال ہے جو بڑا اہمیت کا حامل ہے اس کو پہلے ٹیک اپ کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ محکمہ مواصلات کے متعلق ہے تو اس کا جواب آچکا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: لیکن میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ اس کو موخر کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی چودھری ممتاز صاحب!

درختوں کی چوری پر قابو پانا

☆ 72- **جناب ممتاز علی چودھری:** کیا وزیر آبپاشی وقوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1988ء سے 1990ء تک لوئر باری دو آب کے کنارے سے کروڑوں روپے مالیت کے ہزاروں درخت چوری کرلئے گئے لیکن آج تک ذمہ داری افسران کے خلاف انکوائری نہیں ہوئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ درخت چوروں کے خلاف لاکھوں روپے کے استغاثے تیار کئے گئے نیز درختوں کی مالیت کیا تھی اور وصولی جرمانہ کیا ہوا جو سرکاری خزانہ میں جمع ہوا۔ مکمل تفصیل کیا ہے۔

(ج) ہیڈ بلو کی سے لے کر اوکاڑہ تک لوئر باری دو آب کے کنارے کل کتنے درخت 1988ء سے 1990ء تک موجود تھے ۔ کتنے نیلام کئے گئے اور کتنے چوری ہوئے تفصیلاً بیان فرمائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری (میاں انتصار حسین بھٹی):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ 1988ء سے 1990ء تک لوئر باری دو آب کینال کے کناروں سے کروڑوں روپے مالیت کے ہزاروں درخت چوری ہوئے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مذکورہ نہر کی

ریماڈلنگ کی وجہ سے 7837 درخت نیلام کئے گئے تھے جو 1988ء میں ٹھیکیداران نے کاٹنے تھے۔ البتہ کچھ درخت چوری بھی ہوئے جن کی تفصیل (تعداد و مالیت) جزو "ج" میں درج ہے۔

درختوں کی چوری کے سلسلہ میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم کے سینئر ممبر بریگیڈیئر ممتاز ملک حال ہی میں (مارچ 1991 تحقیقات فرما چکے ہیں جس کے نتائج موصول نہیں ہوئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ درخت چوروں کے خلاف لاکھوں روپے کے استغاثے تیار کئے گئے چوری کئے گئے درختوں کی مالیت۔ /4,57,606 روپے تھی جس میں سے اب تک /1,29,781 روپے سرکاری خزانہ میں جمع کرائے جا چکے ہیں۔

(ج) سال 1988ء سے سال 1990ء تک ہیڈ بلو کی تا اوکاڑہ لوئر باری دوآب کینال کے کنارے 27,752 درخت تھے۔ 153 نیلام کئے گئے۔ رقم نیلامی /2,10,600 روپے داخل خزانہ ہوئی۔ 364 درخت چوری ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور ہو گا۔ اگر کوئی ضمنی سوال ہو تو کریں۔

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! میرے معزز پارلیمانی سیکرٹری نے یہ جو سوال ہے اس کا جواب بڑا غلط دیا ہے - میری گزارش ہے کہ میرا سوال ذرا لمبا ہے مجھے اوپر سے پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب وقت محدود ہے۔

جناب ممتاز علی چودھری: میں جلدی سے جلدی کوشش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو آپ کا ضمنی سوال ہے پہلے آپ وہ کریں۔

جناب ممتاز علی چودھری: جی! میں یہی کرنے والا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! آپ پڑھ کر کر سکتے ہیں۔

جناب ممتاز علی چودھری: جناب سپیکر! وزیر آبپاشی نے میرے سوال 72 کا جواب غلط دیا ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں پہلے آپ کوئی ضمنی سوال کریں۔ پہلے تو اس کے اوپر جو ضمنی سوال بنتا

ہے وہ کریں۔ جو استحقاق مجروح ہوا ہے اس کے لئے الگ طریقہ کار ہوتا ہے۔

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! میرا یہ سوال تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ 1988ء سے 1990ء تک نہر لوئر باری دو آب کے کنارے سے کروڑوں روپے مالیت کے ہزاروں درخت چوری کر لئے گئے لیکن آج تک کسی ذمہ دار افسر کے خلاف کوئی انکوائری نہیں ہوئی۔ میرے اس سوال کا جواب غلط دیا گیا۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جزو (الف) میں فرمایا ہے کہ نہر لوئر باری دو آب کی re-modelling کی وجہ سے 7 ہزار 8 سو 37 درخت نیلام کئے گئے۔ جو کہ 1988ء میں ٹھیکے داروں نے کاٹے۔ جناب سپیکر! یہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کیونکہ محکمہ نہر کے ایس ڈی او شمیم رضا زیدی اور اہلکاروں نے re-modelling کا بہانا بنا کر لاکھوں روپے کے درخت خورد برد کئے۔ حالانکہ نہر لوئر باری دو آب کی re-modelling کھوکھر کوٹھی برجی نمبر 91 سے برجی نمبر 188 تک ہوئی۔ اور وہاں پر درخت ابھی تک اس طرح موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! اس طرح تو آپ نے تقریر کرنا شروع کردی میں نے تو عرض کیا تھا کہ ضمنی سوال کریں، آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! ابھی اس کے اندر ہی سارا کچھ آجاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں یہ تو پھر مشکل ہو جائے گا۔ کیونکہ ابھی ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کا بھی سوال ہے وقت محدود ہے۔ آپ کا ضمنی سوال کیا بنا۔؟

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! یہ جواب غلط ہے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز پارلیمانی سیکرٹری سے عرض کروں گا کہ آپ معزز ممبر سے مل کر اس سلسلے میں ان کی تسلی کروا دیں۔ اور ان کے جو بھی خدشات ہیں ان کو آپ دور کروا دیں۔

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! خورد برد کئے گئے ہیں اور قومی خزانہ کو بے دریغ لوٹا گیا ہے۔ اس کا میں مکمل وضاحت سے جواب چاہتا ہوں کہ محکمہ متعلقہ کے سرکاری افسران نے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ متعلقہ منسٹر یا متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے مل کر دیکھیں وہ انشاء اللہ آپ کی تسلی کروائیں گے اگر پھر بھی آپ کی تسلی نہ ہو سکے تو یہ معاملہ آپ ہاؤس میں لا سکتے ہیں۔

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ 153 درخت چوری ہوئے ہیں جب کہ یہاں پر تو ہزاروں کی تعداد میں چوری ہوئے ہیں۔ جن کا اگر اندازہ لگایا جائے تو کروڑوں روپے کی مالیت بنتی ہے۔ میرا یہ سوال جو ہے اس کو پینڈنگ کیا جائے اور مجھے اس کا مفصل جواب دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! میں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ آپ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے مل لیں یا متعلقہ منسٹر صاحب سے مل لیں وہ بھی آپ کی تسلی نہ کرا سکیں تو اس سلسلے میں جو آپ کا نکتہ استحقاق ہے اسے ہاؤس میں اٹھا سکتے ہیں۔

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! آخر میں ایک دلچسپ واقعہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ معمولی سا واقعہ ہے۔ حیران کن بات ہے کہ اس بد دیانتی اور کرپشن کرنے والے اہلکار کو محکمہ انہار نے انٹی کرپشن کا اسسٹنٹ ڈائریکٹر مقرر کردیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! آپ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یا منسٹر کو ملتے وقت ان کو سنا دیں۔

جناب ممتاز علی چودھری: جناب والا! بس چھوٹا سا واقعہ ہے - میں اس معزز ایوان میں ایک دلچسپ اور حیران کن اطلاع کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس بد دیانت افسر کرپشن کرنے والے اہلکار شمیم رضا زیدی کو محکمہ انہار نے انٹی کرپشن کا اسسٹنٹ ڈائریکٹر بنا دیا ہے - یہ ایسے ہے جیسے ایک خون خوار بھیڑیے کو قربانی کے بکروں کا رکھوالا بنا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ چودھری صاحب! راجہ صاحب 10 بجکر 25 منٹ پر وقفہ سوالات شروع ہوا تھا اب وقت ختم ہوا چاہتا ہے۔ جی ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب......

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو جواب ہے میں اس سے قطعاً مطمئن نہیں - اور یہ جواب غلط بیانی کا ایک شاہکار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے آپ اپنا سوال تو اٹھائیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: موجودہ سوال نمبر74- محکمہ آبپاشی کے بارے میں ہے۔

محکمہ آبپاشی و قوت برقی پنجاب

گرانٹ کی بحالی کے لئے اقدام۔

☆ 74- ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) موجودہ ڈپٹی ڈائریکٹر پلاننگ اور کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ راولپنڈی اپنے موجودہ عہدے سے پہلے کس جگہ اور کس عہدے پر فائز تھا۔ اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے اور اس عہدے پر تقرر کس بنا پر ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے سمال ڈیمز کی تعمیر کے لئے جو گرانٹ منظور کی تھی وہ موصوف کی نااہلیت کی وجہ سے بند کردی گئی ہے۔

(ج) اگر جزو(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس قومی خسارہ اور بین الاقوامی سطح پر پاکستان کی ساکھ کو نقصان پہنچانے کے مرتکب کے خلاف اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے۔ کیا حکومت موصوف کو معطل کرکے (اے-ڈی-بی) گرانٹ بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری: (میاں انتصار حسین بھٹی)

(الف) موجودہ ڈپٹی ڈائریکٹر پلاننگ اور کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ راولپنڈی اپنے عہدے سے پہلے ایگزیکٹیو انجینئر سمال ڈیم اسلام آباد پر تعینات تھا۔

اس کی تعلیمی قابلیت سول انجینئرنگ A.M.I ہے۔ اس کی تعیناتی محکمانہ طور پر عمل میں لائی گئی۔

(ب) درست نہیں ہے۔ ایشین ڈویلپمنٹ بنک کی گرانٹ بند نہیں ہوئی ہے۔

(i) ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے جائزہ مشن نے اپنے دورہ پاکستان 10 مارچ تا 20 مارچ 1991ء موجودہ ڈپٹی ڈائریکٹر پلاننگ ڈیزائن اور کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ کی بجائے ڈیم کے قابل عمل ہونے کا بہتر تجزیہ کرنے کی اہلیت رکھنے والے انجینئر کی تقرری کرنے کی سفارش کی ہے۔ بصورت دیگر بنک نئے منصوبہ جات کے لئے رقم مہیا نہیں کر سکے گا۔ جس میں تین پورہ ڈیم اور بہ فتحال ڈیم شامل ہوں گے۔ محکمہ کے پاس بہتر تعلیمی قابلیت اور تکنیکی مہارت رکھنے والے انجینئر کو اس آسامی پر تعینات کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ جس کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈیزائن انجینئر کی اس ڈویژن میں پہلے ہی تعیناتی ہو چکی ہے۔

(ج) چونکہ جزو(ب) کا جواب اثبات میں نہیں ہے اس لئے حکومت ایسی کسی کارروائی کا ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب بھی پڑھا ہوا تصور ہوگا۔ آپ فرمائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میں جواب پڑھنے پر تھوڑا سا اصرار کروں گا۔ کہ جواب پڑھ کے سنا دیا جائے تاکہ پتہ چلے کہ ہاؤس کو جواب دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں اتنا وقت نہیں ہے۔ وقت تقریباً ختم ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میری گزارش یہی ہے کہ یہ اتنا اہم سوال ہے کہ میں نے یکم اپریل کو یہ سوال کیا۔ اس کے بعد پچھلی دفعہ کہا کہ پینڈنگ کیا جاتا ہے آج صبح سپیکر صاحب آئے تو انہوں نے وعدہ کیا کہ آج ٹیک اپ کرلیا جائے گا۔ دوسرے سپیکر صاحب تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ ابھی ٹیک اپ کیا جائے گا۔ اب آپ تیسرے سپیکر تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ آپ مجھے پانچ منٹ کا وقت دے دیجئے' آپ کی عنایت ہوگی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں جی! فرمایئے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: اس میں سوال یہ ہے کہ موجودہ ڈپٹی ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ راولپنڈی اپنے موجودہ عہدے سے پہلے کس جگہ اور کس عہدے پر فائز تھا۔ انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ یہ پہلے سال ڈیمز کے ایگزیکٹیو انجینئر تھے۔ اور اس کی تعلیمی قابلیت سول انجینئر اے ایم آئی ای ہے۔ یہ کوئی تعلیمی قابلیت نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ یہ صرف ایسوسی ایٹ ممبر انسٹی ٹیوٹ آف انجینئرنگ ہے۔ اس کی قابلیت کا مجھے پتہ ہے کہ یہ صرف میٹرک ہے۔ ایک سال میں اس نے ایک ڈپلومہ حاصل کیا۔ اس کی بنیاد پر اس نے ایم اے آئی ای کی ممبر شپ حاصل کی۔ اور اس طرح یہ ایگزیکٹیو انجینئر بن گیا۔ میرے پاس یہ شواہد ہیں جس میں ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے اس کے بعد پاکستان انجینئرنگ کونسل نے اور اس کے بعد مختلف اخبارات نے اور ان کے اپنے محکمے اور ڈیم نے اس بات کی پوری طرح تصدیق کی ہے کہ یہ آدمی اس پوسٹ کے لئے نا اہل ہے اور کسی طرح بھی موزوں نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب ضمنی سوال بھی تو کریں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: ضمنی سوال میرا یہ ہے کہ اس شخص کو باوجود ان کی نا اہلیت کے ہٹایا جارہا ہے یا نہیں ہٹایا جارہا۔ اس لئے کہ ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے جو آپ کو کروڑوں روپے کا قرضہ دیا تھا۔ جس سے سارے علاقے میں پوٹھوہار کے علاقے میں چھوٹے چھوٹے سارے ڈیم بن رہے ہیں وہ ساری امداد ختم کردی گئی ہے اور بند کردی گئی ہے۔ اور اس جواب میں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ

ایک جگہ کہا گیا ہے کہ واقعی بند کردی گئی ہے اور ایک جگہ کہا گیا ہے کہ بند نہیں کی گئی۔ اور اس میں اس شخص کی فہم و فراست کی داد دیتا ہوں۔ جس شخص نے اس سوال کا جواب دیا ہے۔ یہ شاہکار جواب ہے۔ اور اس میں اتنا تضاد ہے کہ آپ پڑھ کر حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیا جواب دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ ضمنی سوال کریں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: کس سے کروں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سوال کا جواب دیا گیا ہے اور متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب موجود ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میرا ضمنی سوال ہی ہے کہ کیا اس افسر موصوف کو اپنے اس عہدے سے ہٹایا جارہا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی: (میاں افتخار حسین بھٹی) جناب والا! عبدالعلیم ڈپٹی ڈائریکٹر کا تبادلہ کردیا گیا ہے۔ اور اس کی جگہ پر عبدالغفور کو لگایا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: یہ جو ایشین ڈویلپمنٹ بنک نے سال ڈیمز پراجیکٹ کی امداد ختم کی ہے۔ اور قرضہ جو تھا' اس کو بحال کروانے کے لئے محکمہ نے کیا کوئی تدابیر اختیار کی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری آبپاشی: یہ امداد ختم نہیں کی گئی بلکہ بحال ہے۔

ملک اقبال خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! مغل صاحب پارلیمانی سیکرٹری صاحب کے پاس بیٹھ کر انہیں بتا رہے ہیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو چاہیئے تھا کہ وہ خود تیاری کرکے آتے اور خود ہی جواب دیتے۔ یہ نہیں کہ انہیں دوسرے بتائیں مغل صاحب کو روکا جائے کہ وہ نہ بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ ان کی مدد کر رہے ہیں۔ جواب تو وہی دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری آب پاشی: جناب سپیکر! امداد بند نہیں کی گئی بلکہ بحال ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! انہوں نے سوال کے جواب میں خود اعتراف کیا ہے۔ جز (ب) کے جواب میں پہلے انہوں نے کہا کہ امداد بند نہیں کی گئی۔ اور آخر میں انہوں نے خود تسلیم کیا ہے

کہ بصورت دیگر اگر اس شخص کو نہ ہٹایا گیا تو بنک اس منصوبے کے لیے رقم مہیا نہیں کرے گا۔ خود تسلیم کر رہے ہیں کہ وہ رقم مہیا نہیں کرے گا اور ایک جگہ فرما رہے ہیں کہ مہیا کر دی گئی ہے۔ اور بند نہیں ہوئی اس لئے گزارش ہے کہ یہ تضاد ہے اور کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے میں اس علاقے کی ترقی اور خوشحالی کے لیے یہ عرض کر رہا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت پاکستان بھی بدنام ہوئی - ایک نالائق افسر کو اس عہدے پر فائز کرنے کے بعد اس کو کھلی چھٹی دے دی گئی اور پھر یہاں شور مچاتے ہیں کہ ہم میرٹ پر سارا کچھ کر رہے ہیں۔ کسی طرح بھی یہ میرٹ نہیں ہے۔ وہ شخص سب انجینئر ہے اور ایک سب انجینئر کو اٹھا کر آپ ایگزیکٹو انجینئر بنا رہے ہیں! آپ کی کروڑوں روپے کی گرانٹ ختم ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: ایک اور ضمنی سوال ہے۔ انہوں نے خود ڈپٹی ڈائریکٹر ہونے کی حیثیت سے نیسپاک کو ایک ڈیم کی تعمیر کا منصوبہ پیش کیا اور اڑھائی لاکھ روپیہ ان کو بطور معاوضہ دیا گیا۔ یہ رقم جو حکومت پاکستان کی اس طرح صرف ہو رہی ہے اور ضائع کی جا رہی ہے اس کی ذمہ داری کون قبول کرے گا۔ مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ پچھلی دفعہ جناب سپیکر نے باقاعدہ یہ کہا تھا کہ اگلے وقفہ سوالات میں اس کو لیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر آپ کو اپنے سوال کے بارے میں کچھ پوچھنا ہو تو اس کے بارے میں ضمنی سوال کریں تاکہ متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب دے سکیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: یہ ڈیم کا منصوبہ جو اس ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری تھی' یہ سال ڈیم کا منصوبہ جو اس ڈپٹی ڈائریکٹر کی ذمہ داری تھی' وہ خود یہ منصوبہ بناتے انہوں نے منصوبہ نیسپاک کو دے دیا اور کہا کہ آپ اپنی ماہرانہ رائے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضمنی سوال کریں ناں!

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: ضمنی سوال ہے کہ اڑھائی لاکھ روپیہ کیوں خرچ کیا گیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی: ڈاکٹر صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ یہ اڑھائی لاکھ روپیہ کس منصوبہ پر خرچ کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! مہربانی کر کے ضمنی سوال دہرا دیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: ڈپٹی ڈائریکٹر صاحب کے نا اہلیت کو چھپانے کے لیے انہوں نے ایک منصوبہ کو نیسپاک کے حوالے کیا اور یہ کہا کہ سال ڈیم کی تعمیر کے لئے آپ اپنی رائے دیجئے۔ اور انہوں نے ان سے اس منصوبے کے لئے پونے دو یا اڑھائی لاکھ روپے کی رقم وصول کی اگر یہ ساری ڈیزائننگ اور پلاننگ محکمہ خود کرتا تو وہ اڑھائی لاکھ روپے بچتے میرا سوال یہ ہے کہ جو نیسپاک کو اڑھائی لاکھ روپیہ دیا گیا ہے' وہ کس مد سے دیا گیا ہے اور کیوں دیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے آبپاشی: اس کے لئے نیا سوال کر لیں تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب اتفاق فرمائیں تو ڈائریکٹر صاحب سے پوچھ لیا جائے' ڈاکٹر صاحب اگر آپ اپنے سوال کے جواب سے مطمئن نہ ہوں تو اس کو مزید پینڈنگ رکھ لیں۔ (قطع کلامیاں) جی' لنگڑیال صاحب۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: پوائنٹ آف آرڈر جہاں لاکھوں کروڑوں روپوں کے گھپلے ہوتے ہیں اور ضمنی سوالوں میں ان کی نشان دہی کی جاتی ہے تو ان کے جواب واضح ہونے چاہئیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو پتا ہی نہیں کہ انہوں نے جواب کیا دینا ہے اور سوال کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے سوالوں کے جواب بھی واضح نہیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت زیادتی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری ہوں یا وزیر انہیں کم از کم فاضل ممبر کو مطمئن کرنا چاہیئے کہ واقعی گھپلے نہیں ہوئے اور وہ ان کا حساب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ جی۔

پارلیمانی سیکرٹری لوکل گورنمنٹ (جناب ایم لطیف مغل): میرے خیال میں اس سوال کو پینڈنگ کر لیا جائے۔ یہاں پر بہت سے ضمنی سوالات ہو چکے ہیں حالانکہ اتنے سوالات کی اجازت نہیں ہوتی۔ اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو یہاں پر آج ہی جواب ملا ہے اور کوئی فاضل ممبران بھی سوال کرنا چاہتے ہیں تو اس کو پینڈنگ کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تجویز معقول ہے۔

چودھری محمد فاروق: یہ سوال پہلے بھی پینڈنگ ہوا ' آج پھر پینڈنگ ہو رہا ہے لیکن ایک بات ریکارڈ پر لائی جائے۔ ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کا اہم سوال پچھلی دفعہ پینڈنگ ہو گیا' آج جواب آیا۔

جناب سپیکر، آپ بھی ذرا جزو "ج" کا جواب ملاحظہ کریں۔ اس میں لکھا ہے۔

"چونکہ جزو "ب" کا جواب اثبات میں ہے نہیں ہے اس لئے حکومت ایسی کسی کارروائی کا ارادہ نہیں رکھتی ہے"

جناب سپیکر یہ کیا مذاق ہے؟ کہتے ہیں " جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے۔ ساتھ ہی کہتے ہیں نہیں ہے یہ اثبات میں ہے یا نفی میں ہے؟ اگر ملتوی شدہ جواب بھی اس قسم کا ہے کہ ایک ہی جواب میں ہاں بھی ہے اور نہیں بھی تو آئندہ ملتوی ہو کر جب پھر آئے گا تو پھر کیسا جواب آئے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کے سوال نمبر 74 زیر التوا رکھتا ہوں اور میں متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے درخواست کروں گا کہ اپنے محکمے سے واضح جواب حاصل کرکے کل ایوان میں پیش کریں۔ (قطع کلامیاں) چودھری صاحب، میں پہلے بھی آپ سے درخواست کی ہے کہ اگر آپ اپنے سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو اس کے لیے بھی آپ کے پاس کئی دروازے کھلے ہیں۔ آپ اس کے متعلق تحریک استحقاق دے دیں۔ میں نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے عرض کی ہے کہ آپ ان کے پاس مل بیٹھ کر بات کریں۔ اگر آپ کی شکایات دور نہ ہوں، آپ کی تسلی نہ ہو اور آپ اس کو ایوان میں مزید پیش کرنا چاہتے ہوں تو اس کے لیے آپ تحریک استحقاق دے سکتے ہیں۔ تو آپ کے پاس remedies کے کئی راستے ہیں اس لیے آپ فکر نہ کریں۔

جناب ممتاز علی چودھری: ایوان میں واضح جواب آنا چاہیے تاکہ جو کروڑوں روپوں کے گھپلے ہیں وہ ایوان کے سامنے آئیں اور میں بتا سکوں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ سے درخواست کی ہے۔ آپ براہ مہربانی میری بات کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ اگر آپ کی تسلی نہیں ہوئی تو آپ کے پاس کئی راستے ہیں۔

جناب ممتاز علی چودھری: میری صرف اتنی گزارش ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ معاملہ اس وقت کیسے استحقاق کمیٹی کے سپرد ہوسکتا ہے؟ آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوچکا ہے۔ اب ہم انشاء اللہ اگلی کارروائی شروع کریں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

22/8
35

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سڑک کی تعمیر

☆ 329- سردار محمد اظہر خان لغاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) واموالہ تا بھونگ ضلع رحیم یار خان سڑک کی تعمیر کب شروع ہوئی تھی اس کی مدت تکمیل کیا تھی۔ یہ منصوبہ کتنی مالیت کا ہے اب تک اس پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور کتنی رقم بقایا ہے اس کا ٹھیکہ کس فرم کو الاٹ ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت مذکورہ سڑک کی تعمیر نہیں کی جا رہی ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی تعمیر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ نیز حکومت اس سڑک کی تعمیر جلد از جلد مکمل کروانے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) سڑک واموالہ تا بھونگ ماہ نومبر 1987ء میں شروع ہوئی تھی۔ جس کی مدت تکمیل 3 سال تھی اس پر کل لاگت کا تخمینہ ایک کروڑ سات لاکھ چوبیس ہزار روپے ہے۔ اس وقت تک اس پر -/37,28,000 روپے خرچ ہو چکا ہے۔ جس کی ہر سال کی الاٹمنٹ اور خرچہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	الاٹمنٹ	خرچہ
1987-88ء	8،20 لاکھ	8،49 لاکھ
1988-89ء	9،50 لاکھ	12،78 لاکھ
1989-90ء	10،0 لاکھ	10،06 لاکھ
1990-91ء	30،0 لاکھ	5،95 لاکھ
ٹوٹل	57،70 لاکھ	37،28 لاکھ

(ب) اس سڑک کے پہلے چھ میل میسرز ہائی لائٹ کنسٹرکشن کمپنی کو الاٹ شدہ ہیں۔ جس میں سے ساڑھے پانچ میل مکمل ہو چکے ہیں۔
اس وقت سڑک کی تعمیر کا کام عارضی طور پر رکا ہوا ہے۔

(ج) یہ سڑک بھونگ نہر کے کنارے تعمیر ہو رہی ہے جس پر بہت بڑی تعداد میں درخت کھڑے ہیں۔ محکمہ ہائی وے متعلقہ محکمہ کو درخت کٹوانے کے لیے کئی بار لکھا جا چکا ہے جس کی تفصیل منسلک وضاحت نامہ میں درج ہے لیکن محکمہ ہذا کی کوشش کے باوجود یہ درخت بقایا حصہ میل نمبر5/4 تا 11 اعشاریہ 66 میں ابھی تک کاٹے نہیں گئے ہیں۔
جس کی وجہ سے عارضی طور پر تعمیر سڑک کا کام رکا ہوا ہے۔
دفتر ہذا نے متواتر متعلقہ محکمہ کے ذاتی طور پر رابطہ قائم کیا ہوا ہے جس نے یقین دہانی کرائی ہے کہ عنقریب بقیہ حصہ سے درخت کاٹ لئے جائیں گے جونہی اس حصہ کے درخت کاٹ دیئے جائیں گے۔ بقایا کام ضروری کارروائی کرنے کے بعد شروع کر دیا جائے گا۔

نمبر شمار	مراسلہ نمبر	تاریخ	کیفیت
-1	243	6-10-87	منجانب ایس ای ہائی وے سرکل بہاولپور بجانب ایس ای انہار رحیم یار خان
-2	1323	29-5-88	//
-3	165	7-7-88	//
-4	764	6-8-88	//
-5	1555	31-8-88	//
-6	1637	13-9-88	//
-7	3240	14-10-88	//
-8	4251	28-11-88	//
-9	5019	20-12-88	//
-10	5472	9-1-89	//
-11	5745	22-1-89	//
-12	5955	13-1-89	ایس ای ہائی وے بہاولپور بجانب چیف انجینئر انہار بہاولپور

-13	644	29-11-90	منجانب ایکسین ہائی وے رحیم یار خاں بجانب کنزرویٹر جنگلات لاہور
-14	797	5-1-91	//
-15	752	17-1-91	//
-16	867	22-1-91	//
-17	820	12-3-91	//
-18	559	19-3-90	بجانب مہتمم جنگلات انہار بہاولپور
-19	895	9-6-90	//
-20	359	20-9-90	//
-21	644	29-11-90	//

وضاحت نامہ

نشان زدہ اسمبلی سوال نمبر 329 کا وضاحت نامہ کہ محکمہ سڑک میں آمدہ درخت میل نمبر 5/4 تا 11 اعشاریہ 66 کیوں نہ کٹوا سکا۔

سڑک بھونگ تا داعوالہ کے پہلے چھ میل نومبر 1987ء میں فرم میسرز ہائی لائٹ کنسٹرکشن کمپنی کو الاٹ ہوئے تھے۔ یہ سڑک نہر کے کنارہ پر تعمیر ہو رہی ہے جس پر کافی بڑی تعداد میں درخت کھڑے تھے جوکہ محکمہ انہار اور اس محکمے کے سیکشن جنگلات نے کٹوانے تھے۔ مذکورہ محکمہ ابھی تک ساڑھے پانچ میل میں درخت کٹوا سکا ہے اور بعض باقی درخت ابھی کاٹے نہیں گئے ہیں۔ محکمہ ہائی وے کی طرف سے بے شمار خطوط لکھے گئے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	مراسلہ نمبر	تاریخ	کیفیت
-1	2611	27-8-87	منجانب ایکسین ہائی وے رحیم یار خان بجانب ایکسین ڈالس انہار رحیم یار خان
-2	2781	5-10-87	//
-3	2841	13-8-87	//
-4	948	9-4-88	//

نمبر شمار	مراسلہ نمبر	تاریخ	کیفیت
-5	1376	26-5-88	منجانب ایکسین ہائی وے رحیم یار خان
-6	1271	13-12-88	بجانب ایکسین ڈالس انہار رحیم یار خان
-7	2412	16-8-87	بجانب ایس ای انہار رحیم یار خان
-8	2727	19-12-87	//
-9	2780	28-12-87	//
-10	1539	6-6-88	//
-11	137	2-7-88	//
-12	243	16-8-88	//
-13	426	10-9-88	//
-14	448	24-9-88	//
-15	1272	13-12-88	//
-16	2	3-1-89	//
-17	124	11-1-89	//
-18	164	13-2-89	//
-19	177	13-2-89	//

ٹھیکیداروں سے کمیشن وصول کرنے کی وجوہات

☆ 351- **ڈاکٹر سید وسیم اختر:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی زیر نگرانی ہونے والے ترقیاتی کاموں پر محکمہ کے اہلکاران ٹھیکیداروں سے کمیشن وصول کرتے ہیں اگر ایسا ہے تو کیا یہ کمیشن قانونی ہے۔

(ب) اگر متذکرہ کمیشن غیر قانونی ہے تو اس کے سدباب کے لئے اب تک کیا اقدامات کئے گئے ہیں اور ان کے کیا نتائج برآمد ہوئے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) ایسی کوئی بات محکمہ کے علم میں نہیں ہے اور نہ ہی کوئی اہلکار کسی ٹھیکیدار سے کمیشن

قانوناً" وصول کر سکتا ہے۔

(ب) جب بھی کسی اہلکار کے خلاف کسی قسم کی بے ضابطگی کی اطلاع ملتی ہے تو اس کے خلاف حکومت کے مروجہ قانون کے تحت ایکشن کیا جاتا ہے۔

سرکٹ ہاؤسز کی دیکھ بھال پر اخراجات کی تفصیل

☆ 353- ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

صوبہ میں کل کتنے سرکٹ ہاؤسز ہیں ان کی Maintinance پر گزشتہ مالی سال میں کل کتنے اخراجات ہوئے۔ ہر سرکٹ ہاؤس کی علیحدہ علیحدہ تفصیلات کیا ہیں اور یہ کس رو سے کیئے جاتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(i) بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کی زیر نگرانی کل 10 عدد سرکٹ ہاؤسز ہیں۔

(ii) ان کی سالانہ مرمت پر مبلغ نو لاکھ پچانوے ہزار پانچ سو پچیس روپے (9, 95, 525/= روپے) برائے 1989-90ء خرچ ہوئے۔

(iii) ہر سرکٹ ہاؤس کی علیحدہ علیحدہ تفصیل لف ہذا ہے۔

نمبر شمار	نام جگہ	گزشتہ مالی سال کے اخراجات	اخراجات کس مد سے کیے گئے
-1	سرکٹ ہاؤس 28 ریس کورس روڈ لاہور	5,13,124/= روپے	Grant No. 24 Civil Works
-2	سرکٹ ہاؤس جوہر آباد ضلع سرگودھا	63,809/= روپے	//
-3	سرکٹ ہاؤس گوجرانوالہ	70,480/= روپے	24 M & R 441-Office Building
-4	سرکٹ ہاؤس ملتان	45,695/= روپے	Grant No. 24

Civil Works

6.3140c.c-Buildings and structure.

Maintenance and Repairs. 44300

Other Buildings.

General Administration

-5	سرکٹ ہاؤس خانیوال	- - - -
-6	سرکٹ ہاؤس ڈیرہ غازیخان	21,838/= روپے
-7	سرکٹ ہاؤس وہاڑی	18,500/= روپے
-8	سرکٹ ہاؤس فیصل آباد (نیا)	92,000/= روپے
-9	سرکٹ ہاؤس فیصل آباد (پرانا)	20,500/= روپے
-10	سرکٹ ہاؤس بہاولپور	1,49,579/= روپے
	کل	9,95,525/= روپے

ضلع اوکاڑہ کی سڑکوں کی تفصیل

☆ 428- رانا اکرام ربانی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 78-1977ء سے تاحال محکمہ مواصلات و تعمیرات نے ضلع اوکاڑہ کے کن کن چکوک مواضعات اور ہائی وے کی سڑکیں تعمیر کیں ایسی سڑکوں کی لمبائی چوڑائی لاگت ہر سڑک کے الگ الگ نام بمعہ تاریخ آغاز کام اور تکمیل و ٹھیکیداروں کے ناموں کی تفصیل کیا ہیں۔

(ب) رواں مالی سال کے دوران کن کن سڑکوں پر کام کیا جا رہا ہے ایسی سڑکوں کی لمبائی چوڑائی اور لاگت کا تخمینہ کیا ہے اور ان کی تکمیل کب تک متوقع ہے۔

(ج) جز ہائے بالا میں مندرج کتنی سڑکوں کی تعمیر کے احکامات وزیراعلیٰ نے جاری کیے اور کتنے عوامی نمائندوں کی تجویز پر ایسے عوامی نمائندوں کے نام کیا ہیں جن سڑکوں کو وزیراعلیٰ کے حکم پر مکمل کیا گیا ہے یا مکمل کیا جا رہا ہے ان کی الگ الگ تفصیلات کیا ہیں؟

بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر428

تفصیلات تعمیرات ضلع اوکاڑہ برائے سال 83-1982ء تا 90-1989ء

صفحہ نمبر ۲۴۰ تا ۲۴۲ پر ملاحظہ فرمائیں

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین)

نمبر شمار	سڑک کا نام	لمبائی	چوڑائی	تخمینہ لاگت	تاریخ آغاز	تاریخ اختتام	ٹھیکیدار کا نام	پروگرام جس کے تحت کام شروع ہوا
	78-7-19ء سے 82-1981ء تک ضلع اوکاڑہ کا وجود نہ تھا بلکہ یہ ضلع ساہیوال کا حصہ تھا۔							

سال 83-1982ء تا 90-1989ء تک مکمل ہونے والے منصوبوں کی تفصیل

نمبر شمار	سڑک کا نام	لمبائی	چوڑائی	تخمینہ لاگت	تاریخ آغاز	تاریخ اختتام	ٹھیکیدار کا نام	پروگرام جس کے تحت کام شروع ہوا
-1	ستگھرہ جندرا کا سید والا روڈ	6.46 KM	10	29,53,000/-	20-12-81	15-9-83	چودھری عطائی الدین اینڈ کو	سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت
-2	حویلی محمد یار روڈ	10.86 KM	10	38,09,000/-	31-10-72	30-7-73	میسرز حسن زمان لمیٹڈ	ضلع میں 100 میل لمبی زرعی
-3	لشاری تا کنڈ بوہڑ روڈ براستہ شہر کے زیریں	8.75 KM	10	32,85,300/-	24-4-83	25-12-83	میسرز سلیم برادرز رشید کنسٹرکشن کمپنی	سڑکوں کی تعمیر کے تحت
-4	پل چوڑیاں تا اچ پلاٹ ضمیر آباد	9.65 KM	10	26,90,600/-	7-11-82	6-8-83	میسرز صوفی کنسٹرکشن کمپنی	

-5	چک نمبر 42/ 21 تا 57/ 47	10.26 KM	10	37,44,000/-	3-11-82	2-8-83	محمد اسماعیل اینڈ کمپنی	
-6	بصیر پور تا رکن پور تا منڈی ہیرا سنگھ روڈ	14.48 KM	10	43,32,000/-	31-10-82	3-8-83	میسرز ماڈرن کنسٹرکشن کمپنی ایم ایس کنسٹرکشن کمپنی	
-7	چک نمبر 207/ 49 تا رسالہ خورد	14.35 KM	10	46,32,000/-	31-10-82	30-7-83	میسرز ملک نیازی لمیٹڈ حسن زمان لمیٹڈ	
-8	چک 207/ 36 تا پلی پہاڑ روڈ	5.37 KM	10	41,87,600/-	18-3-85	17-3-86	یورب کنسٹرکشن	
-9	منڈی ہیرا سنگھ تا بونگا امیر سنگھ	4.83 KM	10	18,12,400/-	9-5-80	8-8-83	میسرز آرائیں انجینئرز	
-10	اختر آباد تا شیر گڑھ روڈ	11.47 KM	10	46,35,000/-	9-6-85	8-2-86	میسرز یورب کنسٹرکشن کمپنی	

عوامی نمائندوں کی تجویز کردہ مکمل ہونے والی سڑکیں

-11	طبوق تا شور پولیس اسٹیشن	8.47 KM	10	33,88,300/-	16-2-86	5-2-87	میسرز عطا محی الدین اینڈ کمپنی	جناب شفقت عباس ایم پی اے
-12	مجوڈ حلیانہ روڈ	12.29 KM	10	66,08,500/-	6-2-86	5-2-87	میسرز اعظم انجینئرز	سید افضال علی شاہ

نمبر شمار	سڑک کا نام	لمبائی	چوڑائی	تخمینہ لاگت	تاریخ آغاز	تاریخ اختتام	ٹھیکیدار کا نام	پروگرام جس کے تحت کام شروع ہوا
-13	روڈ درمیان گوگیرہ نور جندراکہ	7.13 KM	10	30,36,000/-	8-2-86	7-2-87	میسرز ایشین انٹرپرائزز	رائے نور احمد کھرل
-14	بصیر پور منڈی ہیرا سنگھ از چک کسان تا موک کلاں براستہ پھاں تلی	12.23 KM	10	52,73,000/-	8-2-86	7-2-87	ملک حق نواز اینڈ کو	میاں منظور احمد وٹو
وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت مکمل ہونے والی سڑکوں کی تفصیل								
-15	حویلی لکھا فتی روڈ از چک بلوا تا طرشخو کا از چک فوت کے تا قائم جندے کا	12.39 KM	10	57,50,000/-	10-4-86	7-2-87	میسرز محمد عرفان شیخ اینڈ کو میسرز حاکم علی میسرز محمد اسماعیل	وزیر اعلیٰ پنجاب
-16	بلوکی والا تا موضع اولہ وال ساتھ قلعہ چوہدری بانڑ اور ڈھلوال تا دیپالپور بیکل پہاڑ	14.95 KM	10	60,62,000/-	14-9-86	13-5-87	میسرز ملک حق نواز اینڈ کو میسرز ملک عطا خان اینڈ کو	
-17	اختر آباد تا چک 7/1-L (ل اے یاساں)	4.83 KM	10	19,00,000/-	10-9-86	9-5-87	دی چوہدری کنسٹرکشن کمپنی اوکاڑہ	

-18	مجو کھجور والا تا پل رام پرشاد تا لوکی کرسا سنگھ	6.05KM	10	23,87,000/-	5-2-87	4-11-87	میسرز شفا انجینئر اینڈ کنٹریکٹر
-19	پل رنجیس (مجو حویلی روڈ) تا چک ماڑی کیرہ	5.00KM	10	18,79.700/-	5-2-87	4-10-87	سلیمان ایسوسی ایٹس ماڈل ٹاؤن لاہور
-20	سکھر تا چک 12/6D	7.00KM	10	21,52,000/-	11-5-87	10-1-88	اعوانہ انجینئر
-21	روڈ از اوکاڑہ تا جوگہ	11.39KM	10	49,39,500	25-3-87	24-6-88	میسرز محمد شفیع
-22	چک 23/2-L تا 8/1-L	11.12KM	10	42,11,000/-	9-5-87	8-5-88	چودھری عطا محی الدین
-23	چوک چو چک تا جوڑا براستہ مہانے	12.87KM	10	54.02,000/-	29-3-87	28-3-88	رائے نور احمد ٹھیکیدار
-24	کھوکھر کوٹلی تا مہانے براستہ چو چک	5.63KM	10	52,81,000/-	9-5-87	8-5-88	رائے نور احمد ٹھیکیدار
-25	فورٹی ونگ بائی پاس تا چک 36/4-L چوک گگ براستہ 40/1-L	8.22 KM	10	35,57,000/-	5-2-87	4-2-88	ملک ظفر خان اینڈ کو

نمبر شمار	سڑک کا نام	لمبائی	چوڑائی	تخمینہ لاگت	تاریخ آغاز	تاریخ اختتام	ٹھیکیدار کا نام	پروگرام جس کے تحت کام شروع ہوا
-26	لشاری تا ڈوڈہ براستہ چاہ میاں واں	5.02KM	10	20,28,200/-	1-11-87	31-5-88	میسرز محمد عرفان شیخ	وزیر اعلیٰ پنجاب
-27	روڈ از گھمن شاہ تا جسوکی	2.82KM	10	11,15,200/-	21-11-87	20-3-88	میسرز عمران کنسٹرکشن کمپنی	.
-28	حجرہ بائی پاس روڈ از کے ڈی۔ روڈ میل نمبر 49 پاکستانی پل تا شیر گڑھ تا منڈی ہیرا سنگھ روڈ میل نمبر 9 پل گھارا	6.48 KM	10	24,44,300/-	11-11-87	31-5-88	میسرز عطر خان اینڈ کمپنی	.
-29	روڈ از دیپالپور بصیر پور تا مچھریاں	4.83 KM	10	18,21,700/-	1-11-87	31-5-88	الفاروق کنسٹرکشن کمپنی	.
-30	ٹول پلاٹ تا پل خالصہ	15.28KM	10	47,36,900/-	27-6-87	26-9-88	میسرز جہان خان	.
-31	لنک از اوکاڑہ ماڑی پتن روڈ تا GD / 21	3.02 KM	10	7,84,200/-	19-4-88	18-7-88	میسرز لیاقت خالد اینڈ کو	.
-32	سڑک از حجرہ حویلی روڈ از میل نمبر ۱ تا گھارا برج	1.00KM	10	6,71,300/-	14-3-88	13-5-88	رائے منظور احمد	.

-33	سڑک از بذیرہ تا ناروال والی ڈھاری	8.75KM	10	29,09,600/-	15-9-88	14-7-89	چودھری عطا محی الدین اینڈ کو	•
-34	پل رام پرشاد تا کھرل کلاں	1.61KM	10	6,61,300/-	31-7-88	30-3-89	میسرز محمد شریف اینڈ کمپنی	•

ضلعی ترقیاتی کمیٹی کی منظوری سے مکمل ہونے والی سڑکوں کی تفصیل

-35	پل گماہ وا بگراہ تا آبادی فوجدار	7.24KM	10	32,83,000/-	31-5-88	30-3-89	میسرز سرور اینڈ کمپنی	•
-36	امان والا تا پل 18-ڈی	7.24KM	10	32,87,000/-	-31-5-88	30-3-89	میسرز اعظم انجینئرز	•
-37	محمد غوث دربار تا چک 10 جی ڈی براستہ 9 جی ڈی	7.24KM	10	3040800/-	31-5-88	30-3-89	چودھری عطا محی الدین اینڈ کو	•
-38	پولیس اسٹیشن شاہپور تا دربار اسماعیل	7.24KM	10	30,11,000/-	31-5-88	30-3-89	چودھری عطا محی الدین اینڈ کو	•
-39	حویلی محمد یار روڈ تا بصیر پور براستہ محبوب شاہ ولی کوٹ جلال کوٹ	7.24KM	10	38,06,000/-	30-5-88	30-3-89	میسرز ملک حق نواز اینڈ کو	•

نمبر شمار	سڑک کا نام	لمبائی	چوڑائی	تخمینہ لاگت	تاریخ آغاز	تاریخ اختتام	ٹھیکیدار کا نام	پروگرام جس کے تحت کام شروع ہوا
40	سڑک چک جی ڈی 46 تا چک 49/3R	7.24KM	10	28,32,600/-	30-5-88	30-3-89	میسرز حاکم علی اینڈ کو	وزیر اعلیٰ پنجاب
41	چک 19/2-L تا چک نمبر 33 ٹو ایل	7.24KM	10	28,81.500/-	13-5-88	30-3-89	میسرز ملک عطر خان اینڈ کو	•

وزیر اعلیٰ کے حکم کے تحت مکمل ہونے والے منصوبوں کی تفصیل

نمبر شمار	سڑک کا نام	لمبائی	چوڑائی	تخمینہ لاگت	تاریخ آغاز	تاریخ اختتام	ٹھیکیدار کا نام	پروگرام جس کے تحت کام شروع ہوا
42	بصیر پور بائی پاس روڈ	5.63KM	10	28,07,000/-	9-5-87	8-2-88	میسرز اعوانہ انجینئرز اینڈ کو	•
43	سڑک ٹھٹھو بیگ تا اکبر	8.85KM	10	34,02,000/-	1-11-87	30-9-88	یوریب کنسٹرکشن کمپنی	•
44	سڑک چک 12 ون اے ایل چک نمبر 13 ون اے ایل 14 ون اے ایل	8.04KM	10	17,74,200/-	3-4-88	1-1-98	میسرز سرور اینڈ کمپنی	•
45	محمد کلاں تا موتی کلاں	8.05KM	10	36,48,000/-	13-11-88	12-11-89	میسرز اعظم انجینئرز لمیٹڈ	
46	اوکاڑہ قصور بونڈری تا چک 2 ڈی	2.41 KM	10	11,36,450/-	1-10-88	2-2-89	میسرز چودھری سردار محمد	•

-47	سڑک لنی فیر آباد بابا بالا روڈ ٹھٹھ بالک	11.26KM	10	56,62,500/-	8-2-89	7-5-90	میسرز افضل خان اینڈ کو
-48	مجو شاہ مقیم تا شاہ پور	3.22KM	10	16,89,300/-	18-1-89	17-9-89	ملک منصب خان اینڈ کو
-49	سڑک راجو وال بھٹیاں تا ٹھہ کلاں براستہ خان پور چشتی	6.44KM	10	34,40,700/-	18-1-89	17-1-90	میسرز اعظم انجینئر
-50	دیپال پور وساوے والا روڈ میل نمبر 6 تا وینڈر جاگیر	3.47KM	10	16,98,100/-	16-2-89	15-7-89	میسرز محمد عتیق اعوان اینڈ کو
-51	سڑک چک رحمت والا روڈ تا چک رسالدار براستہ چک نمبر 17 ڈی چک نمبر 18 ڈی	7.24KM	10	35,71,000/-	1-2-89	1-2-90	میسرز اعظم انجینئر
-52	رینالہ اسٹیٹ تا چوک چک 20 ون آر بی 22 ون آر بی اینڈ 23 ون آر بی	8.05KM	10	38,20,100/-	8-2-89	8-4-90	میسرز افضل کنسٹرکشن کمپنی
-53	مجو شیر گڑھ تا رنگیل پور	12.06KM	10	62,23,100/-	21-6-89	21-2-91	میسرز منظور کنسٹرکشن کمپنی
-54	سڑک حویلی پیر غنی روڈ چک ٹھاکرانہ جند کا	6.44KM	10	34,70,900/-	12-6-89	11-4-90	میسرز حسین کنسٹرکشن کمپنی

نمبر شمار	سڑک کا نام	لمبائی	چوڑائی	تخمینہ لاگت	تاریخ آغاز	تاریخ اختتام	ٹھیکیدار کا نام	پروگرام جس کے تحت کام شروع ہوا
55-	حجرہ شاہ مقیم تا قلعہ سوہنڈا سنگھ	5.23KM	10	31,94,100/-	2-5-89	2-2-90	میسرز ہائی وے کنسٹرکشن کمپنی	وزیر اعلیٰ پنجاب
56-	پل بہاول داس تا پیرولی براستہ پیر کودھا	7.24KM	10	33,02,800/-	17-10-89	16-3-90	میسرز رائے طالب حسین	،،
57-	سڑک حجرہ تا ڈولہ مستقیم	4.02KM	10	16,45,100/-	5-9-89	5-3-90	میسرز عطر خان اینڈ کو	،،
58-	سڑک سولنگ از دپلی ملتان روڈ اڈا کاہن سنگھ تا چیدال	4.68KM	10	11,13,300/-	5-2-87	4-8-87	میسرز الحبیب سول انجینئرز	،،
59-	سڑک شیر گڑھ تا لال پور	23.02KM	10	73,53,000/-	24-8-82	23-5-83	میاں خالد حفیظ	
60-	سڑک سولنگ روڈ از بہاول داس تا سدھار سدھرے	3.22KM	10	6,67,600/-	26-1-87	25-4-87	میسرز الرشید کنسٹرکشن کمپنی	،،
61-	لنک روڈ بھومن شاہ منتول پور تا حجرہ حویلی روڈ	8.74KM	10	36,18,000/-	16-11-82	15-7-83	میسرز عثمان اینڈ سنز	،،
62-	جیٹھو پور تا قادر آباد روڈ	3.27KM	10	16,93,000/-	30-5-89	29-11-89	میسرز چودھری محمد شفیع اینڈ	،،

-63	سڑک حجرہ حویلی روڈ تا امراہ کیو	2.31KM	10	10.65.2800	22-8-89	21-12-89	میسرز علی الحسین سنز	
-64	سڑک راجوال بھٹیاں تا جنگیاں رحوں	9.25 KM	10	.50.78.000/-	15-8-89	14-8-90	میسرز اعظم انجینیرز	
-65	سڑک چک L-1/2 تا چک نمبر L-1/7	6.43KM	10	25,12,600/-	31-5-88	30-3-89	ملک عطر خان اینڈ کو	ضلعی ترقیاتی کمیٹی کی منظور کردہ
66	سڑک چک نمبر 4 جی ڈی تا ٹھٹھ سید علی	2.09KM	10	10,87,000/	9-7-90	8-12-90	رائے منظور احمد [illegible]	وزیر اعلیٰ پنجاب
-67	بابا بالا روڈ تا ڈھلیانہ	0.68	10	3,56,000/-	8-7-90	7-10-90	چوہدری محمد رمضان کنٹریکٹر	
-68	سڑک از ہیڈ کوارٹر تا شاہ یکہ روڈ	0.46	10	2,67,000/-	13-8-90	12-12-90	میسرز عمران کنسٹرکشن	

(جدول)

رواں مالی سال 1990-91 کے دوران جاری منصوبے

[illegible]	شیر گوہ تا حاذی ہیرا سنگھ روڈ	[illegible] KM	12	2,05,[illegible]/-	4-1-87	31-8-90	میسرز یونین کارپوریشن جہاں خان اینڈ کمپنی چودھری عطائی الدین	وزیر اعلیٰ کے حکم کے تحت
-70	ولی ملتان روڈ میل 277 چک مغل تار جھٹکے براستہ بلی ہار	11.[illegible]KM	10	78,[illegible]/-	24-11-88	13-4-91	میسرز انس عظیم کنسٹرکشن کمپنی	"
-71	کوکر کوٹھی یا پاسکہ براستہ جوچک	12.06KM	10	52,82,000/-	9-5-87	8-5-88	میسرز رائے نور احمد اینڈ کو	"
-72	دیپالپور بصیر پور تا رویلہ پران	37.00KM	10	1,42,32,000/-	25-1-90	24-9-90	میسرز رحیم کو	"
-73	سڑک ارسوذکی تا پاپا صار	9.65KM	10	43,10,000/-	24-11-88	28-4-91	میسرز محمد اقبال اینڈ کو	"
-74	جوچک تا ٹھٹھی کلاس	9.65KM	10	46,82,000/-	8-2-89	4-5-91	سید عطائی الدین اینڈ کمپنی	"
-75	حجرہ شاہ مقیم یا تارا سنگھ	6.44KM	10	33,23,300/-	2-2-89	28-10-90	میسرز انس عظیم کنسٹرکشن کمپنی	"
-76	راجوال ہیڈ سکیم BS چک نمبر 11 کے ساتھ	20.42KM	10	1,04,19,000/-	10-5-89	9-7-90	ہائی وے کنسٹرکشن کمپنی	"

-77	چک شاہد تا امیرا تیجکا بصیر پور روڈ	7.24KM	10	37,32,500/-	31-5-88	30-3-89	میسرز سرور اینڈ کو	ضلع تقرباتی کمیٹی کے تحت
-78	پل جو یا کمن پھلد براستہ منگن	8.85KM	10	36,78,000/-	4-2-87	30-7-88	چودھری عطا گی اینڈ کو	وزیر اعلیٰ کے حکم کے تحت
-79	جمال کوٹ تا حیڈ سلیمانکی روڈ	11.26KM	10	57,13,000/-	12-12-87	11-8-88	چودھری کنسٹرکشن کمپنی اینڈ	•
-80	موضع دھیا والا تا اڈا سابوال	12.00KM	10	65,28,400/-	29-8-89	28-6-90	میسرز ملک مظفر خان اینڈ کمپنی	•
-81	گرڈ اسٹیشن حجرہ شاہ مقیم تا رجہ ہٹہ اور چک تا نے کے ڈی روڈ براستہ شریں	11.74KM	10	65,28,400/-	29-5-90	28-8-91	چودھری عطا گی الدین اینڈ کو	•
-82	چک 7/1-R تا چک 6/1.4	8.01	10	10,56,800/-	-7-90	7-12-90	میسرز محبت علی	•
-83	کنڈ بوہر روڈ تا یونین کونسل ہیڈ کوارٹر	0.22KM	10	1,01,800/-	8-7-90	7-9-90	میسرز محبت علی	•
-84	چو چک پل تا فاضل والا روڈ	2.41KM	10	14,08,700/-	9-7-90	8-4-8-90	رائے منظور احمد ٹھیکیدار	
-85	بصیر پور دو حیلہ تیجکا روڈ جمال کوٹ تک	8.04KM	10	30,34,800/-	27-3-89	10-4-90	میسرز ایل۔اے کارپوریشن	

نمبر شمار	سڑک کا نام	لمبائی	چوڑائی	تخمینہ لاگت	تاریخ آغاز	تاریخ اختتام	ٹھیکیدار کا نام	پروگرام جس کے تحت کام شروع ہوا
-86	بصیر پور تاج محمد شاہ براستہ چندر ور سیکشن	14.48KM	10	89,68,700/-	7-2-9	6-8-90	میسرز ہائی وے کنسٹرکشن کمپنی	.
-87	شاہ پور تا سڑک کلاں براجستہ ادھو پاڑی	8.85KM	10	47,76,000/-	12-6-89	11-9-90	میسرز ہائی وے کنسٹرکشن	.
-88	منڈی جرا سنگھ تا ڈھلیانہ	20.11KM	10	1,29,06,700/-	12-6-89	11-9-90	میسرز ہائے کنسٹرکشن کمپنی	
					12-6-89	20-2-91	منظور کنسٹرکشن کمپنی	
-89	ڈھلیانہ تا گگن پور روڈ	11.26KM	10	50,53,000/-	11-5-89	10-11-90	میسرز منظور کنسٹرکشن کمپنی	
-90	حبیب آباد چوچک روڈ سڑک 1-A/5 تا چک	2.57KM	10	14,29,250/-	26-9-89	25-1-90	میسرز حبیب کنسٹرکشن کمپنی	
91	ونج D/2 تا ڈھلیانہ براستہ فیتانہ	8.85KM	10	45,14,500/-	11-1-90	10-1-91	میسرز کنسٹرکشن کمپنی	

ناقص تعمیر کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی

☆ 470- جناب ریاض فتیانہ : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہذا کے افسران ٹھیکیداران سے کمیشن وصول کرتے ہیں جس وجہ سے کام کا معیار ناقص ہے۔

(ب) تعمیر ہونے والی عمارت یا سڑک تعمیر کے تھوڑا عرصہ بعد ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو کر مرمت طلب ہو جاتی ہے۔ نئی عمارت یا سڑک کو قواعد و ضوابط کے مطابق کتنے عرصہ تک مرمت طلب نہیں ہونا چاہیے۔

(ج) اس کے پورا ہونے سے قبل ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہونے والی سڑکوں و عمارات کی تعمیر کے ذمہ داران (ٹھیکیداران و افسران) میں سے کتنے افراد کے خلاف پچھلے ایک سال میں کیا کارروائی ہوئی ہے اور کتنی رقم وصول کی گئی ہے۔

(د) حکومت کی جانب سے کمیشن و بدعنوانی کے خاتمہ کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟

مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین) :

(الف) مواصلات و تعمیرات کے قوانین میں کسی طرح کمیشن وصول کرنے کی اجازت نہیں ہے لہٰذا کام کے معیار کا ناقص ہونا کمیشن لینے یا دینے سے متعلق نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی کام کے ناقص ہونے کی شکایت موصول ہوتی ہے تو اس کی قواعد و ضوابط کے مطابق تحقیق کی جاتی ہے اور مناسب کارروائی کی جاتی ہے۔

(ب) نئی تعمیر ہونے والی عمارت یا سڑک معیار کے مطابق تعمیر کی جاتی ہے اور قواعد و ضوابط کے مطابق کام مکمل ہونے کے ایک سال تک ٹھیکیداران متعلقہ مرمت کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ بعد ازاں عمارات کے سلسلہ میں تیسرے سال فنڈز مہیا ہونے پر مرمت کی جاتی ہے۔ جہاں تک شاہرات کا تعلق ہے سڑک کی تکمیل کے تین سال بعد سڑک پر ری سرفیسنگ (Re Serfacing) کی جاتی ہے البتہ کچھ سڑکیں جن کی چوڑائی کم ہونے کی وجہ سے برم (Berm) اور کنارے خراب ہو جاتے ہیں۔ ان کی تین سال کی مدت سے پہلے کچھ مرمت اور برموں کی مٹی کی بھرائی ساتھ ساتھ محکمانہ بیلداروں کے ذریعے کر لی جاتی ہے۔

(ج) محکمہ ہذا میں گزشتہ ایک سال میں کوئی سڑک یا بلڈنگ تعمیر کے فوراً بعد ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہیں ہوتی ہے۔ لہٰذا کارروائی کی ضرورت پیش نہیں آئی ہے۔

(د) حکومت کمیشن اور بدعنوانی جیسی لعنت کے خاتمہ کے لیے کوشاں ہے۔ محکمہ خود بھی ایسے معاملات میں بہت حساس ہے اور اس کے علاوہ محکمہ انسداد رشوت بھی قائم ہے جو اس سلسلے میں مناسب کارروائی کرتا ہے۔

کرایہ کی وصولی میں تفاوت

☆ 472- جناب ریاض فتیانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ریسٹ ہاؤسز میں ارکان قومی اسمبلی سے کرایہ زیادہ نہیں لیا جاتا۔ لیکن وفاقی حکومت یا اس کے محکموں کے ریسٹ ہاؤسز میں ارکان صوبائی اسمبلی سے ارکان قومی اسمبلی کی بہ نسبت زائد کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔

(ب) ارکان صوبائی اسمبلی سے اس یکطرفہ امتیازی سلوک و استحصال کے خلاف صوبائی حکومت کیا وفاقی حکومت سے یکساں کرایہ مقرر کرنے کے لیے رابطہ قائم کر رہی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ارکان اسمبلی سے سرکاری افسران کی بہ نسبت زائد کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔

(د) لاہور میں ایم پی اے ہوسٹل کا فرسٹ فیز کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ریسٹ ہاؤسز میں ارکان قومی اسمبلی سے زائد کرایہ وصول نہیں کیا جاتا ہے بلکہ مروجہ قواعد و ضوابط اور منظور شدہ شیڈول کے مطابق کرایہ وصول کیا جاتا ہے۔ جہاں تک وفاقی حکومت یا اس کے محکموں کے ریسٹ ہاؤسز میں ارکان صوبائی اسمبلی سے ارکان قومی اسمبلی کی نسبت زائد کرایہ وصول کیے جانے کا تعلق ہے۔ محکمہ ہذا کے علم میں نہیں ہے۔

(ب) یہ جزو محکمہ ہذا سے متعلق نہ ہے۔

(ج) ریسٹ ہاؤسز کا کرایہ منظور شدہ شیڈول کے مطابق وصول کیا جاتا ہے۔ ارکان اسمبلی سے سرکاری افسران کی نسبت زائد کرایہ وصول کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(د) لاہور میں ایم پی اے ہوسٹل کا فرسٹ فیز مالی سال 92-1991ء کے اختتام تک مکمل ہو جائے گا۔ بشرطیکہ مطلوبہ فنڈز مہیا کر دیئے جائیں۔

پل کی تعمیر کے لئے اقدام

☆ 487- چودھری خادم حسین: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ کے دورہ مئی' جون 1989ء دینہ کے دوران جہلم گستالیاں روڈ پر پکھوال کے مقام پر پل تعمیر کرنے کے لیے ایک ڈائریکٹو جاری کیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہائی وے کو محکمہ پی اینڈ ڈی کی طرف سے متعدد بار سکیم تیار کرنے کے لیے کہا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بارے میں محکمہ مواصلات نے کوئی کارروائی نہیں کی ہے۔ اگر کوئی کارروائی کی گئی ہے تو اس سلسلہ میں کی گئی خط و کتابت کی نقول ایوان میں پیش کی جائے۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب نفی میں ہے تو حکومت اس کے ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ نے اپنے دورہ مئی جون 1989ء رینہ کے دوران جہلم گٹالیاں روڈ پر پھوال کے مقام پر پل تعمیر کرنے کے لیے ڈائریکٹو جاری کیا تھا جس کا کمپیوٹر نمبر SO (PEV) I-73-1/89 مورخہ 20-12-89 ہے۔

(ب) جی نہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ اس سکیم کی منظوری سیکرٹری مواصلات و تعمیرات نے دینی تھی۔ کیونکہ 60 لاکھ تک کی لاگت کے منصوبہ جات کی منظوری سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کے تحت ہوتی ہے۔ اس لیے پی اینڈ ڈی کا سکیم کی تیاری سے کوئی تعلق نہیں بنتا ہے اور نہ ہی اس ضمن میں کوئی مراسلہ (پی اینڈ ڈی) کی جانب سے موصول ہوا ہے۔

(ج) جی نہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ جونہی اس دفتر میں متعلقہ سکیم کا ڈائریکٹو موصول ہوا تو فوری طور پر اس سکیم کا اسٹیمیٹ بنایا گیا اور منظوری کے لیے گورنمنٹ کو بھیجا گیا اس سکیم کی منظوری 11.45 لاکھ بذریعہ چٹھی نمبری No.311-90/427/PLg (I) مورخہ 11-2-90 ہوئی۔ تاہم یہ سکیم مالی مجبوریوں کی بنا پر تعمیر وطن پروگرام میں شامل نہ ہو سکی اور مطلوبہ فنڈز مہیا نہ ہونے کی وجہ سے تعمیر کا کام شروع نہ کیا جا سکا۔ بہرحال اس پل کے ڈیزائن کے لیے (Sub Soil Investigation) اس سال کے دوران کی گئیں اور محکمہ کے شعبہ (Bridge Directorate) نے ڈیزائن بھی فراہم کر دیا ہے۔

چونکہ کنسٹرکشن میٹریل اور لیبر کے ریٹ بڑھ گئے اور پہلی انتظامی منظوری ناقابل عمل ہو گئی اس لئے دوبارہ نظرثانی شدہ منظوری بھی 19-3-91 کو حاصل کر لی گئی ہے۔

کوشش کی جا رہی ہے کہ اس سکیم کے لئے رواں مالی سال میں کچھ فنڈز مل جائیں تاکہ یہ کام شروع کیا جا سکے۔

(د) جی نہیں۔ جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے۔ محکمہ نے ڈائریکٹو کی موصولی کے فوراً بعد سکیم کا اسٹیمیٹ بنا کر گورنمنٹ کو بھیج دیا تھا اور اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ تاخیر صرف تیکنیکی وجوہات اور سکیم کے لئے موجودہ مالی سال میں فنڈ کی عدم دستیابی بوجہ سکیم کا تعمیر وطن پروگرام 91-1990ء میں شامل نہ ہونے سے ہوئی ہے۔

ناقص تعمیر کی تحقیق

☆ 524- **جناب شوکت علی لالیکا**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پل بھوکاں والا عرصہ 6 ماہ قبل مکمل ہوا تھا۔ مگر اس کا ایک حصہ بیٹھ گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس کی تحقیقات کی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) پل بھوکاں نومبر 1989ء کے پہلے ہفتہ میں ٹریفک کے لیے کھولا گیا تھا۔ ستمبر 1990ء میں دریائے ستلج میں اونچے درجے کا سیلاب آیا۔ اسی مہینہ میں اس کا ایک ستون (PIER) ایک طرف بیٹھ گیا۔ اس کی درستگی کے لیے کچھ عارضی اقدامات دسمبر کے مہینے میں کیے گئے۔ اس وقت سے پل پر سے ہر قسم کی ٹریفک گزر رہی ہے۔ اس کی بحالی کے لیے مستقل اقدامات بھی شروع کر دیئے گئے ہیں جو عرصہ چند ماہ میں مکمل ہو جائیں گے۔ ستون کے بیٹھنے کی وجوہات ناقص میٹریل کا استعمال نہیں بلکہ تیکنیکی ہیں۔

(ب) سرسری تحقیقات کی جا چکی ہیں۔ چیف انجینئر ہائی وے (نارتھ) نے اس کی تفصیلی تحقیقات اور ذمہ داری متعین کرنے کے لیے دو ایس ای صاحبان اور ڈائریکٹر پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی ہے۔ توقع ہے کہ جلد اپنا فیصلہ دے دے گی۔

سڑک کی فوری تکمیل کے لیے اقدام

☆ 528- **ڈاکٹر ممتاز علی چودھری**: وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 87-1986ء سے چک نمبر 17 آئی ایل اور 18 آئی ایل ضلع اوکاڑہ کے درمیان سڑک پر پتھر ڈال کر کام روک دیا گیا تھا؟ فنڈز کی منظوری اور ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ سڑک کو مکمل نہ کرنے میں کیا امر مانع ہیں کیا حکومت متذکرہ سڑک کی فوری تکمیل کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) ایسی کوئی سڑک محکمہ ہذا کے زیر نگرانی زیر تعمیر نہیں ہے۔ اس لئے متعلقہ نہیں ہے۔

(ب) چونکہ جز الف کا جواب نفی میں ہے لہٰذا متعلقہ نہیں ہے۔

سڑک کی تکمیل کے لئے اقدام

☆ 529- **ڈاکٹر ممتاز علی چودھری**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 87-1986ء چک نمبر 3 آئی آر ضلع اوکاڑہ سے باماں بالا پل ماری دین اصلاح سڑک کے فنڈز کی منظوری کے بعد ٹینڈر بھی ہو چکے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ سڑک کی تاحال تکمیل نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) ایسی کوئی سڑک محکمہ ہذا کے زیر نگرانی ٹنڈر ہو کر زیر تکمیل نہیں ہے۔ اس لئے متعلقہ نہیں ہے۔

(ب) متعلقہ نہیں ہے چونکہ جز (الف) کا جواب نفی میں ہے۔

جی او آر - II میں مکان کی تعمیر

☆ 546- **چودھری محمد اسلم کائرہ**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے مالی سال 1989-90ء کے دوران جی او آر - II بہاولپور ہاؤس لاہور میں 12 مکانوں کی تعمیر کی منظوری دی تھی اور ان مکانوں میں 77 بی۔ بھی شامل تھا۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ مکانوں کی تعمیر کا ٹھیکہ کس ادارہ کو دیا گیا اور کتنی مالیت اور کتنے عرصہ میں بارہ مکان تعمیر کرنے کا معاہدہ ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ بارہ مکانوں کی تعمیر کے ساتھ ہی ان مکانوں کی الاٹمنٹ اور ایر مارکنگ بھی متعلقہ افسران کو کر دی گئی اور (بی۔ 77) مکان کی بھی الاٹمنٹ کر دی گئی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بی۔ 77 مکان کی تعمیر سرے سے شروع ہی نہیں کی گئی۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس تساہل کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ حکومت بی۔ 77 کی تعمیر کب تک شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل ریٹائرڈ) **محمد یامین**:

(الف) درست ہے۔

(1) مذکورہ مکانوں کی تعمیر کا ٹھیکہ مندرجہ ذیل ٹھیکیداران کو دیا گیا ہے۔

گروپ نمبر	نام ٹھیکیدار	رقم تخمینہ	مدت تکمیل
گروپ نمبر1	میسرز چودھری انجینئرز لاہور	24,00,000/=	12 ماہ 25-11-89
گروپ نمبر2	میسرز چودھری انجینئرز لاہور	24,00,000/=	12 ماہ 25-11-89
گروپ نمبر3	میسرز پرداد کنسٹرکشن کمپنی	24,00,000/=	12 ماہ 25-11-89

(ب) درست ہے۔

(ج) 77- بی مکان کی تعمیر کی جگہ پر بہاولپور ہاؤس سے ملحقہ ایک سٹور گرانا تھا۔ جس کے گرانے کی منظوری نہ آنے کی وجہ سے مذکورہ مکان کی تعمیر شروع نہ کی جا سکی اور مزید موجودہ مالی سال میں فنڈز کی کم یابی کی وجہ سے تمام مکانوں کی تعمیر میں تاخیر ہوئی۔

(د) 77- بی کی تعمیر شروع ہو چکی ہے اور فنڈز کی دستیابی پر اگلے مالی سال میں یہ گھر مکمل ہو جائے گا۔

سڑک کی حالت بہتر کرنے کے لئے اقدام

☆ 553- جناب محمد حنیف چودھری: کیا وزیر مواصلات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخوپورہ مرید کے روڈ 1974ء میں تعمیر کی گئی تھی اور ایم نذیر عنایت اللہ اینڈ کمپنی اس پر لوکل روٹ چلا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عاشور کے مخصوص ایام میں لاہور شیخوپورہ روڈ بند ہونے یا کسی دیگر ہنگامی صورت حال میں یہ ایمرجنسی روڈ کا کام دیتی ہے۔

(ج) سال 1974ء سے تاحال مذکورہ سڑک کی مرمت پر کل کس قدر رقم خرچ کی جا چکی ہے اور حال ہی میں اس سڑک کو کب مرمت کیا گیا ہے۔

(د) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ جز (الف) میں مندرج سڑک اب آمد و رفت کے قابل نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور حکومت مذکورہ سڑک کو ٹریفک کے قابل بنانے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے۔ مکمل تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) سال 1974ء سے مذکورہ سڑک پر خرچ شدہ رقم =/30,46,001 روپے ہے۔ اس سڑک کو 1989-90ء میں جزوی طور پر درست کیا گیا تھا۔

(د) مذکورہ سڑک آمد و رفت کے قابل ہے۔ البتہ قلیل سالانہ مہیا کردہ رقم مرمت کے لیے ناکافی ہے جس کی وجہ سے ٹریفک کو دشواری ہے۔ محکمہ نے مذکورہ سڑک کشادہ کرنے کا ابتدائی سروے کا کام شروع کر دیا ہے۔ اس کام کی تکمیل کے بعد حکومت سے مطلوبہ رقم کی وصولی کے بعد شروع کر دیا جائے گا۔ جو منصوبہ کی منظوری پر منحصر ہے۔

برساتی نالہ بھی پر پل کی تعمیر

☆ 628- حاجی اخلاق احمد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گزشتہ عام انتخابات کے دوران نگران وزیراعظم پاکستان نے نور

کوٹ میں اپنے انتخابی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے نور کوٹ' فتح پور' افغاناں روڈ پر برساتی نالہ بھی پر ایک پل کی تعمیر کا حکم دیا تھا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ منصوبہ اب کس نوعیت پر ہے کیا کاغذی کارروائی ہو چکی ہے اور مزید پلاننگ کیا ہے نیز اس پر اب تک کیا کارروائی کی گئی ہے۔ کیا حکومت وزیراعظم کے احکامات کی تکمیل کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) جی ہاں۔ 12-10-90 کو نگران وزیراعظم کے دورہ نور کوٹ سے متعلق وزیراعظم صاحب کے Directive کی تعمیل میں اس منصوبہ کا PC II حکام بالا کو ارسال کر دیا گیا ہے۔

(ب) P.C. II برائے منظوری سیکرٹری مواصلات و تعمیرات حکومت پنجاب نے چیئرمین پی اینڈ ڈی کو بذریعہ چٹھی نمبر SON - IV (C & W) 107/91

SIALKOT - 14-1-91 FOR RS : 5,02,000/= ارسال کر دیا ہوا ہے۔

سولنگ لگانے کے لئے اقدام

☆ 681- **میاں منظور احمد موھل**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ بمقام دوہڑہ سے بیگ پور (ڈیچہ) سولنگ کی منظوری دی گئی تھی۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ سولنگ کی لمبائی کتنی تھی۔ اس کی منظوری کب اور کتنے تخمینہ کی دی گئی تکمیل کی مدت کیا تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سولنگ صرف کاغذوں کی حد تک مکمل ہے یا اس کا کوئی وجود بھی ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس معاملہ میں تحقیق کرنے اور سولنگ مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) دوہڑہ سے بیگ پور تک سولنگ لگانے کی منظوری نہیں دی گئی اور نہ ہی محکمہ نے اس

منصوبہ پر کوئی کام کیا ہے۔

(ب) یہ سوال محکمہ ہائی وے کے متعلقہ نہیں ہے۔ اس لیے محکمہ ہائی وے جواب دینے سے قاصر ہے۔

(ج) جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

سڑک کی ناقص تعمیر کی وجوہات

☆ 702- ملک محمد ذاکر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال سے لے کر اقبال نگر تک لاہور روڈ از سر نو تعمیر کی جا رہی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ منصوبہ کتنی مالیت کا ہے اور اس سڑک کی تعمیر کا ٹھیکہ کن کن فرموں کو الاٹ کیا گیا ہے۔ اس کی مدت تکمیل کیا ہے اب تک اس پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔ کتنے فیصد کام اس سڑک پر ہوا ہے اور کتنے فی صد کام بقایا ہے نیز یہ سڑک کس کس ایس ڈی او' ایکسین اور ایس ای کے زیر سرپرستی تعمیر کی جا رہی ہے۔

(ج) اب تک مذکورہ سڑک کی تعمیر کی چیکنگ محکمہ کے کس کس افسران نے کی اور اس کی تعمیر میں کیا کیا نقائص پائے گئے ہیں نیز ان نقائص کو دور کرنے کے لیے کیا اقدامات کیے گئے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) زیر تعمیر سڑک نیشنل ہائی وے اتھارٹی اسلام آباد کے زیر انتظام و انصرام ہے۔ اس سڑک کا محکمہ ہائی وے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(ب) ایضاً

(ج) ایضاً

ناقص تعمیر کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی

☆ 709- ملک مختار احمد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور ساہیوال روڈ کی حالیہ تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کئی جگہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس ناقص تعمیر کے ذمہ دار افراد کے خلاف حکومت کیا کارروائی کر رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) اس سڑک کا محکمہ شاہرات پنجاب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے زیر تحویل ہے۔ وہی اس کا مناسب جواب دے سکتے ہیں۔

(ب) اس سڑک کا محکمہ شاہرات پنجاب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے زیر تحویل ہے۔ وہی اس کا مناسب جواب دے سکتے ہیں۔

(ج) ایضاً

سڑک کی تعمیر مکمل کرنے کے لیۓ اقدام

☆ 710- **ملک مختار احمد**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شیخوپورہ روڈ کی شیخوپورہ سے لاہور آنے والی سڑک کتنے عرصہ سے زیر تعمیر ہے۔

(ب) یہ سڑک کتنی رقم میں مکمل ہو گی۔

(ج) اس سڑک کی تعمیر کب تک اختتام کو پہنچے گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) شیخوپورہ سے لاہور آنے والی سڑک کی تعمیر تین مرحلوں میں مکمل کرنا تھی جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

پہلا مرحلہ میل نمبر 5٫25 تا 9٫83	تاریخ اجراء: 27-10-1985
دوسرا مرحلہ میل نمبر 9٫83 تا 14٫00	تاریخ اجراء: 31-5-1987
تیسرا مرحلہ میل نمبر 14٫0 تا 22٫00	تاریخ اجراء: 26-7-1989

(ب) مرحلہ وار سڑک کی تعمیر کا تخمینہ مندرجہ ذیل ہے۔

مرحلہ نمبر (1) 5٫25 تا 9٫83	تخمینہ لاگت: =/2,67,45,000
مرحلہ نمبر (2) 9٫83 تا 14٫0	تخمینہ لاگت: =/6,06,62,000
مرحلہ نمبر (3) 14٫0 تا 22٫0	تخمینہ لاگت: =/4,14,56,000
کل تخمینہ لاگت	مبلغ: =/12,8863000

(ج) اگر حکومت نے بقایا فنڈ مہیا کر دیئے تو سال 92-1991ء میں تمام سڑک کی تعمیر کر دی جائے گی اس سڑک کو مکمل کرنے کے لیے رواں مالی سال میں مبلغ =/57907000 روپے درکار تھے مگر مبلغ =/2,93,00,000 روپے مہیا کیے گئے اس لیے کام مکمل نہ ہو سکا۔ مالی سال 92-1991ء میں بقایا رقم =/286,00,000 روپے مہیا کر دیئے جائیں تو نومبر 1991ء تک یہ سڑک مکمل ہو جائے گی۔

سڑک کی تعمیر کے لیے اقدام

☆ 715- **چودھری شوکت داؤد**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صادق آباد تا منثمار روڈ کو کشادہ کرنے کی منظوری ہو چکی ہے اور چند ماہ قبل متذکرہ سڑک پر پتھر ڈال کر اٹھا لیا گیا اور تاحال کام شروع نہیں کیا گیا۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اگر اس کی تعمیر کے لیے گرانٹ منظور نہیں ہوئی تو اس کی تعمیر کرتے وقت ایک ممبر نے اپنے نام کا جو پتھر لگایا ہے اس کو ہٹایا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین) :

(الف) یہ درست ہے کہ سڑک مذکورہ کی منظوری بروئے چٹھی سیکرٹری مواصلات نمبری

SOH - I (C & W) I - 28 / 91 R K

مورخہ 20-5-91 ہو چکی ہے لیکن یہ درست نہیں ہے کہ سڑک پر پتھر ڈال کر اٹھایا گیا تھا۔ ابھی کام اس لیے شروع نہیں ہوا کہ اس سڑک کے ٹینڈر مورخہ 7-5-91 وصول کیے گئے ہیں اور منظوری کے لیے چیک کیے جا رہے ہیں۔

(ب) کیونکہ سڑک مذکورہ کی ابتدائی منظوری ہو چکی تھی اور سال رواں کے مبلغ 35 لاکھ روپے کے فنڈ بھی موصول ہو چکے تھے۔ اس لیے افتتاح کا پتھر لگایا گیا تھا اور سڑک کی تعمیر کا کام بھی رواں مالی سال میں شروع ہونے والا ہے۔

سڑکوں کی تعمیر

☆ 740- **ملک اقبال احمد خاں لنگڑیال** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل چیچہ وطنی سڑک چک نمبر 35-32 ایل۔ 14 سے چک نمبر 69 ایل 12 براستہ اوکاڑہ دس میل کا ٹکڑا تکمیل سے قبل ہی ٹوٹ پھوٹ گیا ہے اور لاکھوں روپے خورد برد ہو گئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت نے اس بارے میں کوئی تحقیقات کی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ساہیوال سے عارف والا سڑک خستہ حال ہو چکی ہے اگر ایسا ہے تو کیا محکمہ اس کی مرمت کے لیے ارادہ رکھتا ہے اگر ہے تو کب تک۔

(ج) کیا درست ہے کہ بنگلہ اوکانوالہ سڑک پل 12/50 ایل پر ایک پل مائنر پر آتا ہے جوکہ تقریباً" چار سال سے زیر تعمیر ہے کیا حکومت اس کی تعمیر میں تاخیر کی وجوہات بتانے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) یہ درست ہے کہ تحصیل چیچہ وطنی میں ایک سڑک کماند سے چک نمبر 32/14 لمبائی بارہ میل زیر تکمیل ہے یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی تعمیر ٹھیک نہ ہونے کے متعلق تحقیقات ہو رہی ہے اس بارے میں چیف منسٹر انسپکشن ٹیم نے چند روز قبل ہی اس سڑک کا دورہ کیا ہے اور چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کی سفارشات ابھی موصول نہیں ہوئیں۔ جیسے ہی یہ سفارشات موصول ہوتی ہیں ان پر پورا پورا عمل درآمد کیا جائے گا اور اس سڑک کو پایہ تکمیل تک پہنچایا جائے گا۔

(ب) یہ درست ہے کہ ساہیوال سے عارف والا سڑک کا پہلا حصہ یعنی ساہیوال سے کیر سیکشن تک خستہ حالت میں ہے اس حصہ کو چوڑا کر کے دوبارہ بنانے کا اسٹیمیٹ گورنمنٹ سے منظور ہو چکا ہے اور بہت جلد اس پر کام شروع کیا جا رہا ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ سڑک پل 17- ایل/50 سے 12- ایل/86 لمبائی چھ میل پچھلے چار سال سے زیر تکمیل ہے۔ یہ سڑک مورخہ 86-11-13 کو مکمل ہو چکی ہے۔ مذکورہ پل پہلے ایک ٹھیکیدار میسرز ٹو برادرز لاہور نے باقی سڑک کے ساتھ بنانا تھا مگر جس پورشن میں یہ پل واقعہ ہے میل نمبر 5 وہاں پر ایک زمیندار' مسٹر سلیم اختر کھوکھر نے Stay حاصل کر لیا تھا۔ متعلقہ پورشن میں Stay ہونے کی وجہ سے پل اور اپروچز کا کام شروع نہیں کیا جا سکا۔ 10/8 میں اس پل اور اپروچز کا کام ایک دوسرے ٹھیکیدار میسرز نور حسن کو الاٹ ہوا۔ یہ فرم بھی اس پل کا کام نہ کر سکی اور اس فرم کے خلاف ایکشن لیتے ہوئے محکمہ نے 2/90 میں اس کو

ڈیفالٹر قرار دے دیا۔ اس لیے بقایا کام جس میں پل بھی شامل ہے ایک اور ٹھیکیدار میسرز طارق محمود کو مورخہ 90-5-26 کو الاٹ کیا گیا۔ اس فرم نے بھی کام شروع نہ کیا اور محکمہ نے اس کی زر ضمانت ضبط کر لی۔

دریں حالات محکمہ نے دوبارہ میسرز نور حسن سے پل کا کام کروایا لیکن کام معیاری نہ ہونے کی وجہ سے اس کو نوٹس دے دیا گیا کہ وہ غیر معیاری کام (پل کی Slab وغیرہ) کو توڑ کر دوبارہ ڈالے اس میں سے آدھی Slab (ایک سپین) دوبارہ ڈالی جا چکی ہے جبکہ بقایا کام کے لیے ٹھیکیدار کو باقاعدہ کام جلد ختم کرنے کے لیے محکمہ نے نوٹس جاری کر دیے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ کام آئندہ تین ماہ میں مکمل کروا لیا جائے گا۔

سڑک کی تعمیر مکمل کرنے کے لیے اقدام

☆ 762- **جناب ارشاد حسین سیٹھی**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محمود بوٹی بند روڈ شہر لاہور کی ایک اہم سڑک ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سڑک کی تعمیر و مرمت کا کام شروع کرا کے اسے روک دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سڑک کی شکستہ حالی کے پیش نظر عوام کو آمد و رفت میں انتہائی دشواری کا سامنا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ بند روڈ سے شمالی لاہور کی آبادی کو ملانے والی عامر روڈ شادباغ کی حالت بھی ناگفتہ بہ ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو مذکورہ سڑک کی تعمیر روکنے کی کیا وجوہات ہیں اور اس کی تعمیر کب تک مکمل ہو جائے گی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) درست ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ بھی درست ہے کہ کشادگی و مضبوطی کا کام ٹھیکیدار نے شروع کیا تھا مگر فنڈز نہ ہونے کی صورت میں اس نے کام بند کر دیا۔

(ج) جی ہاں یہ بھی درست ہے۔

(د)　حامد روڈ شادباغ محکمہ ہائی وے کے کنٹرول میں نہیں ہے۔

(ہ)　مذکورہ سڑک کا کام فنڈز نہ ہونے کے باعث ٹھیکیدار نے بند کر دیا ہے۔ سڑک کی تعمیر و تکمیل فنڈز ملنے پر ہو جائے گی۔

سڑک کی تعمیر و مرمت پر خرچ کی تفصیل

☆ 763- **جناب ارشاد حسین سیٹھی**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف)　محمود بوٹی بند روڈ کی 1985ء سے دسمبر 1990ء تک کبھی تعمیر و مرمت کی گئی۔

(ب)　اگر جز الف کا جواب اثبات میں ہے تو کتنی بار تعمیر و مرمت کی گئی اور اس پر ہر بار خرچ کی جانے والی رقم کی تفصیل بیان کی جائے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف)　محمود بوٹی بند روڈ کی سالانہ مرمت 90-1989ء تک ہر سال کی جاتی رہتی ہے۔ 1990ء سے اس کی مرمت بند کر دی گئی ہے کیونکہ اس کی بہتری اور کشادگی کی سکیم کی حکومت نے منظوری دے دی ہے۔ اس سکیم کے لیے 3 کروڑ 35 لاکھ روپے کی انتظامی منظوری مورخہ 5-4-90 کو دی گئی۔

(ب)　محمود بوٹی بند روڈ پر سالانہ ہونے والے خرچ کی تفصیل 1985ء تا 1990ء درج ذیل ہے۔

-1　1985-86ء	2,47,418/04 روپے
-2　1986-87ء	5,99,918/26 روپے
-3　1987-88ء	2,50,613/69 روپے
-4　1988-89ء	2,97072/69 روپے
میزان =	13,95,022/68 روپے

حافظ آباد، قادر آباد بیراج روڈ کی مرمت

☆ 773- **چودھری نور محمد تارڑ**: وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حافظ آباد' قادر آباد بیراج روڈ ضلع کونسل گوجرانوالہ کے تحت ہے جوکہ بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہے اور ٹریفک کے ناقابل ہو چکی ہے جس پر عام آمد و رفت اور زرعی اجناس کی نقل و حمل میں سخت مشکلات پیدا ہونے کے علاوہ لاغر مریضوں کی حالت خطرناک حد تک خراب ہو جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ٹریفک میں رکاوٹ کی وجہ سے عوام کی کثیر آبادی کو ذہنی' جسمانی اور مالی نقصان کا شدت سے سامنا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بیس میل لمبی اس سڑک کو قواعد کے مطابق اپنی تحویل میں لے کر عوام کو موجودہ بے پناہ سفری مشکلات سے نجات دلانے کے لیے سنجیدگی سے غور کر رہی ہے اور علاقہ کے عوام کو رسل و رسائل کی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) حافظ آباد قادر آباد بیراج روڈ محکمہ ہائی وے کے تحت نہیں ہے۔

(ب) محکمہ ہائی وے کو اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہے کہ مذکورہ سڑک صوبائی حکومت محکمہ شاہرات کو منتقل ہو رہی ہے۔

سڑک کی تعمیر کے لئے اقدام

☆ 835- **چودھری اکرام اللہ رانجھا**: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ولایت والا تا بھابڑہ ضلع گجرات سڑک کی تعمیر پانچ سال قبل شروع ہوئی تھی مگر یہ سڑک تاحال زیر تعمیر ہے بلکہ سڑک کا تعمیر شدہ حصہ ناقص اور غیر معیاری ہونے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ رہا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو سڑک کی تعمیر میں اتنی تاخیر اور کام بند رہنے اور ناقص میٹریل استعمال کرنے کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت نے اس سلسلہ میں کیا اقدام اٹھائے ہیں۔ نیز کیا حکومت سڑک کو معیاری میٹریل کے مطابق مکمل کروانے کو تیار ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ سڑک کی تعمیر 10/87 میں شروع ہوئی۔ اس طرح کام شروع ہوئے تقریباً" 3 سال 8 ماہ ہوئے ہیں۔

سڑک کا کام دو حصوں میں شروع کیا گیا۔ دوسرے حصے (میل 0/6 - /11) میں سڑک کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ مذکورہ شکایت گروپ نمبر1 سے متعلقہ ہے جہاں پر کام ابھی تک جاری ہے۔

تاخیر کی تفصیل درج ذیل ہے۔

یہ کام میسرز چدھڑ انجینئر کو بحوالہ چٹھی نمبر5959 مورخہ 87-9-29 کو الاٹ کیا گیا تھا اور کام مکمل کرنے کی معیاد 8 ماہ تھی۔ لیکن ٹھیکیدار مقررہ وقت میں مکمل نہ کر سکا۔ کام کی تکمیل کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل نوٹس ٹھیکیدار کو دیئے گئے۔

-1	ایکسین ہائی وے ڈویژن گجرات چٹھی نمبر388/CB	مورخہ 21-1-88
-2	ایکسین ہائی وے ڈویژن گجرات چٹھی نمبر1683/CB	مورخہ 28-3-88
-3	ایس ڈی او منڈی سب ڈویژن چٹھی نمبرM / 135	مورخہ 6-10-88
-4	ایس ڈی او منڈی سب ڈویژن چٹھی نمبرM / 211	مورخہ 6-11-89
-5	ایکسین ہائی وے ڈویژن گجرات چٹھی نمبر5344/CB	مورخہ 8-7-89
-6	ایس ڈی او منڈی سب ڈویژن چٹھی نمبر993/87	مورخہ 3-8-89
-7	ایس ڈی او منڈی سب ڈویژن چٹھی نمبر1530/M	مورخہ 18-11-89
-8	ایکسین ہائی وے ڈویژن گجرات چٹھی نمبر9010/CB	مورخہ 20-11-89
-9	ایکسین ہائی وے ڈویژن گجرات چٹھی نمبر9128/CB	مورخہ 26-11-89
-10	ایکسین ہائی وے ڈویژن گجرات چٹھی نمبر9417/CB	مورخہ 9-12-89
-11	ایس ڈی او منڈی سب ڈویژن چٹھی نمبر1589/M	مورخہ 6-12-89

مندرجہ بالا نوٹسوں کے باوجود ٹھیکیدار کام مکمل کرنے میں ناکام رہا۔ جس کی وجہ سے ایس ای ہائی وے سرکل گوجرانوالہ نے اسے قصور وار ٹھہراتے ہوئے مزید کارروائی کرنے کا حکم بذریعہ چٹھی نمبر7119 مورخہ 89-12-14 جاری کر دیا۔ لہٰذا ٹھیکدار کا الاٹمنٹ لیٹر بذریعہ چٹھی نمبر 5-64/3223 مورخہ 89-5-19 کو منسوخ کر دیا گیا اور اس کی زرضمانت مبلغ =/157560 روپے بحق سرکار ضبط کر لی گئی۔

اس تمام عرصہ میں ٹھیکیدار نے ایک میل کولتار کا کام مکمل کیا اور ڈیڑھ میل بیس ڈالا اور سب بیس کل 4 میل میں ڈالا گیا۔ زیادہ تر کام بند رہا۔ ٹریفک کے چلنے سے سڑک کی سطح (Surface) جس پر کولتار نہیں کیا گیا تھا۔ خراب ہوئی۔ جتنا کام ہوا وہ غیر معیاری نہیں تھا بلکہ معیاری تھا۔ صرف کام

24/8
56

بند رہنے اور Traffic کے چلتے رہنے سے عوام کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔

(ب) جیسا کہ اوپر تفصیلاً بیان کیا گیا ہے۔ میل نمبر% تا 7/0 کے ٹھیکیدار کا زرضمانت مبلغ 157560/- روپے بحق سرکار ضبط کر لیا گیا ہے۔

باقی ماندہ کام بذریعہ چٹھی نمبرCB/5823 مورخہ 90-8-30 کو میسرز سید کنسٹرکشن کمپنی کو الاٹ کر دیا گیا ہے اور اب نئے ٹھیکیدار نے تقریباً ڈیڑھ میل سب بیس پر بیس ڈال دیا ہے اور پرانے بیس کی سطح ٹھیک کر کے تارکول کرنے کی تیاریوں میں ہے میل 4 تا 6 پر تارکول کا کام کرنے کے بعد جولائی میں باقی ماندہ حصہ پر بیس ڈالنے کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ وہاں پتھر کی Collection کا کام جاری ہے۔ امید ہے کہ مالی سال 92-1991ء میں تمام کام مکمل کر دیا جائے گا۔

سڑک کو کشادہ کرنے کے لیے اقدام

☆ 838- چودھری محمد اکرم: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چشتیاں تا ہارون آباد براستہ ڈاہرانوالہ ضلع بہاولنگر کی قدیم ہائی وے سڑک ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے دوسرے اضلاع کے رابطہ سے سڑک متذکرہ بالا کے ذریعہ فورٹ عباس ہارون آباد' چشتیاں کا رابطہ ہوتا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سڑک متذکرہ بالا گزشتہ سالوں میں سیلاب کی تباہ کاریوں سے خراب ہو چکی ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ متعدد بار محکمہ نے اس عظیم ہائی وے سڑک کو کشادہ کرنے کے لیے تجویز کیا ہے۔

(ہ) اگر جز ہائے کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت 92-1991ء اے ڈی پی میں اس سڑک کو شامل کر کے اسے کشادہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ سڑک مذکورہ چند ایک جگہ سے خراب ہو چکی ہے۔ مگر اس کی مرمت

کا کام وسائل کے مطابق جاری ہے۔

(د) یہ درست ہے۔

(ہ) محکمہ نے سڑکوں کی کشادگی اور مضبوطی کے لیے ایک ماسٹر پلان تیار کیا ہوا ہے۔ جس میں یہ سڑک بھی شامل ہے۔ محدود مالی وسائل کی بنا پر یہ سڑک ابھی تک سالانہ ترقیاتی پروگراموں میں جگہ نہیں پا سکی۔ جونہی حکومت کے مالی وسائل اس بات کی اجازت دیں گے۔ اس سڑک کی کشادگی اور مضبوط کر دی جائے گی۔ ماسٹر پلان میں اس سڑک کا نمبر 138 ہے۔

پل بنانے کے لئے اقدام

☆ 840- چودھری محمد اکرم: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چشتیاں اور بوریوالہ کے درمیان موجودہ سڑک براستہ حاصل پور 55 میل کا فاصلہ ہے جبکہ ایک شارٹ روڈ چشتیاں تا بوریوالہ براستہ ساہوکا صرف 22 میل کا فاصلہ ہے ماسوائے دریا کے دونوں اطراف پختہ سڑک بنی ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اگر ساہوکا کے قریب دریائے ستلج پر پل تعمیر ہو جائے تو چشتیاں بوریوالہ کا فاصلہ 22 میل رہ جاتا ہے اور پنجاب کے ساتھ رابطہ ضلع بہاولنگر کے ہارون آباد چشتیاں فورٹ عباس کا بہت کامیاب روٹ ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی سہولت کے لیے چشتیاں بوریوالہ کے درمیان دریائے ستلج پر بمقام ساہوکا کے قریب پل بنانے کا 92-1991ء میں ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ضلع بہاول نگر پنجاب کے دوسرے اضلاع کے ساتھ سلیمانکی سے لے کر ہیڈ اسلام تک جو کہ تقریباً 86 میل کا فاصلہ ہے پہلے ہی تین پختہ پلوں سلیمانکی ہیڈ ورکس عکن برج اور ہیڈ اسلام اور دو بوٹ برج ڈاک پتن اور ساہوکا پتن کے ذریعے منسلک ہے۔ مجوزہ پل سے صرف

15 میل کے فاصلے پر دریا کے نیچے کی طرف ہیڈ اسلام کا پل واقع ہے اور اس مجوزہ پل کے تقریباً" 25 میل (Up-Stream) گگن برج واقع ہے۔ ان سہولتوں کی بنیاد پر اس وقت اس پل کی فوری اہمیت نہیں بہرحال حکومت اس پل کی (FEASIBILITY) وغیرہ تیار کر کے اگر پل کو ضروری سمجھا گیا تو آئندہ سالوں میں مالی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے اس منصوبے پر غور کیا جا سکتا ہے۔

سڑک کی مرمت کے لئے اقدام

☆903- **حاجی غلام ربانی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرہ موگی مریدوالہ روڈ کا ابتدائی دو میل محکمہ ہائی ویز کی تحویل میں ہے تو ٹریفک کے لیے بالکل ناکارہ ہو گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی مرمت کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین) :

(الف) مذکورہ ابتدائی دو میل کا حصہ پہلے ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحویل میں تھا جو کہ مخدوش حالت میں تھا۔ محکمہ خزانہ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبری (PW - I) I-48/83 (P) U. O. No : FD مورخہ 15-5-90 کے مطابق مذکورہ حصہ سڑک کو محکمہ ہائی وے کی تحویل میں دیئے جانے کے آرڈر کیے گئے۔

(ب) محکمہ خزانہ کی منظوری کے بعد سڑک ہذا کی بحالی اور کشادگی کا تخمینہ روڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور کی سفارشات کے مطابق تیار کیا گیا جو کہ سیکرٹری مواصلات و تعمیرات کے نمبر OHI (C & W) 1-18/91 (T.T.S) مورخہ 6-2-91 کو 35ء42 لاکھ میں منظور ہوا۔ مزید یہ کہ اس سڑک کو مالی سال 92-1991ء کے تعمیر وطن پروگرام میں شامل کرنے کے لیے تجویز کیا گیا۔ لیکن یہ اس میں جگہ نہیں پا سکی۔

غیر نشان زدہ سوالات ان کے جوابات

جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

ایک ہی جگہ زائد عرصہ تعیناتی کی وجوہات

32: **میاں محمود احمد:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہذا میں بے شمار افسر ایسے بھی تعینات ہیں جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ ہو چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اسے افسران کے نام۔ عہدے اور تعیناتی کی جگہ کہاں کہاں ہے۔
(ب) کیا حکومت جز(الف) میں مندرج افسران کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین)
(الف) ایسے آفیسران جن کا ایک ہی جگہ پر عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہو چکا ہے۔ ان کی فہرست لف ہذا ہے۔

ان آفیسران میں بعض ایسے آفیسر ہیں جن کا عرصہ ملازمت 2 سال سے کم رہ گیا ہے۔ اس لئے انہیں ٹرانسفر پالیسی کے تحت تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔ ماہرین فن تعمیر کا کام مشاورتی نوعیت کا ہے اور ان کی زیادہ تر آسامیاں بھی لاہور ہی میں ہیں۔ اس لئے ان کا ایک جگہ سے تین سال سے زیادہ متعین رہنا زیادہ قابل اعتراض نہیں ہے۔
(ب) دوسرے افسران سے متعلق چیف انجینئر صاحبان کو لکھ دیا ہے اور تبادلہ کے احکام جون کے بعد کر دیئے جائیں گے۔

فہرست افسران جن کا ایک ہی جگہ پر عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہو چکا ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	جائے تعیناتی	تاریخ تعیناتی
1	محمد امین خان مظہر	ایس ای	پراونشل بلڈنگ سرکل فیصل آباد	30-3-1988
2	ساجد علی گردیزی	ایس ای	پراونشل بلڈنگ سرکل ڈی جی خان	20-10-1987

نمبر شمار	نام	عہدہ	جائے تعیناتی	تاریخ تعیناتی
-3	بشیر احمد سلہریا	ڈائریکٹر (E.P)	ہائی وے ساؤتھ زون لاہور	8-3-1988
-4	عبدالوکیل ملک	ڈائریکٹر (P&D)	ہائی وے ساؤتھ زون لاہور	10-10-1987
-5	حیات محمد بھٹی	ڈیزائن آفیسر	بلڈنگ نارتھ زون لاہور	
کیفیت :-	تبادلے کے احکامات جاری کے گئے جو کہ 30-6-91 تک معرض التوا میں رکھ دیئے گئے ہیں۔			
-6	غلام نبی	ڈیزائن انجینئر I	بلڈنگ نارتھ زون لاہور	24-9-1987
-7	خالد محمود	ایکسین	علامہ اقبال میڈیکل کالج بلڈنگ ڈویژن لاہور	2-8-1986
-8	محمد علیم خان	ایکسین	پراونشل بلڈنگ ڈویژن سرگودھا	7-11-1987
-9	محمد اکبر چٹھہ	ایکسین	فرسٹ پرونشل بلڈنگ ڈویژن راولپنڈی	2-1-1988
کیفیت :-	تبادلے کے احکامات جاری کیے گئے جو کہ 30-6-91 تک معرض التوا میں رکھ دیئے گئے ہیں۔			
-10	محمد اشرف	ٹیکنیکل آفیسر	بلڈنگ ساؤتھ زون لاہور	31-8-87
-11	محمد عارف	ڈیزائن انجینئر	بلڈنگ ساؤتھ زون لاہور	1-8-1987
-12	عبدالمجید ناظم	ڈپٹی ڈائریکٹر I	ہائی وے ساؤتھ زون لاہور	11-10-1987
-13	بشیر احمد ناصر	ڈپٹی ڈائریکٹر	ہائی وے ساؤتھ زون لاہور	30-4-87
-14	محمد یوسف خان	ڈپٹی ڈائریکٹر	ہائی وے ساؤتھ زون لاہور	27-10-1986
-15	محمد سلیم بھٹی	ڈپٹی ڈائریکٹر	ہائی ساؤتھ زون لاہور	29-10-86
-16	ظفر حنیف	ایکسین	پرونشل بلڈنگ ڈویژن رحیم یار خان	16-9-1987
کیفیت :-	تبادلے کے احکامات جاری کئے گئے جو کہ 30-6-91 تک معرض التوا میں رکھ دیئے گئے ہیں۔			
-17	ظہیر الحسنین	ایکسین	ہائی وے ڈویژن خانیوال	1-11-1986
-18	مسز راشدہ بیگ	نائب ناظم فن تعمیرات	لاہور	21-7-1982

نمبر شمار	نام	عہدہ	جائے تعیناتی	تاریخ تعیناتی
-19	مسز اورنا زہرہ اشرف	" "	لاہور	16-1-1988
-20	مسٹر زاہد جاوید راجہ	" "	"	10-8-1983
-21	مسز روبینہ بشیر	" "	"	3-5-1984
-22	مسز آمنہ نسیم	" "	"	7-2-1987
-23	سلیم الرحمان	" "	بہاولپور	21-2-1987
-24	سہیل اسماعیل	" "	"	22-2-1987
-25	تنویر علی بخاری	معاون ناظم فن تعمیرات	راولپنڈی	15-12-1987
-26	محمد اشفاق	" "	ملتان	15-12-1987
-27	غلام مرتضیٰ ملک	" "	سرگودھا	14-12-1987
-28	مسٹر محمود احمد شعری	" "	لاہور	18-2-1987
-29	مسٹر ریاض رشید	" "	لاہور	14-5-1982
-30	مسٹر احسن بشیر	" "	لاہور	25-1-1986
-31	مسٹر فضل عباس	" "	لاہور	21-1-1986
-32	مسٹر طاہر مراد	" "	لاہور	8-2-1987
-33	محمد عبداللہ	اسسٹنٹ ڈیزائن آفیسر	دفتر چیف انجینئر بلڈنگ شمالی لاہور	29-5-1987
	کیفیت :-	مورخہ 15 جولائی' 1991ء کو ریٹائر ہو رہا ہے۔		
-34	محمد نوید رشید	اسسٹنٹ ڈیزائن آفیسر	پلاننگ اینڈ ڈیزائن بلڈنگ نارتھ لاہور	28-7-1985
-35	خرم اقبال	اسسٹنٹ ڈیزائن آفیسر	پلاننگ اینڈ ڈیزائن بلڈنگ نارتھ لاہور	9-8-1987
-36	بابر حسین	ایس ڈی او	فسٹ پروونشل بلڈنگ سب ڈویژن	6-5-1987
-37	نوازش علی ملک	ایس ڈی او	جی پروونشل بلڈنگ سب ڈویژن لاہور	18-1-1982
	کیفیت :-	مورخہ 19 اکتوبر کو ریٹائرڈ ہو رہا ہے۔		

نمبر شمار	نام	عہدہ	جائے تعیناتی	تاریخ تعیناتی
-38	محمد الیاس	ایس ڈی او	سیکنڈ ریذیڈنشل بلڈنگ سب ڈویژن لاہور	3-9-1986
	کیفیت :-	مورخہ 5 جون 1992ء کو ریٹائر ہو رہا ہے۔		
-39	نیر سعید	ایس ڈی او	فورتھ ریذیڈنشل بلڈنگ کسٹر ریذیڈنس	14-6-1988
-40	میاں محمد سلیم	ایس ڈی او	فسٹ ایجوکیشن بلڈنگ سب ڈویژن سب ڈویژن لاہور	10-6-1985
	کیفیت :-	مورخہ 5 جولائی 1991ء کو ریٹائر ہو رہا ہے۔		
-41	بشیر احمد چودھری	ایس ڈی او	تھرڈ علامہ میڈیکل کالج بلڈنگ سب ڈویژن لاہور	20-9-1986
-42	محمد لطیف	ایس ڈی او	تھرڈ بلڈنگ سب ڈویژن لاہور	4-1-1986
-43	محمد طفیل	ایس ڈی او	فورتھ پروفنشل بلڈنگ سب ڈویژن لاہور	10-1986
	کیفیت :-	مورخہ 14 اپریل 1992ء کو ریٹائر ہو رہا ہے۔		
-44	محمد رفیق مرزا	ایس ڈی او	فسٹ کنسٹرکشن بلڈنگ سب ڈویژن لاہور	
	کیفیت :-	مورخہ 13 جون 1991ء کو ریٹائر ہو رہا ہے۔		
-45	طاہر محمود	ایس ڈی او	بلڈنگ سب ڈویژن کوٹ لکھپت لاہور	19-2-1987
-46	قیصر عباس	اسسٹنٹ انجینئر (س)	ڈیزائن سٹینڈرڈائزیشن سیل بلڈنگ جنوبی لاہور	26-4-1978
-47	قاضی محمد شریف	اسسٹنٹ انجینئر (پی ایچ)	. . .	14-10-1987
-48	رانا محمد نواز	ایس ڈی او	تھرڈ پروفنشل بلڈنگ سب ڈویژن ملتان	16-1-88

نمبر شمار	نام	عہدہ	جائے تعیناتی	تاریخ تعیناتی
-49	سید بہار حسین شاہ	ایس ڈی او	فسٹ بلڈنگ سب ڈویژن بہاولپور	24-2-1988
-50	سید ریاض حسین شاہ	"	ہائی وے سب ڈویژن بہاولپور	24-2-1988
-51	روشن الدین	"	ہائی وے سب ڈویژن ۱ خوشاب	1-3-1988
-52	صبح صادق	ایس ڈی او	ہائی وے سب ڈویژن پنڈی کیمپ	30-10-1987
	کیفیت:-		مورخہ 9 مارچ 1992ء کو ریٹائر ہو رہا ہے	
-53	راؤ خورشید عالم	ایس ڈی او	ہائی وے سب ڈویژن چکوال	3-8-1987
-54	اظہار حسین صدیقی	ایس ڈی او	بچ من پر کیورمنٹ سب ڈویژن کراچی	7-7-1972
-55	محمد آصف طارق	اسسٹنٹ ڈیزائن آفیسر	برج ڈائریکٹوریٹ ہائی وے ساوتھ لاہور	20-7-77
-56	نصیر احمد	اسسٹنٹ ڈیزائن آفیسر	پی اینڈ ڈی ہائی وے ساوتھ	20-7-1977
-57	ریاض طارق	اسسٹنٹ ڈیزائن آفیسر	ہائی وے سب ڈویژن فیصل آباد	12-7-1984
-58	جہانگیر احمد	"	ایم ایم سب ڈویژن ہائی وے راجن پور	27-7-1987
-59	عبدالقادر بلوچ	جونیئر ریسرچ آفیسر	ہائی وے سرکل ملتان	10-3-1988
-60	لیاقت حسین	ایس ڈی او	ایم ایم سب ڈویژن ملتان ملتان	1-10-1987
-61	محمد اکرم	جونیئر ریسرچ آفیسر	ہائی وے سرکل بہاولپور	28-3-1983

2:51B

مسئلہ استحقاق

(اس مرحلہ پر بجلی کا نظام درست نہیں تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر: بجلی کا نظام صحیح نہیں ہے اور مائیک کام نہیں کر رہا۔

(قطع کلامیاں)

مولانا صاحب! آپ تشریف رکھیں جناب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب میں نے پہلے بھی آپ سے درخواست کی ہے کہ آپ اپنے سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو اس کے لئے آپ کے پاس کئی ایک دروازے کھلے ہیں۔ آپ اس کے متعلق تحریک استحقاق دے دیں میں نے جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ عرض کی ہے آپ ان کے پاس تشریف لے جائیں اور ان سے بات کریں۔ اگر آپ کی شکایات دور نہ ہوں اور آپ کی تسلی نہ ہو اور آپ اسے ایوان میں مزید put کرنا چاہتے ہوں تو اس کے لئے آپ تحریک استحقاق دے سکتے ہیں آپ کے پاس remedy ہے اس لئے آپ فکر نہ کریں۔

جناب ممتاز علی: جناب والا! میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ میں چاہتا ہوں کہ کروڑوں روپے کے جو گھپلے ہیں وہ سامنے آئیں اور میں ایوان کو بتا سکوں کہ وہاں پر کیا بن رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ سے درخواست کی ہے آپ مہربانی فرما کر میری بات کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہ اگر آپ کی تسلی نہیں ہوئی تو آپ تحریک استحقاق دے سکتے ہیں۔

جناب ممتاز علی: جناب والا! میری صرف اتنی گزارش ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب یہ معاملہ اس وقت استحقاق کمیٹی کے سپرد کیسے ہو سکتا ہے؟ چودھری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے اور اب ہم اسمبلی کی اگلی کارروائی انشاء اللہ کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں چودھری صاحب تشریف رکھیں۔ میں نے آپ سے درخواست کی ہے کہ آپ کے سوال کا جواب غلط ہے تو اس کے لئے آپ تحریک استحقاق دے دیں۔ مہربانی کرکے اب آپ تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

میاں شوکت علی لالیکا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔ آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ شاہ صاحب تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ جی فرمایئے۔

میاں شوکت علی لالیکا: جناب والا! رول کو معطل کرکے قاعدہ نمبر 202 کے تحت مجھے تحریک استحقاق فوری طور پر پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کون سی تحریک استحقاق ہے۔

میاں شوکت علی لالیکا: جناب سپیکر! ابھی پیش کردوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ ذرا مجھے پڑھ تو لینے دیں۔ تھوڑا سا حوصلہ رکھیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سیٹھی صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے فرمایئے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! یہ ایک انتہائی اہم نوعیت کی تحریک استحقاق ہے پورے معزز ایوان کے وقار کا مسئلہ ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ اسے out of trun لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق وزیر مواصلات و تعمیرات سے متعلق ہے جو کہ جوابات کے سلسلے میں ہے کہ آپ ان سے مطمئن نہیں ہیں۔ یہ سوال نمبر 524 کے بارے میں ہے۔ معزز رکن اس کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں اس لئے انہوں نے یہ تحریک استحقاق دی ہے میں معزز ممبران کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراؤں گا کہ جناب ارشاد حسین سیٹھی اور جناب سکندر حیات ملی جناب سہیل ضیاء بٹ سید طاہر احمد شاہ اور سردار عاشق حسین گوپانگ نے اور بھی کئی دوستوں کے اس پر دستخط موجود ہیں۔ یہ دو تحاریک استحقاق دی ہیں اور ایک تحریک استحقاق جناب شوکت علی لالیکا کی طرف سے ہے یہ جو دو تحاریک استحقاق ہیں ان میں انہوں نے آج کے اخبارات میں خاص طور پر روز نامہ "جنگ" میں ایس پی ٹریفک خواجہ مظہر عنایت کا جو بیان شائع ہوا ہے اس کو زیر بحث لانے سے متعلق تحاریک استحقاق دی ہیں تو میں جناب لاء منسٹر اور معزز ایوان سے اس بارے میں پوچھنا چاہوں گا کہ ان کو out of turn ٹیک اپ کیا جائے یا نہ کیا جائے؟ (قطع کلامیاں)

ملک جلال دین ڈھکو: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں پوائنٹ اف آرڈر پر ایک بات کرنا

چاہتا ہوں جو خواجہ مظہر عنایت کے بارے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ڈھکو صاحب! فرمایئے۔

ملک جلال دین ڈھکو: جناب عالی! کل جب ہم دونوں حاجی اکرم اور میں یہاں پہنچے تو میری گاڑی اور میرا ڈرائیور وہاں پر موجود تھے۔ ہمارے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی خواجہ مظہر عنایت اپنے لاؤ لشکر سمیت وہاں پہنچ چکے تھے۔ ان کے ساتھ دو تین ڈی ایس پی بھی موجود تھے خواجہ مظہر عنایت جب میری گاڑی کے قریب پہنچے جو سرکاری گاڑی تھی تو میرے ڈرائیور کو انہوں نے تھپڑ مارے اور ان کا جو اے ایس پی موجود تھا اسے کہا الو کے پٹھے تم نے کسی ایم پی اے کی ٹانگ پر گولی مارنی تھی اور پکڑ کر رکھنا تھا انہیں گرفتار کرنا تھا۔ یہ خواجہ مظہر عنایت کے الفاظ تھے جو میرے ڈرائیور نے سنے اس کے بعد وہاں جو اے ایس آئی تھا اس نے اپنی قمیض چاک کی اور خواجہ مظہر عنایت سے کہا یہ ڈرائیور ڈھکو کا ہے۔ تو اس وقت خواجہ مظہر عنایت نے میرے ڈرائیور کو تھپڑ مارے اور اس کے بازو باندھ کر اسے تھانے میں لے گئے۔ شام تک وہ تھانے بیٹھا رہا جہاں اس کی پوری تفتیش کی۔ اسے تھپڑ مارے گئے گاڑی اٹھا کر لے گئے۔ گاڑی کا پچھلا حصہ بالکل تباہ کر دیا گیا۔ وہ ٹوٹ چکی ہے۔ وہ سرکاری گاڑی ہے۔ تو خواجہ مظہر عنایت کا جو رویہ ہے اس پر پوری اسمبلی کو احتجاج کرنا چاہیے اور میں اسمبلی سے درخواست کروں گا کہ خواجہ مظہر عنایت نے پوری اسمبلی کی توہین کی ہے اس کے بعد یہ تحریک استحقاق پیش کریں گے۔ اور اس تحریک استحقاق کو out of turn لے کر بحث کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈھکو صاحب! آپ کی جو تحریک استحقاق ہے وہ پہنچ چکی ہے اور انشاء اللہ اس کا فیصلہ جلد کرتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق نمبر 10 ملتوی ہوئی تھی اور وہ اس بارے میں تھی کہ ایڈوائزرز بغیر اختیار کے اپنی گاڑیوں پر جھنڈے لہراتے ہیں جبکہ حکومت پاکستان کے نوٹیفیکیشن کی متعلقہ لسٹ میں ان کا نام نہیں ہے جو جھنڈے لہرانے کے مجاز ہیں تو میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اسے ٹیک اپ کرلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب وہ ملتوی کی ہوئی ہے انشاء اللہ اس پر جلد کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! قانون کی بالا دستی کے پس منظر میں اس کو یہاں زیر بحث لانا بھی بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر!: رانا صاحب میرا خیال ہے کہ یہ جو آپ کی تحریک استحقاق ہے یہ ایوان میں آچکی ہے اس پر بحث ہوچکی ہے اس پر رولنگ محفوظ ہے انشاء اللہ اس پر رولنگ بہت جلد ایوان میں آجائے گی۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! کیا یہ اس اجلاس میں آجائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ فکر نہ کریں۔ انشاء اللہ یہ اسی اجلاس میں آجائے گی۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! آج کے وقفہ سوالات میں سوال نمبر174 جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب نے پیش کیا تھا اس سوال کے جزو(ج) کے جواب میں چودھری فاروق صاحب نے بجا طور پر ایک نشاندہی کی تھی۔ آپ ذرا محکمے کی لاپرواہی غفلت یا ہمارے اس ایوان کی جوان لوگوں کی نظر میں قدر ہے ان کے جواب سے آپ ذرا اسے غور فرمائیں کہ جزو(ج) کا جواب اثبات میں ہے "نہ ہے" یعنی نہ تو وہ درست ہے اور نہ ہی وہ غیردرست ہے یعنی وہ اس ایوان کو اتنی اہمیت دیتے ہیں اور جناب والا! اس پر میرا اعتراض یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری موصوف نے بھی یہ غور نہیں فرمایا کہ انہوں نے کیا کیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ عام شکایت ہے کہ محکمہ آبپاشی کا سیکرٹری پیسے لے کر تبادلے کرتا ہے اور وہ ماہانہ وصول کرتا ہے تو میری آپ کی وساطت سے حکومت سے استدعا ہے کہ اس کی انکوائری کی جائے خاص طور پر یہ کہ یہ ٹھیک ہے یا نہیں ہے۔ یہ اثبات میں ہے یا نفی میں ہے۔ اس بارے میں جناب سپیکر انکوائری کروانی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! میں آپ کی اطلاع کے لئے عرض کروں کہ اس سوال کو اسی وجہ سے ملتوی کیا گیا ہے کہ میں نے پارلیمانی سیکرٹری سے عرض کی ہے کہ آپ اس کا جواب متعلقہ محکمہ سے صحیح اور واضح صورت میں حاصل کریں اور کل اسے ایوان میں پیش کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! یہ آپ کی بات درست ہے مجھے آپ کی اس رولنگ سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میں نے تو اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے کہ وہ اس معزز ایوان کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور انہوں نے یہ مذاق بنا رکھا ہے کہ جو چاہتے ہیں وہ لکھ دیتے ہیں۔ اور حکومت کی طرف سے بھی کوئی اس کی چھان بین نہیں کرتا کہ کیا جواب آیا ہے اور ان کو کیا جواب دینا چاہیے تھا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! میں نے گزارش کی ہے کہ آپ نے تحاریک استحقاق کے متعلق کہا ہے مگر اب یہاں پر وقفہ سوالات کے متعلق باتیں شروع ہو گئی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ اس معزز ایوان کے وقار کا مسئلہ ہے جس کے لئے میں نے اپنی تحریک استحقاق دی ہے۔ اور یہ واقعہ اس واقعہ سے زیادہ اہم ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ اسے out of turn ٹیک اپ کیا جائے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس ایوان کے اندر اس موضوع پر بات کر کے اس ایوان کی اہمیت کو ختم کیا جا رہا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ ایوان کا وقت ضائع کئے بغیر اگر کسی دوست نے اس سلسلے میں کوئی مزید بات کرنی ہے تو وہ انفرادی طور پر متعلقہ وزراء صاحبان سے اور وزیر اعلیٰ صاحب سے مل کر اس ایوان کا وقت بچا سکتا ہے۔

تحریک استحقاق پر غور و خوض کر کے متفقہ فیصلہ ایوان میں پیش کرنے کے لئے کمیٹی کی تشکیل

جناب ڈپٹی سپیکر: سیٹھی صاحب! یہ بڑی معقول اور مناسب چیز ہے اگر آپ میرے ساتھ اتفاق فرمائیں تو اس قسم کی تین، چار اور تحاریک آئی ہیں اور یہ جو اخباری بیان ہے یہ سب اس سے متعلقہ ہیں تو میں یہ مناسب سمجھوں گا کہ ہم اس ایوان کے ممبران میں سے دوستوں کی ایک کمیٹی بنالیں اور وہ اس بات پر غور کر لے اور کل وہ اپنا متفقہ فیصلہ ایوان میں پیش کرے۔ تو یہ آپ کی عزت اور وقار کے لئے بھی اور اس ایوان کی عزت اور وقار کے لئے بھی مناسب رہے گا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میری آپ سے عرض ہے کہ آپ صرف اسے ایک دفعہ پڑھنے کی اجازت دیں اور اس بارے میں آپ ایوان سے رائے لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیٹھی صاحب! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس پر ایک کمیٹی بنا لیتے ہیں جو آج ہی اس پر غور کرے اور اگر اس کمیٹی کی رپورٹ سے فاضل ممبران کی تسلی نہ ہو اور فاضل ممبران اس کو ایوان میں ضرور پیش کرنا چاہتے ہوں تو وہ ایک ہی comperhensive تحریک استحقاق کی صورت میں اس ایوان میں پیش کریں۔ لہذا اس کے لئے ایک کمیٹی بنادی جائے جو اس پر غور و فکر کر لے اور اس پر متفقہ لائحہ عمل اختیار کر لے۔ میرے خیال میں یہ زیادہ مناسب رہے گا۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا! یہ زیادہ مناسب ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کمیٹی میں ان دوستوں کو شامل کرتا ہوں جنہوں نے یہ تحاریک استحقاق دی ہیں۔ اور بھی دوسرے دوستوں کو اس میں شامل کرتے ہیں۔ تاکہ یہ سب آپس میں بیٹھ کر ایک متفقہ لائحہ عمل اختیار کرکے اسے ایوان میں پیش کریں۔

یہ تحریک استحقاق جناب سید طاہر احمد شاہ کی طرف سے بھی ہے۔ لہٰذا اس کمیٹی میں سید طاہر احمد شاہ سردار عاشق حسین گوپانگ سکندر حیات ملہی سہیل ضیاء بٹ جناب ارشاد حسین سیٹھی جناب احمد علی اولکھ۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

راجہ خلیق اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر......

جناب سپیکر: جی راجہ خلیق اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب سپیکر! استحقاق کی جو موشن ہے وہ استحقاق کمیٹی کے پاس ہی جانی چاہیے۔ نئی کمیٹی نہیں بنی چاہیے۔

جناب سپیکر: جی رانا اکرام ربانی صاحب!

رانا اکرام ربانی صاحب: جناب سپیکر! میری دو تین تحاریک استحقاق آپ نے مؤخر فرمائی تھیں۔ ایک نمبر 10 ایڈوائزرز کے فلیگ کے بارے میں ہے۔ ایک نمبر 30 ہے اور ایک نمبر 31 ہے۔

جناب سپیکر: کسی اور استحقاق کی آپ بات کرتے ہیں؟

رانا اکرام ربانی: یہ میری پینڈنگ تھیں۔

جناب سپیکر: جی مجھے پتہ ہے جو پینڈنگ ہیں ان کو ہم ٹیک اپ کرتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: شکریہ جناب!

راجہ خلیق اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ ایک اور نئی استحقاق کی کمیٹی بنا رہے ہیں۔ جب استحقاق کی کمیٹی موجود ہے تو اس قسم کی تمام استحقاق کی تحریکیں اس کمیٹی کے سپرد ہونی چاہیں۔ ہر روز ایک نئی کمیٹی نہیں بنی چاہیے۔

جناب سپیکر: یہ جو تحاریک استحقاق میری عدم موجودگی میں آئی ہیں۔ میں نے ان کو دیکھا ہے تو اس بارے میں لاء منسٹر صاحب کی کیا رائے ہے؟ یہ آج ہی آئی ہیں۔ میں نے تو ان کو پہلے دیکھا نہیں تھا۔

وزیر قانون: جناب والا! ان کو آوٹ آف ٹرن ٹیک اپ کرانا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں۔ میں آپ کی رائے لینا چاہتا ہوں کہ ان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ان کو آوٹ آف ٹرن ٹیک اپ کیا جائے؟ مجھے پتہ چلا ہے کہ ابھی ان کو ٹیک اپ نہیں کیا گیا۔ ابھی پڑھنے نہیں دیا گیا تو اس پر آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون: جناب والا! میری طرف سے گزارش یہ ہوگی کہ ایک تو تحاریک استحقاق ماشاء اللہ اس دفعہ آپ نے اس احسن انداز میں نمٹائی ہیں کہ تقریباً" تقریباً" 100% نمٹ چکی ہیں۔ تھوڑی سی رہ گئی ہیں تو اب ان سب کی باری بھی آج اور کل میں آسکتی ہے۔ ممکن ہے اس کا آج بھی وقت ہو۔ تو اب کل والے سلسلے کی تحاریک استحقاق پڑی ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کو ذرا کچھ ضرورت سے زیادہ اہمیت دینے والی بات ہوگی تو میں اپنے معزز بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ یہ معمول کے مطابق آجائیں گی تو اس وقت ان کو ٹیک اپ کرلیں تو مناسب رہے گا۔ کل بھی سارا وقت اس میں لگا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب عوام کا بھی جو وقار ہے وہ اس میں ہے کہ اس معاملے کو اب ایک مسئلہ بنانے کی بجائے اس کو اب ختم ہونا چاہئیے اور اگر ہمارے فاضل اراکین اس سلسلہ میں بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں تو میرا اپنا جو اندازہ ہے وہ یہی ہے کہ یہ آوٹ آف ٹرن لینے کی بجائے اپنی باری پر آجائے تو زیادہ مناسب رہے گا۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی سردار صاحب!

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! آپ سے پہلے جناب ڈپٹی سپیکر کی طرف سے ایک تجویز آئی تھی کہ یہ چونکہ مختلف دوستوں کی طرف سے تحاریک استحقاق آئی ہیں تو انہوں نے یہ مشورہ دیا تھا اور ان کا یہ فرمان تھا کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دے دی جائے جس پر ایک تو یہ ہے کہ یہ ایک متفقہ تحریک استحقاق بن جائے۔ دوسرا یہ ہے کہ اس پر وہ کمیٹی آپس میں صلاح مشورہ کرے اور اس صلاح مشورے کی روشنی میں یہ تحریک استحقاق کل متفقہ طور پر سامنے آجائے۔ میں

نے بھی یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ جو ڈپٹی سپیکر صاحب کی تجویز تھی وہ ایک اچھی تجویز ہے آپ برائے مہربانی جو یہ محرک صاحبان ہیں ان کو اور کچھ اور بھی دوست شامل کرکے ایک کمیٹی تشکیل دے دیں جو آج ہی اس پر فیصلہ کرلے اور ایک متفقہ تحریک استحقاق تیار کرلے وہ یہ فیصلہ کرلے کہ اس کو کس طریقے سے ٹیک اپ کیا جائے۔ میں ان کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں۔

میاں شوکت علی لالیکا: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک استحقاق ہے۔

جناب سپیکر: جی میں نے دیکھی ہے۔ میاں صاحب میں نے وہ آپ کی تحریک استحقاق دیکھی ہے۔ اب یہی بات زیر بحث ہے کہ آیا ان تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کیا جائے۔ آوٹ آف ٹرن ٹیک اپ کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ اس پر لاء منسٹر صاحب کی میں نے رائے لی ہے۔ آپ کا خیال یہ ہے کہ اس کو آوٹ آف ٹرن لیا جائے؟

میاں شوکت علی لالیکا: جی ہاں جناب سپیکر! یہ بہت اہم سوال ہے اور منسٹر صاحبان نہ صرف جواب غلط دیتے ہیں بلکہ ہمارے سوال کا مذاق اڑاتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ کروڑوں روپے کی لاگت سے بننے والا پل ہے اور اس کا جواب مذاق کی شکل میں دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی تحریک استحقاق کو اپنی باری پر ٹیک اپ کریں گے۔ باری میں ہمارے پاس تحاریک استحقاق بقایا نہیں ہے۔ کل کا دن سیشن ہے۔ میرے خیال میں کل یہ ٹیک اپ ہو جائے گی۔

میاں شوکت علی لالیکا: کل ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں ہو جائے گی۔ تو یہ جو باقی تحاریک استحقاق ہیں یہ ایک ہی جیسی ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک استحقاق دی ہے اور آج ہی اسے لینے کی درخواست کی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی کون سی تحریک استحقاق ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! یہ ایک واقعہ کے بارے میں ہے اور یہ آپ کی میز پر پڑی ہے۔

تحریک استحقاق نمبر 12 پر جناب سپیکر کی رولنگ

جناب سپیکر: میرے پاس تو نہیں ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ بیشتی صاحب یہ ایک ہی قسم کی تحاریک استحقاق ہیں۔ آپ کی اور ملک احمد علی اولکھ کی اور ان کے علاوہ سید طاہر احمد شاہ سردار عاشق حسین گوپانگ سکندر حیات ملی سہیل ضیاء بٹ اور کچھ دوستوں کی طرف سے یہ تحاریک استحقاق ہیں یہ ایک جیسی ہیں۔ میں آپ سب سے کہوں گا کہ ان کو اپنی باری پر آنے دیں اور میرے خیال میں کل ان کو ٹیک اپ کر لیا جائے گا۔ اس میں ہمیں کوئی جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔

ہمارے پاس کچھ تحریک ہائے استحقاق موخر پڑی ہوئی ہیں۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب کی ایک تحریک استحقاق نمبر 12 پر فیصلہ موخر ہے۔ ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بھی فیصلہ موخر ہے کہ تحریک استحقاق پر صرف متعلقہ وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری ہی جواب دینے کا حق رکھتے ہیں؟ یا کوئی وزیر حکومت کی طرف سے جواب دے سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں اپنی رولنگ دینا چاہتا ہوں۔

With reference to Privilege Motion No.12, the question arose whether or not a Minister other than the Minister concerned can reply a Privitege Motion. Rule 56 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1973, inter alia provides that a Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall have a right to reply. The matter was debated in the House. One view was that the phrase 'a Minister' or the Parliamentary Secretary concerned connotes the Minister concerned and the Parliamentary Secretary concerned. The other view was that the term meant any Minister.

2. I hold that the term 'a Minister' in second proviso to rule 56 of the Rules of Procedure of the Provinicial Assembly of the Punjab 1973 means any Minister. Another reason' in support of the view that any Minister can reply a Privilege Motion is that in respect of many Privilege Motions there is no 'Minister concerned' becuase they may relate to the functionaries of the Federal Government, other Provincial Governments or some person not falling within the administrative control of the Provincial Government. In such cases a Minister inspite of not being administratively concerned with the matter will have to take the responsibility for dealing with the matter in the House.

3. But the Minister concerned to whom a Department/Departments have been allocated, cannot be evolved of the responsibility for not replying to the Privilege Motions concerning his Departments except when he is out of country or otherwise not able to attend the Assembly session due to sickness, or the circumstances are beyond his control.

4. In the absence of the concerned Minister, as stand above any Ministery may reply to the Privilege Motion.

5. So far as the admissibility of the motion is concerned, prima-facie it is a fit case of admission, as the violation of the Punjab Development of Cities Act, 1976 is there. The motion is accordingly admitted and referred to Privilege Committee for report by 31st August, 1991.

سردار اللہ خان ہراج صاحب کی تحریک استحقاق ہے جو سردار صاحب اور وزیر قانون کی بات چیت کے نتیجے میں موخر پڑی تھی۔ کوئی مسئلہ حل ہوگیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں نے ان کو بلوایا ہوا ہے۔ سردار صاحب سے کل بھی ملاقات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آج طے ہو جائے گا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: کل تک طے ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے سردار صاحب۔

سردار اللہ یار خان ہراج: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: نمبر31 ہے۔ اس میں وزیر اطلاعات کچھ فرمانا چاہیں گے کہ رانا صاحب کی اور وزیر اطلاعات کی بات چیت کے نتیجے میں وزیر اطلاعات نے یہ معلوم کرنا تھا کہ ان کی کوریج مناسب طریقے سے کیوں نہیں ہوئی؟ اور اس کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں۔ میں وزیر اطلاعات سے کہوں گا کہ وہ اس بارے میں وضاحت کریں۔

وزیر اطلاعات: جناب سپیکر! آپ کی ہدایت کے مطابق میں کل رانا صاحب سے آپ کے چیمبرز میں بھی ملا ہوں اور اس کے علاوہ وفاقی مشیر برائے اطلاعات سے بھی میں نے گزارش کی ہے اور ان سے کہا ہے کہ آپ معلوم کرکے بتائیں کہ ان کا بیان پوری طرح سے کیوں نشر نہیں کیا گیا۔ اور آج میں نے اس سلسلے میں ایک خط بھی تفصیل سے لکھا ہے۔ میں نے کل بھی رانا صاحب کو یقین دھانی کروائی ہے اور آج بھی یقین دلاتا ہوں۔ مجھے اس بات کا دکھ ہے کہ ان کا پورا بیان شائع نہیں ہوا اور نشر نہیں ہوا۔ میں آج بھی انہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں انشاء اللہ پوری کوشش کروں گا کہ نہ صرف ان کے بیانات بلکہ اس پورے ایوان کے جو بھی ہمارے فاضل رکن ہیں ان کے بیان پوری طرح سے شائع بھی ہوں گے اور نشر بھی ہونگے۔

جناب سپیکر: جی رانا صاحب! وزیر موصوف کے بیان کے بعد اب آپ کا اس پر کیا رد عمل ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں آپ کا بھی مشکور ہوں کہ آپ نے اسے اور اس کی اہمیت کو محسوس کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اطلاعات کی اس یقین دہانی کے بعد کہ آئندہ پنجاب اسمبلی کی

کارروائی اس نام سے نشر کی جائے گی اور اس میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کا نقطہ نظر عوام کے سامنے لایا جائے گا میں اس پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پریس نہیں فرماتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں اسے پریس نہیں کرتا۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میری آپ سے درخواست ہے کہ پنجاب اسمبلی میں وزراء کی اور اراکین اسمبلی کی تقریریں صحیح طور پر سنائی بھی نہیں دیتیں اگر قومی اسمبلی کی طرز پر مائیکرو فون کا انتظام صوبائی اسمبلی میں بھی کردیں تو بڑی مہربانی ہوگی تاکہ آواز صحیح آئے اور لوگ سمجھنے لگیں ہیں۔ جناب والا! جب قومی اسمبلی میں اس قسم کے انتظامات موجود ہیں تو صوبائی اسمبلی میں بھی ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب کیا ارشاد فرمایا ہے آپ نے۔؟

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان): جناب والا! عام ممبروں کا یہ خیال ہے کہ ہمیں شور میں کچھ سمجھ نہیں آتا وہ کانوں والی جو ٹوٹیاں سی ہوتی ہیں ان سے اچھی طرح سے سنا جاسکتا ہے۔ لہذا اس کا انتظام کیا جائے۔

جناب سپیکر: تو آپ کی کیا تجویز ہے۔

وزیر امداد باہمی: یہ سہولت یہاں بھی ہونی چاہیے۔ قومی اسمبلی کی طرح یہاں بھی انتظام کیا جائے۔

شیخ محمد طاہر رشید: یہ ٹوٹیوں والی تجویز بالکل ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: قومی اسمبلی میں بعض دفعہ انگریزی زبان میں تقریریں ہوتی ہیں اور اردو زبان میں بھی تقریریں ہوتی ہیں جو ہماری قومی زبان ہے۔ وہ سسٹم انہوں نے اس لئے بھی لگایا ہے کہ بعض غیر ملکی بھی گیلری میں آکر بیٹھتے ہیں۔ اور تقاریر سنتے ہیں۔ اگر اردو زبان میں تقاریر ہوں تو ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ ہوتا رہتا ہے میں شدت سے محسوس کرتا ہوں یہاں ہمارے ہاں کہ اس سارے سسٹم کی تجدید کرنی چاہیے۔ ازسرنو اس کو بنانا چاہیئے۔ لیکن ہمارے لئے دقت یہ ہے کہ ہمارا ہال چھوٹا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ الگ الگ سیٹوں کا computerised سسٹم ہو آپ کی ووٹنگ کا سسٹم بھی

computerised ہو' آپ کا مائیک سسٹم بھی عمدہ ہو جونہی آپ اپنی سیٹ سے بٹن دبائیں تو آپ کی سیٹ کا حلقہ نمبر آپ کا نام وغیرہ یہ سارا computer پر آجانا چاہیے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ کی سیٹیں الگ الگ ہوں۔ اس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اسمبلی بلڈنگ کی توسیع کریں - نیا ہال بنائیں اور آپ کی سیٹیں علیحدہ علیحدہ ہوں اور کھلی ہوں اور اس پہ جدید قسم کا ساؤنڈ سسٹم اور ووٹنگ کا جدید سسٹم نصب ہونا چاہیے۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا! آئندہ ہال بننے تک پتا نہیں ہم میں سے کون ممبر رہے۔ ہمیں اس سے استفادہ نہیں ہوگا۔ اب جو ہمیں وقت ہے اس کے ازالے کے لئے تو آپ کوئی انتظام کردیں۔ اور یہ ہوناچاہیے۔ غیر ملکی ہماری لابی میں بھی بیٹھتے ہیں کل بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب' اس کو ہم دیکھ لیتے ہیں۔ اس پر غور کرتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی: میں حکومت سے بھی اور جناب لاء منسٹر سے بھی گزارش کروں گا کہ کارروائی سمجھ میں نہیں آتی۔

جناب سپیکر: اس بات کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر ساری اسمبلی کو اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ یہ سسٹم ہمارے ہاں ہونا چاہیے تو فنڈز کی کوئی مشکل نہیں ہے اس کو ہم بڑھا دیں گے۔

وزیر امداد باہمی: باہر اگر لابی میں بیٹھے ہوئے ہوں تو اندر کی کوئی بات سمجھ نہیں آتی۔ شور بہت ہوتا ہے۔

جناب سکندر حیات ملی: جناب سپیکر! رانا صاحب بالکل صحیح فرمارہے ہیں۔ اس سلسلے میں جو وہ کہہ رہے ہیں وہ بہت ہی سادہ سا سسٹم ہے۔ اس پہ زیادہ اخراجات بھی نہیں آئیں گے۔ صرف ایک بٹن لگانا ہے اور کانوں کی ٹونٹی حاصل ہو جاتی ہے۔ جو چاہے گا وہ لگا لے گا جو نہ چاہے وہ نہ لگائے۔ جس طرح جہاز میں سسٹم ہوتا ہے audio video کا اس طرح کا سسٹم یہاں مہیا ہوسکتا ہے اور صرف چند ہزار روپے میں تو اگر یہ دے دیا جائے تو مہربانی ہوگی۔

حاجی احمد خان بلوچ: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: حاجی احمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

حاجی احمد خان بلوچ: جناب والا! میں بھی اس بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جہاں یہ سسٹم

ضروری ہے وہاں اس میں یہ بھی بہت ضروری ہے کہ جیسے قومی اسمبلی میں نماز کے وقت اذان سنائی دیتی ہے یہاں بھی یہ سسٹم ہونا چاہیے کہ جب بھی نماز کا وقت ہو تو اذان اس ہاؤس میں بھی سنائی دینی چاہیے۔ یہ نہایت ضروری ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا! قومی اسمبلی میں تو باقاعدہ مسجد ہے لیکن یہاں، تو ہم شامیانہ کے نیچے نماز پڑھتے ہیں۔ جناب والا! اسمبلی کی توسیع سے پہلے آپ اس اسمبلی کے شایان شان بڑی خوبصورت مسجد تعمیر کروائیں اور جس کا سنگ بنیاد آپ اپنے ہاتھ سے رکھیں۔

وزیر امداد باہمی: مسجد کے لئے ہر رکن اسمبلی اپنی ایک ایک ماہ کی تنخواہ دینے کے لیے تیار ہے۔ منسٹر بھی دینے کے لیے تیار ہیں۔ مجھے ابھی ابھی جناب محترم محمد اعظم چیمہ کی طرف سے تحریر موصول ہوئی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ اگر محکمہ امداد باہمی کی جانب سے نئے سسٹم کا اعلان فرمائیں تو جناب سپیکر میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اگر اراکین اسمبلی کی چیمہ صاحب ایک سوسائٹی بنا دیں تو اس کو قرض میں امداد باہمی کی طرف سے دلوا سکتا ہوں۔ ہر سوسائٹی رجسٹر کروائیں اور میں ضمانت دیتا ہوں کہ میں اتنا قرضہ آپ کو محکمہ کوآپریٹو سے دلوا دوں گا۔

پیر احمد شاہ کھگا: جناب والا! عرض یہ ہے کہ یہاں کہا گیا ہے کہ ایوان میں اذان کی آواز آنی چاہیے۔ آذان کی آواز ضرور آنی چاہیے کیونکہ ہمارا آئین بھی اسلامی ہے اور ہم مسلمان بھی ہیں۔ اگر مسلمان ہوتے ہوئے ہمیں آذان کی آواز سنائی نہ دے تو یہ میرا خیال ہے کہ ہمارا گناہ ہے۔ میری ایک اور عرض ہے کہ پیپلز ہاؤس میں بجلی کا نظام بے حد ناقص ہے۔ اس کے لئے کم از کم دو جنریٹرز ضرور رکھوائے جائیں۔ اسمبلی کا ہمارا کافی بجٹ ہے۔ اس لئے وہاں بجلی کا نقص نہیں پڑنا چاہیے۔

دوسری بات یہ ہے کہ وہاں کی کنٹین میں کوئی بہتر نظام نہیں ہے آپ نے وہاں کالے خان رکھوایا ہوا ہے۔ کوئی کالے خان ڈکیت بھی ہوا ہے۔ تو مہربانی کرکے کسی اچھے آدمی کو کنٹین کا ٹھیکہ دیا جائے۔ جس سے ممبران کی کھانے کی ضروریات اچھے طریقے سے پوری ہوسکیں۔ لیکن جنریٹر کا آپ ابھی اعلان فرما دیں۔ پیپلز ہاؤس کے کمروں کا کرایہ بھی ہمیں ادا کرنا پڑتا ہے تو اس کا بجلی کا نظام ناقص نہیں ہونا چاہیے۔ اس میں بھی ہماری بد نامی ہے۔

جناب سپیکر: پیر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ یہ معاملات اسمبلی میں اٹھانے والے نہیں ہیں۔ آپ کی ایک ہاؤس کمیٹی ہے جو پیپلز ہاؤس کے نظم و نسق کو چلاتی ہے اور ہاؤس کمیٹی کی composition آج مکمل ہو جائے گی کیونکہ آج ان کے کنوینز کا الیکشن ہو جانا ہے تو میں پیپلز ہاؤس

کے نظام میں اور باقی کچھ معاملات میں بھی اصلاحات کرنا چاہتا ہوں تو ہاؤس کمیٹی کو میں اختیارات دے رہا ہوں اور کچھ تجاویز بھی دے رہا ہوں۔ آپ سے میں کہوں گا کہ آپ بھی اپنے رائے ہاؤس کمیٹی کے سامنے پیش کریں۔ ہم اس نظام میں اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس میں اصلاح ہوگی۔

پیر احمد شاہ کھگا: کنٹین کا بھی خیال رکھوائیں اور وہ جو ممبران کو کرائے کے متعلق رعایت دی گئی ہے اس کا نوٹیفیکیشن نہیں ہوا۔ گورنمنٹ کوئی بزنس تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پیر صاحب انشاء اللہ اس کی بھی اصلاح کررہے ہیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: تحریک استحقاق نمبر 30 پیش کردہ محترمہ فوزیہ بہرام ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کی گئی۔ ہمارے پاس ایک تحریک استحقاق رہ گئی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 10 پر رولنگ باقی ہے اور نمبر 30 پر بھی رولنگ باقی ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی موخر شدہ تحریک استحقاق نہیں ہے۔ جو آج نئی تحریک استحقاق آئی ہیں اس کو ٹیک اپ کریں گے۔ تحاریک التوائے کار کو لے لیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب غلام سرور خان: جناب والا ایک تو میری تحریک التوائے کار نمبر 35 جو کہ جی ایم سید کی ایک اسٹیٹمنٹ کے بارے میں تھی۔ اسے پینڈنگ کیا گیا تھا۔ اس پر آپ نے فیصلہ دینا تھا۔ دوسرا جناب سپیکر میں نے دو تحاریک التوائے کار آوٹ آف ٹرن پیش کی ہیں اور ان کے لئے میں کئی دفعہ استدعا بھی کرچکا ہوں۔ میری یہ استدعا ہے کہ آج ان میں سے کسی ایک تحریک التواء کو ٹیک اپ کرلیا جائے۔

جناب سپیکر: ان کے نمبر آپ مجھے بتادیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! جو پینڈنگ کی گئی ہے اس کا نمبر 35 ہے۔ اور جو میں آوٹ آف ٹرن ٹیک اپ کروانا چاہتاہوں وہ 440 اور 441 دو تحاریک التواء کار ہیں۔

جناب سپیکر: 440 نمبر تو کوئی تحریک التوائے کار ہے ہی نہیں۔

جناب غلام سرور خان: 440 اور 441 ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

جناب غلام سرور خان: یہ ہیں جی متعلقہ سیکرٹریٹ سے طلب کی جا سکتی ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: ہاں ہیں یہ سب سے آخر میں ہیں۔...... ٹھیک ہے ہم تحاریک التوائے کار کو شروع کرتے ہیں اور آپ کی تحریک التوائے کار کو آوٹ آف ٹرن ٹیک اپ کرنے کی ہاؤس سے اجازت لیتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان: جو نمبر 35 پینڈنگ رکھی گئی ہے اس پر بھی فیصلہ ہو جائے سر۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب یہ 33 نمبر تحریک التواء جو ہے اس کو پینڈنگ کیا گیا تھا اس 33 نمبر کو کل ٹیک اپ کریں گے رانا اکرام ربانی خان لیڈر آف دی اپوزیشن' سید چراغ اکبر شاہ علی' حسن رضا قاضی' غلام سرور خان کی تحریک التوائے کار نمبر 34 ہے۔ قاضی صاحب پیش کریں گے ارشاد فرمایئے۔

وزیراعظم کے مشیر دفاع کے استعفیٰ کے بعد منظر عام پر آنے والے انکشافات سے صوبہ کے عوام میں بے چینی و اضطراب

جناب علی حسن رضا قاضی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ ہم یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہیں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "امروز" 27 مارچ لاہور' 1991ء کی اشاعت میں یہ اداریہ چھپا ہے کہ وزیراعظم پاکستان کے سابق مشیر دفاع کے استعفے کے بعد جو انکشافات منظر عام پر آئے ہیں ان کے مطابق لاہور ایئرپورٹ کے سکینڈل میں کروڑوں روپے کا گھپلا کیا گیا۔ اور جناح ٹرمینل کراچی کی تعمیر بھی میں بے شمار بدعنوانیاں ہوئی ہیں۔ ٹھیکہ دینے والوں میں سابق صدر جنرل ضیاء الحق سابق وزیر دفاع محمود ہارون جیسے نام بھی شامل ہیں۔ خصوصی طور پر جو بات پنجاب کے عوام کے لئے باعث تشویش ہے وہ یہ کہ لاہور ایئرپورٹ سے ٹیک آف کرتے وقت بڑے جہاز بھی بعض اوقات بھارت کی فضائی حدود میں چلے جاتے ہیں جو ہر طرح سلامتی کے اعتبار سے

خطرناک ہے۔ اس کے پیش نظر یہ سفارش کی گئی ہے کہ موجودہ ائیر پورٹ کو صرف چھوٹے جہازوں کے لئے استعمال کیا جائے اور بڑے جہازوں کے لئے نیا ائیر پورٹ تعمیر کیا جائے۔ موجودہ ائیر پورٹ کی تعمیر و ترقی میں بڑے بڑے گھپلے اور بڑے بڑے ناموں سے بالواسطہ طور پر بے شمار ٹیکس ادا کرنے والا عام پاکستانی اپنے ذہن میں بے شمار سوال رکھتا ہے۔ اس اداریہ کے چھپنے سے صوبہ کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اجازت ہے جناب والا؟

جناب سپیکر: جی ہاں پلیز......

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! سب سے پہلے تو میرا ٹیکنیکل اعتراض ہے کہ یہ مسئلہ رول 67 (سی) کے تحت' پنجاب حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔ فنی اعتبار سے یہ تحریک التواء admissible نہیں ہے۔ جہاں تک معزز رکن نے فرمایا ہے اور اس کی بنیاد ایڈیٹوریل کو بنایا ہے' جس میں یہ لکھا ہے کہ مشیر دفاع نے استعفےٰ دے دیا' وغیرہ وغیرہ تو اس پر تو انہیں حکومت وقت کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ حکومت نے اس کا مسئلہ کا نوٹس لیا اور اخباروں میں یہ بات چھپتی رہی ہے اس کی باقاعدہ انکوائری وغیرہ بھی ہوئی اور موجودہ مرکزی حکومت نے اس کا نوٹس لیا' جس کے نتیجے میں اداریہ چھپا۔ تو جناب والا! تحریک التواء کے لانے کا مقصد' مدعا یہی ہوتا ہے کہ کوئی معاملہ حکومت کے نوٹس میں لایا جائے تاکہ حکومت اس پر مناسب کارروائی کر سکے تو یہ تو پہلے ہی حکومت کے نوٹس میں ہے اور اس پر کارروائی بھی ہو چکی ہے اور اس کارروائی کے نتیجے میں وہ اداریہ لکھا گیا تھا۔ دوسرا یہ ہے کہ یہ ایک سنگل incident ہے اس کا کوئی عوام میں اضطراب پھیلنے یا اس میں کوئی اہمیت عامہ والی حیثیت نہیں ہے۔ تو اس کا تو جو فنی پہلو ہے وہ میں جناب والا کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں۔ اپنے بھائی قاضی صاحب سے توقع کرتا ہوں کہ چونکہ یہ مسئلہ مرکزی حکومت سے متعلقہ ہے اور رول 67 (سی) کے تحت یہاں پر ہم اس کو technically/strictly ٹیک اپ نہیں کرسکتے۔ جناب والا! اس پر وہ خود فیصلہ فرمائیں گے۔ لیکن میری اپنے بھائی کی خدمت میں گزارش یہی ہوگی کہ وفاقی حکومت نے اس کا نوٹس لیا ہے' اس پر باقاعدہ انکوائری کی ہے۔ تو اب ہم ان مسئلے کو زیر بحث لاکر کیا حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ ان حقائق کے پیش نظر وہ اپنی تحریک التواء کو پریس

نہیں کریں گے۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب' آپ اس کا جواب دینا چاہتے ہیں؟

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میں بھی اس سلسلے میں دو چار الفاظ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ اس پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں؟

شیخ محمد طاہر رشید: : روشنی ڈالنے کا تو آپ وقت نہیں دیں گے دو چار باتیں ہی عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ تشریف رکھیں گے؟ یہ آپ کے کرنے کی بات نہیں ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب والا! میں صرف ایک بات کرنا چاہوں گا۔ ایک شہید صدر ضیا الحق صاحب کا نام لیا گیا جو کہ انہیں نہیں لینا چاہیے تھا۔ کیونکہ ان کے بعد تو بے نظیر کی حکومت آچکی ہے۔ اور انہوں نے اپنے دور حکومت میں اس مسئلے کو ٹیک اپ نہ کرکے جنرل ضیا کے فیصلے کی توثیق کردی۔ اب اگر اس کے اندر کوئی بے ضابطگی ہوئی ہے تو موجودہ حکومت نے اس کی نشان دہی کی ہے اور اس کے بارے میں سخت اقدام کئے ہیں بجائے اس کے کہ محترم قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف اراکین اس فیصلے کی تعریف کریں وہ اس کو تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں ۔بس جناب مجھے یہی عرض کرنا تھا۔

جناب سپیکر: شیخ رشید صاحب کی یہ بات برموقع نہ تھی اور نہ یہ حکومت کی نمائندگی اس طریقے سے کر رہے ہیں کہ تحریک التوائے کار کا جواب دیں۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب دینے کا حق حکومت کے نمائندے کو ہے اور وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ ہمیں معاملات کو اور اسمبلی کو قواعد اور روایات کے مطابق آگے بڑھانا ہے۔ شیخ صاحب سے میں توقع کرتا ہوں کہ انشاء اللہ وہ اس ایوان کے بڑے اچھے پارلیمنٹیرین بنیں گے لیکن بات برموقع ہونی چاہیئے۔ جی' رانا اکرام ربانی صاحب۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! مجھے بھی اس سلسلے میں گزارش کرنی ہے۔ اسمبلی کی کارروائی بڑے اچھے طریقے سے چل رہی ہوتی ہے ۔ لیکن میرے بعض فاضل دوست کارروائی ڈالنے کے لئے ماحول خراب کر دیتے ہیں۔ اس کے اور بہت سے طریقے ہیں جن کو وہ بھی سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں۔ مثلاً" کسی کے پاس جاکر بھی بات کی جا سکتی ہے۔ لیکن اسمبلی کے ماحول کو تو خراب کرنے کی کوشش نہ کریں اور نہ ہی آپ اس کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری اس سلسلے میں یہ گزارش ہے کہ اس مقصد کی خاطر کہ ایوان میں ماحول بہتر رہے اور ایوان پر خوشامد کی وائرس کا حملہ نہ ہو میری آپ کی وساطت سے قائد ایوان سے گزارش ہے کہ شیخ صاحب کو کچھ نہ کچھ دے دیا جائے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: چونکہ اب آپ کا نام لیا گیا ہے' آپ ذاتی وضاحت کا حق استعمال کرتے ہوئے بات کرسکتے ہیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ:

دل لے کے مفت' کہتے ہیں کچھ کام کا نہیں
الٹی شکایتیں ہوئیں' احسان تو گیا

جناب سپیکر! ہم نے تو گاڑی بھی دی۔ ہم نے تو وزیر کا درجہ بھی دیا۔ ہم تو ہر کمیٹی میں اپوزیشن کو رکھتے ہیں۔ ان کو سلام بھی کرتے ہیں۔ ان کی باتیں بھی سنتے ہیں۔ پھر یہ "خوشامد" کہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جو اعزاز اور منصب ان کو دیئے ہیں یہ ان کا استحقاق نہیں رکھتے یہ ان کی اہلیت نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! یہ بات ذاتی وضاحت کے حق میں نہیں۔ ذاتی وضاحت میں وہ بات آتی ہے جو آپ اپنے بارے میں وضاحت دیں نہ کہ آپ ذاتی وضاحت پر دوسروں پر تنقید کریں۔ شیخ صاحب آپ تشریف رکھیں - میں آپ کی پہلی بات کو endorse نہیں کررہا - آپ نے ذاتی وضاحت کا حق ٹھیک طریقے سے استعمال نہیں کیا۔ اس لیے آپ تشریف رکھیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: انہوں نے "خوشامد" کا لفظ استعمال کیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کو چیئر کی طرف سے کہا جارہا ہے کہ آپ کا بات نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں گزارش کروں گا کہ شیخ صاحب نے۔

جناب سپیکر: یہ جواب الجواب کا سلسلہ ختم ہونا چاہیے۔ آپ بھی تشریف رکھیں شیخ طاہر رشید صاحب نے آپ کو گاڑی نہیں دی۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کو گاڑی شیخ طاہر رشید صاحب نے نہیں

دی یہ قانون نے دی ہے اور اس اسمبلی نے قانون بنایا ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! انہوں نے تو اپوزیشن اراکین کو اسمبلیوں سے اٹھا کر باہر پھینکوایا تھا ہم نے تو انہیں عزت دی ہے احترام دیا ہے۔

MR. SPEAKER: The motion does not relate to a matter primarily concern of the Provincial Government. Item appearing in news paper only cannot form basis of an Adjournment Motion, the matter neither relates to a single specific matter, nor it is of recent occurrence, so I rule it out of order.

مویشیوں کو شمالی لاہور خصوصاً" پی پی 117 میں منتقل کرنے پر عوام کی مشکلات اور پریشانیوں میں اضافہ

اگلی تحریک التوائے کار ارشاد حسین سیٹھی صاحب کی طرف سے ہے۔ نمبر35

جناب ارشاد حسین سیٹھی: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" کی اشاعت مورخہ 26 مارچ 1991ء کی اس خبر سے متعلق ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ شہرلاہور سے مویشیوں کے انخلا کی خصوصی مہم اپریشن کلین اپ کے نام پر شروع ہے اور مالکان مویشی جو اس مہم کے آڑے آ رہے ہیں ان کو جرمانے اور سزائیں بھی دی جارہی ہیں۔ جبکہ باعث تشویش یہ امر ہے کہ تمام مویشی شمالی لاہور خصوصاً" پی پی 117 میں منتقل کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہاں عوام کی مشکلات اور پریشانیوں میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

لہٰذا استدعا ہے کہ عوام کی شدید پریشانی کے پیش نظر اسمبلی کی کارروائی ملتوی کرکے مسئلہ ہذا زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے اس سے پہلے بھی سوالات کے ذریعے یہ نکتہ اٹھایا تھا اور میں آج بھی اس کو تحریک التواء کی صورت میں پیش کررہا ہوں۔ صورت حال یہ ہے کہ ریلوے لائن کے اس پار لاہور کی آبادی جس کو شمالی لاہور کہا جاتا ہے اس میں لاہور کی غلاظت دھکیل دی جاتی ہے۔ بیل گاڑیاں گدھا گاڑیاں تانگے اور اس کے بعد مویشی - اس حلقے سے منتخب ہونے والے کسی سابق ممبر قومی اسمبلی نے کہا تھا ـــــــ

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان): پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ فاضل رکن نے فرمایا ہے کہ میں پہلے بھی یہ سوال اس اسمبلی میں پیش کرچکا ہوں۔ تو جب اس اسمبلی

میں کسی معاملے کے متعلق کوئی سوال آجائے اور اس کا جواب مل جائے تو کیا اس پر کوئی تحریک التوائے کار پیش ہو سکتی ہے؟ میں جناب کی رولنگ چاہوں گا فاضل رکن فرما رہے ہیں کہ میں نے پہلے یہ سوال اس اسمبلی میں پیش کیا تھا۔ اس کا جواب انہیں دیا گیا تھا اس کے بعد کیا پھر یہ تحریک التواء کی شکل میں لایا جاسکتا ہے؟

جناب سپیکر: آپ یہ فرما رہے ہیں کہ ارشاد حسین سیٹھی صاحب اس پر پہلے سوال لائے تھے اور اس کے بعد تحریک التوائے کار لائے ہیں؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ وزیر موصوف غالباً اس وقت علاج کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے جب میں نے یہ معاملہ اسمبلی کے سامنے رکھا تھا اور ضمنی سوال کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ اس کو مزید بہتر انداز میں تحریک التواء یا کسی اور شکل میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ میں نے اس لیے یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ وزیر موصوف اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے۔ تو جناب والا! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ میں نے معاملہ پیش کیا ہے اس پر ایوان کے رو برو ذمہ داری کے ساتھ جو قدم اٹھایا گیا ہے وہ بھی بتایا جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ اس پر کیا کارروائی کی جارہی ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس کو زیر بحث لایا جائے۔ میرے پاس اس معاملے میں انتہائی تفصیل کے ساتھ حقائق ہیں وہ میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: سیٹھی صاحب! اب آپ تشریف رکھیں اس پر گورنمنٹ کا نقطہ نگاہ جناب لطیف مغل بیان فرمائیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری (جناب ایم لطیف مغل): جی ہاں

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

جناب ایم لطیف مغل: جناب سپیکر! جہاں تک معزز رکن نے اس بارے میں کہا ہے کہ گوالوں نے شمالی لاہور کی طرف رخ کیا ہے یہ درست ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جو ہماری لاہور میٹرو پولیٹن ہے اس نے صفائی کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک فیصلہ کیا کہ شہر سے تمام گوالوں کو نکال دیا جائے - تو یہ کارروائی ہوتی رہی صرف پانچ دن میں 25-3-1991 تا 30-3-1991 تک 761 مویشی کیٹل فارم میں داخل کئے گئے اور اور اس طرح گوالوں کو تقریباً 29 ہزار 3 سو روپے جرمانہ بھی کیا گیا۔ یہ پانچ دن کی کارروائی تھی۔ پروگرام یہ تھا کہ تمام شہر سے گوالے باہر منتقل ہو جائیں تاکہ شہر کی صفائی

ہوسکے جو کہ محکمہ صحت کے بارے میں ہے۔ تو اس بارے میں ولی محمد نامی ایک شخص نے ہائی کورٹ سے حکم امتناعی لے لیا۔ اس نے صرف حکم امتناعی شمالی لاہور کا لیا اس لئے ہمیں یہ کارروائی بند کرنا پڑی اب یہ کیس ہائی کورٹ میں چل رہا ہے۔ آج بھی میٹرو پولیٹن لاہور کا یہ منصوبہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ لاہور سے تمام مویشی باہر نکال دیئے جائیں۔ لیکن مجبوری یہ ہے کہ اس وقت کیس عدالت میں ہے اور ہم کوئی کارروائی نہیں کرسکتے ہم پیروی کر رہے ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ان کا حکم امتناعی خارج ہو جائے۔ جب ان حکم امتناعی خارج ہو گا تو اس وقت ہم ان کا حلقہ یا شمالی لاہور بلکہ تمام شہرلاہور سے جیسے ہمارا منصوبہ ہے تمام مویشی باہر نکالیں گے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو وضاحت کی ہے وہ درست نہیں ہے۔ پورے لاہور کے لئے حکم امتناعی ایک وقت میں لیا گیا تھا اس کے بعد جب یہ اپریشن کلین اپ کے نام سے مہم شروع کی گئی تھی اس میں ہائی کورٹ نے بھی یہ حکم امتناعی خارج کر دیا تھا اس کے بعد آئندہ کے لئے کسی بھی گوالے کو حکم امتناعی نہیں دیا گیا اور اس کے تحت پورے لاہور میں جناب سپیکر کارروائی کی جارہی ہے۔ یہاں یہ بیان دینا کہ شمالی لاہور کے مخصوص گوالوں نے حکم امتناعی لے لیا ہے اور اس کی وجہ سے یہ کارروائی نہیں کی جارہی یہ درست نہیں ہے یہ بیان وزیر موصوف نے پہلے بھی دیا تھا اور آج پھر اس کو دہرا رہے ہیں۔ اور اس کی شدت کا احساس نہیں کیا جارہا جبکہ کم و بیش آٹھ دس لاکھ کی آبادی وقت پر اپنے سکولوں میں کالجوں میں اور دفاتر میں پہنچ نہیں سکتی۔

جناب والا! شاد باغ سے اسمبلی ہال کا فاصلہ زیادہ سے زیادہ پانچ یا چھ کلو میٹر ہے یہاں تک پہنچنے کے لئے کم از کم چالیس یا پینتالیس منٹ لگتے ہیں۔ اس بات سے آپ اندازہ لگائیں کہ جب صبح دفاتر میں جانے کا ٹائم ہوتا ہے تو یہ تمام مویشی سڑکوں پر نکل آتے ہیں۔ چرواہے بند کے اس پار چرانے کے لیے یہ مویشی لیکر جاتے ہیں۔ جب لوگوں کا واپس گھروں کو آنے کا ٹائم ہوتا ہے تو پھر یہ مویشی سڑکوں پر رواں دواں ہوتے ہیں۔ اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ یہ انتہائی اہم نوعیت کا معاملہ ہے لاہور کی کم و بیش آٹھ دس آبادیوں کا معاملہ ہے جیسے میں اس ایوان میں زیر بحث لانے کی اجازت چاہ رہا ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس تحریک التوا کو منظور کر کے زیر بحث لایا جائے اور معزز اراکین کے سامنے میں یہ بیان کروں کہ اس سے ایک ایک آدمی متاثر ہے۔ جناب سپیکر ٹیٹنس کے وائرس سے میرے حلقے کے عام لوگ شکار ہیں۔ اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ ان کی غلاظت کی وجہ سے جو یہ سڑک پر بکھیرتے ہیں یہ انتہائی تشویش ناک یہ امر ہے۔ اس بارے میں انتہائی سختی سے نوٹس لیا جانا

چاہیے۔ اور اس مسئلے کو زیر بحث لانا چاہیئے۔

جناب ایم لطیف مغل: جناب سپیکر! یہ کارروائی کسی ایم پی اے کی شکایت پر یا کسی معزز رکن کی شکایت پر نہیں کی گئی بلکہ یہ لاہور میٹروپولیٹن کا ایک پروگرام ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ تمام مویشی لاہور سے باہر چلے جائے تاکہ صفائی کا نظام بہتر ہوسکے تو جیسے میرے دوست نے بتایا ہے کہ 30 اپریل کو دل محمد نامی ایک شخص نے ہائی کورٹ سے جو حکم امتناعی لیا۔ ہائی کورٹ نے تو یہاں تک کیا کہ ایک آرڈر کیا جس کے تحت 82 مویشی بغیر جرمانے کے چھوڑ دیے گئے - وہ مجبوراً ہمیں چھوڑنے پڑے۔ اس کے بعد اب ان کا کیس چل رہا ہے۔ اگر ان دنوں میں اگر حکم امتناعی ختم ہوگیا تو میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارا پہلے ہی منصوبہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ مویشی لاہور میں نہ رہیں کیونکہ ان کی وجہ سے گندگی اور بیماری پھیلنے کا اندیشہ ہے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہو کہ اگر حکم امتناعی خارج ہوگیا ہے تو ہم پہلی فرصت میں کارروائی کریں گے اور مویشی باہر نکال دیں گے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنی چاہونگا کہ تمام لاہور میں گوالے بستے ہیں اور تمام لاہور سے گوالے جاچکے ہیں۔ جس حکم امتناعی کا یہ ذکر فرما رہے ہیں اور جو یہ گرز دے رہے ہیں -----

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ تحریک التواء کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کی بات حکومت کے کانوں تک پہنچ جائے اور تحریک التواء کا مطلب ہوتا ہے کہ آپ اپنے علاقے کا کوئی مخصوص مسئلہ ہے تو اس کو آپ agitate کررہے ہیں اور وہ متعلقہ لوگوں تک بھی پہنچ جائے کہ آپ نے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے یہ بات کی ہے اب آپ نے یہ تحریک التواء پیش کی۔ اس پر آپ نے بات کی جو گورنمنٹ تک بھی پہنچ گئی اور عوام تک بھی پہنچ گئی کہ آپ نے ان کی تکلیف کا ذکر کیا۔ لیکن ہم نے اس کو take up کرنا ہے strictly according to rules آیا یہ اس تحریک التوا بنتی ہے یا نہیں آیا یہ زمرے میں آتی ہے یا نہیں تو اس سلسلے میں معزز پارلیمانی سیکرٹری نے آپ کو کافی assurance دی ہے اور انہوں نے گورنمنٹ کی طرف سے اپنا نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ اس کی روشنی میں یہ تحریک التواء فنی اعتبار سے تھوڑی سی کمزور ہے تو اب آپ فرمائیں کہ کیا ارشاد ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! اس کے جواب میں میں نے صرف یہی کہنا چاہوں گا ہم عوامی مسائل جس انداز سے ہم اس ایوان میں پیش کرتے ہیں اس کے ازالے نہ کرنے کا جواز منسٹر صاحبان نے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان نے اپنے ذمے لے رکھا ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ لوگوں

کے' عوام کے مسائل حل ہوں۔

جناب سپیکر: سیٹھی صاحب! اب آپ اس کو پریس نہیں کرتے ہیں؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں اس پر اپنی کوئی رائے نہیں دیتا جناب۔ آپ اس پر رولنگ فرما دیں۔

جناب سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔

جناب ایم لطیف مغل: جناب سپیکر! معزز رکن کو جیسے میں نے واضح الفاظ میں کہا ہے کہ یہاں پر ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کے لیے میٹروپولیٹن لاہور نے جو کارروائی کی ہے وہ سب کے سامنے ہے اسی طرح گوالوں کا جو مسئلہ ہے اور انہیں شہر سے اٹھایا گیا ہے یہ کسی ممبر کی طرف سے نہیں اٹھایا گیا یہ ہمارا بلدیہ کا جو اپنا نظام ہے وہ خود چاہتے ہیں کہ یہ صفائی ہو لیکن اگر ہائی کورٹ کی طرف سے کوئی ایسا پیغام یا حکم امتناعی ہو جاتا ہے تو ہم مجبور ہوتے ہیں اور ہمیں کارروائی روکنی پڑتی ہے۔ تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہائی کورٹ کی طرف سے حکم امتناعی خارج ہو گیا تو جو ہمارا منصوبہ ہے وہ اس طرح جاری رہے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم چاہتے ہیں کہ تمام گوالے شہر سے باہر چلے جائیں تو میرے خیال میں فنی اعتبار سے یہ تحریک التوائے کار بنتی بھی نہیں ہے اور ہم یقین دہانی بھی کرا رہے ہیں کہ یہ ہمارا اپنا پروگرام ہے اور ہم اسے جاری رکھیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! مجھے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ لاہور شہر کے بارے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی جتنی بھی معلومات ہیں وہ انتہائی ناقص ہیں۔ ناجائز تجاوزات کے بارے میں جو انہوں نے ذکر کیا ہے جن کے لیے اپریشن کلین اپ شروع کیا گیا تھا۔ جناب سپیکر! میں لاہور میں پیدا ہوا اور لاہور میں ہی لکھا پڑھا۔ لاہور ہی نے مجھے اس معزز ایوان کا ممبر بنایا۔ میں ایک ایک جگہ کی نشاندہی کرنے کے لیے تیار ہوں کہ کہیں بھی کسی جگہ سے کوئی تجاوزات دور نہیں کی گئیں وہ آج بھی وہیں کی وہیں ہیں۔ یہ خواہ مخواہ defend کر رہے ہیں۔

جناب ایم لطیف مغل: جناب سپیکر! اگر میرے معزز رکن لاہور میں رہتے ہیں تو میرے خیال میں تمام لاہور میں اخبارات میں اتنا شور تھا اور پاکستان میں شور تھا کہ ــــــــــ

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ مغل صاحب۔ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر کی شکل میں بات کی ہے اس کا جواب آپ کو نہیں دینا چاہیے۔ اس تحریک التوا کو میں خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ کیونکہ قواعد کے مطابق یہ تحریک التوا کے زمرے میں نہیں آتی۔

میاں محمود احمد کی تحریک التوا ہے مگر وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں اور وہ بیمار ہو گئے ہیں۔ ممتاز علی چودھری ایم پی اے' کی تحریک التوا ہے وہ بھی تشریف نہیں رکھتے ہیں غالباً" ان کی سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ ہے۔ علی حسن رضا قاضی اور ملک اقبال احمد لنگڑیال کی تحریک التوائے کار ہے۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا! میری اس معاملے میں درخواست ہے کہ تحریک التوائے کار نمبر 50 کا بھی موضوع اس تحریک التوائے کار سے ملتا جلتا ہے۔ لہٰذا آپ اسے بھی اس کے ساتھ اکٹھا کر لیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب' اگر وہ اس سے ملتی جلتی ہے تو پھر اسے اکٹھا take up کر لیں گے۔

امتحانی مراکز میں پولیس کی دخل اندازی

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور مورخہ 31 مارچ 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ پولیس کا ایک باوردی سپاہی بوٹیاں پھینک رہا تھا۔ ڈی ایس پی شیخوپورہ کا بیٹا نقل کر رہا تھا امتحانی مرکز کے اندر بھی سادہ کپڑوں میں پولیس کا ملازم مدد دے رہا تھا امتحانی مرکز کے ساتھ والے کمرہ میں نقل کا مواد تیار کیا جا رہا تھا بیٹے کو چھڑانے کے لیے باوردی ڈی ایس پی پہنچ گیا یہ سب کچھ طارق ہائی سکول شیخوپورہ میں یونیورسٹی کے امتحانی معائنہ سکواڈ کے چھاپہ کے دوران ہوا اس نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ پولیس خود بوٹی مافیا میں شامل تھی کیونکہ اس امتحانی مرکز میں ڈی ایس پی کا لخت جگر امتحان دے رہا تھا۔ جس کا رول نمبر 3723 ہے یہ سب کچھ اس پولیس کی طرف سے ہو رہا ہے جس کا ماٹو ہے "پولیس کا ہے فرض مدد آپ کی" قبل ازیں "مرغا سکینڈل" کیس بھی اس لئے بنا تھا کہ اس امتحانی مرکز میں اعلیٰ افسران کے بیٹوں کو جب نقل کرنے سے روکا گیا تھا پولیس نے معزز اساتذہ کو مرغا بنا کر ان کی تذلیل کی تھی۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب غم و غصہ پایا

جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون: جناب والا! مورخہ 30 مارچ 1991ء کو محمد شریف سابق ڈی ایس پی سٹی سرکل دیگر امتحانی مراکز چیک کرنے کے بعد ایک امتحانی مرکز گورنمنٹ طارق ہائی سکول شیخوپورہ کو چیک کرنے کے لیے جب احاطہ سکول میں داخل ہوئے تو وہاں پر کسی شخص نے ان سے کہا کہ میں معائنہ ٹیم کا افسر ہوں اور لاہور سے آیا ہوں اور ساتھ ہی محمد شریف ڈی ایس پی کو آگے جانے سے روک دیا جس پر ڈی ایس پی نے اپنا تعارف کروایا کہ وہ باوردی ہیں اور حلقہ افسر ہیں اور سنٹر کو چیک کرنے کے لیے وہ یہاں پر آئے ہیں مگر یہ الفاظ سنتے ہی وہ شخص غصہ میں آگیا اور ڈی ایس پی مذکور سے تلخ کلامی سے پیش آیا مگر اس کے باوجود ڈی ایس پی نے اس کے ساتھ بڑے دھیمے انداز میں بات کی اور سنٹر ہذا میں انہوں اپنے آنے کی تفصیل بتائی۔

جناب والا! جہاں تک ان کے بیٹے کے امتحان دینے کا تعلق ہے اور جو اخبار میں خبر چھپی ہے اور جس کو فاضل ممبر نے اپنی تحریک التوائے کار کی بنیاد بنایا ہے کہ ان کا لڑکا امتحان دے رہا تھا۔ جناب والا! حقیقت حال یہ ہے کہ ان کا کوئی لڑکا بی ایس سی یا بی اے کا امتحان نہیں دے رہا تھا ان کے لڑکے کا نام عباس ہے اور اس کی عمر سات یا آٹھ برس ہے اس لیے اس کے بی ایس سی یا بی اے کا امتحان دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب والا! اس خبر کی تردید بھی مورخہ یکم اپریل 1991ء کے اخبار میں چھپ چکی ہے۔

جناب والا! ان حقائق کے پیش نظر میں اپنے بھائی سے توقع کروں گا کہ وہ میرے اس جواب سے مطمئن ہوں گے اور اسے پریس نہیں کریں گے۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب والا! محترم وزیر قانون کی اس وضاحت کے بعد میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

پارلیمانی سیکرٹری (امور داخلہ): جناب والا! اس قسم کی اور بھی کئی تحاریک التوائے کار ہیں لہذا میری استدعا ہے کہ ان کو بھی اس کے ساتھ ہی نمٹا دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے وہ بھی اس کے ساتھ ہی نمٹی ہوئی تصور ہوں گی۔ سیکرٹری صاحب آپ کو یہ لکھ دینا چاہیئے کہ یہ موشنز identical ہیں۔ ملک صاحب باقی بھی اس کے ساتھ اکٹھی ٹیک اپ ہوں گی۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! یہ جو تحاریک التوائے کار ایک جیسی ہیں کیا ان کو

منظور کر کے ان پر بحث نہیں ہو سکے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری (امور داخلہ) : جناب والا! یہ تحاریک بوٹی مافیا سے متعلقہ ہیں ان پر تو بحث ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر : قاضی صاحب' آپ کی جو بوٹی مافیا کے بارے میں تحریک التوائے کار ہے اور جو دوسری اس قسم کی تحاریک ہیں ان سب کو میں نے admit کیا اور میں نے اس کی اہمیت کے پیش نظر اس پر ڈیبیٹ کروائی اس پر دو' اڑھائی گھنٹے بحث ہو چکی ہے اس لیئے آپ کی یہ تحریک التوائے کار اور جو دوسری اس قسم کی ہیں یہ سب کی سب dispose of تصور ہوں گی۔

ممتاز علی چودھری صاحب کی تحریک التوائے کار ہے اور وہ اس ایوان میں تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ چودھری شوکت داؤد صاحب کی تحریک التوائے کار ہے اور بھی تشریف نہیں رکھتے۔ میاں محمود احمد صاحب نہیں ہیں تحریک التوائے کار نمبر47 میاں محمود احمد صاحب نے واپس لے لی ہے۔ 48, 49, 50, 51, 52, 53, 54, 55, 56, 57 اور 58 یہ سب تحاریک میاں محمود احمد صاحب کی ہیں وہ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے ہیں وہ بیمار ہیں اللہ تعالٰی ان کو شفا دے۔

سید چراغ اکبر شاہ' غلام سرور خان' قاضی صاحب اور ملک اقبال احمد صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر59 ہے۔ جی اسے کون پیش کرے گا۔

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر کے افسران کی ترقی میں تاخیر

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" لاہور مورخہ 30 مارچ 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے افسروں کی ترقی کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا ہے اس خبر کے مطابق محکمہ کے 19 ایکسین حضرات کی ترقی کا معاملہ کھٹائی میں پڑا ہوا ہے اور ان انجینئرز میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے اور وہ اس نا انصافی کی وجہ سے اپنے فرائض دلجمعی سے ادا کرنے کے قابل نہیں ہیں صوبائی حکومت نے ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی مقرر کی تھی جس نے 19 قابل ترقی افسران کی سفارش کی تھی البتہ ایک ایسے صاحب بھی تھے جو ترقی کے اہل نہ تھے لیکن ایک معزز ایم پی اے ان کی ترقی چاہتے تھے چنانچہ اس کی وجہ سے یہ سارا معاملہ رک گیا بعد میں ایک سہ رکنی کمیٹی دوبارہ بنائی گئی

جس میں وہ معزز ایم پی اے بھی شامل تھے اس کمیٹی کی رپورٹ بھی ابھی نہیں آئی ہے سرکاری محکموں میں ذاتی پسند ناپسند کی بنیاد پر ترقی دینے کا رجحان کسی لحاظ سے بھی صحت مند نہیں ہے اور اس سے بے شمار انتظامی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور سرکاری محکمہ جات میں ایسے اقدامات کا اثر پوری مشینری پر پڑتا ہے اور آخرکار عوام کو اس کا نتیجہ بھگتنا پڑتا ہے اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور اضطراب' غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: اس پر مزید بات چیت اگلے روز جاری رہے گی۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر میاں منظور احمد موہل صاحب!

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! کیا جب اسمبلی کی کارروائی شروع ہو تو اس کے دوران محترم سپیکر کسی کاغذ کا مطالعہ کر سکتے ہیں اور اسمبلی کی کارروائی سے لاتعلق رہ سکتے ہیں؟ یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب یہ کیا پوائنٹ آف آرڈر ہوا؟

میاں منظور احمد موہل: یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے جناب۔ بالکل پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میاں صاحب کے حکم کی تعمیل میں ہم 9 بجے ٹھیک آکر یہاں حاضر ہو جاتے ہیں اور وقت کی پابندی کرتے ہیں لیکن میاں صاحب خود اس چیز کے شاہد ہیں کہ اس وقت کتنے ہمارے معزز اراکین تشریف لاتے ہیں۔ اس وجہ سے بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جوکہ میرے خیال میں حُسن اسی میں ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو اسی طرح سے چلنے دیا جائے۔

چودھری سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر! ان کو گولڈ میڈل دیا جائے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میرا اعتراض یہ بھی ہے کہ کیا سپیکر رولنگ دینے کی بجائے لاء منسٹر اس پر رولنگ دے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: نہیں۔ لاء منسٹر اس پر رولنگ نہیں دے سکتے اور نہ ہی وہ رولنگ دے رہے ہیں

لیکن لاء منسٹر صاحب آپ کو ایک مشورہ دے رہے ہیں جو میں سمجھتا ہوں بڑا صائب مشورہ ہے اور آپ کو اس پر غور کرنا چاہیے۔

چودھری غلام احمد خان: میاں صاحب کو ڈبل میڈل دیا جائے یہ رات کو بھی یہاں سوتے ہیں۔

جناب سپیکر: اور تھوڑا سا اپنی طبیعت اور مزاج میں ٹھہراؤ بھی پیدا کرنا چاہیے۔ یہاں بے شمار معاملات اسمبلی کے متعلقہ ہی ہوتے ہیں۔ کئی چیزیں جو ہیں مثلاً" میرے پاس یہ دستاویز آئی ہے کہ Standing Committees کے Elections ہو رہے ہیں اور کل ہاؤس نے prorogue ہو جانا ہے اور ہاؤس کے prorogue ہونے سے پہلے جو Standing Committees میں نے constitute کرنی ہے اور بطور سپیکر آف دی اسمبلی' ہاؤس کمیٹی میں نے بنانی ہوتی ہے اور اس کے علاوہ باقی Standing Committees میں کچھ رد و بدل کرنا ہے جو لیڈر آف دی اپوزیشن اور لیڈر آف دی ہاؤس کی مرضی سے رد و بدل ہوتا ہے۔ تو اس میں میرے توسط سے وہ معاملات اپوزیشن لیڈر کے اور لیڈر آف دی ہاؤس کے وہ زیادہ بہتر انداز میں چل سکتے ہیں تو اس سلسلے میں اور بے شمار معاملات ہوتے ہیں جن کو دیکھنا ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے معاملات ہاؤس میں اٹھانے والے ہی نہیں ہوتے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ سپیکر کے بعد ایوان کی کارروائی جاری رکھنے کے لیے ڈپٹی سپیکر اور پینل آف چیئرمین کے چار آدمی ہوتے ہیں کہ اگر ایسے ضروری معاملات ہوں تو سپیکر صاحب اپنے چیمبر میں جا سکتے ہیں اور پھر جو باقی حضرات ہیں وہ کارروائی کی صدارت کر سکتے ہیں۔ تو میں بڑے ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ میرا پوائنٹ آف آرڈر بڑا valid تھا کیونکہ یہ ایک اور بات ہے کہ آپ نے اگر رولنگ دے دی ہے تو میں اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ لیکن اگر ایسے معاملات ہوں تو وہ اسی لیے ڈپٹی سپیکر اور چیئرمین کے چار نام پینل میں ہوتے ہیں ایک نہ ہو تو دوسرا' تیسرا' چوتھا۔ تو یہ میں اس میں گزارش کروں گا تاکہ ریکارڈ درست رہے۔

جناب سپیکر: جی آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں نے سن لیا ہے اور اس پر میں نے جو رولنگ دی ہے اس میں میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے میں اسے Rule out کرتا ہوں۔

محترمہ فوزیہ بہرام: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا ایک ممبر کے اس طرح کے پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے پر چیئر سے explanation لینی چاہیے؟ اور کیا چیئر

کے conduct کو اس طریقے کے ساتھ ہم ہاؤس میں discuss کر سکتے ہیں جبکہ باقاعدہ سوال جواب ہو رہے ہیں کہ چار ممبری اس لیے بنائے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی! بیگم صاحبہ کا پوائنٹ آف آرڈر valid ہے۔ چیئر کے conduct کو ہاؤس میں criticize نہیں کیا جا سکتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور اس بارے میں بے شمار رولنگ موجود ہیں اور چیئر کو اپنا conduct کسی کے سامنے explain کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

تو یہ جو مسئلہ تحاریک التوائے کار کا ہے۔ یہ تو ٹائم ختم ہو گیا۔ اب غیر سرکاری ارکان کی کارروائی ہے۔ تو غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ پہلے تحریک استحقاق نمبر 39 اور مجلس استحقاقات کی عبوری رپورٹ پر غور کرنے کے لیے میاں منظور احمد موہل صاحب تحریک پیش کرتے ہیں۔ میاں صاحب آپ سن رہے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! رول (2) 166 کو آپ پڑھ لیجئے اس میں کیا ہے؟ 166 سب رول (2)، میں اس پر عمل کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: کیا آپ نہیں پیش کرنا چاہتے؟

میاں منظور احمد موہل: اس میں وہی ہے کہ جب اگر کوئی ممبر نہ پیش کرے تو وہ withdraw تصور ہو گی۔

جناب سپیکر: اچھا ____

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

وزیر قانون: جناب والا! جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے ایک سپیشل کمیٹی بنائی تھی۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب کی جو Privilege Motion Rule out کی تھی تو پھر اس کے بعد ایک مجلس خصوصی اس سلسلے میں تشکیل دی گئی تھی۔ جس کا کنوینر مجھے بنایا تھا اس کمیٹی نے 20 تاریخ تک رپورٹ دینی تھی۔ تو چودھری صاحب کی بھی یہ خواہش ہے کہ اس میں ٹائم کچھ بڑھا دیا جائے تاکہ ہم آسانی سے پھر اس کی رپورٹ تیار کر سکیں۔

جناب سپیکر: آپ ٹائم بڑھانا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون: جی جناب والا!

جناب سپیکر: تو اس بارے میں آپ نے تحریک دی ہے؟

وزیر قانون: اس کے لئے جناب آپ 31 جولائی تک کر دیں۔ اس دوران ہم رپورٹ تیار کر لیں گے۔

جناب سپیکر: تو 31 جولائی 1991ء تک اس کو بڑھایا جائے۔ ٹھیک ہے۔

وزیر قانون: جی ہاں!

جناب سپیکر: 31 جولائی 1991ء تک ٹائم بڑھانے کی تحریک منظور ہوئی۔

مسودہ قانون

ہمارے پاس مسودہ قانون ہے میاں محمود احمد کی طرف سے وہ اس وقت تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ پیش نہیں ہوگا اگلا مسودہ قانون جناب ارشاد حسین سیٹھی۔ جناب فرید احمد پراچہ' میاں محمودالرشید صاحب نے پیش کیا ہے۔ ارشاد حسین سیٹھی اسے پیش کرنا چاہیں گے۔ ارشاد فرمایئے۔

مسودہ قانون' نفاذ اردو' پنجاب بابت 1991ء

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:۔

"مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب بابت 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:۔

"مسودہ قانون نفاذ اردو پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں' میں اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کے لئے اس کی مخالفت کر رہا ہوں۔ جب سیٹھی صاحب اپنی بات مکمل کر لیں گے تو میں بھی ان کی خدمت میں کچھ گزارشات پیش کروں گا شاید اس کے بعد انہیں اس بل کو پریس کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! اس سلسلہ میں میں نے اس سے پہلے بھی پرائیویٹ ممبرز ڈے پر بات کی تھی۔ اس لئے آج مختصر طور پر یہ کہوں گا کہ اس بل کی اہمیت اور افادیت سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا۔ دنیا کے کسی بھی متمدن اور مہذب ملک میں اور کوئی بھی ترقی یافتہ ملک ایسا نہیں ہے جس نے اپنی قومی زبان کے ذریعے اپنے عوام کو اپنی قوم کو بام عروج تک نہ پہنچایا ہو۔ اور باوجود صلاحیت رکھنے کے ہمارا ٹیلنٹ جو ضائع ہو رہا ہے وہ صرف اور صرف اسی وجہ سے ہے کہ ہم نے ایک مستعار لی ہوئی اور دور غلاماں کی یاد گلے سے لگا کر اپنی تعلیمی درسگاہوں میں بھی اور دوسرے معاملات میں بھی اس کو رائج کر رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کے تعلیمی اداروں کے نتائج گواہ ہیں کہ بہت سے ہمارے طالب علم صرف اسی وجہ سے اپنی صلاحیتیں استعمال نہیں کرسکتے کیونکہ یہ ان کے راستے میں بڑی زبردست رکاوٹ ہے۔ آئین پاکستان کے تحت بھی 15 سال گزرنے کے بعد اردو کو بطور سرکاری زبان رائج ہو جانا چاہیے تھا۔ اور سب سے بڑی بات جو میں سمجھتا ہوں کہ روح پاکستان حضرت قائداعظم نے اس بارے میں جو فرمایا ہے وہ میں یہ ضرور چاہوں گا کہ ان کے الفاظ من وعن معزز ایوان کے سامنے پیش کروں۔ ڈھاکہ میں عوام سے خطاب کرتے ہوئے 21 مارچ 1948ء کو انہوں نے فرمایا کہ؟

"میں آپ کو صاف طور پر یہ بتادوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہوگی اور کوئی دوسری زبان نہیں۔ جو کوئی آپ کو غلط راستے پر ڈالے وہ در حقیقت پاکستان کا دشمن ہے۔ ایک سرکاری زبان کے بغیر کوئی قوم نہ تو مضبوط بنیادوں پر متحد و یک جا رہ سکتی ہے اور نہ ہی بحیثیت قوم اپنا کردار ادا کر سکتی ہے۔ دوسرے ملکوں کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے بس جہاں تک سرکاری زبان کا تعلق ہے پاکستان کی زبان اردو ہوگی"

جناب والا! اتنے جامع الفاظ کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ مجھے اپنے بیان کو کسی اور انداز میں پیش کرنا چاہیے۔ میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قانون کو جلد از جلد نافذ کرنے کے لئے قانون سازی کا عمل جاری ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: جناب فرید احمد پراچہ صاحب۔

29/8 جناب فرید احمد پراچہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر! اردو بل کے سلسلے میں اس سے پہلے بھی اس ایوان کے سامنے میں نے گزارشات پیش کی تھیں کہ اردو غیر متنازعہ طور پر ہماری قومی زبان ہے اور اس بارے میں کوئی بھی ابہام نہیں پایا جاتا کہ یہ ہماری قومی یک جہتی کی علامت ہے۔ اسلام کے بعد اردو زبان ہی ہمارے صوبوں کو متحد رکھنے والی تعصب کو ختم کرنے والی ایک زبان ہے اور اس ایوان میں ہم نے صوبہ پنجاب سے تعلق رکھنے کے باوجود پنجابی زبان کو صوبے کی زبان بنانے کے بارے میں کوئی مسودہ قانون پیش نہیں کیا' بلکہ ایک ایسی زبان جو پورے ملک میں بولی جاتی ہے جو اظہار یک جہتی کی علامت ہے اور جس کے بارے میں بانی پاکستان حضرت قائداعظم نے واضح طور پر یہ کہا کہ پاکستان کی قومی زبان صرف اور صرف اردو ہوگی اس بارے میں ایک مسودہ قانون ہم نے پیش کیا ہے۔ جناب سپیکر گزارش یہ ہے کہ انگریزی کی بالا دستی قائم رکھنے کے لئے ایک طبقہ طویل عرصے سے کوشش کر رہا ہے۔ یہ طبقہ وہ جو ہمارے ملک سے انگریزوں کے جانے کے بعد ہمارا حکمران بنا ہوا ہے۔ اس طبقے نے اپنی حکمرانی کو قائم کرنے کے لئے انگریزی کو بطور ہتھیار استعمال کیا ہے۔ مقابلے کے امتحان بھی انگریزی میں ہوتے ہیں اور ایک رولنگ کلاس ہے جو نہ اپنی قابلیت کی بنیاد پر نہ اپنی صلاحیت کی بنیاد پر' نہ اپنی ذہانت کی بنیاد پر نہ اپنی ملک وقوم سے وفاداری کی بنیاد پر نہ پاکستان کے ساتھ ان کے تعلقات اور یک جہتی کی بنیاد پر بلکہ صرف ایک زبان کی بنیاد پر اور اس میں اپنی بالا دستی قائم رکھنے کی بنیاد پر ہمارے اوپر حکمران ہیں۔ اور یہ کلاس جو بیورو کریسی کی کلاس ہے اس نے مغرب کی ہر چمکتی ہوئی چیز کو سونا سمجھا ہوا ہے اور وہ' وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح سے دنیا کے اندر ہم اپنے آپ کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لے جائیں گے۔ جناب سپیکر زبان اور وہ بھی غیر ملکی زبان کسی قوم کو کبھی بھی ترقی یافتہ ممالک کی صف میں نہیں لے جاتی۔ روس میں ان کی اپنی زبان رائج ہے۔ چین کے اندر چینی زبان رائج ہے' جاپان اپنی زبان کے مطابق ترقی کررہا ہے جرمنی کے اندر ان کی اپنی زبان جرمن رائج ہے جناب یہ میں آپ کو ترقی یافتہ ممالک کی مثال دے رہا ہوں کہ جو دنیا کے اندر ترقی پر پہنچے ہیں اپنی زبان کے ذریعے سے پہنچے ہیں یہ مرعوبیت کا سلسلہ ختم ہونا چاہیئے۔ زبان جو ہے وہ علم نہیں ہوتی وہ آلہ تعلیم ہے علم کے لئے آلہ تعلیم دوسروں کا نہیں ہوتا اپنی زبان آلہ تعلیم ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے جناب سپیکر آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے دھلی کے اجلاس میں 1910ء میں ناگ پور کے اجلاس 1910ء میں لکھنؤ کے 1916ء کے اجلاس میں کلکتہ کے 1917ء کے اجلاس میں امرتسر کے 1919ء کے اجلاس میں اور لکھنؤ کے 1937ء کے اجلاس میں یہ قرار دادیں پاکستان بننے سے پہلے پاس کی تھیں کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہوگی اور اسی طرح سے 1956ء کے آئین میں آرٹیکل 214 میں 1962ء کے آئین کے

آرٹیکل 215 میں اور 1973ء کے آئین کے آرٹیکل 251ء میں اس بارے میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہوگی اور 1973ء کے آئین میں یہ مدت 15 سال رکھی گئی ہے اور اسی طرح وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس بارے میں اعلانات کئے۔ بجٹ کو اردو زبان کے اندر پیش کر کے اس طرح ایک پیش رفت کا اعلان کیا گیا اور اظہار کیا گیا۔ اس لئے جناب سپیکر گزارش ہے کہ اس مسودہ قانون کو منظور کیا جائے ایوان کے سامنے پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور ایسے اقدامات کیے جائیں جس سے صوبہ پنجاب کے اندر اردو کی بالا دستی قائم ہو شکریہ۔

(اس مرحلہ پر جناب ریاض احمد فتیانہ صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین: میاں محمود الرشید صاحب تشریف نہیں رکھتے تو میں محترم وزیر قانون سے کہوں گا کہ وہ اپنا نقطہ نظر بیان فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! معزز اراکین نے بل میں جن امور کے بارے میں حکومت کی توجہ مبذول کروائی ہے۔ وہ نتائج انتظامی ہدایات کے نتیجے میں بھی حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ جہاں تک آئین کا تعلق ہے آئین کے مطابق قومی امور سے متعلقہ قوانین سازی کا اختیار صرف پارلیمنٹ کو حاصل ہے نہ کہ صوبوں کو ویسے بھی میرے بھائی اس بات سے اتفاق فرمائیں گے کہ اردو ہماری قومی زبان ہے اور نہ صرف صوبائی سطح پر بلکہ ہمیں قومی سطح پر بھی اس کی اہمیت کو اجاگر کرنا چاہیے جو کام ہم انتظامی ہدایات کے ذریعہ سے کرسکتے ہیں۔ وہ کر رہے ہیں۔ اگر اس پر قانون سازی ہونی ہے تو یہ قومی سطح پر ہوگی۔

جناب والا! حکومت نے اردو کی ترویج کے لئے انتہائی موثر اقدامات کیے ہیں۔ اور مزید اقدامات کئے جارہے ہیں۔ چند ایک اقدامات جو اس وقت تک کیے جاچکے ہیں وہ اکثر اوقات پریس میں بھی آتے رہے ہیں میں اپنے بھائیوں کی تسلی کے لیے تھوڑا سا یہاں بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جناب چیف منسٹر صاحب نے اردو کی اہمیت اور افادیت اور تکمیل پاکستان کے پروگرام کے سلسلہ میں از خود مجلس زبان دفتری اردو کا صدر بننا منظور کیا ہے۔ وہ خود صدر بنے ہیں اور اس سلسلہ میں انہوں نے اس کی ایک کمیٹی بھی قائم کی ہے۔ چند دن پیشتر ہی اس کا اجلاس ہوا تھا جناب والا' اس سے پہلے بھی بہت سارے اہلکاروں کو مختصر نویسی سکھائی جارہی ہے بہت سارے اردو کے نئے ٹائپسٹ بھرتی کیے جارہے ہیں اور جناب چیف منسٹر نے ضلع کی سطح پر نئی اردو کمیٹیاں بنانے کی ہدایات کی ہے اور اس میں ادبی ذہن رکھنے والی اور محکمہ تعلیم کی مشہور شخصیتوں کو اس کمیٹی کا ممبر بنانے کا حکم دیا۔ اردو کی

اہمیت کا اس بات سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ ترویج اردو کے سلسلہ میں مجلس زبان دفتری کا اجلاس ہر ماہ ہوا کرے گا۔ میں کوشش کروں گا کہ اپنے معزز بھائیوں کی تسلی کے لیے اور اس بات میں عملی طور پر ان کو شریک کرنے کے لیے جناب چیف منسٹر سے گزارش کروں گا کہ جو اس بل کے محرک ہیں ان میں سے بھی کسی کو اس کمیٹی کا ممبر مقرر کیا جائے تاکہ خود ان کو پتا چل جائے کہ حکومت پنجاب اس چیز کو کتنی اہمیت دے رہی ہے۔ اور اس سلسلہ میں عملی طور پر کس قسم کے اقدامات کررہی ہے۔ جناب والا! قومی اہمیت کے پیش نظر میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس پر قانون سازی کرنی ہو تو قومی سطح پر ہو۔ یہاں پر اس بارے میں قانون سازی سے فائدے کی بجائے کچھ غلط فہمی اور ابہام پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ تو میں ان حقائق کے پیش نظر توقع کروں گا کہ میرے بھائی اس بل پر زور نہیں دیں گے اور میں ان کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ یہ جو نتائج چاہتے حکومت کی یہ ترجیح نمبرا ہوگی اگرچہ ہمیں اس سلسلہ میں کئی انتظامی مشکلات در پیش ہونگی ان حقائق کے پیش نظر میں توقع کروں گا کہ میرے بھائی اس بل پر زور نہیں دیں گے۔ شکریہ!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا.........

جناب چیئرمین: سردار صاحب' بہتر ہوگا کہ اس میں محرک سے پوچھا جائے کہ آیا وہ اس کو پریس کرتے ہیں یا اس کو واپس لینا چاہتے ہیں۔ تو میں سیٹھی صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! ان سے پوچھنے کے بعد پھر مجھے اجازت دیجئے گا اگر وہ اس پہ زور دینا چاہتے ہوں۔

جناب چیئرمین: جی ہاں۔ اس کے بعد میں آپ کو اجازت دوں گا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! جس طرح وزیر قانون صاحب نے اپنی گفتگو میں اس بات کو واضح کیا ہے۔ اس کی اہمیت کا انہوں نے اقرار کیا ہے۔ مگر ان کی گفتگو میں جو ایک چیز سامنے آئی ہے۔ اور معزز اراکین نے بھی سنی ہے کہ ایک طرف انہوں نے اس کو انتظامی معاملہ کہہ کر اس کی اہمیت بھی بڑھائی ہے اور دوسری طرف صوبائی سطح پر اس پر پیش رفت نہ کرنے کا جواز بھی انہوں نے پیش کیا کہ شاید اس سے کوئی ابہام پیدا ہوگا۔

جناب چیئرمین: میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا مسئلہ یہ ہے کہ جب غیر سرکاری کارروائی کا دن ہو۔ جب ایک بل پیش ہو اگر آپ اس کی اجازت دینا چاہیں تو پہلے محرک بات کرتا ہے۔ دونوں محرک حضرات نے بات کرلی ہے۔ اس کے بعد جو مخالفت کرنے والا منسٹر ہے وہ بات کرتا ہے میں آپ کو رول 74 (3) کا حوالہ دے کے بتاتا ہوں۔

74 (3) If a motion for leave to introduce a Bill is opposed, the Speaker, after permitting, if he so thinks fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and by the member or the Minister opposing it, may without further debate put the question.

اس کے بعد ضرورت ہی نہیں ہوتی کہ کوئی بات کرے۔ آپ نے ہاؤس کو یہ سوال پیش کرنا ہے۔ اس پر قطعاً کوئی بحث کی اجازت نہیں ہے یہ خاص طور پر لکھا ہوا ہے کہ اس پہ کوئی بحث نہیں ہو سکتی میں صرف اس لیے بولتا ہوں کہ جب بھی ایوان میں کوئی بات قواعد کے خلاف ہوتی ہے تو میرا بحیثیت ممبر یہ فرض بنتا ہے کہ میں آپ کو پوائنٹ آوٹ کروں۔

جناب چیئرمین: موہل صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے تو میں اس مسودہ قانون کے محرک سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں اسے ہاؤس میں پیش کروں یا آپ اس کو واپس لینا چاہیں گے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا! میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر پہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ صرف میں اس کی وضاحت کے لیے اجازت چاہتا ہوں۔ انہوں نے جو حوالہ آپ کے سامنے دیا ہے۔ اس میں لفظ "may" ہے اس میں لفظ "shall" نہیں ہے۔ آپ اجازت دے سکتے ہیں اگر مناسب سمجھیں۔ اور یہ سمجھیں کہ یہ معاملہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

you can permit the House to go for debate پہلے ایک نظریہ آیا ہے پھر دوسرا نظریہ آیا ہے۔چونکہ محرک اس پہ مصر ہیں کہ میں اس پر زور دیتا ہوں کہ اس پہ بات کی جائے تو پھر اس کے بعد یہ آپ کی صوابدید پر ہے کہ آپ اس کو زیر بحث لائیں یا نہ لائیں۔ یہ جو انہوں نے خود اپنی زبان سے فرمایا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ debare ہو جاتا ہے۔ اس میں "may" کا لفظ ہے اور یہ سمجھدار آدمی ہیں انگریزی مجھ سے بھی اچھی جانتے ہیں۔ may کا مطلب shall نہیں ہوتا۔

جناب چیئرمین: میں اس کو ایوان میں پیش کرنے سے پہلے ایک مرتبہ پھر ارشاد سیٹھی صاحب سے

پوچھنا چاہوں گا کہ آیا وہ اس پر زور دیتے ہیں یا اس کو واپس لیتے ہیں؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: ٹھیک ہے جناب سپیکر میں اس پر زور نہیں دیتا۔

جناب چیئرمین: تو یہ بل Dispose of ہوتا ہے۔ اب اس کے بعد یہ قرار دادیں ہیں۔

قرار دادیں
(مفاد عامہ سے متعلق)

بیگم راج حمید گل: جناب سپیکر رولز کو معطل کر کے میری قرار داد پہلے لی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ مجھے تھوڑا سا وقت دیں۔ یہ ساری قراردادیں آج نپٹا دی جائیں گی۔ پہلی قرار داد جناب ممتاز علی چودھری کی طرف سے ہے میں انہیں کہتا ہوں کہ وہ اسے پیش کریں۔ (جناب ممتاز علی چودھری ایوان میں حاضر نہیں تھے) دوسری قرار داد ملک احمد اولکھ کی طرف سے ہے۔

جناب سکندر حیات ملی: میری درخواست ہے کہ پہلی قرار داد مؤخر کردی جائے۔

جناب چیئرمین: ممکن ہے کہ اس سیشن کا غیر سرکاری کارروائی کا آج آخری دن ہی ہو جب یہ سیشن ہی ختم ہو جائے گا تو اگلے سیشن میں دوبارہ دینی پڑے گی۔

سید طاہر احمد شاہ: نئی قرار داد بھی پیش کرسکتے ہیں۔ مگر اس قرار داد کے بارے میں بھی اس سیشن کے بعد نوٹس دے سکتے ہیں کہ اس کو دوبارہ شامل کر لیا جائے۔ ان کی طرف سے نوٹس دینا ضروری ہوگا۔

جناب چیئرمین: ملک احمد علی اولکھ صاحب نہیں ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ قرار داد بھی پیش نہیں ہوسکتی۔ تیسری قرار داد جناب عامر حیات خان روکڑی کی ہے۔ اگر وہ ہیں تو اسے پیش فرمائیں...... چوتھی قرار داد بیگم راج حمید گل صاحبہ کی ہے اگر وہ اسے پیش کرنا چاہیں تو کریں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا قرار داد ہے' اس میں ہماری طرف سے ترمیم بھی ہے۔

جناب چیئرمین: اس میں تو جو قرار داد کے محرک ہیں عامر حیات خان روکڑی صاحب وہ ہاؤس میں

تشریف فرما نہیں ہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: نہیں اس میں حاجی غلام رسول صاحب ہیں، حاجی محمد افضل چن ہیں۔ اور یہ بڑی اہم نوعیت کی ہے کئی مسائل سے اس کا تعلق ہے، آپ اس کی اجازت دیں، حاجی غلام رسول صاحب یہاں پر موجود ہیں، اور اس میں میری طرف سے ترمیم بھی ہے۔ تو جناب والا! اس کو انہیں پڑھنے دیں۔

جناب چیئرمین: جی چودھری فاروق صاحب۔۔۔۔۔۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! جناب مشیر وزیراعلیٰ جس طریقے سے اپنی ترمیم کا ذکر کر رہے ہیں یہ رولز کے مطابق نہیں ہے۔ جناب والا جب کسی قرارداد کا محرک ایوان میں موجود نہ ہو تو وہ قرارداد lapse ہو جاتی ہیں۔ جب وہ پڑی ہی نہ جائے تو پھر اس میں ترمیم کس بات کی؟ جب ایک چیز ہاؤس میں پیش ہی نہیں ہوئی۔ تو جناب مشیر اس میں کوئی ترمیم پیش نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے چودھری صاحب! آپ کی بات صحیح ہے۔ اعظم چیمہ صاحب بڑے سینئر پارلیمنٹیرین ہیں، وہ آج یہاں تیاری کر کے نہیں آئے۔ تو میں محترمہ راج حمید گل صاحبہ سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

مسیحی اداروں کی واگزاری

بیگم راج حمید گل: شکریہ جناب سپیکر۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پرائیویٹائزیشن اور ڈی نیشنلائزیشن کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے مسیحی تعلیمی ادارے ان کے اصل مالکان کو واپس کر دیئے جائیں۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی آپ۔۔۔۔۔۔

ایک معزز ممبر: جناب والا! میں اس قرارداد کی پر زور حمایت کرتا ہوں اور میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ اس ضروری اہمیت کے حامل مسئلے کو صوبائی حکومت کی طرف سے ۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: اس کا طریقہ یہی ہے کہ پہلے محرک نے پیش کیا آپ پھر اس کو دھرائیں گے۔ اس کے بعد جب وہ پیش کرے گا تو پھر کوئی اور بات نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے پیش کیا آپ پہلے اس کو ہاؤس میں دھرا دیں۔

جناب چیئرمین: موہل صاحب وہ بیچ میں پوائنٹ آف آرڈر آگیا تھا میں پھر اپنی بات نہیں کہہ سکا۔ پوائنٹ آف آرڈر چونکہ میں نے dispose of کر دیا ہے...... تو قرار داد یہ پیش کی گئی ہے کہ" صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پرائیویٹائزیشن اور ڈی نیشنلائزیشن کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے مسیحی تعلیمی ادارے ان کے اصل مالکان کو واپس کردیئے جائیں"

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں اس کی مخالفت میں کرتا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر سر!

جناب چیئرمین: جی موہل صاحب.....

میاں منظور احمد موہل: وہ اس بات کو مانتے ہیں۔

If notice of an amendment has not been given two clear days before the day on which it is moved, ...

جناب چیئرمین: آپ کا پوائنٹ آف آرڈر متعلقہ ہے ان کی یہ ترمیم نہیں ہو سکتی۔ تو اس میں بیگم راج حمید گل صاحبہ اپنی قرار داد کے حق میں تقریر فرمائیں۔

بیگم راج حمید گل: شکریہ جناب سپیکر! وفاقی حکومت نے.....

جناب سکندر حیات ملی: پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سکندر حیات ملی: جناب والا! جب میں نے ترمیم کے لئے درخواست کی تھی تو میرے فاضل دوست نے ایک قاعدے کا حوالہ دیا تھا اس قاعدہ کی Interpretation جناب کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ شائد یہ سب کی سمجھ میں آجائے قاعدہ 98 کی آخری سطر ہے۔ جناب! اس میں لکھا ہوا

ہے کہ۔

Unless the Speaker, in his discretion, suspends this rule and allows the amendment to be moved.

یہ جو انہوں نے quote کیا ہے یہ فائنل نہیں ہے۔

That authority does not exist. Authority vests you. If you allow the amendment he cannot object under any circumstances and under any Rule.

جناب میری آپ سے استدعا ہے میں پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہو۔

سید طاہر احمد شاہ: ان کو تو بولنے دیں' منظور احمد موحل صاحب اندھیوں میں کانا راجا بنے ہوئے ہیں بھئی ان کو تو مکمل کرنے دیں۔ پھر اپنی بات کریں۔

جناب سکندر حیات ملہی: جناب والا! آپ کی وساطت سے میں یہ استدعا کرنا چاہتاہوں کہ جس وجہ سے میری بہن کی یہ قرار داد مسترد ہو رہی ہے اس میں تھوڑی سی ترمیم کرکے میں اسے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ انتہائی قابل تعریف چیز ہے کہ جب گورنمنٹ کی پالیسی ڈی نیشنلائزیشن کی طرف ہو تو اس میں میں یہ کہتا ہو کہ سیکی کا لفظ نکال دیں۔ تمام جتنے بھی Educational Institutions ہیں جو کہ گورنمنٹ نے take over کئے تھے۔ یا بھٹو گورنمنٹ نے take over کئے تھے وہ سب کے سب ڈی نیشنلائز کرنے چاہیں۔ کیونکہ یہ بھی آج ایک انڈسٹری بن چکی ہے۔ میں جناب یہ ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دے دیں تو اس میں ان کا بھی معاملہ حل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: آپ ذرا تشریف رکھیں۔

جناب سکندر حیات ملہی: شکریہ جناب جی چودھری فاروق صاحب آپ کسی پوائنٹ پر بولنا چاہیں گے؟

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں تو صرف یہی بات کرنے لگا تھا کہ میاں منظور احمد موحل صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے وہ اپنی جگہ پر لیکن قواعد کے مطابق یقیناً" کوئی دوسرا ممبر آپ سے اجازت لے کر اور قواعد relax کروا کے ترمیم پیش کرسکتا ہے اس لئے سکندر ملہی صاحب نے جو آپ سے استدعا کی تھی ترمیم پیش کرنے کی آپ اپنے صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے قواعد کو relax کرکے ان کو ترمیم پیش کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں جناب والا!

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! اب از راہ کرم آپ اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے

جناب ملی کو ترمیم پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔

جناب چیئرمین: میں اجازت دیتا ہوں۔

(۔۔۔۔ تالیاں ۔۔۔۔)

جناب سکندر حیات ملی: شکریہ جناب والا! اس ایوان کی رائے ہے کہ " صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پرائیویٹیشن اور ڈی نیشنلائزیشن کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے تمام تعلیمی ادارے ان کے اصل مالکان کو واپس کر دیئے جائیں "۔ یہ میں ترمیم شدہ قرار داد پیش کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ایم لطیف مغل: جناب والا! آپ محرک کو تو بات کرنے دیں۔ آپ انہیں تو بات نہیں کرنے دیتے اور ترمیم پہلے ہی آگئی ہے۔ پہلے سنیں تو سہی کہ محرک جو ہیں وہ کیا کہنا چاہتی ہیں اس کی feasibility پر ان کو بات تو کرنے دیں نا۔ اس کے بعد ترمیم پیش ہوگی۔

جناب چیئرمین: پہلے اس قرار داد کی جو محرک ہیں راج حمید گل صاحبہ وہ اپنا مختصر بیان دے لیں اس کے بعد میں ترمیم پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

بیگم راج حمید گل: جناب سپیکر! وفاقی حکومت نے پرائیویٹائزیشن اور ڈی نیشنلائزیشن کی پالیسی کے تحت 1972ء میں قومیائی گئی صنعتوں کو پرائیویٹ سیکٹر میں دینے کے اقدامات کیے ہیں۔ اس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ وفاقی حکومت کی طرف سے کئی بنک بھی پرائیویٹ سیکٹر میں دیئے جا رہے ہیں اور حکومت پنجاب نے پرائیویٹ سیکٹر میں نئے سکول کھولنے کے لیے بہت سی سہولتوں کا اعلان کیا ہے۔ ایسی صورت میں موجودہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ غیر منافع بخش صنعتوں بنکوں اور سکولوں کی وجہ سے قومی خزانے پر بے جا بوجھ نہ پڑے۔ یہ ایک انتہائی موثر سوچ ہے 1972ء میں بھٹو کے دور میں جب مسیحی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا گیا تو اس کے بعد تعلیم کا معیار اسی ہاؤس میں تھوڑے ہی دن پہلے جناب وزیر خزانہ صاحب نے اس بات کا اعتراف کیا کہ تعلیمی ادارے قومیانے کی وجہ سے تعلیم کا معیار گر گیا ہے۔

جناب والا! نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اب تعلیمی اداروں میں کلاشنکوف کلچر کی بات چل

نکلی ہے۔ مسیحی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیے جانے سے نہ صرف تعلیمی میدان میں مقابلے کا رجحان کم ہوا ہے بلکہ دوسری طرف مسیحیوں کو یہ احساس بھی ہوا ہے کہ ان کی جائیدادیں حکومت نے ضبط کر رکھی ہیں۔ جناب والا! محترم وزیراعظم صاحب نے گزشتہ دنوں غیر مسلم ماہرین قانون کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک میں شریعت کے نفاذ کے بعد حکومت اقلیتوں کے مفادات کی زیادہ نگہداشت کرے گی۔ ایسی صورت میں یہ بات قابل غور ہے کہ جب صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں 1972ء کی پالیسی کے تحت کسی بھی تعلیمی ادارے کو واپس نہیں کیا گیا تھا تو 1985ء میں سندھ میں قومیائے گئے تعلیمی ادارے واپس کر دیے گئے تھے لیکن صوبہ پنجاب میں قومیائے گئے تعلیمی اداروں اور بالخصوص مسیحی تعلیمی اداروں جو کہ مسیحی عوام یعنی اقلیتوں کی جائیدادیں ہیں ان کی واپسی کے لیے وفاقی حکومت کی طرف سے حکم نامے بھی جاری ہوئے لیکن ابھی تک واپس نہیں ہوئے۔ اب جب کہ آئی جے آئی کی حکومت ہے۔ حکومت نے پرائیویٹائزیشن اور ڈی نیشنلائزیشن کی پالیسی پر عمل بھی کر لیا ہے تو اب مسیحی تعلیمی ادارے ان کے اصل مالکان کو واپس کر دیے جانے چاہئیں۔ اس سے اقلیتوں کی جائیدادیں بھی واگزار ہو جائیں گی اور قومی خزانے پر سے بے جا بوجھ بھی ختم ہو جائے گا۔ میرے بھائی نے جو ترمیم دی ہے میں بھی اس کی تائید کرتی ہوں۔ میری طرف سے بے شک سارے سکول واپس کردیے جائیں لیکن میرا موقف یہ ہے میں جس پر زور دینا چاہتی ہوں کہ مسیحی تعلیمی ادارے مسیحیوں کی جائیدادیں ہیں اور جائیداد ضبط نہیں کی جاسکتی۔ تو میری استدعا ہے کہ حکومت جو کہ اس پالیسی پر عمل پیرا ہے اس پالیسی کو عمل میں لاتے ہوئے جب کہ بنکوں اور صنعتوں کو واپس کر رہی ہے تو ان کا رجحان سکولوں کی واپسی کی طرف بھی ہونا چاہیے۔ ایسا کرنے سے تعلیم کا معیار بھی بہتر ہوگا اور قومی خزانے پر جو بے جا بوجھ ہے وہ بھی کم ہو جائے گا یہ حکومت کی بہتری کے لئے ہے۔ ان کے نقصان کے لئے نہیں ہے اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اپنی پالیسی کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہیں چاہیے کہ اس کو منظور کریں اور اس پر ہمدردانہ غور کریں۔ اس قرار داد کی مخالفت کرکے وہ اپنی پالیسی کی نفی کر رہے ہیں' میری قرار داد کی نفی نہیں کر رہے ہیں۔ میں استدعا کرتی ہوں کہ وہ اس پر غور کریں اور جیسے بھی ہو اس کو منظور کریں۔ بہت شکریہ۔

سید چراغ اکبر شاہ: قاعدہ 101 کے تحت مجھے اس پر تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں' آپ کو موقع دیا جائے گا

سید چراغ اکبر شاہ: وقت بہت تھوڑا ہے۔

جناب چیئرمین: وقت میں توسیع ہو جائے گی۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر گزارش یہ ہے کہ محترمہ نے جو قرار داد پیش کی ہے اور اس کی حمایت میں انہوں نے جو دلائل دیے ہیں وہ کافی وزنی ہیں۔ لیکن انہوں نے فرمایا ہے کہ جو ترمیم پیش کی گئی ہے میں اس کو Support کرتی ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو ترمیم شدہ قرار داد ہے ایک لحاظ سے وہ غالباً اس کی Support کرتی ہیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی قرار داد واپس لے لیں کیونکہ انہوں نے کہا ہے کہ انہیں ترمیم شدہ قرار داد پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ وہ اس کی تائید کرتی ہیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ ان کا جو موقف ہے وہ بھی مضبوط ہوگا اور تعصب کی بو نہیں آئے گی۔ حکومت کا جو پرائیویٹائزیشن کا مسئلہ ہے اس کو مزید آگے کرنے کے لیے وہ جو سکندر حیات ملہی صاحب کی قرار داد ہے وہ زیادہ قابل قبول ہے۔ میرا خیال ہے کہ معزز خاتون میرے خیال کی ہم نوائی کریں گی۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اس میں میری تجویز ہے کہ اس میں چونکہ وزیر قانون صاحب نے oppose بھی کردیا ہے اور ایک ترمیم بھی آگئی ہے تو جناب والا آپ اس کو پینڈنگ کردیں۔ اس میں وزیر قانون بیٹھ جائیں وزیر تعلیم بیٹھ جائیں۔ یہ اتنا حساس مسئلہ ہے اور حکومت نے Education Foundation بنائی ہے جس میں بہت زیادہ پیسے رکھے گئے ہیں۔ قرار داد کو مکمل طور پر vet کرکے ایوان میں پیش کیا جائے۔

وزیر قانون: میں اتفاق کرتا ہوں کہ اگر میرے دوستوں کو اس سے اتفاق ہو جائے تو ایسا کر لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: میں دس منٹ کے لئے وقت آگے بڑھا رہا ہوں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ اس میں وقت کی توسیع نہیں آتی۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے میں یہی طریقہ ہوتا ہے۔ اس کو talk out ہونے دیں اگر یہ قرار داد ہے اس کو حکومت oppose کر رہی ہے تو یہی طریقہ ہوتا ہے کہ اس کو talk out ہونے دیا جاتا ہے۔ جب وقت ہوجائے تو ہاؤس adjourn ہو جاتا ہے۔ یہ روایت ہے رانا پھول خان بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ یہ نہیں کہ وقت میں توسیع کردی جائے۔

وزیر امداد باہمی: (رانا پھول محمد خان) جناب والا! آج پرائیویٹ ممبرز ڈے پر اس کے بعد بھی ایک بہت ضروری قرار داد ہے جو اس صوبے کے کاشتکاروں سے تعلق رکھتی ہے۔ میں محترمہ سے درخواست کروں گا کہ یقین دہانی کے بعد وہ اس کو واپس لے لیں اور بغیر کسی فرقے کے مشترکہ طور پر آئندہ قرار داد منظور کر لی جائے۔ اگر میری بہن اس کو بہتر سمجھیں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ وقت بھی بچ جائے گا۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر جب قرار داد ایوان میں پیش ہو جائے تو اس کو کوئی ممبر اپنی مرضی سے واپس نہیں لے سکتا میں آپ کو قاعدے کا حوالہ دوں گا۔ قاعدہ 99 ملاحظہ فرمایئے۔

99. "A mamber who has moved a resolution or an amendment to a resolution shallnot withdraw the resolution or the amendment except by leave of the Assembly."

وزیر امداد باہمی: جناب سپیکر کی اجازت سے واپس ہو سکتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: اجازت اسمبلی کی ضرورت ہے۔ اگر اسمبلی کی اجازت ہو تو پھر ہو سکتا ہے۔ سپیکر اسمبلی کے سامنے سوال پیش کرے گا اگر اسمبلی اجازت دیتی ہے کہ واپس لیا جائے پھر وہ واپس ہوگا ورنہ نہیں۔

جناب چیئرمین: موہل صاحب' ٹھیک ہے آپ نے بات کرلی ہے تشریف رکھیں تو اب چونکہ اس میں وقت نہیں ہے.......

(قطع کلامیاں)

پہلے تو سب لوگ تشریف رکھیں میں نے فی الحال دس منٹ اجلاس میں توسیع کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی: (جناب ایم۔ لطیف مغل) جناب سپیکر! یہ قرار داد بہت اہم ہے یہ سکولوں کا مسئلہ ہے اس سے بالا تر ہو کر اس سے ہٹ کر یہ عیسائیوں کا مسئلہ ہے یا مسلمانوں کا ہمیں بحث میں حصہ لینے دیا جائے۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہ سکول ان مالکان کو واپس دیے جائیں۔ اس میں طلبہ کا اساتذہ حضرات کا اور ہمارے بچوں کا مسئلہ ہے۔ اس کو پینڈنگ کیا جائے۔ ہمیں بحث میں موقع دیا جائے تاکہ ہم اس سے بالاتر ہو کر کہ یہ عیسائیوں کا مسئلہ ہے یا ہمارا

ہم اس میں بحث کر سکیں۔ ہم یہ پاس نہیں ہونے دیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر امداد باہمی: اس قرار داد کو منظور کریں یا نا منظور کریں۔ جب وقت ختم ہو جائے تو قرار داد فوت ہو جاتی ہے۔ اس لئے اگر محترمہ اس کو ایوان کی اجازت سے واپس لیتی ہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب تشریف رکھیں ملھی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری سکندر حیات ملھی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے معزز وزیر صاحب ابھی ابھی اٹھے۔ ہماری ایک قرار داد ہاؤس میں پیش ہوئی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ اس کو تو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں میری قرار داد جو آنے والی ہے وہ بہت اہم ہے انہوں نے ابھی کہا کہ جو میں پیش کرنے والا ہوں وہ تو بہت اہم ہے اور اس کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیں اس لئے کہ یہ وزیر ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

چودھری سکندر حیات ملھی: جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ جو تجویز میرے بھائی وزیر صاحب نے دی ہے کہ اس کو pending کر دیا جائے یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔ اس سے پہلے شریعت بل پر ایک قرار داد آئی تھی جو ہاؤس نے ایک ہفتے کے لئے pending کی تھی۔ ہم وہاں لاء منسٹر صاحب کے کمرے میں بیٹھے تھے یہ ان کو بھی پتا ہے تو میں fully endorse کرتا ہوں اگر ہاؤس اجازت دے اور جس طرح ہمارے بھائی مغل صاحب نے بھی کہا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہر چیز وہ کرنی چاہیئے جو کہ پوری consensus سے ہو تو اگر یہ Pending کر دیں تو ہمیں حرج نہیں ہم وہاں جا کر بیٹھ کر کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس میں چونکہ ٹائم ختم ہو رہا ہے۔ میں نے دس منٹ تو ٹائم بڑھایا ہے اسی میں آپ اس کو wind up کریں۔

وزیر امداد باہمی: (رانا پھول محمد خان)۔ جناب والا! میری عرض بھی سن لیں فاضل رکن نے جو میرے متعلق فرمایا ہے میری کوئی قراد داد نہیں ہے۔ میں نے تو یہ عرض کی تھی کہ ہماری محترمہ بہن اسے واپس لے لیں۔
(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: ملی صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا! میری قرر داد نہیں ہے۔ ایک ضروری قرار داد ملک طیب خان اعوان کی طرف سے ہے۔ اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ رانا صاحب تشریف رکھیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر ایک قرار داد کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے۔۔۔

(قطع کلامیاں)

جناب عادل شریف گل: (پارلیمانی سیکرٹری) جناب والا! ابھی تو پہلی قرار داد کا فیصلہ نہیں ہوا۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ ملک صاحب آپ تشریف رکھیں دستی صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ایس اے حمید: جناب والا! لوڈ شیڈنگ کے بارے میں ایک قرار داد ہے۔ جو بات چل رہی اسے dispose of کرنے کے بعد اس کو آپ نے ٹیک اپ کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: سید چراغ اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ آپ کوئی فیصلہ دیں میں اس پر حزب اختلاف کی طرف سے اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہوںگا کہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں جو تقاریر تعلیمی اداروں کی پرائیویٹائزیشن کے بارے میں ہو رہی ہیں اور جن جذبات کا اظہار معزز

اراکین اسمبلی کر رہے ہیں جناب والا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اگر تعلیمی اداروں کی پرائیویٹائزیشن کی بات ہو تو ممبران اسمبلی کو کتنی تکلیف پہنچتی ہے جب کہ ملک و قوم کی دولت لوٹی جا رہی ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: شیخ صاحب! وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں لہٰذا آپ اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں دے سکتے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا بینکوں کو ڈی نیشنلائز کیا جارہا ہے۔ صنعتوں کو ڈی نیشنلائز کیا جا رہا ہے۔ تو جناب والا! بڑے افسوس کی بات ہے کہ محترم ممبران اسمبلی اس وقت ____

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔
چراغ اکبر شاہ صاحب تشریف رکھیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جناب دستی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا ہاؤس کی کارروائی کا وقت ختم ہوگیا ہے اسے extend کیجئے یا اس کو ختم کیجئے۔

I propose the time may be extended.

جناب چیئرمین: ٹائم دس منٹ کے لئے بڑھ چکا ہے شائد آپ نے سنا نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں)

ملک صاحب۔ آپ تشریف فرما نہیں تھے اس لئے اب اس قرار داد پر بات نہیں ہوسکتی۔ اگر ٹائم بچا تو آپ کی قرار داد آجائے گی فی الحال وہ dispose of ہوچکی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب عادل شریف گل: (پارلیمانی سیکرٹری) جناب والا گزارش ہے کہ جو پہلی قرار داد پیش کی گئی تھی اس کا پہلے فیصلہ ہو جانا چاہیے یہ نہایت اہمیت کی قرار داد ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں کوئی نئی قرار داد پیش نہیں کر رہے آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

جی آپ فرمائیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر مجھے بار بار interrupt کیا جا رہا ہے۔ میری بات سنی جائے۔

جناب چیئرمین: باقی سب تشریف رکھیں میں ان کو فلور دے چکا ہوں لہٰذا یہ بات کریں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو قرار داد اس وقت ہاؤس میں دی گئی ہے یہ بڑی اہم نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اس سے ہمارے بچوں کا۔ ہماری نئی نسل کا مستقبل منسلک ہے اور آج اس پر بحث کئے بغیر اس کی خامیوں اور خوبیوں کو مد نظر رکھے بغیر فوری طور پر قرار داد پر آپ کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ میں درخواست کرونگا کہ تعلیمی اداروں کے بارے میں ہاؤس کو پورا موقع دیا جائے۔ اس پر بحث کی جائے۔ اور پھر اس پر فیصلہ کیا جائے۔ اسے pending کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ سب تشریف رکھیں۔ ملک صاحب! آپ بھی تشریف رکھیں بیگم صاحبہ! آپ بھی تشریف رکھیں۔ اس میں لاء منسٹر صاحب کی جو تجویز تھی کہ اگر قرار داد کو بجائے ہاؤس میں put کرنے کے اسے pending کر لیا جائے اور اس میں ملہی صاحب کی ترمیم کو بھی شامل کر لیا جائے اور ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس پر غور و فکر کرے اور پھر آئندہ سیشن میں لے لیا جائے تو یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ کیونکہ یہ انتہائی اہمیت کی قرار داد ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر غور و فکر ہونا چاہیئے اور اس میں ایک کمیٹی بنادی جائے جو اس پر غور فکر کرے جی جناب میاں منظور احمد موہل صاحب!

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! اسے pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ اسے واپس لینا چاہتی ہیں۔ یا اسے کمیٹی کے سپرد کیا جائے آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

محترمہ بیگم راج حمید گل: جناب سپیکر! میں نے اپنے بھائیوں کے خیالات کو بھی سنا ان کے جذبات مجھ تک پہنچے ہیں ماشاء اللہ انہوں نے مسیح لفظ کو سن کر بڑے تعصب کا نام دیا ہے۔ میں سمجھتی

ہوں کہ اس میں تعصب کا تو کوئی مقصد سامنے نہیں آتا اور نہ ہی میں نے ایسی کوئی تعصب والی بات کی ہے۔ میں نے صرف تعلیمی اداروں کے بارے میں بات کی ہے کہ وہ ان کے اصل مالکان کو واپس ملنے چاہیں مسیح تعلیمی اداروں کی کارکردگی مثالی رہی ہے۔ اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ میرے بھائی کی طرف سے ترمیم آئی ہے اور ان کی ترمیم بھی سکولوں ہی کی واپسی کے بارے میں ہے۔ اور دوسرے میرے بھائیوں نے بھی کہا ہے کہ انہیں بھی کوئی اعتراض نہیں اس یقین دہانی پر کہ یہ دوبارہ ترمیم کے ساتھ پیش ہوگی تو پھر میں اس کے اوپر زور نہیں دیتی۔

جناب چیئرمین: چونکہ انہوں نے اپنی قرار داد واپس لے لی ہے اس لئے میں اسے dispose of کرتا ہوں۔ اس کے بعد ایک قرار داد بڑی اہمیت کی حامل ہے جو کہ ملک طیب اعوان صاحب کی ہے۔ اور یہ آخری قرار داد ہے۔ ملک احمد علی اولکھ صاحب دیر سے تشریف لائے ہیں۔ ٹائم پانچ منٹ کے لئے extend کیا جاتا ہے۔ ملک طیب اعوان صاحب سے کہونگا کہ وہ اپنی قرار داد پیش کریں۔

زرعی آلات اور کیڑے مار ادویات کو سیلز ٹیکس ایکسائز ڈیوٹی اور دیگر ٹیکسوں سے مستثنیٰ قرار دینا

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ زمینداروں کے زیر استعمال آنے والے زرعی آلات کیڑے مار ادویات وغیرہ پر سیلز ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی اور دیگر ٹیکس معاف کئے جائیں۔

جناب چیئرمین: لطیف مغل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ایم لطیف مغل: جناب والا! یہ کوئی بات تسلیم نہیں کرے گا۔ یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ ہم اپنی مرضی سے چاہیں تو ٹائم بڑھا لیں اور چاہیں تو ٹائم گھٹا لیں۔ یہ کیا طریقہ کار ہے۔ آپ قانون اور ضابطے کو دیکھیں۔ کوئی ٹائم نہیں ہے۔ نہ آپ ٹائم بڑھا سکتے ہیں نہ کبھی ہوا ہے۔ اس لئے مہربانی کرکے اسے چھوڑیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: مغل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا۔ میں آپ کے توسط سے معزز ممبر سے یہ پوچھنا چاہونگا کہ وہ کس قاعدے کے تحت اعتراض کر رہے ہیں کہ ٹائم بڑھایا نہیں جاسکتا۔

جناب چیئرمین: میں نے ٹائم بڑھایا ہے۔ اس میں مغل صاحب آپ اعتراض نہیں کرسکتے۔ آپ خاموشی اختیار کریں۔

وزیر امداد باہمی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی رانا صاحب!

وزیر امداد باہمی: جناب والا! اگر کوئی قاعدہ ہے کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے میں وقت میں توسیع نہیں ہوسکتی تو پھر ہم قبول کریں گے۔ اگر اس میں کوئی شق ہی نہیں ہے کہ پرائیویٹ ڈے میں سپیکر صاحب ہاؤس کے مرضی سے ٹائم نہیں بڑھا سکتے تو پھر آپ نے ٹائم بڑھا دیا اور وہ بڑھا رہے گا۔ یا پھر وہ بتائیں کہ کس دفعہ کے تحت ایسا ہو سکتا ہے۔ کہاں لکھا ہوا ہے؟ دکھائیں ذرا پڑھیں۔ یہ کیا تماشا ہے۔

جناب چیئرمین: ملک طیب اعوان صاحب! آپ قرار داد پیش کریں۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا! آپ ہاؤس کی مرضی سے ٹائم بڑھا سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی میں نے ٹائم بڑھا دیا ہے۔ ملک صاحب آپ قرار داد پیش کریں۔ لطیف مغل صاحب! آپ خاموشی سے تشریف رکھیں۔ جی ملک صاحب!

(قطع کلامیاں)

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ زمینداروں کے زیر استعمال آنے والے زرعی آلات کیڑے مار ادویات وغیرہ پر سے سیلز ٹیکس ایکسائز ڈیوٹی اور دیگر ٹیکس معاف کئے جائیں۔ اور اس میں تھوڑی سی ترمیم بھی کرنا چاہتاہوں کہ ٹریکٹر کے فاضل پرزہ جات پر کسٹم -----

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: ملک طیب اعوان صاحب کی طرف سے یہ قرار داد میں ترمیم پیش کی گئی ہے کہ صوبائی حکومت (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آپ سب لوگ تشریف رکھیں میں سوال put کر رہا ہوں۔ ملی صاحب! آپ تشریف رکھیں، پہلے میں سوال put کر لوں بعد میں آپ فرمالیں۔

چودھری سکندر حیات ملہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! انہوں نے پہلے بات کیوں نہیں کی۔ آپ کی موجودگی میں ان کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اسمبلی کو اس طرح جاکر manoeuvre کریں۔

جناب چیئرمین: آپ کی بات درست ہے۔ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب آپ بھی تشریف رکھیں رانا صاحب آپ بزرگ پارلیمنٹیرین ہیں۔ تشریف رکھیں۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا! میں نہایت ادب سے گزارش کرونگا کہ جناب فاضل رکن نے جو مجھ پر اعتراض کیا ہے مجھے بطور اسمبلی کارکن ہونے کے یہ حق حاصل ہے کہ میں اپنا ووٹ دوں۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آپ تشریف رکھیں یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ زمینداروں کے زیر استعمال آنے والے زرعی آلات، کیڑے مار ادویات وغیرہ پر سیلز ٹیکس، ایکسائز ڈیوٹی اور دیگر ٹیکس معاف کئے جائیں"۔

(قرار داد بالاتفاق رائے منظور کی گئی)

اس کے ساتھ ہی اجلاس کی کارروائی کل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی بدھ 19 جون 1991ء نو بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا پانچواں اجلاس

بدھ' 19 جون 1991ء

(چہار شنبہ 6 ذوالحج 1411ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں دوپہر' 1 بج کر 15 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۞

سورۃ آل عمران۔ آیت 104 تا 105

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہوگئے اور احکام بین انکے بعد ایک دوسرے سے (خلاف) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جنکو قیامت کے دن بڑا عذاب ہوگا۔

وما علینا البلاغ○

مسئلہ استحقاق

چودھری محمد فاروق : پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! چیف ایگزیکٹیو صوبہ پنجاب قائد ایوان ہوتے ہیں ان کی عدم موجودگی میں ایوان میں جناب وزیر قانون قائد ایوان کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں آج جبکہ وہ ایوان سے تشریف لے جا چکے ہیں تو ان کی جگہ ایوان میں قائم مقام قائد ایوان کی ذمہ داری کون سے وزیر صاحب ادا کریں گے۔ اگر کوئی اور صاحب یہ ذمہ داری ادا کریں گے تو کیا اس سلسلے میں کوئی نوٹیفکیشن ہوچکا ہے؟

جناب سپیکر: جی لودھی صاحب! اس بارے میں کوئی فیصلہ ہوا ہے۔

وزیر مال : جناب والا! آج کا جو بزنس ہے۔ اس میں تحاریک استحقاق اور تحاریک التوا کا جواب تو قواعد کے مطابق کوئی بھی وزیر دے سکتا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر تو ویسے ہی میرا سبجیکٹ ہے اور میں اس کا جواب دے دونگا اور اس کے بعد جو بل lay کرنا ہے تو وزیر خزانہ صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ lay کر دیں گے۔

جناب سپیکر: آج کافی وقت ہوگیا ہے بلکہ ایک بجکر پندرہ منٹ پر یہ اجلاس شروع ہو رہا ہے تو کیا آپ اتفاق کریں گے کہ اجلاس کی کارروائی میں سوالات کو نہ لیا جائے؟

آوازیں: جناب نہ لئے جائیں۔

جناب سپیکر: آپ سب کا مطلب ہے کہ ان کو take-up نہ کیا جائے۔

آوازیں: جی جناب والا!

جناب سپیکر: تو تحاریک استحقاق میں ......

سید چراغ اکبر شاہ : پوائنٹ آف آرڈر! جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو سوالات take up نہیں ہو رہے ہیں۔ ان کو ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی! یہ ملتوی ہو جائیں گے۔

اب سوالات ملتوی ہو گئے ہیں لہٰذا اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔

چودھری محمد اکرم : جناب والا! ایک تحاریک استحقاق تھی میں نے اس کی میعاد میں توسیع لینی تھی۔

جناب سپیکر: یہ آپ کی رپورٹ کو پڑھنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد الرم: جی جناب والا!

جناب سپیکر: پہلے تحریک استحقاق کو لے لیتے ہیں اس کے بعد آپ اسے پڑھ لیں۔

چودھری محمد اکرام: ٹھیک ہے جی۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: پراچہ صاحب! آپ ابھی تشریف رکھیں۔ میں آپ کو تکلیف دونگا۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لے رہے ہیں۔ سیٹھی صاحب کیا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جی جناب والا! جناب سپیکر! شاید اجلاس آج adjourn ہو جائے۔ جناب والا! میں ہمیشہ وقت پر ہی آتا ہوں مگر آج جب میں یہاں آیا تو گائیڈ نے مجھے یہ بات بتائی کہ یہ جو پرچم یہاں لگا ہوا ہے یہ بوسیدہ ہے۔ اگر آج اجازت دیں اور کوئی دوست اس کے کنارے کو اٹھائے تو اس کی حالت زار آپ کے سامنے آجائے گی۔ جناب والا! اس پر مجھے اتنا دکھ اور افسوس ہے کہ یہ پرچم جب بلند ہوتا ہے تو ہمارے سر فخر سے قوموں کی برادری میں بلند ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں اور اگر کوئی دوست اس کا کونہ اٹھائے تو اس کی حالت زار آپ کے سامنے آجائے گی۔ جناب سپیکر! یہ پرچم ہماری عظمت اور ہمیں قوموں کی برادری میں ممتاز کرنے کا نشان ہے مگر جناب سپیکر! یہ جگہ جگہ سے پھٹا ہوا ہے۔ انتہائی دکھ کے ساتھ میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ اس پر سفیدی کے چھینٹے بھی پڑے ہوئے ہیں اور اس کی بوسیدگی بھی نظر آرہی ہے تو جناب والا! برائے مہربانی اس کو جلد از جلد یہاں سے تبدیل کیا جائے اور اس کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ سیٹھی صاحب! آپ نے ٹھیک توجہ دلائی ہے میں اس کا بڑی سنجیدگی کے ساتھ اور پوری ذمہ داری کے ساتھ نوٹس لوں گا۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب سپیکر! ملی صاحب فرما رہے ہیں کہ یہ پرچم مجھے دے دیا جائے۔

چودھری سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا ہے۔

جناب سپیکر: یہ ایک تحریک استحقاق نمبر 30 ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! Before you proceed further اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں نے ایک توسیع کی اجازت لینی ہے۔ پی سی ایس ملازمین کے بارے میں ایک رپورٹ پیش ہونی تھی اس میں ہمیں اگست 1991ء تک توسیع چاہیئے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ میرے پاس ہے۔ یہ میں نے پیش کرنی ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں ہے؟

میاں منظور احمد موہل: اس سلسلے میں ہے کیونکہ میں اس کا ممبر ہوں۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

میاں منظور احمد موہل: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"تحریک استحقاق نمبر 24 اور 42 برائے شرائط و ملازمت ایکس پی سی ایس افسران کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31- اگست 1991ء تک توسیع کی جائے"

جناب سپیکر: یہ رپورٹس جو ہیں یہ ہمیشہ پریولیج موشنز کے بعد پیش ہوتی ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جی ہاں! میں تو اسی انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔

جناب سپیکر: میں نے پہلے بھی ایک رپورٹ پر ذکر کیا ہے کہ اس رپورٹ کو تحاریک استحقاق کے بعد پیش کیا جائے۔ تو آپ میاں صاحب اس کو بعد میں پیش کریں۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ تحریک استحقاق نمبر 30 جو یہاں پیش کی گئی پر میری رولنگ پینڈنگ ہے۔ اس پر میں نے آج رولنگ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

تحریک استحقاق نمبر 30 پر جناب سپیکر کی رولنگ

RULING ON PRIVILEGE MOTION MOVED BY RANA IKRAM RABBANI, MPA REGARDING LEAKAGE OF THE BUDGET PROPOSALS BEFORE THEIR PRESENTATION IN THE ASSEMBLY.

Rana Ikram Rabbani, MPA, moved a privelege Motion on 5-6-1991 alleging that the Governor of the punjab had fixed 4th of jun, 1991 as the date for the presentation of the Budget for the yerar 1991-92 But, the budget proposals were leaked out and published in the Newspapers on 3-6-1991. He contended that the budget documents being the property of the House and being classified, were required to be kept secret before their presentation in the Assembly. Since the budget proposals were made public a day before their Presentation in the House, the privilege of the mover as well as well as of the whole House had been infringed.

The Finance Minister Makhdoomzada Shah Mahmood Hussain Qureshi replying to the assertions made in the privilege Motion, maintained that the motion was unfounded on the ground that the figures reported in the newspapers were quite different form those contained in the budget proposals presented in the House In theis contained in the budget proposals presented in the House In this connection, he quoted that the revenue receipts level published in the newspaper amounted to Rs. 3851.90 crores whereas according to the Budget presented in the House the revenue receipt level was shown at Rs. 3856.67 crores. Again, the size of surplus which the mover had given amounted to Rs. 177.74 crores as against Rs. 250.00 crores shown in the Budget presented in the Assembly. Moreover, there was no mention about resource mobilisation efforts in the news papers whereas in the budget documents presented in the House on 4-6-1991 there was a specific

mention of important steps taken by the government regarding resource mobilisation, as meaning, revision of the evaluation tables and withdrawal of exemption on the stamp duty. He further pointed out that there was no indication of these steps and measures adopted by the Government in the newspaper reporting Further, the operational shortfall according to the mover, amounted to Rs. 123 04 crores whereas in the budget documents it depicted as Rs. 50.78 crores. In other words, according to the figures given by the mover each operational shortfall should have been 11.72% while the actual shortfall came to 4. 84%.

The above facts and figrues clearly show that the figures reported by the newspapes of the mover were concocted, fictitious and baseless. The Finance Minister requested the House that the privilege Motion may be ruled out of order being misconceived.

I have weighed the arguments given for and against the Privilege Motion and condlude that, in the first instance the Privilege Motion is not tenable on the ground that the figures given by the newspapers and appearing in the budget documents do not tally at all. Moreover, I am supported by a number of rulings on the point that budget proposals if leaked out before their presentation to the Assembly do not constitute a breach of privilege of the Members. In this connection, I would like to quote an ext ract from the ruling of the Speaker of Lok Sabha, India, as follows:-

"The prevailing view is that until the financial proposals are placed before the House, they are an official secret...."Though the leakage of the budget, proposals may not constitute a breach of privilege of the House parliament has ample power to inquire into the conduct of a Minister in suitable proceedings in relation to the leakage and the circumstances in which the leakage occurred......

I, therefore, rule out the motion as misconceived.

یہ ہمارے پاس تحاریک استحقاق ہیں۔ نمبر41 ملک احمد علی اولکھ کی طرف سے ہے اور جناب طاہر احمد شاہ' سردار عاشق حسین گوپانگ' جناب سکندر حیات ملہی' جناب سہیل ضیاء بٹ' یہ اپنی تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ نہیں کریں گے اور جناب ارشاد حسین سیٹھی کی تحریک استحقاق ہے یہ بھی اس کو ٹیک اپ نہیں کریں گے' تو اب ہمارے پاس ایک پریولج موشن میاں شوکت علی لالیکا کی ہے۔ تو میاں صاحب چونکہ آج ٹائم کافی ہو گیا ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو کرنل صاحب اور آپ بیٹھ کر اس مسئلے کو حل کر لیں۔

میاں شوکت علی لالیکا: جناب سپیکر! میں نے کل بھی کہا تھا اور آپ نے رولنگ دی تھی کہ یہ آج ٹیک اپ کی جائے گی۔

جناب سپیکر: آپ ٹیک اپ کرنا چاہتے ہیں؟

میاں شوکت علی لالیکا: جی ہاں......

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

سوال نمبر524 کے غلط جواب کی فراہمی

میاں شوکت علی لالیکا: جناب سپیکر! میں حال میں ہی وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ آج مورخہ 91-6-18 کو میرے سوال نمبر 524 کا جو جواب وزیر مواصلات و تعمیرات نے دیا وہ نہ صرف غلط ہے بلکہ تمام اجزاء کے جوابات محکمہ نے غلط پیش کئے ہیں۔

اس سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ اس لئے جناب والا! میری اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دے کر مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے اور اسے ہدایت کی جائے کہ وہ حقائق کی تحقیقات کرکے دو ماہ کے اندر اپنی رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔ جناب سپیکر! ستمبر 1990ء میں دریائے ستلج میں اونچے درجے کا سیلاب آیا یہ وزیر موصوف فرما رہے ہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ستمبر 1990ء میں سیلاب نہیں آیا بلکہ ستمبر 1988ء میں سیلاب آیا اور جمعہ کے روز صبح دس بجے سیلاب آیا۔ جناب سپیکر! یہ میرا حلقہ انتخاب بھی ہے۔ اور میرا آدھا حلقہ دریا والے علاقہ میں ہے۔ نیز یہ کہ وزیر موصوف آگے فرماتے ہیں کہ اس پل کی درستگی کر دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! وہاں پر کوئی درستگی نہیں کروائی گئی بلکہ وہاں پر ایک بھٹہ اور بانس رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! انہوں نے خود یہ فرمایا ہے کہ پل ایک سائیڈ پر بیٹھ گیا ہے اس کے باوجود اس پل پر ہر قسم کی ٹریفک کی اجازت دے رہے ہیں میں وزیر موصوف سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ اس وقت اس پل سے ٹریفک روکیں گے۔ جب کسی دن صبح اخبار میں سرخی پڑھیں گے کہ ایک بارات سے بھری ہوئی ویگن دولہا سمیت دریائے ستلج میں گر گئی ہے۔ جناب والا! جزو (الف) میں انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ سیلاب کی وجہ سے پل کا ایک حصہ بیٹھ گیا ہے اور اسی جزو میں یہ بھی فرما رہے ہیں کہ یہ ٹیکنیکی غلطی کی وجہ سے سب کچھ ہوا ہے۔ جناب سپیکر! تین سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ ابھی تک اس کی کوئی تحقیقات نہیں کروائی گئی اور کمیٹی سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنا فیصلہ دے دے۔

جناب سپیکر! اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ وزیر موصوف کے اپنے جواب میں ہی تضاد پایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ میاں شوکت علی لالیکا صاحب۔ وزیر مواصلات و تعمیرات

وزیر مواصلات و تعمیرات (کرنل ریٹائرڈ محمد یامین): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل رکن کا جو سوال ہے اسے اگر پہلے پڑھا جائے اور پھر جو محکمے نے جواب دیا ہے اس سے موازنہ کیا جائے۔ تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ فاضل رکن نے جو سوال پوچھا تھا اس کے مطابق بالکل صحیح جواب دیا گیا ہے۔ فاضل رکن نے اسی بنیاد پر تحریک استحقاق پیش کی ہے کہ ان کے سوال کا غلط جواب دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک کافی بڑا پل ہے سولہ span کا ہے۔ اور ایک span تقریباً 124 فٹ ہے۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے جو محکمے نے تسلیم کیا ہے کہ پل کے مکمل ہونے کے بعد جب اسے ٹریفک کے لئے کھولا گیا تو سات آٹھ مہینے کے بعد اس پل کا ایک Pillar تقریباً 9 انچ نیچے زمین میں بیٹھ گیا اور اس طرح پل کا ایک حصہ tilt کر گیا۔ فاضل رکن میرے خیال میں اس کے فنی یا تعمیری تفصیلات سے آگاہ نہیں ہیں۔ یہ پل جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ ایک بہت بڑا پل ہے یہ 16 span کا ہے اور ایک span تقریباً 124 فٹ ہے۔ اس کے Pillars جب 87 فٹ زمین سے اٹھائے گئے ہیں ایک Pillar جب 87 فٹ زمین کے اندر ہو اور وہ بیٹھ جائے اور Pillar از خود نہ ٹوٹے اس کے اوپر جو transit slab پڑے ہیں وہ بھی نہ ٹوٹیں' دوسرے beams ہیں وہ بھی نہ ٹوٹیں۔ slab تک نہ ٹوٹے تو اس سے ایک ہی نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ Pillar جو 87 فٹ زمین کے نیچے ہے اس میں سیلاب کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے کوئی کمزوری آگئی ہے اور پل ایک جگہ سے بیٹھ گیا ہے۔ انہوں نے میٹریل کی ناقص ہونے کی طرف توجہ

ولائی ہے اگر میٹرل ناقص ہوتا تو وہ Pillar ٹوٹ جاتا۔ وہ transit slab جو اس کو بند کرنے کے لئے رکھے گئے تھے اس میں معمولی hair pin cracks آئے ہیں۔ وہ ابھی تک ثابت نہیں ہوئے۔ اب اس کی تحقیقات کے متعلق انہوں نے جو فرمایا ہے۔ جب سامنے کوئی بات نظر نہیں آرہی تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ میٹرل ناقص نہیں لگایا گیا۔ زمین کے اندر اگر کوئی وجہ ہوئی ہے تو اس کا اس وقت تک تعین نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک متبادل انتظام کرکے اس Pillar کو فری کرکے اس سوراخ کی پوری طرح سے تحقیق نہ کی جائے اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس سلسلے میں جو انہوں نے فرمایا ہے کہ عارضی انتظامات کئے گئے ہیں' وہ بات بالکل درست ہے میں پورے اعتماد کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ عارضی انتظامات وہاں پر کئے تھے لوہے کے گارڈر لگا کر اس کو تقویت دینے کی کوشش کی گئی لیکن وہ تجربہ ناکام ہوگیا۔ اس لئے وہاں پر متبادل دو Pillar تعمیر کئے جا رہے ہیں اب 87 فٹ کی بجائے 120 فٹ گہرائی میں Pillar بنائے جا رہے ہیں اور جب یہ Pillar مکمل ہو جائیں گے اور یہ لوڈ جو اس وقت جھکے ہوئے Pillar پر ہے' یہ بوجھ نئے Pillars پر ٹرانسفر ہو جائے گا اس کی جو فنی وجوہات ہیں اس وقت ان کا تعین کیا جاسکتا ہے یہ سیلاب کی وجہ سے ہوا ہے یا کسی اور وجہ سے ہوا۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ فاضل رکن کو سوال کا جواب غلط نہیں دیا گیا اور میں پورے وثوق اور اعتماد کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ محکمے نے جو اطلاع فراہم کی ہے وہ درست ہے اور ہمارے محکمے کا یہ طریقہ کار ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے جب کوئی سوال آتا ہے تو نہ صرف ہم فیلڈ آفس سے انفارمیشن حاصل کرتے ہیں بلکہ اس کا جواب آنے کے بعد سیکرٹری صاحب یا میں خود ان کے ساتھ میٹنگ کرکے اس سوال کو اوراس کے جواب کو اچھی طرح سے کھنگال لیتے ہیں اور اس پر مزید یہ کہ وہاں کا جو ایس۔ ای ہے اس سے ہم correctness کا ایک سرٹیفکیٹ لیتے ہیں کہ اگر کوئی اطلاع غلط فراہم کی گئی تو اس کا وہ ذمہ دار ہوگا۔ وہ سرٹیفکیٹ اس وقت بھی میرے پاس موجود ہے۔ اور پرسوں جب اس محکمے کے متعلق سوالات پوچھے گئے تھے تو ہاؤس میں ابھی اس سوال کا نمبر نہیں آیا تھا۔ فاضل رکن شاید ضمنی سوال کی صورت میں مجھ سے کوئی انفارمیشن لے لیتے۔ اس کے متعلق پوچھ سکتے تھے کہ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اس لئے یہ میں گزارش کروں گا کہ یہ نہ کوئی حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا واقعہ ہے اور نہ ہی جواب غلط دیا گیا ہے۔ اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اس لئے اسے زیر غور نہ لایا جائے۔ فاضل رکن اگر اس کے متعلق مزید کوئی اطلاع حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ مجھ سے رابطہ کریں یا مجھے کہیں تو میں ان کے پاس حاضر ہو جاؤں گا اور اس کے متعلق ہر قسم کی معلومات فراہم کی جائیں گی۔

جناب سپیکر: فاضل رکن اگر مزید بھی کوئی بات پوچھنا چاہیں ......

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں تو پہلے ہی عرض کرچکا ہوں کہ اگر وہ اس پل کے متعلق کوئی وضاحت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کو بتانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: درست ہے۔

میاں شوکت علی لالیکا: جناب والا! انہوں نے فرمایا ہے کہ سال 1990ء میں سیلاب آیا تھا۔ حالانکہ سیلاب 1988ء میں آیا تھا۔ میرے ضلع کے دوسرے فاضل رکن بھی بیٹھے ہیں آپ ان سے بھی دریافت کرسکتے ہیں۔ جناب والا! یہ Pillar کے متعلق جو کچھ فرما رہے ہیں یہ slab, ڈالنے سے پہلے اپنی سائیڈ تبدیل کرچکا تھا۔ جناب سپیکر! اس مسئلے کو تین سال ہو چکے ہیں۔ کروڑوں روپے کی لاگت سے بننے والا پل جس کا ابھی تک رسمی افتتاح بھی نہیں ہوا بیٹھ گیا ہے۔ جناب والا! ایک طرف تو ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم سے بعد میں آزاد ہونے والا ملک چین اگر سپرپاور بن سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں بن سکتے؟ جناب والا! اگر آپ چین ہی کی مثال لے لیں تو وہاں پر ایک ناقص پل کی تعمیر کے ذمہ دار لوگوں کو انہوں نے سینکڑوں لوگوں کو فائرنگ سکواڈ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ جناب سپیکر! اس معاملے کو تین سال ہوگئے ہیں اور توقع کی جاتی ہے کہ وہ کمیٹی بھی جواب دے دے گی۔ مجھے توقع تھی کہ جناب سپیکر! آپ نے میری تحریک استحقاق کو منظور نہیں کرنا تھا کیونکہ میں نے وزیر کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ جناب والا! یہاں پر ہمارے سوالوں کا سنجیدگی سے جواب نہیں دیا جاتا بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اگر ہمارے سوالات کا اسی طرح مذاق اڑایا گیا تو ہم وقفہ سوالات کا بائیکاٹ کریں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: میاں شوکت علی صاحب! آپ نے یہ فرما کر کہ مجھے پتہ ہے کہ میری تحریک استحقاق منظور نہیں ہوئی کیونکہ یہ ایک وزیر کے خلاف ہے۔ تو آپ کی یہ بات مناسب نہیں لگتی اس لئے کہ اگر وزیر کے خلاف تحریک استحقاق باضابطہ ہو تو ......

میاں شوکت علی لالیکا: جناب والا! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: مہربانی (قہقہے) (نعرہ ہائے تحسین) میاں منظور احمد موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جیسے میاں شوکت علی

نے فرمایا ہے وہ ایک اہم پل ہے اور واقعی بہاولنگر کی معیشت میں اس کی بڑی اہمیت ہے بلکہ چالیس پچاس سال سے ہمارا یہ مطالبہ تھا جو اس حکومت نے منظور کیا اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ پل damage ہو چکا ہے اور بہت زیادہ ہوا ہے۔ میں صرف یہ تجویز کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ وہ ایک نہایت ہی اہمیت کا حامل پل ہے۔ ہمارے وزیر صاحب بڑے شریف اور نیک ہیں وہ بذات خود وہاں پر تشریف لے جائیں کوئی دور نہیں ہے ہم کوئی اس ملک سے باہر نہیں رہتے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ پل کی کیا حالت ہے۔ اگر آپ یہ تجویز منظور کر لیں تو میرے خیال میں فاضل رکن کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! میاں منظور احمد موہل صاحب کس رول کے تحت بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: سید چراغ اکبر شاہ صاحب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ میاں منظور احمد موہل کس رول کے تحت یہ بات کر رہے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل: آپ دیکھ لیں کہ جو مسئلہ اس وقت زیر بحث ہے اس پر میں بات کر رہا ہوں۔ یہ قاعدہ 184 کو آپ پڑھ لیں۔ 184- (2)

"نکتہ اعتراض اس لمحہ اسمبلی میں زیر غور کارروائی یا معاملہ کے متعلق ہو"

سید چراغ اکبر شاہ: موہل صاحب اونچا بول کر اور تیز تیز باتیں کرکے اور ہاتھ ہلا کر مجھے خوفزدہ نہیں کر سکتے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کس رول کے تحت بات کر رہے ہیں۔ یہ ہمیشہ اسمبلی کا وقت ضائع کرتے ہیں اور بلا وجہ رولز بتاتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ آپ سے انہوں نے رولنگ نہیں لی ہے۔ مجھ سے وہ رولنگ لینا چاہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر جو چیز زیر بحث ہو اس پر بات ہو سکتی ہے۔ لیکن زیر بحث موضاعات میں سے جو قواعد سے متعلق موضاعات ہیں اور جو آئینی معاملات ہیں اس کے بارے میں آپ پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے بات کر سکتے ہیں لیکن زیر بحث معاملات میں کسی معاملہ میں بحث میں حصہ لینے کے لئے اور اپنا نقطہ نظر بیان کرنے کے لئے آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر سکتے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں؟ اس کی admissibility کے بارے اگر مجھے ضرورت محسوس ہوئی تو میں آپ سے کہوں گا کہ میرے معاونت فرمائیں۔ یہ تحریک استحقاق میاں شوکت علی لالیکا صاحب نے پیش کی ہے۔ وزیر متعلقہ نے اس کا جواب دے دیا ہے۔ فوزیہ بہرام پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جی ہاں۔

جناب سپیکر: اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

محترمہ فوزیہ بہرام: نہیں جناب والا! میں اس وقت قاعدہ نمبر84 کے تحت پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ یہ بات چونکہ اس منسٹر کے خلاف ہے اس لئے آپ منظور نہیں کریں گے۔ اگرچہ انہوں نے اپنے الفاظ واپس بھی لے لئے تھے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ہم لوگ جو پچھلے بنچوں پر بیٹھے ہوتے ہیں اور منسٹر حضرات اگلے بنچوں پر بیٹھے ہوتے ہیں اس اسمبلی کے اندر ہمارے سائز اور منسٹر حضرات کے سائز میں کیا فرق ہے۔ میں اسمبلی سے باہر کی بات نہیں کرتی انتظامی طور پر ان کا سائز شاید بلند ہوگا۔ یہاں اس ایوان میں ہمارے سائز اور ان کے سائز میں کوئی فرق ہے یا ایک ہی ہے؟ (شور)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ اس بات کے پس منظر کا کچھ مجھے علم ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: میں اس ہاؤس کو بھی بتانا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ' میں آپ سے یہ کہوں گا کہ جو ذاتی باتیں ہوتی ہیں .....

محترمہ فوزیہ بہرام: نہیں جناب والا! یہ ذاتی باتیں نہیں ہیں۔ یہاں پہ اس ہاؤس کے اندر بیٹھ کے ایک انتہائی معزز عزت ماب وزیر صاحب نے مجھے کہا I shall be cut to my size اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے میری اوقات میں لایا جائے گا۔ اس کے بعد مجھے احساس ہوا کہ شائد میں وزیر نہیں ہوں۔ گو ویسے تو انہوں نے میری سائز دیکھا ہے میں بھی عام انتخابات میں منتخب ہو کر آئی ہوں وہ بھی آئے ہیں۔ پھر میں نے سوچا کہ شاید جو وزیر نہ بن سکیں۔ چاہے وہ پارٹی کے وفادار ہوں' کچھ ہوں' لیکن جو آگے بیٹھ جائے شائد ان کے اور ہمارے سائز میں فرق ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: کیا اس پر آپ میری رولنگ چاہتی ہیں؟

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! میں اس پر آپ کی رولنگ چاہتی ہوں۔ اس پر تحریک استحقاق آسکتی تھی ہم نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔

جناب سپیکر: میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بات اس ایوان کے فلور پر کہی گئی تھی؟ یا آپس میں ذاتی حیثیت میں سرگوشی کے انداز میں کی گئی تھی۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! بلاشبہ اگر وہ ایوان میں کہتے تو پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا۔ یہ صرف میرا ہی استحقاق مجروح کیا گیا ہے۔ سرگوشی نہیں کی گئی مجھے حکم ملا ہے۔

جناب سپیکر: اس پر میں مختصراً عرض کر دیتا ہوں کہ ممبر کا اور منسٹر کا جو سائز ہے (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز' آرڈر پلیز' آپ اس بات کو سیاق و سباق کے حوالے سے دیکھیں۔ محترمہ فوزیہ بہرام صاحبہ نے جو بات کی ہے۔ اس کو اسی سیاق و سباق سے ہمیں دیکھنا چاہیئے۔ میں یہ کہوں گا کہ کسی ممبر کا یا کسی منسٹر کا سائز اس ہاؤس کے اندر ان کے ووٹ سے متعین کرتا ہے اور اس ہاؤس کے اندر منسٹر کا ووٹ بھی ایک ہے اور ممبر کا بھی ایک ہے۔ اور اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اب تو اس تحریک استحقاق کے بارے میں بات کریں۔ اس بارے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر آپ مناسب خیال فرمائیں کیونکہ آج ہمارے سیشن کو Prorogue کرنے کا دن ہے۔ آج سیشن Prorogue ہو جائے گا۔ ہمارے پاس وقت بھی بہت کم ہے۔ اور میاں شوکت علی صاحب میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سوال کا جواب غلط ہو تو آپ کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ لیکن اس کے لئے شرائط ہیں کہ غلط جواب منسٹر نے یا ان کے محکمہ نے جان بوجھ کر دیا ہو۔ جان بوجھ کر اور ارادتاً" جواب غلط دیا ہو ایوان کو غلط اطلاع فراہم کی ہو' ممبر کو غلط اطلاع فراہم کی ہو تو بلا شبہ یہ استحقاق مجروح ہوتا ہے اور منسٹر کے خلاف بھی استحقاق مجروح کرنے پر فیصلہ دیا جاسکتا ہے۔ لیکن شرائط وہ ہیں جو میں نے پچھلے آپ کو عرض کر دی ہیں آپ اب کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو فرمائیں پھر میں اس پر اپنا فیصلہ دوں گا۔

میاں شوکت علی لالیکا: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سیلاب 1988ء میں آیا تھا یا 1990ء میں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ اس مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں؟ جسے میاں منظور احمد موہل صاحب نے کہا آپ چاہتے ہیں کہ اس کو حل کیا جائے۔

میاں شوکت علی لالیکا: جناب سپیکر! اگر ان کا جواب صحیح ہو کہ سیلاب 1988ء میں آیا تھا اور

1990ء میں نہیں آیا تھا تو پھر جس طرح آپ چاہے کریں۔

جناب سپیکر: کیا آپ اس مسئلے کو حل کرنا چاہتے ہیں؟

میاں شوکت علی لالیکا: جی ہاں

جناب سپیکر: تو پھر اس کا راستہ ہم کوئی نکال لیتے ہیں' وزیر مواصلات و تعمیرات خود ذاتی طور پر اس پل کا معائنہ کریں۔ اس کو دیکھیں اور اگر ان کے جواب میں محکمے نے یا جس شخص نے گمراہ کیا ہے ان کے بارے میں بھی یہ ایکشن لیں اور وہاں اگر کوئی بے ضابطگی کی گئی ہے تو اس بارے میں بھی ایکشن لیں تو میں کرنل محمد یامین خان سے یہ کہوں گا کہ وہ اس پل کی ذاتی طور پر انسپکشن فرمائیں اور اگر ان کے محکمہ کی طرف سے جواب غلط دیا گیا ہے تو اس بارے میں بھی ان سے باز پرس کریں اور اگر متعلقہ پل کا کام تسلی بخش نہیں ہے تو متعلقہ محکمہ سے بھی باز پرس کریں۔ تو اس تحریک استحقاق کو Dispose of کرتے ہیں۔

میاں شوکت علی لالیکا: اس کے لئے وقت مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں کرنل صاحب کے لئے یہ بات کافی ہے وہ انشاء اللہ جلد از جلد تشریف لے جائیں گے۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! ہماری معزز بہن نے بہت اہم نکتے کی نشاندہی کی تھی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ تھانیدار وزیر صاحب بھی معذرت کریں اور اس ایوان میں کھڑے ہو کر معذرت کریں کیونکہ ہم وزرا کی تھانیداری کو سمجھتے ہیں کہ اچھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آج ٹائم زیادہ ہو گیا ہے میری رائے ہے کہ تحاریک التوائے کار کو بھی آج ٹیک اپ نہ کریں۔ میرے خیال میں آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ سید چراغ اکبر شاہ صاحب ٹھیک ہے؟

مجالس قائمہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جی میاں صاحب! آپ رپورٹ پیش کریں۔

میاں منظور احمد موہل: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:-

"تحریک استحقاق نمبر 24 اور 42 برائے شرائط ملازمت ایکس پی سی ایس افسران کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31

اگست 1991ء تک توسیع کر دی جائے"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"تحریک استحقاق 24 اور 42 برائے شرائط ملازمت، ایکس پی سی ایس افسران کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 اگست 1991ء تک توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد اکرم: میں یہ تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ:-

"تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ میاں محمود احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 اگست 1991ء تک توسیع کر دی جائے"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:-

"تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ میاں محمود احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 اگست 1991ء تک توسیع کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد شفیق چودھری رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میری ضروری کام کی وجہ سے 8 اور 9 جون 1991ء کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہوسکا۔ مہربانی فرما کر 2 روز کی رخصت منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب واجد علی خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب واجد علی خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میرے والد کا چہلم مورخہ 20 جون کو ہے۔ لہذا میں 19 جون کو اجلاس میں نہیں آسکتا۔ اس ایک دن کی چھٹی منظور فرمائی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان عامر حیات خان روکڑی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست خان عامر حیات خان روکڑی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں ضروری کام کی وجہ سے ملک سے باہر گیا تھا اور اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہیں ہوسکا۔ لہذا میری رخصت مورخہ 8-6-91 تا 14-6-91 منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں عبدالستار صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں عبدالستار رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

السلام علیکم!

میں 29-5-91 تا 5-6-91 ملک میں نہیں تھا۔ اس لئے ان دنوں کی چھٹی منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد بشیر صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد بشیر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری مورخہ 3-6-91 تا 5-6-91 کو اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ہوں۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید سلمان احمد گردیزی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید سلمان احمد گردیزی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

In continuation of previous aplication dated 3-6-1991, it is infomed that the undersigned is still suffering from illness at Bahawalpur. It is not yet possible for me to attend the Session.

I, therefore, request to kindly manage the grant of extension of my leave from 9-6-91 onward.

With kindest regards.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمود الرشید صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمود الرشید رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

السلام علیکم!

گزارش ہے کہ مجھے بہت ضروری کام سے دو دن کے لئے مورخہ 12 اور 13 جون کو لاہور سے باہر اسلام آباد جانا پڑا ہے۔ ان 2 دنوں کی رخصت عنایت فرمائیں۔ اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکوں گا۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب شاہد نذیر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب شاہد نذیر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Under personal circumstances I shall not be able to attend sessions of the Assembly form 8th June, to 16th June, 1991. Kindly sanction leave for the above said days i. e. form 8th June to 16th June 1991 and oblige.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب غلام سرور خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام سرور خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ایک ذاتی کام کی وجہ سے پنڈی جانا چاہتا ہوں۔ لہذا میں 13 جون کو اجلاس میں شرکت نہ کرسکوں گا۔ ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمود احمد صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمود احمد رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں گزشتہ روز سے نزلہ بخار وغیرہ میں مبتلا ہوں جسکی وجہ سے آج کے اجلاس میں شریک نہ ہو سکوں گا۔ جناب سے استدعا ہے کہ مورخہ 12-6-91 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔ ذاتی طور پر مشکور رہونگا۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد شفیق چودھری رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں ضروری کام کی وجہ سے مورخہ 15-6-91 کو اسمبلی میں حاضر نہ ہوسکا۔ مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں زاہد نیئن

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں زاہد نیئن رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب عالی!

مودبانہ گزارش ہے کہ میں ابھی تک سروس ہسپتال میں زیر علاج ہوں۔ از راہ کرم 15 جون 1991ء سے مزید رخصت تا صحت یابی منظور فرمائی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس اے حمید رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

جناب عالی!

گزارش ہے کہ میں کل مورخہ 91-6-11 کو ایک نہایت ضروری کام کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کرسکا۔ مہربانی کرکے میری ایک یوم کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمود احمد

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں محمود احمد رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میری طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے جس کی وجہ سے سروسز

ہسپتال میں زیر علاج ہوں۔ جناب سے استدعا ہے کہ مورخہ 91-6-15 تا 91-6-18 تک 4 یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسرت سلطان بی بی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مسرت سلطان بی بی صاحبہ، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

The undersigned is not feeling well since last night and unable to attend the Assembly Sessions as the Doctor has advised to take complete bed rest for 15, 16 & 17th June, 1991.

Kindly grant me leave for 15, 16 and 17th June, 1991 and ۸
exempt my presence form the Assembly.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم مشرف حسین صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مخدوم مشرف حسین رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have not been able to attend the session right from the
beginnig due to illness and I had applied for leave through a ۲
telegram uptil 6th june,1991. Then again on account my heavy per-
occupation,I remained away, Therefore, I request your honour for
leave, till the Session is ovre.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک طیب خان اعوان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک طیب خان اعوان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مورخہ 29-5-91 کو حاضر نہیں ہوسکا۔ رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ فوزیہ بہرام

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ فوزیہ بہرام رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 5-6-91 کے اجلاس میں اپنے ضروری کام کے سلسلے میں لاہور سے باہر ہونے کی وجہ سے شرکت نہ کر سکی۔ براہ مہربانی میری 5-6-91 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار اللہ یار خان ھراج: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر 29 ہے اس پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ اور وہ pending پڑی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی سردار صاحب اسے لاء منسٹر اور آپ کی مرضی سے pending رکھا ہوا ہے۔ Now we should take up Government Business. ...... مخدوم زادہ صاحب۔

منظور شدہ ضمنی اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 91-1990ء

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

وزیر خزانہ : جناب والا! میں منظور شدہ ضمنی اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 91-1990ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: منظور شدہ ضمنی اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 91-1990ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 92-1991ء

(جو ایوان کی میز پر رکھا گیا)

وزیر خزانہ : جناب والا! میں منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ 92-1991ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ بابت سال 92-1991ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

حسابات مالیات حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ بابت سال 89-1988ء

(جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)

وزیر خزانہ : جناب والا! میں حسابات مالیات' حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ بابت سال 89-1988ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: حسابات مالیات' حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ بابت سال 89-1988ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ مجلس حسابات عامہ نمبر1 کے سپرد کی جاتی ہے جو اس پر اپنی رپورٹ ایک سال کے اندر پیش کرے گی۔

تجارتی اداروں پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ بابت سال 89-1988ء

(جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)

وزیر خزانہ: جناب والا! میں حکومت پنجاب کے تجارتی اداروں پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ بابت سال 89-1988ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: حکومت پنجاب کے تجارتی اداروں پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ بابت سال 89-1988ء ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ مجلس حسابات عامہ نمبر2 کے سپرد کی جاتی ہے جو اس پر اپنی رپورٹ ایک سال کے اندر پیش کرے گی۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! آج جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہاؤس Prorogue ہو جائے گا۔ اور آج ہمارے بجٹ اجلاس کا آخری دن ہے۔ اس ایوان کی مہربانی سے بجٹ بھاری اکثریت سے منظور ہو چکا ہے۔ آج table ہو چکا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے جناب سپیکر! جناب قائد حزب اختلاف کا' معزز ایوان حزب اختلاف کا' اور معزز ممبران جو حکومتی بنچز پر تشریف فرما ہیں ان سب حضرات کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور ان کو یقین دلاتا ہوں ـــــ

MR. SPEAKER:- Time extended for ten minutes.

وزیر خزانہ: آپ کی وساطت سے بجٹ کے دوران جو انہوں نے اپنی تقاریر فرمائیں' جو سیر حاصل گفتگو اس ایوان میں ہوئی اور جو مفید تجاویز انہوں نے پیش کیں' محکمہ خزانہ ان پر غور کرے گا اور وہ ہماری رہ نمائی کا باعث بنیں گی۔ شکریہ جناب والا!

جناب ارشاد حسین میٹھی: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! یہ شیڈول جو ایوان کی میز پر رکھے گئے ہیں اور اسی طرح میں نے اس ہاؤس کے طریقہ کار کا جو مشاہدہ کیا ہے وہ ضابطے کے مطابق یہی ہے جس طرح سوالات کے جواب اگر اس مقررہ وقت میں متعلقہ وزیر نہ دے سکے تو ضابطے کے مطابق بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھے دیئے جاتے ہیں اور وہ باقاعدہ کارروائی کا حصہ بنتے ہیں اور پرنٹ ہوتے ہیں۔ جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کوئی سرکاری بل یا پرائیویٹ ممبر کی طرف سے آنے والا بل جو ایوان کی میز پر رکھ دیا جاتا ہے میری معلومات کے مطابق وہ پرنٹ نہیں ہوتا' ایوان کی کارروائی کا حصہ نہیں بنتا۔ میں چاہوں گا کہ اس بارے میں آپ رولنگ دیں یہ کس ضابطے اور قاعدے کے مطابق کیا جاتا ہے اور ایسا نہ کرنا آیا درست ہے؟

جناب سپیکر: یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسا نہ کرنا درست ہو۔ یہ تو ہونا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہو رہا ہے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی کے ارتکاب کا سوال ہی پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ نے جو رولنگ دی ہے وہ درست ہے۔ عملی طور پر آپ اس کا جائزہ لیں اور اس بارے میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر میں سٹینڈ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ سیٹھی صاحب! میں اس کا جائزہ لوں گا۔ فرید احمد پراچہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ آج ہمارے اجلاس کے آخری لمحات ہیں اور میں ایک اہم چیز کی طرف آپ کی وساطت سے توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ موجودہ سیشن اللہ کے فضل و کرم سے' آپ کے بہترین تدبر اور حسن تدبیر سے اور اسمبلی کے ممبران کی شمولیت کی وجہ سے بڑے ہی اچھے اور مستحسن انداز میں اختتام پذیر ہوا ہے تاہم ایک دو دنوں سے اخبارات میں پنجاب اسمبلی کے ممبران کے بارے میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ اپنے آپ کو قانون سے بالا تر سمجھتے ہیں اور ان کی جو جدوجہد ایک تحریک استحقاق پر ہوئی ہے وہ محض اس بات کے لئے ہے کہ وہ اپنے آپ کو قانون سے بالا تر سمجھتے ہیں اور یہ استحقاق چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کے تمام ممبران اس بات کو اچھی طرح سے سمجھتے ہیں کہ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ اصول قانون کا یہ اہم حصہ اس اسمبلی کے ممبران پر اچھی طرح سے واضح ہے کہ قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور کوئی بھی قانون سے اپنے آپ کو بالا تر نہیں سمجھتا ہم اس دین کو ماننے والے ہیں۔ جو دن میں پانچ مرتبہ اس بات کی تربیت دیتا ہے کہ:

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیرے دربار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اور دن میں پانچ مرتبہ ہمیں اس بات کی تربیت دیتا ہے کہ

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز!

اور اس بات کی بھی تربیت دیتا ہے کہ اگر ایاز پہلے آتا ہے تو اگلی صف کے اندر کھڑا ہو اور محمود بعد میں آتا ہے تو پچھلی صف میں کھڑا ہو۔ بلکہ اس بات کی تربیت دیتا ہوں کہ اگر سجدہ کرتے ہوئے عین اس جگہ پر جہاں ایاز کے پاؤں آئیں' عین ممکن ہے پچھلی صف میں کھڑے ہوئے محمود کا ہی سجدہ پڑ رہا ہو۔ اس دین کو ہم ماننے والے ہیں۔ اسلامی جمہوری اتحاد کا یہ منشور ہے۔ اس نقطہ نظر سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس اسمبلی کے اختتام کے موقع پر یہاں یہ اعادہ کرنا ضروری ہے کہ ہماری یہ ساری جدوجہد اس بارے میں نہیں تھی کہ ہم اپنے آپ کو قانون سے بالاتر سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایس۔ پی۔ ٹریفک کے اپنے بیان کے مطابق انہی شیشوں اور انہی کاغذ کے بارے میں ایک سو ممبران اسمبلی کے چالان کئے گئے' وہ اسی ایوان کے ممبران اسمبلی تھے۔ اور انہوں نے چالان بھی کروایا لیکن یہاں پر کوئی بات اس سلسلے میں نہیں کی۔ اگر اسمبلی اپنے آپ کو قانون سے بالاتر سمجھتی تو اس بارے میں بھی یہاں پر بات ہوتی۔ یہ ساری قانون کی حوصلہ شکنی کرنے کے لئے نہیں تھی۔ اسی طرح سے اس ایوان کے ایک رکن خالد محمود ... صاحب اس وقت بھی جیل کے اندر ہیں۔ اس اسمبلی کے اندر کوئی بات اس سلسلے میں نہیں کی۔ اسمبلی اس بات کے تقدس کو سمجھتی ہے اور اس کو سمجھ کر ہی اس اسمبلی میں جو بات ہوئی تھی وہ ایک رویے کے بارے میں ہے۔ کسی قانون کے استفسار کے بارے میں نہیں تھی۔ کہ ایک ... سوال کیوں لیا گیا کہ اس نے شیشے لگائے ہوئے ہیں بلکہ ایک رویہ جو پولیس کا تھا' جس ... کے مطابق اس نے ایک شریف شہری کے ساتھ وہ ممبر اسمبلی نہ بھی ہوتا' ایک شریف شہری کے ساتھ انتہائی ہتک آمیز اور اہانت آمیز سلوک کیا۔

جناب سپیکر! جہاں تک یہ بات ہے کہ یہ کہا گیا کہ ممبران اسمبلی اس وقت نہیں بولے ... سے پہلے لوگوں کے ساتھ' عام شہریوں کے ساتھ ظلم ہوتا تھا۔ تو یہ ایوان گواہ ہے کہ اس ... کے دوران یہاں پر پنجاب پولیس کے رویے کے بارے میں اور تھانوں کے اندر جو کچھ ہو رہا ... بارے میں انتہائی سخت ترین الفاظ میں اس ایوان سے بحث کی ہے۔ اسی طرح آج ... اجلاس اختتام پذیر ہو رہا ہے تو آپ کے پاس تحاریک التواء موجود ہیں۔ ... 372 تحاریک التواء پولیس کے خلاف ہیں۔ ... ایوان اس پر ... ہے۔ صرف اس وجہ سے ایک ہمارے ممبر کے ساتھ اگر بات ہوئی ہے تو ہم نے اس بارے ... بات یا اظہار کیا ہے' نہیں۔ بلکہ پورے رویے کے خلاف ایک ادارا تھا جو لوگوں کے ... اور جو علاقوں کے اندر پولیس کے رویے کے بارے میں تھا اور ہمارے ممبران اسمبلی نے ...

کردار ادا کیا اور جس انداز سے انہوں نے اس معاملے کی سنگینی کو محسوس کرتے ہوئے ایک عام اور شریف شہری کے معاملے کو اٹھاتے ہوئے انہوں نے کیا۔ اس بارے میں ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے کردار کو صحیح طور پر انجام دیا ہے۔ یہ بات بھی ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم کسی سے کوئی ایسا استحقاق طلب نہیں کرتے جس استحقاق کی وجہ سے ہم اپنے آپ کو قانون سے بالا تر اور بالا دست سمجھیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر! جناب سپیکر! جس معاملے پر فرید احمد پراچہ صاحب نے اظہار خیال کیا ہے' بلاشبہ یہ معاملہ اس ایوان کے استحقاق کے بارے میں تھا۔ چونکہ اس میں ہم نے بھی اپنے تمام بھائیوں کا ساتھ دیا تو اس لئے میں اجازت چاہوں گا کہ اس پر میں بھی بات کروں۔

جناب سپیکر: ہم سب کی طرف سے یہ بات کافی نہیں ہوگی؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! انہوں نے جو فرمایا ہے کہ اس طرح سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے میں اس میں اپنا نقطہ نظر بھی شامل کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کم از کم دس پندرہ منٹ بات کی ہے......

جناب سپیکر: انہوں نے تین منٹ بات کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: تین منٹ سے تو زیادہ بات کی ہے۔ بہرحال میں چار پانچ منٹ میں اپنی بات ختم کروں گا۔ میں اپنی گھڑی دیکھ رہا تھا.....

جناب سپیکر: مقصد یہ ہے کہ آج ہاؤس Prorogue ہوتا ہے۔ اور ہاؤس Prorogue اچھے جذبات کے ساتھ ہونا چاہیے۔ کوئی متنازعہ بات نہیں ہونی چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان: کوئی متنازعہ بات نہیں ہوگی۔ جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اس ایوان کے کسی بھی معزز رکن کے استحقاق کا جب بھی کوئی سوال پیدا ہوگا ہم اسی طرح سے انشاء اللہ تعالیٰ ساتھ دیں گے جس طرح ہم نے پہلے ساتھ دیا ہے (نعرہ ہائے تحسین) لیکن جناب سپیکر! میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے دو ممبران کے ساتھ ایک اے ایس آئی نے ایک تھانیدار نے زیادتی کی۔ پنجاب گورنمنٹ نے ایوان کے تقدس کو بحال کرنے کے لئے اس

زیادتی کے خلاف ایکشن لیا۔ لیکن اس ایکشن کے بعد اخبارات میں باقاعدہ ایس پی کا بیان شائع ہوا۔ باقاعدہ اس اے ایس ائی کے فوٹو چھپے اور باقاعدہ اسے ہیرو بنا کر پیش کیا گیا۔ بات یہ ہے کہ اخبارات والوں نے اس اے ایس ائی کی فوٹو کوئی گھر سے لاکر نہیں لگا دی یا ایس پی کا اخباری بیان انہوں نے اپنے پاس سے نہیں لگوا دیا۔ اس ایس پی نے باقاعدہ بیان دیا اور اس اے ایس آئی نے باقاعدہ اپنے فوٹو کھینچوائے اور باقاعدہ انہوں نے اس قسم کا بیان جاری کیا۔ جس سے یہ صورت حال سامنے آئی کہ جیسے پولیس ڈیپارٹمنٹ جو ہے وہ اسمبلی کے ساتھ ایک بالکل متوازی بلکہ اس سے بڑھ کر ادارے کے طور پر اپنے حقوق کا تحفظ کر رہا ہے یا اپنی جنگ لڑ رہا ہے تو اس میں اخبارات کا قصور نہیں۔ اس میں قصور اس گورنمنٹ کا ہے جو اگر اپنی ایک ایجنسی کے خلاف ایکشن لیتی ہے تو اس ایجنسی کے افراد اس حد تک بڑھے ہوئے ہیں کہ وہ اس کے ایکشن کو غلط ثابت کرنے کے لئے ہر قسم کا بیان دیتے ہیں۔ اس لئے میں اس مرحلہ پر یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں کہ ایسی حکومت کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس صوبے پر حکومت کرے۔ اسے چاہیئے کہ وہ فی الفور استعفیٰ دے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔ رانا صاحب! یہ بات اچھے Taste میں نہیں جا رہی (قطع کلامیاں) یہ پوائنٹ آف آرڈر! پر آپ بات کر رہے ہیں (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز' آرڈر پلیز' رانا صاحب پولیس کے ذکر کو ختم ہونا چاہیئے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ ایس پی صاحبان اور پولیس افسران کو پریس کانفرنسیں کرانی ہم نے نہیں سکھائیں۔ یہ پورے ہاؤس کو پتا ہے کہ کون لوگ آئی جی اور ان لوگوں کو سیاست میں لائے۔ کن لوگوں نے سیاست میں ان لوگوں کو استعمال کیا۔ کن لوگوں نے ان کو پریس کانفرنس میں آگے بٹھایا۔ اور کن لوگوں نے ان کو ان باتوں کی عادت ڈالی۔ اور آج آپ دیکھ لیں۔ پولیس والوں کے پاس سے گزریں ان کی باتیں سن لیں وہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں۔ ☆☆ ☆☆ ☆☆ ☆☆ ☆☆ ☆
☆ ☆☆ ☆☆ ☆☆ ☆☆ ☆☆ ☆☆ ☆☆ ☆☆ ☆☆

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز' رانا صاحب۔ I am Sorry
This is not a point of order. (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔ شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔ رانا صاحب آپ بھی تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز آرڈر پلیز شیخ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ شیخ صاحب! Take your seat please رانا صاحب تشریف رکھیں۔ میں یہ

☆☆ بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے

کہوں گا کہ رانا صاحب نے باوجود اپنی Commitment کے اس وقت ہاؤس کو Prorogue کرنے سے پہلے ان کو یہ بات نہیں کرنی چاہیئے تھی اور رانا صاحب کی بات کا جو آخری حصہ ہے اس کو میں اس کارروائی سے expunge کرتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر آبپاشی و قوت برقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب والا! ہاؤس کو Prorogue کرنے سے پہلے کچھ رپورٹ ٹیبل کرنے کی اجازت چاہونگا۔

جناب سپیکر: جی رپورٹ کس چیز کی ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب والا! یہ ہاؤس کے ایک فاضل رکن نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی تھی لاہور شہر میں پانی کی قلت کے بارے میں واسا کے متعلق تھی' وہ میٹنگ ہو چکی ہیں اور اس وقت صورت حال normal ہو چکی ہے اس کی رپورٹ میں پیش کرتاہوں۔

جناب سپیکر: جی وزیر آبپاشی و قوت برقی کی طرف سے رپورٹ پیش کی گئی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر! میں فاضل رکن کے جواب میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ جناب والا! ہماری حکومت کے بارے میں بات کی گئی ہے اس لئے آپ مجھے اجازت دیجئے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! میں نے ان کے الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں۔ اس سے بڑی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟ (قطع کلامیاں)

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! آپ نے ان کے الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے ہیں لیکن میں یہ کہوں گا کہ ہماری حکومت ایک مقبول ترین حکومت ہے۔(قطع کلامیاں)ہماری حکومت شریف بھی ہے مضبوط بھی ہے اور حوصلہ رکھتی ہے کہ وہ اپنے اختیارات کو عوام کے' صوبے کے' ارکان اسمبلی کے مفاد میں استعمال کرے۔ جناب والا! میں یہ کہنا چاہتاہوں کہ رانا صاحب و یہ مطالبہ کرنے سے پہلے سوچنا چاہیئے تھا کہ یہ کس حکومت سے کس وزیر اعلیٰ سے استعفیٰ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ وزیر اعلیٰ ہمارے طبقے سے ہیں اوراللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ تمام معزز ایوان صرف گنتی کے چند لوگوں کے علاوہ بلکہ اگر دل سے پوچھیں تو ان کی بھی حمایت اور تائید ہمارے وزیر اعلیٰ کے ساتھ ہے تو ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے۔ جناب اللہ کا کرم ہے ہماری حکومت مضبوط ہے اور اس کا آئینی اور قانونی جو حق ہے ہم نے اس کے اختیار میں دیا ہے ہم پارٹی ڈسپلن کی پابندی کریں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں گے؟ شاہ صاحب!

Will you please take your seats.

غلام سرور خان صاحب! اب اس بات کو بڑھایا نہ جائے۔ (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز آرڈر۔ پلیز شاہ صاحب، آپ کیا کر رہے ہیں؟ غلام سرور خان صاحب

Will you please take your seat?

Please take your seat.

(قطع کلامیاں) شیخ طاہر رشید صاحب Please take your seat شیخ طاہر رشید صاحب کے ساتھ جو صاحبان بیٹھتے ہیں وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ شیخ صاحب کو وہ تحمل سے اور بردباری سے بیٹھنے دیں۔ (قطع کلامیاں) شیخ صاحب اگر اٹھیں تو ... میں محمد بوٹا صاحب سے پوچھوں گا کہ ان کو کیوں آپ نے اٹھنے دیا۔ میں ٹائم تین منٹ کے لئے extend کرتا ہوں اور اس پر فرید احمد پراچہ صاحب نے اور رانا صاحب نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھائے ہیں اس پر میں ایک فقرے میں اپنی رولنگ دینا چاہوں گا اور وہ یہ کہ اس ملک میں رہتے ہوئے کوئی بھی شخص قانون سے بالا تر نہیں ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور ہمارا یقین اور ہمارا ایمان ہے کہ قانون ساز اداروں میں بیٹھنے والے قانون ساز لوگ یہ بھی قانون سے بالا تر نہیں ہے۔ اور نہ ہم قانون سے بالا تر اپنے آپ کو سمجھتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس لئے اس بارے میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیے۔ میں اس اجلاس کے دوران آپ کو آپ کی زبردست contribution پر آپ کی تشریف آوری پر اور اجلاس میں بیٹھنے پر اور بجٹ اجلاس کے دوران نہایت عمدہ انداز سے اس میں شمولیت کرنے پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور سیمینار جو legislative process پر اسمبلی سیکرٹریٹ نے کیا اس نے اس میں جتنی دلچسپی ظاہر کی آپ نے اس میں شرکت کی اس کو کامیاب بنایا میں اس پر بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور معزز خواتین حضرات آپ نے اس اجلاس میں حسن کارکردگی کی ایک نئی تاریخ مرتب کی ہے اور آپ کے حسن کارکردگی کی نئی تاریخ جو آپ نے مرتب کی ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں پاکستان کی تمام اسمبلیوں کی تاریخ میں، اس میں نیشنل اسمبلی بھی شامل ہے اور اس میں دیگر تینوں صوبوں کی ہماری صوبائی اسمبلیاں بھی شامل ہیں ان میں کوئی بجٹ اجلاس ایسا نہیں ہوا کہ اس بجٹ اجلاس کے دوران ایک دفعہ بھی کورم نہ ٹوٹا ہو۔ یہ پنجاب اسمبلی کا اعزاز ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ آپ کی احساس ذمہ داری اور آپ کے حسن کارکردگی کا بین اور ٹھوس ثبوت ہے کہ تمام

اجلاس کے دوران ایک دفعہ بھی پنجاب اسمبلی کا کورم نہیں ٹوٹا۔ میں اس پر دلی طور پر آپ سب صاحبان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ لوگ جلد اپنے electorates کی خدمت پر مامور ہو جائیں اور ہم اپنے عوام کی خدمت میں دن رات وقف کریں اور عید کی خوشیاں آپ کو مبارک ہوں اور آخر میں اجلاس کے اختتام کے لئے جناب گورنر کے احکامات پڑھ دیتا ہوں۔

In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I, Mian Muhammad Azhar, Governor of the punjab, hereby prorogue the provincial Assembly of the punjab with effect on and from Wednesday, the 19th June, 1991 after the completion of business on that day

خدا حافظ۔

(اس مرحلہ پر اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)